الصَّرفُ اُمُّ العُلُومِ وَالنَّحوُ اَبُوهَا

بدرُ السّعید

شرح اُردو

نحو میر

مع اضافاتِ جدیدہ

اغراض، تشریح، علامات، قواعد

از افادات

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء

حضرت مولانا عبدالہادی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ امدادیہ سبزل روڈ کوئٹہ

ترتیب و تدوین

شیخ النحو والمنطق حضرت مولانا

قاضی سعید احمد الحسنی مدظلہ العالی

فاضل دارالعلوم کراچی و صدر مدرس جامعہ دارالعلوم کورکی منگچر ضلع قلات

ناشر

مکتبہ دارالعلوم کورکی

منگچر ضلع قلات بلوچستان

اَلصَّرْفُ أُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ أَبُوْهَا

بدر السعید

شرح اردو

نحو میر

مع اضافات جدیدۃ

اغراض تشریح علامات قواعد

از افادات

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الهادی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ امدادیہ سبزل روڈ، کوئٹہ

ترتیب وتزئین

شیخ النحو والمنطق حضرت مولانا

قاضی سعید احمد الحسنی مد ظلہ العالی

ناشر

مکتبہ دار العلوم کورکی منگچر ضلع قلات، بلوچستان

رابطہ نمبر:0331-8102050 0310-8584634

نام کتاب : "بدر السعید" شرح نحو میر
تالیف : قاضی سعید احمد الحسنی مدظلہ العالی
طبع اوّل : رجب المرجب 1434ھ
طبع خامس : شوال المکرم 1442ھ
تعداد : 1200

ملنے کے پتے

مکتبہ اشرفیہ، کانسی روڈ کوئٹہ
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
مکتبہ مکہ، کچلاک
مکتبہ حنفیہ، سہراب گوٹھ، کراچی

فہرست کتاب

تقریظ

استاذ العلماء، فخر الاماثل، شہنشاہِ تدریس، جامع المعقول والمنقول

استاذنا مولانا عبد الہادی صاحب مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ امدادیہ سبزل روڈ کوئٹہ

نحمده ونصلّي على رسوله الكريم

أَمَّا بَعْدُ:

"نحو میر" کی اہمیت اور افادیت سے اساتذہ کرام اچھی طرح واقف ہیں، اس کتاب کو اگر صحیح محنت کے ساتھ پڑھایا جائے تو علم نحو میں مکمل رہنمائی حاصل ہو گی۔

عزیزم مولانا قاضی سعید احمد کئی سالوں سے اس بنیادی کتاب کو نہایت مفید اور تفصیلی انداز سے پڑھا رہے ہیں۔ عرصہ دراز کے تجربات کے بعد اس کی اردو شرح "بدر السعید" کے نام سے تصنیف کی ہے۔ قاضی صاحب کی شرح کو مختلف مقامات سے دیکھا، بہت بہترین شرح ہے۔ زبان سلیس، انداز آسان اور عبارتِ "نحو میر" کو حل کرنے کے لیے ایک لاجواب شرح ہے۔ ہر درجہ کے طلباء کے لیے ایک بہترین شرح ہے۔ اور "نحو میر"، "ہدایۃ النحو" اور "کافیہ" پڑھانے والے اساتذہ کے لیے بھی ایک مفید اور معاون شرح ہے۔

میری دعا ہے کہ یہ شرح میرے لیے، قاضی صاحب کے لیے اور دیگر متعلقین کے لیے ذریعۂ نجات بن جائے۔

آمین ثم آمین

عبد الہادی

تقریظ

رئیس الاتقیاء، ولی کامل، پیر طریقت، شیخ الحدیث

حضرت مولانا نورالحق صاحب نوّر اللہ مرقدہ

جامعہ قاسم العلوم، زردغلام، منگچر، ضلع قلات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

أمّا بَعْدُ:

بندہ احقر نے مولوی سعید احمد صاحب کی کتاب "بدرالسعید" شرح اردو نحو میر کو مختلف مقامات سے دیکھا، الحمد للہ شرح "نحو میر" کے حل کے لیے کافی وافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم عنایت فرمائیں اور متعلمین کو فائدہ لینے کی توفیق عطا فرمادیں۔ (آمین)

بندہ:
احقر نورالحق
مدرس مدرسہ قاسم العلوم
زردغلام، منگچر
رجب 1433ھ بمطابق 30 مئی سنہ 2012ء

تقریظ

استاذ العلماء، جامع المعقول والمنقول، محقق العصر، غزالی زمان، رازی دوران شیخ الحدیث

حضرت مولانا قاضی حمید اللہ جان صاحب

مہتمم مظاہر العلوم، گجرانوالہ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب کی تصنیف "بدر السعید" نہ صرف طلباء کرام کے لیے نافع ہے، بلکہ معلمین کے لیے بھی نافع ہے۔ اور نہ صرف "نحو میر" کے لیے کافی ہے، بلکہ "ہدایۃ النحو"، "کافیہ" کے لیے بھی وافی ہے۔ اور نہ صرف "شرح جامی" کے لیے شافی، بلکہ پورے فن کے لیے ساری ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ طلباء کرام اس سے استفادہ کریں اور معلمین افادہ کریں۔ (آمین)

خویدم:

حمید اللہ عفی عنہ

تقریظ

استاذ العلماء، نمونۂ اسلاف، امام الصرف والنحو استاذنا

حضرت مولانا عبید اللہ خضداری صاحب مدّ ظلہ العالی

مہتمم دارالعلوم حمادیہ، خضدار بلوچستان

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم

أمّا بعد:

اہل علم حضرات بخوبی واقف ہیں کہ "نحو میر" کو علم نحو میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور مسلسل شاملِ نصاب ہے۔ برادر محترم حضرت مولانا قاضی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے قابل قدر اضافہ فرماکر شائقین کے لیے علمی استعداد پیدا کرنے اور عربی تراکیب میں مہارت حاصل کرنے کی راہ ہموار کردی۔

"بدرالسعید" ایک عظیم شاہکار ہے، کتاب کا ہر صفحہ لعل وجواہر پر مشتمل نحوی دقائق ولطائف کا خوب صورت گلدستہ ہے۔

حق تعالی سے دعا ہے کہ یہ کتاب معلمین ومتعلمین کے لیے مفید اور مؤلف کے لیے مزید علمی نقوش کا سنگ میل ثابت ہو۔

عزیز برادرم قاضی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت قابلِ ستائش وارد ہے۔

فجزاه الله خير الجزاء في الدارين

کتبہ:

عبدہ محمد عبید اللہ عفااللہ عنہ خضداری

حال مقیم دارالعلوم خضدار بلوچستان

تقریظ

رئیس الاتقیاء، ولی کامل، محبوب العلماء والصلحاء، استاذ العلماء حضرت

مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ العالی

مہتمم ومدرس جامعہ محمدیہ ومدنیہ جدید لاہور

نحمدہٗ ونصلّی علی رسولہ الکریم

أمّا بعد:

اللہ رب ذوالجلال کا بہت بڑا احسان اور فضل وکرم ہے کہ انہوں نے اپنے دین مبین کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے، جیسے ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۝﴾ اور عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا یوں انتظام فرمایا کہ اپنے دین مبین کے تمام شعبوں کی حفاظت کے لیے اہلِ حق کی ایک جماعت کو چن لیا، جو قیامت تک دینِ مبین کے تمام شعبوں کی پاسداری کا فریضہ سرانجام دیتی رہے گی۔

اہلِ حق کے انہی خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک نیک ہستی حضرت مولانا قاضی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ہے، جنہوں نے مدارس میں مبتدی طلباء کرام کو پڑھائی جانے والی مقبول عند اللہ کتاب "نحو میر" پر اپنے اساتذہ کرام کے افادات کو "بدر السعید" کے نام سے عمدہ انداز میں مرتب کیا ہے۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت استاذوں کی اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اپنی رضا وخوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنادے۔(آمین ثم آمین)

محتاجِ دعا

محمد حسن عفی عنہ

تقریظ

ولی بن ولی، فاضل نوجوان

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب

پیر شریف سندھ

نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم

أمّا بعد:

زیر نظر مجموعہ "بدر السعید" جسے مولانا سعید احمد صاحب نے مرتب کیا ہے، "نحو میر" کی بہترین اور مفصل شرح ہے۔ امید ہے کہ طلباء کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی کوشش قبول فرمائیں اور انہیں اجرِ جزیل عطا فرمائیں۔ (آمین)

محتاجِ دعا:

مولانا عبدالرشید

انتساب

بندہ اپنی اس کاوش کو منسوب کرتا ہے، انگریزی استعمار کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں روشن ہونے والے پہلے چراغ کی امین چند درس گاہوں

دار العلوم کورکی منگچر

جامعہ قاسم العلوم، زرد غلام جان منگچر

شاہی مسجد دار التوحید اسٹیشن نوشکی

کے نام، جن میں بندہ کو اکتسابِ فیض کا موقع ملا۔

جملہ اساتذہ کرام کے نام اور خصوصًا

جامع المعقول والمنقول، حضرت مولانا عبد الہادی صاحب مدظلہ

اور

پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا نور الحق دامت برکاتہ

اور

حکیم مولوی غلام اللہ صاحب مدظلہ العالی

جن کے دامنِ تربیت اور سایہ شفقت میں رہ کر بندہ اس علمی کاوش کے قابل ہوا۔

اور

والدین مکرمین

جن کی دعاؤں نے میری اداؤں، جن کی وفاؤں نے میری جفاؤں اور جن کی سزاؤں نے میری خطاؤں کو سنوارا اور میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکا۔

اور جملہ علماء نحو کے نام جن کی شبانہ روز کاوشوں سے یہ دولت ہم تک پہنچی۔

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَرْفُوْعِ شَأْنُهُ الْمَنْصُوبِ بُرْهَانُهُ الْمَجْرُورِ سُلْطَانُهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ الْمَجْزُومِ خِتَامُهُ، وَعَلَى آلِهِ الْمَخْتُومِ عَلَيْهِمْ رِضْوَانُهُ.

أَمَّا بَعْدُ:

بندہ ناچیز اللہ تعالی کا نہایت شکر گزار ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو معروف علمی مرکز دار العلوم کورنگی میں شیخ المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الہادی صاحب مدظلہ العالی سے شاگردی کا تعلق نصیب فرمایا۔ نیز اسی مادر علمی میں تدریسی خدمات سر انجام دینے کا موقع بھی عطا فرمایا۔

بندہ کئی سالوں سے بلاناغہ "نحو میر" کو بطرز استاذ صاحب پڑھا رہا ہے۔ دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ استاذ صاحب کی تقریرات کو اور دیگر قواعدِ نحویہ مفیدہ جو کہ مختلف کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں، مرتب کر کے شرح کی شکل میں شائع کیا جائے۔ تاکہ طلباء کرام کے لیے سہولت ہو اور افادہ عام ہو۔ اس شرح کا نام "بدر السعید" رکھا گیا۔

اللہ تعالی کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس شرح کو ہر پڑھنے، پڑھانے والوں کے لیے نافع بنادیں۔ میرے اور میرے استاذ کے لیے سعادتِ دارین و نجاتِ دارین کا ذریعہ گردانیں۔

اگر شرح میں کسی قسم کی غلطی یا کمی بیشی ہو تو از راہ کرم مطلع فرمادیں تاکہ اگلے چاپ میں اس کی تصحیح قابل عمل ہو سکیں۔

فقط:

بندہ ناچیز:

سعید احمد عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ہے۔

تحقیق وتشریح: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ:

حمد میں چار باتیں ہیں:

۱۔ حامد (تعریف کرنے والا) ۲۔ محمود (جس کی تعریف کی جائے) ۳۔ محمود علیہ (جس بات پر تعریف کی جائے) ۴۔ محمود بہ (جن الفاظ کے ذریعے تعریف کی جائے)۔

یہاں حامد مصنفؒ ہیں، محمود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، محمود علیہ تصنیف ہے، محمود بہ «اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ إلخ» کے الفاظ ہیں۔

حمد کی تعریف:

کسی کے عمدہ اختیاری فعل پر زبان سے تعریف کرنا، چاہے نعمت کے مقابلے میں ہو یا نہ ہو، جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ۔

اللہ:

لفظ اللہ ایسی ذات کا علم ہے جو کہ واجب الوجود ہے اور تمام صفات کمالیہ کو جمع کرنے والی ہے۔

ربّ:

لفظ ربّ میں تین احتمالات ہیں:

۱۔ لفظ رَبٌّ باب نصر سے مصدر ہے، اصل میں رَبْبٌ تھا، بمعنی پرورش کرنا اور پالنا، پھر باء کا باء میں متجانسین کے قانون سے ادغام کیا تو رَبٌّ ہوا۔

۲۔ لفظ رَبٌّ اسم فاعل کا صیغہ ہے، اصل میں رَابِبٌ تھا، بمعنی پرورش کرنے والا (مربّی) تخفیف کے لیے الف کو حذف کیا گیا اور پہلی باء کو ساکن کرکے دوسری باء میں متجانسین کے قانون سے ادغام کیا تو ربّ ہوا

۳۔ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، اصل میں رَبِبٌ تھا، بمعنی مالک، پھر باء کا باء میں متجانسین کے قانون سے ادغام کیا تو رَبٌّ ہوا۔

فائدہ: صفت مشبہ کے اوزان میں سے سب سے زیادہ مشہور فعیل کا وزن ہے، مگر صفت مشبہ کے اور بھی بہت سے اوزان ہیں، صرف بہائی کے حاشیہ میں دو سو چالیس (۲۴۰) اوزان لکھے ہیں جو اہل عرب سے مسموع ہیں اور لفظ رب ان میں سے ایک ہے۔ (لواء الهدیٰ:28)

الْعَالَمِينَ:

عالمین عالَم (بفتح اللام) کی جمع ہے، لغت میں ہر اس چیز کو عالَم کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے دوسری چیز معلوم ہو اور اصطلاح میں عالَم کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا، جو اللہ کی ذات اور اس کی صفات کے علاوہ ہو۔

فائدہ:

عالَم اسم آلہ کا سماعی صیغہ ہے جس کا معنی ہے، علم کا ذریعہ اور آلہ، اور عالَم وجودِ صانع کے علم کا ذریعہ اور آلہ ہے۔ (لواء الهدیٰ:28)

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ:

اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

فائدہ:

العاقبة کا الف لام یا تو مضاف کے عوض ہے، یعنی حُسْنُ الْعَاقِبَةِ، یا پھر عہدی ہے، معیّن عاقبت مراد ہے، یعنی الْعَاقِبَةُ الْحَسَنَةُ، اس لیے العاقبة کا ترجمہ اچھا انجام کیا گیا۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ: یعنی نیکی آخرت میں ثابت ہے پرہیز گاروں کے لیے، نہ کہ تمام عالم کے لیے۔

سوال: الْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ کا معنی ہے کہ انجام صرف متقیوں کے لیے ہے، حالاں کہ مطلق انجام تو سب کے لیے ہے، پھر متقین کا خاص ذکر کیوں کیا؟

جواب: العاقبة میں الف لام عوضی ہے، جو مضاف کے عوض میں آیا ہے، جو یہاں محذوف ہے۔ اصل عبارت «حُسْنُ الْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ» ہے۔ بمعنی: اچھا انجام صرف متقین کے واسطے ثابت ہے، یعنی خاص انجامِ خیر مراد ہے۔

الصلوۃ: صَلوٰۃٌ اصل میں صَلَوَۃٌ فتحات ثلاثہ کے ساتھ تھا۔ واو کو قال کے قانون سے الف کے ساتھ تبدیل کیا تو

لغت میں دعا کو کہتے ہیں۔

عبارت ہے نماز سے، جو کہ دن، رات میں مکلف پر پانچ مرتبہ فرض ہے۔ اس میں کمی اور زیادتی ناجائز ہے۔

فائدہ: صلوۃ باعتبار فاعل مندرجہ ذیل تین قسم پر ہے:

(1) اگر منسوب ہو اللہ کی طرف تو اس سے مراد رحمت کاملہ ہے۔

(2) اگر منسوب ہو ملائکہ کی طرف تو اس سے مراد استغفار ہے۔

(3) اگر منسوب ہو مؤمنین کی طرف تو اس سے مراد دعا ہے۔ یعنی طلب تعظیم ہے اللہ تعالی سے باعلاء دینہ وابقاء شریعتہ۔

فائدہ: صلوۃٌ اسم مصدر کا صیغہ ہے باب تفعیل (صَلّٰی یُصَلِّیْ) سے، اس کا مصدر تَصْلِیَۃٌ آتا ہے۔ اور صَلوٰۃٌ اس کا اسم مصدر ہے، نہ کہ مصدر۔

والسَّلَامُ: سلامٌ یہ اسم مصدر ہے، نہ کہ مصدر۔ اور (سَلَّمَ یُسَلِّمُ) جو کہ باب تفعیل ہے اس کا مصدر تسلیمٌ آتا ہے، نہ کہ سَلَامٌ۔ سلامٌ لغت میں «اَلنَّجَاۃُ عَنِ الْعَیْبِ» کو کہتے ہیں۔

اور اصطلاح میں: «اَلسَّلَامَۃُ عَنْ کُلِّ مِحْنَۃٍ وَمُشَقَّۃٍ وَبَلَاءٍ فِی الدَّارَیْنِ»۔

خَیْرِ خَلْقِہٖ: خیرٌ اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اصل میں أَخْیَرُ تھا۔ تو ہمزہ قطعی کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا، تو اس کے بعد ہمزہ کا مابعد ساکن رہ گیا۔ حرکت یاء کو ماقبل کی طرف منتقل کیا تو خَیْرٌ ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ یاء کی حرکت جو ماقبل کو دی گئی ہے یہ ابتداء بالسکون محال ہونے کی وجہ سے دی گئی ہے، ورنہ یُقَالُ کا قانون جس میں واؤ اور یاء کی حرکت جو ماقبل کو دیتے ہیں، اس کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ واؤ اور یاء ایسے اسم کے اندر نہ ہوں جو أَفْعَلُ کے وزن پر ہو۔ اور یہ أَخْیَرُ بھی أَفْعَلُ کے وزن پر ہے۔ (لواء الھدی:38)

خَلْقِ: خلقٌ یہ مصدر کا صیغہ ہے اور مبنی للمفعول ہے، یعنی «مَخْلُوقٌ» کے معنی میں ہے۔

مُحَمَّدٍ: محمّد اسم عربی ہے، باب تفعیل کا اسم مفعول ہے۔ بروزن «مُفَعَّلٌ» اور یہ نام منقول ہوا ہے صفت سے اور اب علم ہے۔

وَآلِهٖ: آلِہٖ میں ضمیر مجرور راجع ہے محمد ﷺ کی طرف۔

آلْ کے متعلق ابحاث

اول تحقیق صیغوی: آل اسم جمع ہے۔

فائدہ: اسم جمع وہ اسم ہے جو کہ متضمن ہو جمع کے معنی کو، مگر اس کے لیے اپنے لفظ اور مادہ سے مفرد نہ ہو۔ جیسے لفظ «قَوْمٌ» کہ اسم جمع ہے اور اپنے لفظ سے اس کے لیے مفرد نہیں آتا۔

دوسری تحقیق باعتبار اصل: باعتبار اصل آل میں اختلاف ہے۔

علامہ سیبویہ ؒفرماتے ہیں کہ آل اصل میں «أَهْلٌ» تھا۔ ہاء کو ہمزہ سے تبدیل کیا گیا تو أَأْلٌ ہوا۔ پھر دوسرے ہمزہ کو آمِنُ والے قانون سے الف سے تبدیل کیا تو آلْ ہوا۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ اس کی تصغیر «أُهَيْلٌ» آتی ہے۔ اور تصغیر شیء کو اس کی اصل کی طرف رد کرتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی اصل أَهْلٌ ہے۔

امام کسائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اصل میں أَوَلٌ تھا۔

اس کی دلیل بھی تصغیر ہے کہ اس کی تصغیر أُوَيْلٌ آتی ہے۔ اور امام کسائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو أُهَيْلٌ تصغیر ہے یہ أَهْلٌ کی ہے نہ کہ آلْ کی۔ اور أَهْلٌ اور آلْ الگ الگ الفاظ ہیں۔ اور ہر ایک کی اپنی اپنی تصغیر ہے۔ امام کسائیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا جو کہہ رہا تھا: «آلٌ أُوَيْلٌ، أَهْلٌ أُهَيْلٌ»۔

تیسری تحقیق باعتبار فرق: أَهْلٌ عام ہے آلْ سے مندرجہ ذیل تین وجوہ کی بناء پر۔

(1) پہلا فرق یہ ہے کہ آلْ کی اضافت خاص ہے ذوی العقول کے ساتھ، بخلاف أَهلْ کے کہ وہ عام ہے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کی طرف مضاف ہو سکتا ہے۔

(2) دوسرا فرق یہ ہے کہ لفظ آلْ ذوی العقول ذکور (مذکر) کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا «آلُ فاطمة» نہیں کہا جا سکتا، بخلاف أَهلْ کے۔

(3) تیسرا فرق یہ ہے کہ آلْ ایسے ذکور میں استعمال ہوتا ہے جو صاحب القدر اور صاحب المرتبہ ہوں۔ لہذا «آلُ حجّامٍ» نہیں کہا جا سکتا، بخلاف أَهلْ کے کہ وہ عام ہے۔

چوتھی تحقیق باعتبار مصداق و معنی

آلؐ میں باعتبار مصداق و معنی اختلاف ہے کہ اس سے کون مراد ہیں؟

تو اس میں مندرجہ ذیل پانچ مذاہب ہیں:

(1) آلؐ بمعنی اتباع کے ہے۔ یہ جابر بن عبد اللہؓ اور سفیان ثوریؒ کا مذہب ہے۔

(2) آلؐ سے مراد بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہیں۔ یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

(3) آلؐ سے مراد فقط بنو ہاشم ہیں۔ یہ امام ابو حنیفہؒ اور بعض مالکیہ کا قول ہے۔

(4) آلؐ سے مراد ازواج مطہرات، اولادِ داماد اور ان کی اولاد ہیں۔

(5) آلؐ سے مراد اہل بیت فی الجملہ ہیں۔

فائدہ: چوں کہ آلؐ بمعنی اتباع کے بھی آتا ہے تو اس معنی کی بناء پر صحابہ کرامؓ آل میں داخل ہیں۔ لہذا ان کو علیحدہ نہیں ذکر کیا۔

أَجْمَعِينَ: یہ تاکید معنوی ہے آلؐ کے لیے، جو کہ مفید ہے احاطہ اور شمول کے لیے۔

اِمّا بعد، بداں کہ اِرشدکَ اللہ تعالی کہ این مختصریست مضبوط در علم نحو کہ مبتدی را بعد حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق وضبط مہمات تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب عربی رانماید. و بزودی در معرفت اعراب و بناو سواد خواندن توانائی دہد، بتوفیق اللہ تعالی و عونہ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض تین چیزوں کو بیان کرنا ہے: (1) طالب علم کے لیے دعا (2) تعیینِ فن (3) کیفیت مصنَّف۔

تحقیق و تشریح: اَمّا بعد کے ذیل میں عام طور پر چار چیزیں بیان کی جاتی ہیں: (1) ترجیح متن (2) تعیین فن (3) کیفیت مصنَّف (4) باعث تصنیف۔

لیکن صاحب نحو میرؒ نے ان میں دو کو ذکر فرمایا ہے۔ یعنی (1) تعیینِ فن (2) کیفیت مصنَّف۔ اور ان دونوں میں اپنی طرف سے ایک چیز کی زیادتی فرمائی ہے، یعنی طالب علم کے لیے دعا۔ تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ اَمّا بعد کے ذیل میں صاحب نحو میرؒ نے کل تین چیزیں بیان فرمائی ہیں:

(1) أَرْشَدَكَ اللهُ تَعَالیٰ سے طالب علم کے لیے دعا کی ہے کہ اللہ تعالی میری اس کتاب میں آپ کی راہنمائی فرمائے۔

(2) "مضبوط در علم نحو" سے تعیینِ فن کو بیان فرمایا ہے کہ میری یہ کتاب "علم نحو" میں مکتوب ہے۔

(3) "ایں مختصریست کہ الخ" سے کیفیت مصنَّف کو بیان فرمایا ہے کہ میری کتاب کی دو کیفیتیں ہیں:

پہلی کیفیت: یہ ہے کہ "ایں مختصریست" کہ یہ کتاب مختصر ہے اور فوائد کثیرہ پر مشتمل ہے۔

دوسری کیفیت: یہ ہے کہ "مبتدی را بعد الخ" یعنی کہ تین چیزیں اگر مبتدی کو پہلے سے یاد ہوں تو میری یہ کتاب اس کو تین فائدے دے گی:

(1) پہلی چیز یہ ہے کہ حفظِ مفرداتِ لغت، یعنی عربی کے مفرد الفاظ کے معانی اس کو آتے ہوں۔

(2) دوسری چیز یہ ہے کہ معرفتِ اشتقاق، یعنی عربی زبان میں جو الفاظ ایک دوسرے سے بنتے ہیں، جیسے: ضَرَبَ ضَرْبًا سے بنتا ہے، تو یہ بنانے کا طریقہ مبتدی کو معلوم ہو۔

(3) تیسری چیز: ضبطِ مہماتِ تصریف، یعنی علم الصرف کے اہم اور ضروری قوانین اس کو یاد ہوں۔

ان تینوں کو یاد کرنے کے مندرجہ ذیل تین فائدے دے گی:

(1) پہلا فائدہ یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ یہ کتاب عربی ترکیب کی طرف راہنمائی کرے گی۔ یعنی مبتدی کو عربی جملوں کی ترکیب کا طریقہ آجائے گا۔

(2) دوسرا فائدہ یہ کہ مبتدی جلد ہی معرب اور مبنی کو پہچان لے گا۔

(3) تیسرا فائدہ یہ ہے کہ پڑھنے کا جو ملکہ ہے، یہ کتاب اس ملکہ کو طاقت دے گی۔ یعنی عبارت پڑھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔

فائدہ: سَوَاد انسان کے دماغ میں ایک باطنی قوت ہے، جو معرفتِ اشیاء کا فائدہ دیتی ہے اور اس کو ملکہ بھی کہتے ہیں۔ تو یہ کتاب اس پڑھنے کے ملکہ کو طاقت دے گی۔

تحقیق الفاظ: تحقیق لفظ "بداں": "بداں" میں باء زائدہ ہے اور "داں" فارسی کا فعل امر ہے۔ افعال قلوب میں سے ہے، بمعنی اِعْلَمْ: جان تو۔

سوال: مصنفؒ نے "بداں" کہا، "ببین" یا "بشنو" کیوں نہیں کہا؟

جواب: "ببین" کا تعلق آنکھ سے ہے، بمعنی دیکھ تو۔ اور "بشنو" کا تعلق کان سے ہے، بمعنی سُن تو۔ اور "بداں" یہ

افعال قلوب میں سے ہے۔ بمعنی: جان تو دل سے۔ چوں کہ دل کا فعل قوی ہوتا ہے کان اور آنکھ کے فعل سے؛ اس لیے "بداں" کہا، "ببین" یا "بشنو" نہیں کہا۔

تحقیقِ لفظِ ارشدک: أَرْشَدَ: یہ فعل ماضی ہے إِرْشَادٌ مصدر سے، بمعنی "راہ نمودن بحق"۔

سوال: ارشد یہ فعل ماضی ہے از ارشاد، بمعنی اللہ تعالی نے آپ کی راہنمائی کی زمانہ ماضی میں۔ حالاں کہ دعا تو حال واستقبال میں ہوتی ہے؟

جواب: یہاں أَرْشَدَ فعل ماضی بمعنی فعل مضارع کے ہے۔ بمعنی اللہ تعالی آپ کی راہنمائی کرے زمانہ حال واستقبال میں۔

فائدہ: فعل ماضی چند جگہوں میں فعل مضارع کے معنی میں آسکتا ہے: (1) فعل ماضی کا عطف ہو فعل مضارع پر (2) ابتدائے کلام میں ہو (3) موصوف کے بعد ہو (4) موصول کے بعد ہو (5) نداء کے بعد ہو (6) لفظ «حَيْثُ» کے بعد ہو (7) لفظِ «كُلَّمَا» کے بعد ہو (8) شرط اور جزاء میں ہو (9) جملہ دعائیہ میں ہو۔ جیسے شاعر کا شعر ہے:

آمده ماضی بمعنی مضارع چند جا
وقت عطفش بر مضارع، بعد موصوف، ابتداء
بعد موصول وندا، لفظ حیث، کلما
در جزاء شرط باشد ہم در اوقات دُعا

(فیوض عثمانیہ: 9)

سوال: مصنفؒ نے شروع میں بھی فارسی کا لفظ لایا ہے اور آخر میں بھی فارسی کے الفاظ لائے ہیں، لیکن درمیان میں «أَرْشَدَكَ اللهُ تَعَالَى» یہ جملہ عربی زبان میں کیوں لائے ہیں؟

جواب: (1) پہلا جواب یہ ہے کہ «أَرْشَدَكَ اللهُ تَعَالَى» یہ جملہ دعائیہ ہے اور دعا عربی زبان میں جلد قبول ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ جملہ عربی میں لائے ہیں۔

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ مصنفؒ نے یہ جملہ عربی میں لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ یہ کتاب عربی زبان سیکھنے میں فائدہ دے گی۔

تحقیق لفظِ مختصر: "مختصر" یہ اختصار سے ہے، بمعنی ادائے مطالب کثیرہ بعبارت قلیلہ، بخلاف مطوّل کے کہ وہ اس کا ضد ہے۔

تحقیق لفظ مضبوط: یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے، اس کا مصدر "ضبط" ہے۔ لغت میں عبارت ہے «حِفْظُ الشَّيْءِ فِي حُضُورِ الذِّهْنِ» سے، مگر ایسی جگہوں میں جیسے یہاں "نحو میر" میں ہے۔ تو اس سے مسائلِ نحویہ کی تحریر مراد ہے۔ لہذا یہاں "مضبوط" "مکتوب کے معنی میں ہے۔ (لواء الھدی:47)

تحقیق لفظ نحو: لفظ "نحو" کے چند معانی ہیں جو شاعر کے قول میں مذکور ہیں۔

شعر: نَحَوْنَا نَحْوَ نَحْوِكَ يَا حَبِيبِي　　نَحَوْنَا نَحْوَ أَلْفِ مِنْ رَكِيبِ

وَجَدْنَاهُمْ مَرِيضًا نَحْوَ قَلْبِي　　تَمَنَّوْنَا مِنْكَ نَحْوًا مِنْ زبيب

ترجمہ: ارادہ کیا ہم نے تیرے قبیلے کی طرف اے میرے محبوب۔ پھیرے ہم نے مقدار ہزار شہسوار۔ پایا ہم نے ان کو مریض مثل اپنے دل کے۔ تمنا کی ہم نے آپ سے ایک نوع کشش کی۔

علمِ نحو کی تعریف

علمِ نحو وہ علم ہے جس سے کلمہ کے آخری احوال معلوم ہوں اعراب وبناء کے اعتبار سے اور بعض کلمات کو بعض کے ساتھ ملانے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔

تحقیق لفظِ لغت: "لغت" بضم الاول وفتح الثانی اس آواز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے سے آدمی اپنے اغراض کی تعبیر کرے۔

علم اللغۃ کی تعریف: علمِ لغت وہ علم ہے جس سے کسی زبان کے مفردات کے معانی وضعیہ اور طریقہ استعمال، مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد وغیرہ معلوم کیے جائیں۔

لفظ اشتقاق کی تحقیق: اشتقاق یہ باب افتعال کا مصدر ہے «شَقٌّ» سے، بمعنی پھاڑنا۔

علم الاشتقاق کی تعریف:

علمِ اشتقاق وہ علم ہے جس کے ذریعے مصدر یا جامد سے کلمات بنانے کا طریقہ معلوم ہو، جیسے «نَصَرَ» سے «يَنْصُرُ» اور «لَبَنَ» سے «لَابِنٌ وَ أَلْبَنُ» وغیرہ بنتے ہیں۔

لفظ تصریف کی تحقیق: "تصریف" یہ باب تفعیل کا مصدر ہے، بمعنی پھیرنا۔

علم الصرف کی تعریف:

علم صرف چند ایسے قوانین کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے احوال معلوم کیے جائیں باعتبار اصل وبناء وتعلیل کے۔

بتوفیق اللہ تعالی وعونہ

غرض مصنف: یہاں صاحب نحو میرؒ کی غرض عجز وانکساری در بارگاہ خداوندی ہے۔

تحقیق وتشریح: کہ یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالی کی توفیق ومدد شاملِ حال ہو۔

لفظ توفیق کی تحقیق: "توفیق" کا لغوی معنی ہے: "دست دادن کسے را بکارے"۔

اور اصطلاح میں «جَعَلَ اللّٰهُ فِعْلَ عِبَادِهٖ مُوَافِقًا لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ» یعنی اصطلاح میں توفیق عبارت ہے اس سے کہ اللہ پاک اپنے بندوں کے افعال کو اپنی مرضی کے مطابق بنائے۔

لفظ مستعمل کی تقسیم

فصل: بدانکہ لفظ مستعمل در سخنِ عرب بر دو قسم است: مفرد ومرکب.

لفظ کی لغوی تعریف:

لفظ لغت میں پھینکنے کے معنی میں آتا ہے، چاہے ہاتھ سے پھینکنا ہو یا منہ سے پھینکنا ہو، جیسے: أَكَلْتُ الثَّمْرَةَ وَلَفَظْتُ نَوَاهَا بِالْيَدِ أَوْ بِالْفَمِ، میں نے کھجور کھائی اور اس کی گٹھلی ہاتھ سے یا منہ سے پھینک دی۔

لفظ کی اصطلاحی تعریف:

مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ قَلِيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيْرًا، مُهْمَلًا كَانَ أَوْ مَوْضُوعًا، مُفْرَدًا كَانَ أَوْ مُرَكَّبًا، حَقِيقَةً كَانَ أَوْ حُكْمًا

لفظ کی تقسیم:

کلام عرب میں لفظ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لفظ مستعمل ۲۔ لفظ مہمل

لفظ مستعمل: وہ لفظ ہے جو با معنی ہو، جیسے: زَیْدٌ

لفظ مہمل: لفظ مہمل وہ ہے جو بے معنی ہو، جیسے: جَسْقٌ

لفظ مستعمل کی تقسیم:

لفظ مستعمل کی دو قسمیں ہیں: ا۔ مفرد ۲۔ مرکب

لفظ مفرد کی تعریف:

مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی، وآں را کلمہ گویند

مفرد کی لغوی تعریف:

مفرد باب افعال کا اسم مفعول ہے، بمعنی جدا کیا ہوا، اور تنہا کیا ہوا۔

مفرد کی اصطلاحی تعریف: مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے، یعنی اس کا جزء اس کے معنی کے جزء پر دلالت نہ کرے، جیسے: رَجُلٌ وَعَبْدُاللهِ۔ اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:

مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے:

ا۔ مفرد بمقابلہ مرکب، جیسے: یہاں مرکب کے مقابلے میں ہے

۲۔ مفرد بمقابلہ مضاف وشبہ مضاف، جیسے: منادی میں ہے

۳۔ مفرد بمقابلہ تثنیہ وجمع، جیسے: اسماء ستہ مکبرہ میں ہے

۴۔ مفرد بمقابلہ جملہ، جیسے: تمیز میں ہے (جہد قصیر: ۱۲)

کلمہ کی پہلی تقسیم

وکلمہ بر سہ قسم است: اسم چوں رجل، وفعل چوں ضرب، وحرف چوں ہل، چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است

تشریح: کلمہ کی پہلی تقسیم:

کلمہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔اسم ۲۔فعل ۳۔حرف

وجہ حصر: کلمے کے تین قسموں میں منحصر ہونے کی دو وجہیں ہیں:

پہلی وجہ حصر: ابن حاجبؒ کے نزدیک وجہ حصر یہ ہے، کہ کلمہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مستقل ہوگا یا نہیں؟

اگر دلالت کرنے میں مستقل نہیں ہے تو حرف ہے

اور اگر دلالت کرنے میں مستقل ہے، تو پھر تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے گا یا نہیں؟

اگر کسی زمانے پر دلالت کرتا ہے تو فعل ہے، اور اگر زمانے پر دلالت نہیں کرتا ہے تو اسم ہے۔ (کافیہ: ۲)

دوسری وجہ حصر: ابن ہشام انصاریؒ کے نزدیک وجہ حصر یہ ہے کہ کلمہ یا تو ذات پر دلالت کرے گا، یا وصف پر، یا ربط پر؟

اگر ذات پر دلالت کرتا ہے تو اسم ہے۔ اگر وصف پر دلالت کرتا ہے تو فعل ہے۔ اور اگر ربط پر دلالت کرتا ہے تو حرف ہے۔ (شرح شذور الذہب: ۲۱)

اسم کی تعریف

اسم کی لغوی تعریف: بصریین کے نزدیک اسم کا لغوی معنی ہے بلندی، اور کوفیین کے نزدیک اسم کا لغوی معنی ہے علامت۔

اسم کی اصطلاحی تعریف: اسم وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر سمجھ میں آئے، اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے، جیسے: رَجُلٌ

فعل کی تعریف

فعل کی لغوی تعریف: فعل کا لغوی معنی ہے کام کرنا۔

فعل کی اصطلاحی تعریف: فعل وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر سمجھ میں آئے، اور تین زمانوں (ماضی، حال اور استقبال) میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے، جیسے: ضَرَبَ۔

حرف کی تعریف

حرف کی لغوی تعریف: حرف کا لغوی معنی ہے طرف اور کنارہ

حرف کی اصطلاحی تعریف: حرف وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرا کلمہ ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئے، جیسے: مِنْ وإلیٰ۔

لفظ مرکب کی تعریف:

اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است: مفید و غیر مفید

تشریح:

مرکب کی تعریف:

لفظ مرکّب باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، لغت میں اس کا معنی ہے: "ملایا ہوا"۔ اور اصطلاح میں مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے مل کر بنا ہو، دو کلموں کی مثال، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ، دو سے زیادہ کلموں کی مثال، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

مرکب کی تقسیم:

مرکب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب مفید ۲۔ مرکب غیر مفید

مفید آں است کہ چوں قائل بر آں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے معلوم شود

مرکب مفید کی تعریف:

مرکب مفید: وہ مرکب ہے کہ جب بات کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو خبر یا طلب معلوم ہو جائے، خبر کا معنی یہ ہے کہ متکلم کیا کہہ رہا ہے اور طلب کا معنی یہ ہے کہ متکلم کیا مانگ رہا ہے۔ خبر کی مثال، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، طلب کی مثال، جیسے: اِضْرِبْ، اِئْتِ بِالْمَاءِ۔

وآں را جملہ گویند و کلام نیز

اور مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

غرض مصنف: یہاں سے مصنف ایک اختلاف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں

اختلاف: صاحبِ نحو میر، صاحبِ کافیہ، علامہ زمخشری اور صاحبِ لباب کے نزدیک جملہ اور کلام میں نسبت مساوی ہے، یعنی ہر جملہ کلام اور ہر کلام جملہ ہے۔

جب کہ صاحبِ تسہیل اور علامہ رضی کے نزدیک جملہ عام ہے اور کلام خاص ہے، ان میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے، کیونکہ جملہ کے اندر دو قیود ہیں: ۱۔ لفظ ہو ۲۔ مفید ہو، لیکن کلام کے اندر تین قیود ہیں: ۱۔ لفظ ہو ۲۔ مفید ہو ۳۔ اس کی نسبت مقصودی ہو۔ **فائدہ:** نسبت کی دو قسمیں ہیں (۱) نسبت مقصودی (۲) نسبت غیر مقصودی

1۔ نسبت مقصودی وہ اسناد ہے جس کیساتھ متکلم مخاطب کو فائدۂ تامہ پہنچانا چاہے اوّلاً بالذات جیسے: زید قائم۔

2۔ نسبت غیر مقصودی وہ ہے جس کو دوسرے اسناد کیلئے ثابت کیا جائے جو موقوف علیہ وسیلہ ہو دوسرے اسناد کیلئے اور دوسرا اسناد مقصودِ متکلم ہو جیسے: زید قائم ابوہ یہاں دو اسنادیں ہیں پہلا زید اور قائم کے درمیان دوسرا قائم اور ابوہ کے درمیان اور قائم ابوہ والا اسناد غیر مقصودی ہے کیونکہ یہ وسیلہ اور ذریعہ ہے پہلے والے اسناد یعنی زید قائم کیلئے اور زید قائم کا اسناد مقصودی ہے۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں جتنی قیود زیادہ ہوتی ہے وہ اتناہی خاص ہوتی ہے، اور جتنی قیود کم ہوتی ہیں، اتناہی وہ چیز عام ہوتی ہے۔

تو کلام کے اندر تین قیود ہیں اور جملہ میں دو قیود ہیں، تو کلام خاص ہوا اور جملہ عام ہوا، لہٰذا ہر کلام تو جملہ ہوتا ہے، لیکن ہر جملہ کلام نہیں ہوتا۔ (خادمہ صفحہ ۲۵۔ معارف الکافیہ جلد ۱ صفحہ ۵۷)

فائدہ: آٹھ جملے ایسے ہیں جن میں نسبت غیر مقصودی ہے، یعنی جملے تو ہیں، لیکن کلام نہیں ہے:

نمبر شمار	جملے	مثالیں
۱	جملہ خبر واقع ہو	اللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ میں يَرْزُقُ جملہ ہے، کلام نہیں ہے
۲	جملہ صفت واقع ہو	جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، میں تَجْرِيْ جملہ ہے، کلام نہیں ہے
۳	جملہ صلہ واقع ہو	الَّذِيْ خَلَقَكُمْ میں خَلَقَكُمْ جملہ ہے، کلام نہیں ہے
۴	جملہ حال واقع ہو	لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى میں اَنْتُمْ سُكٰرٰى جملہ ہے، کلام نہیں ہے

۵	جملہ نداء واقع ہو	يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ میں يٰيَحْيٰى جملہ ہے، کلام نہیں ہے
٦	جملہ قسم واقع ہو	يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ میں وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ جملہ ہے، کلام نہیں ہے
۷	جملہ شرط واقع ہو	وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ میں اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ جملہ ہے، کلام نہیں ہے
۸	جملہ مضاف الیہ واقع ہو	يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ میں يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ جملہ ہے، کلام نہیں ہے۔(شرح رضی:1/ 8)

مفہوم کے اعتبار سے جملہ کی تقسیم

پس جملہ بر دو قسم است: خبریہ وانشائیہ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جملہ کی پہلی تقسیم "باعتبار مفہوم" کو بیان فرمانا ہے۔

جملہ کی تقسیمات

جملہ میں کل پانچ تقسیمات ہیں:

۱۔ مفہوم کے اعتبار سے ۲۔ ذات کے اعتبار سے ۳۔ وصف کے اعتبار سے

۴۔ شکل وہیئت کے اعتبار سے ۵۔ ترکیب کے اعتبار سے

جملہ کی پہلی تقسیم مفہوم کے اعتبار سے:

مفہوم کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ جملہ خبریہ ۲۔ جملہ انشائیہ

جملہ کی دوسری تقسیم ذات کے اعتبار سے:

ذات کے اعتبار سے جملہ کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جملہ اسمیہ ۲۔ جملہ فعلیہ (عند الجمہور، جن میں صاحب نحو میر بھی ہیں)۔

۳۔ جملہ ظرفیہ (عند الاخفش) ۴۔ جملہ شرطیہ (عند زمخشری)۔ (مغنی اللبیب:2/ 384)

تیسری تقسیم صفت کے اعتبار سے:

صفت کے اعتبار سے جملہ کی دس قسمیں ہیں:

۱۔ جملہ مبیّنہ	۲۔ جملہ ابتدائیہ	۳۔ جملہ استینافیہ	۴۔ جملہ معترضہ
۵۔ جملہ معلّلہ	۶۔ جملہ نتیجیہ	۷۔ جملہ حالیہ	۸۔ جملہ عاطفہ
۹۔ جملہ قسمیہ	۱۰۔ جملہ ندائیہ		

جملہ کی چوتھی تقسیم شکل وہیئت کے اعتبار سے:

شکل وہیئت کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ صغری ۲۔ کبری

جملہ کی پانچویں تقسیم ترکیب کے اعتبار سے:

ترکیب کے اعتبار سے جملہ دو قسم پر ہے:

۱۔ وہ جملے جن کے لیے محل اعراب ہے، ایسے جملے کل پندرہ(۱۵) ہیں

۲۔ وہ جملے جن کے لیے محل اعراب نہیں ہے، ایسے جملے کل بارہ(۱۲) ہیں

تو ترکیب کے اعتبار سے جملہ کی ستائیس (۲۷) قسمیں ہوئیں۔

جملہ خبریہ کی تعریف

فصل: بدانکہ جملہ خبریہ آنست ،کہ قائلش بہ صدق وکذب صفت توان کرد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب "نحو میر" کی غرض جملہ باعتبار مفہوم کی پہلی قسم "جملہ خبریہ" کی تعریف بیان فرمانا ہے۔

جملہ خبریہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے، جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (یعنی محکی عنہ سے حکایت ہو، جیسے: کسی نے کہا کہ زَیْدٌ قَائِمٌ، اب اس میں شک ہے کہ زید کھڑا ہے یا نہیں؟)

جملہ خبریہ کی تقسیم

وآن بر دو نوع است

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔اسمیہ ۲۔فعلیہ

اور اخفش نے جملہ ظرفیہ کا اور زمخشری نے جملہ شرطیہ کا اضافہ کیا ہے، اس طرح جملہ خبریہ کی کل چار قسمیں ہو گئیں:

۱۔اسمیہ ۲۔فعلیہ (عند الجمہور) ۳۔ظرفیہ (عند الاخفش) ۴۔شرطیہ (عند الزمخشری)۔

(کذا فی مغنی اللبیب، جلد ۲، صفحہ ۳۸۴)

جملہ اسمیہ کی تعریف

اول: آنکہ جز اولش اسم باشد، وآن را جملہ اسمیہ گویند، چون: زید عالم، (زید دانا است)

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جملہ کی پہلی قسم "جملہ خبریہ" کی تعریف بیان فرمانا ہے۔

جملہ اسمیہ: وہ جملہ ہے، جس کے دو اجزاء مقصودی میں سے پہلا جز اسم ہو، چاہے حقیقتاً اسم ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ حقیقتاً اسم ہے۔ یا حکماً اسم ہو، جیسے: ﴿أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾، میں اَنْ تَصُوْمُوْا مصدر «صِيَامُكُمْ» حکماً اسم مبتداء ہے اور خَيْرٌ اسم تفضیل اس کے لیے خبر ہے، یا تاویلاً اسم ہو، جیسے: ضَرَبَ فعل ماض، میں ضرب بتاویل ھذا اللفظ مبتداء ہے اور فعل ماض اس کے لیے خبر ہے، اور دوسرا جز عام ہے خواہ اسم ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ، یا فعل ہو، جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ، یا جار و مجرور ہو، جیسے: زَيْدٌ فِي الدَّارِ۔

جز اولش مسند الیہ است وآن را مبتداء گویند وجز دوم را خبر گویند

غرضِ مصنفؒ: اس عبارت میں مصنفؒ جملہ اسمیہ کے اجزاء کے نام ذکر کر رہے ہیں۔

تشریح: جملہ اسمیہ کے پہلے جز کا ایک خاص نام ہے جو مبتداء ہے اور چار نام عام ہیں، جو:

۱۔مسند الیہ ۲۔محکوم علیہ ۳۔مخبر عنہ اور ۴۔موضوع ہیں۔

عام کا مطلب یہ ہے کہ یہ نام دوسری جگہوں میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں

اور دوسرے جز کا بھی ایک نام خاص ہے جو خبر ہے، اور پانچ نام عام ہیں، جو:

ا۔مسند ۲۔محکوم بہ ۳۔مخبر بہ ۴۔محمول ۵۔حکم ہیں۔

جملہ اسمیہ کی علامات:

جملہ اسمیہ کی علامات دو قسم پر ہیں: ا۔علامات عامہ ۲۔علامات خاصہ

علامات عامہ: جملہ اسمیہ کی علامات عامہ چار ہیں:

ا۔جس سے بات شروع ہو وہ مبتداء ہے اور جس پر بات تام ہو وہ خبر ہے، جیسے: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سے بات شروع ہے، جو کہ مبتداء ہے، اور اُولٰئِكَ عَلٰی هُدًی الخ پر بات تام ہے، جو کہ خبر ہے۔

۲۔جس کے بارے میں بات کی جارہی ہو وہ مبتداء ہے اور جو بات ہو رہی ہو وہ خبر ہے، جیسے اَلْمَدْرَسَةُ طَوِیْلَةٌ میں اَلْمَدْرَسَةُ مبتداء ہے (اس کے بارے میں طوالت والی بات ہو رہی ہے) اور طَوِیْلَةٌ اس کے لیے خبر ہے، جو کہ بات ہے۔

۳۔مبتداء اکثر ذات اور خبر ذات مع الوصف ہوتی ہے، جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ ذات ہے جو مبتداء ہے اور قَائِمٌ خبر ہے جو ذات مع الوصف ہے۔

۴۔مبتداء کے اردو ترجمہ میں سکون آتا ہے، اور خبر کے اردو ترجمے میں "ہے، نہیں، ہیں، ہوں اور تھا وغیرہ" جیسے الفاظ آتے ہیں، جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، زید کھڑا ہے، مَازَیْدٌ بِقَائِمٍ، زید کھڑا نہیں ہے، اَنَاقَائِمٌ، میں کھڑا ہوں، کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا، زید کھڑا تھا، هُمْ قَائِمُوْنَ، وہ کھڑے ہیں۔

جملہ اسمیہ کی علامت خاصہ:

جملہ اسمیہ کی علامات خاصہ بائیس (۲۲) ہیں:

ا۔ابتداء کلام میں ضمیر مرفوع منفصل آجائے تو مبتداء بنے گا، لیکن اس کے شرط یہ ہے کہ اس کے بعد واو نہ ہو، اگر واو ہو گا تو ماقبل کے لیے تاکید بنے گی، جیسے: ﴿اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾ اتفاقی مثال، جیسے: ﴿هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ هُمْ ضمیر مرفوع منفصل مبتداء ہے اور اَلْمُفْلِحُوْنَ اس کی خبر ہے۔

۲۔ابتداء میں معرف باللام آجائے، اس کے بعد نکرہ یا فعل یا جار مجرور آجائے، جیسے: اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ، میں اَلْقُرْآنُ معرف باللام مبتداء اور حُجَّةٌ نکرہ اس کے لیے خبر ہے، "اَلْبَیْعُ یَنْعَقِدُ" میں اَلْبَیْعُ معرف باللام مبتداء اور یَنْعَقِدُ

فعل بافاعل اس کے لیے خبر ہے، اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" میں اَلْحَمْدُ معرف باللام مبتداء اور لِلّٰهِ جار مجرور ثابت کے ساتھ متعلق ہو کر اس کے لیے خبر ہے۔

۳۔ کوئی اسم مضاف ہو معرف باللام کی طرف، اس کے بعد نکرہ یا فعل یا جار مجرور آجائے، جیسے: "حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ" میں حُبُّ الدُّنْيَا مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء اور رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ نکرہ اس کے لیے خبر ہے، اور "عَبْدُ اللهِ يَبِيعُ" میں عَبْدُ اللهِ مبتداء اور يَبِيعُ فعل فاعل مل کر اس کے لیے خبر ہے، اور "عَبْدُ اللهِ فِي الدَّارِ" میں عَبْدُ اللهِ مبتداء اور فِي الدَّارِ جار و مجرور اپنے متعلق ثَابِتٌ سے مل کر اس کے لیے خبر ہے۔

۴۔ اسم اشارہ کے بعد غیر معرف باللام یا فعل یا جار مجرور آجائے، جیسے: "هٰذَا رَجُلٌ" اور "هٰذَا ثَبَتَ" اور "هٰذَا فِي الدَّارِ"، ان تینوں مثالوں میں ہذا اسم اشارہ مبتداء، اور مابعد (غیر معرف باللام، فعل اور جار مجرور) اس کے لیے خبر ہے۔

۵۔ علم کے بعد نکرہ، فعل یا جار مجرور آجائے، جیسے "زَيْدٌ قَائِمٌ، زَيْدٌ ثَبَتَ، زَيْدٌ فِي الدَّارِ" ان تینوں مثالوں میں زَيْدٌ علم مبتداء، اور مابعد (غیر معرف باللام، فعل اور جار مجرور) اس کے لیے خبر ہے۔

۶۔ حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ جب ماکافہ لاحق ہو اور اس کے بعد اسم مرفوع ہو، جیسے: ﴿ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾ میں اِلٰهُكُمْ مبتداء اور اِلٰهٌ وَّاحِدٌ موصوف صفت مل کر اس کے لیے خبر ہے۔

۷۔ چند اسماء ایسے ہیں، جب ان کے بعد اسم مرفوع آجائے تو وہ مبتداء بنتے ہیں، وہ اسماء یہ ہیں:

۱۔ اذما۔ ۲۔ اذاما۔ ۳۔ حیثما۔ ۴۔ بین۔ ۵۔ بینما۔ ۶۔ کیف۔ ۷۔ متی۔ ۸۔ مهما۔ ۹۔ این۔ ۱۰۔ اینما

جیسے: "بَيْنَمَا نَحْنُ نَتَكَلَّمُ" میں نَحْنُ مبتداء اور نَتَكَلَّمُ جملہ اس کے لیے خبر ہے۔

۸۔ لفظ بول کر لفظ مراد ہو، جیسے: «ضَرَبَ فِعْلٌ مَاضٍ» اَىْ هٰذَا اللَّفْظُ فِعْلٌ مَاضٍ، میں ضَرَبَ (جس سے لفظ مراد ہے) مبتداء ہے، اور فِعْلٌ مَاضٍ موصوف صفت اس کے لیے خبر ہے۔

۹۔ افعال مدح وذم کے فاعل کے بعد جب کوئی اسم مرفوع آجائے تو یہ مبتداء محذوف کے لیے خبر بنے گا، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ میں زَيْدٌ خبر ہے هُوَ مبتداء محذوف کے لیے۔

۱۰۔ جملہ ابتداء میں آجائے اور اس پر حروف مصدریہ میں سے کوئی حرف داخل ہو اور اس کے بعد اسم مرفوع آجائے، جیسے: ﴿ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ اس میں «اَنْ تَصُوْمُوْا» صِيَامُكُمْ کی تاویل میں ہو کر مبتداء اور «خَيْرٌ

اَلْكُتُبُ» اس کے لیے خبر ہے۔

فائدہ: حروف مصدریہ یہ ہیں: ۱۔ما ۲۔ان ۳۔انّ ۴۔لو ۵۔کی 6۔ ہمزہ تسویہ۔

۱۱۔ معرف اور تعریف جہاں بھی آجائے، تو معرف ہمیشہ مبتداء اور تعریف اس کے لیے خبر بنے گی، جیسے اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ الخ میں معرَّف اَلْكَلِمَةُ مبتداء ہے اور لَفْظٌ وُضِعَ الخ تعریف اس کے لیے خبر ہے۔

۱۲۔ لفظ سواء جہاں بھی آجائے تو یہ خبر مقدم اور مابعد جملہ بتاویل مصدر اس کے لیے مبتداء موخر بنے گا۔ جیسے: ﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ﴾ میں سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ خبر مقدم اور مابعد بتاویل مصدر ہو کر مبتداء مؤخر بنے گا۔

۱۳۔ لفظ نحو اور کاف مثلیہ جہاں بھی آجائے تو وہ مبتداء محذوف کے لیے خبر بنیں گے، جیسے: «نَحْوُ زَيْدٍ» أَيْ مِثَالُهُ نَحْوُ زَيْدٍ، مِثَالُهُ مبتداء اور نَحْوُ زَيْدٍ خبر بنے گا، اور «كَالسَّمَكِ» أيْ مِثَالُهُ كَالسَّمَكِ، اس میں مِثَالُهُ مبتداء اور كَالسَّمَكِ جار مجرور ثَابِتٌ سے متعلق ہو کر شبہ جملہ اس کے لیے خبر ہے۔

۱۴۔ لفظ أَمَّا جب اسم مرفوع پر داخل ہو اور اس کے بعد فاء آجائے تو یہ اسم مرفوع مبتداء بنے گا، جیسے: أَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِي الْمَبَادِي، اس میں الْمُقَدِّمَةُ مبتداء اور فِي الْمَبَادِي جار مجرور ثَابِتٌ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر اس کے لیے خبر بنے گا۔

۱۵۔ جار مجرور کے بعد نکرہ یا اسم موصول آجائے تو یہ خبر مقدم اور مابعد اس کے لیے مبتداء موخر بنے گا، جیسے: «فِي الدَّارِ رَجُلٌ»، «لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ» میں فِي الدَّارِ، جار مجرور متعلق ثَابِتٌ ہو کر خبر مقدم اور رَجُلٌ نکرہ مبتداء موخر ہوگا، اسی طرح لَهُ جار مجرور ثابت سے متعلق ہو کر خبر مقدم، اور مَا موصولہ فِي السَّمَاوَاتِ جار مجرور ثَبَتَ فعل سے متعلق ہوا، ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ ہوا، موصول صلہ مل کر مبتداء موخر ہے۔

۱۶۔ مانافیہ کے بعد دو یا تین جار مجرور آجائے، لیکن شرط یہ ہے کہ ان میں ایک من کے ساتھ مستعمل ہو، جیسے: ﴿مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾، ﴿مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾، پہلی مثال میں مانافیہ، لھم جار مجرور ثابت سے متعلق ہو کر خبر مقدم اور من زائدہ، ناصرین مبتداء ہے، جو تقدیراً مرفوع ہے، دوسری مثال کی ترکیب بھی اسی طرح ہے۔

۱۷۔ حروف مشبہ بالفعل یالائے نفی جنس یاماولا مشبہ بلیس جب کسی اسم پر داخل ہو تو وہ ان حروف کے لیے اسم بنے گا، جو کہ اصل میں مبتداء ہوتا ہے اور مابعد اس کے لیے خبر بنے گی۔ جیسے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ میں انّ حرف مشبہ بالفعل، لفظ اللہ اس کے لیے اسم (اصل میں مبتداء تھا) اور غفور خبر

اول اور رحیم خبر ثانی، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَازَیْدٌ قَائِمًا میں ما مشبہ بلیس، زید اس کے لیے اسم (اصل میں مبتداء تھا) قائما خبر، یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿لَا رَیْبَ فِیْهِ﴾ میں لائے نفی جنس، ریب اس کے لیے اسم (اصل میں مبتداء تھا)، فیہ جار مجرور موجود سے متعلق ہو کر اس کے لیے خبر بنے گا، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

۱۸۔ مَا اور اِلَّا کے درمیان جب کوئی اسم مرفوع واقع ہو تو مبتداء بنے گا، جیسے: ﴿مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾، اس میں مُحَمَّدٌ مبتداء اور رَسُوْلٌ اس کے لیے خبر ہے۔

۱۹۔ اِنْ اور اِلَّا کے درمیان جب کوئی اسم مرفوع آجائے تو مبتداء بنے گا، جیسے: ﴿اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ﴾، اس میں اُمَّهٰتُهُمْ مبتداء اور اللّٰئِی اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر اس کے لیے خبر ہے۔

یا اِنْ اور لَمَّا (بمعنی اِلَّا) کے درمیان کوئی اسم مرفوع واقع ہو، جیسے: ﴿اِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِیْعٌ﴾، اس کی بھی وہی ترکیب ہے۔

۲۰۔ من شرطیہ جب فعل لازم یا فعل متعدی پر داخل ہو بشرطیکہ فعل متعدی کا مفعول مذکور ہو، تو مبتداء بنے گا، جیسے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ میں مَنْ شرطیہ مبتداء اور عَمِلَ صَالِحًا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر مبتداء کے لیے خبر بنے گا۔

۲۱۔ فاء جزائیہ جب اسم مرفوع پر داخل ہو تو یہ مبتداء بنے گا، جیسے: مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَهُوَ عَلٰی اَصْلِهٖ میں هُوَ ضمیر مبتداء اور عَلٰی اَصْلِهٖ، ثَابِتٌ سے متعلق ہو کر خبر ہے۔

۲۲۔ جہاں مَن یا ما استفہامیہ آجائے تو مبتداء بنتے ہیں، جیسے: مَنْ اَبُوْكَ، مَا اَضْرَبُهٗ میں من اور ما مبتداء ہیں اور ان کا مابعد خبر ہے۔ (روضۃ الہادیہ: ۶۸)

مبتداء قسم ثانی کی بحث

یہاں دو بحثیں ہیں: ۱۔ تعریف ۲۔ ترکیب

تعریف: مبتداء قسم ثانی وہ صفت کا صیغہ ہے، جو اسم ظاہر کو رفع دے اور نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو، جیسے: ما قَائِمٌ زَیْدٌ، أَقَائِمٌ زَیْدٌ۔

فائدہ: اسم منسوب معنی صفت کا صیغہ ہے، لہٰذا وہ بھی اسی حکم میں ہے، جیسے: أَقُرَیْشِیٌّ أَنْتَ۔

ترکیب: مَا قَائِمٌ زَیْدٌ میں مَا نافیہ، قَائِمٌ اسم مسند مبتداء قسم ثانی، زَیْدٌ اسم مسند الیہ فاعل قائم مقام خبر۔
(النحو الوافی: ۱ / ۳۶۶)

جملہ اسمیہ کے قواعد

۱۔ مبتداء کے مجرور ہونے کا قاعدہ: مبتداء ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات مبتداء مجرور بھی ہوتا ہے:

۱۔ جب مبتداء پر من زائدہ داخل ہو تو مبتداء مجرور ہوگا، جیسے: ﴿مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ﴾، میں نّٰصِرِیْنَ مبتداء مجرور ہے، اس لیے کہ اس پر مِنْ جارہ زائدہ داخل ہے۔

۲۔ جب مبتداء پر باء جارہ زائدہ داخل ہو، جیسے: بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ میں حَسْبِكَ مبتداء مجرور ہے، اس لیے کہ اس پر باء جارہ زائدہ داخل ہے۔

۳۔ جب مبتداء پر ربّ جارہ داخل ہو، جیسے رُبَّ رَجُلٍ لَقِيْتُهُ میں رَجُلٍ مبتداء مجرور ہے، اس لیے کہ اس پر ربّ جارہ داخل ہے، جو شبیہ بہ زائد ہے۔

۴۔ جب مبتداء پر واوِربّ داخل ہو، جیسے وَشَيْءٍ تُكْرِهُهُ يَنْفَعُكَ، میں شَيْءٍ مبتداء مجرور ہے، اس لیے کہ اس پر واوِربّ داخل ہے۔ (جامع الدروس العربیہ: ۲ / ۱۷۹)

۲۔ حذفِ مبتداء کا قاعدہ:

بعض اوقات مبتداء محذوف ہوتا ہے، اور ایسے پندرہ مقامات ہیں، ان میں بعض حذف وجوبی اور بعض حذف جوازی مقامات ہیں:

حذف وجوبی مقامات:

۱۔ مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کا مبتداء بھی محذوف ہوتا ہے، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، اَیْ هُوَ زَیْدٌ میں ھو مبتداء محذوف ہے، اور زید اس کے لیے خبر ہے۔

۲۔ صفت منقطعہ سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اَیْ ھو الرَّحْمٰنُ ھو الرَّحِيْمُ۔

۳۔ خبر ایسا مصدر ہو جو اپنے فعل کا قائم مقام ہو، جیسے: ﴿صَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ أَيْ اِصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا، اصبر فعل کو حذف کر کے صبرا مصدر کو اس کا قائم مقام کر کے مرفوع کر دیا گیا، تو صبر جمیل ہوا، یہ موصوف صفت مل کر مبتداء محذوف صبری کے لیے خبر ہے۔

4۔ خبر کے الفاظ سے قسم کی صراحت ہوتی ہو جیسے: «فِي ذِمَّتِي لَأَفْعَلَنَّ كَذَا، أَيْ فِي ذِمَّتِي عَهْدٌ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا، اس مثال میں فی ذمتی خبر مقدم اور عہد مبتداء موخر محذوف ہے۔

حذف جوازی مقامات:

1: قال کے مقولہ میں جب مفرد مرفوع ہو، جیسے: ﴿قال أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾، أی ھی اساطیر الأولین، میں ھِیَ مبتداء محذوف ہے، اور اَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اس کے لیے خبر ہے، اور یہ جملہ اسمیہ قَالَ کے لیے مقولہ ہے۔

2: استفہام کے جواب میں مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے ﴿وَ مَا أَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللهِ﴾ أَيْ هِيَ نَارُ اللهِ، اس مثال میں ھی مبتداء محذوف ہے اور نَارُ اللهِ اس کے لیے خبر ہے، اور یہ جملہ اسمیہ جوابِ استفہام ہے۔

3: شرط کی جزاء مفرد پر جب فاء داخل ہو تو عام طور پر مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۝١﴾، أَيْ فَهُوَ لِنَفْسِهٖ، میں هُوَ مبتداء محذوف ہے، اور لِنَفْسِهٖ اس کے لیے خبر ہے، اور یہ جملہ اسمیہ شرط کے لیے جزاء ہے۔

4۔ جب صفت ابتداء میں واقع ہو اور اس کا موصوف ذکر نہ ہو تو اس سے پہلے مبتداء محذوف ہوگا، جیسے: {بديع السموت والارض}أي هو بديع السموت والارض. ھو مبتداء محذوف ہے اور "بدیع السموت والارض" اس کے لیے خبر ہے۔

5۔ اجمال کی تفصیل میں یا مقسم کی اقسام میں مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: ۱: الكلمة على ثلاثة أَقْسَامٍ: اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ، أَيْ أَحَدُهَا اسم، وثانيها فعل، وثالثها حرف۔ اس میں اسم و فعل و حرف ہر ایک مبتداء محذوف کے لیے خبر ہے۔

6۔ جب حذف مبتداء پر قرینہ موجود ہو، جیسے: «اَلْهِلَالُ وَاللهِ» أَيْ هٰذَا الْهِلَالُ وَاللهِ اس میں الھلال مبتداء محذوف ھذا کے لیے خبر ہے۔

7۔ جب مبتداء سوال میں ذکر ہو تو جواب میں حذف ہو، جیسے: کَیْفَ حَالُكَ؟ تو جواب میں صَحِیْحٌ کہا جاتا ہے، أی أنا صَحِیْحٌ اس مثال میں صَحِیْحٌ جو سوال کا جواب ہے مبتداء محذوف انا کے لیے خبر ہے۔

8۔ کتابوں کے عنوانات میں مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: «کِتَابُ الصَّلَاۃِ» أی ھٰذَا کِتَابُ الصَّلَاۃِ، اس مثال میں کِتَابُ الصَّلَاۃِ خبر ہے مبتداء محذوف ھٰذَا کے لیے۔

9۔ لفظ نحو اور مثل سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: «نَحْوَ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ» أی مِثَالُهٗ نَحْوَ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ، اس مثال میں نحوقوله خبر ہے مبتداء محذوف مِثَالُهٗ کے لیے۔

10۔ کاف مثلیہ سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: «کَالسَّمَكِ» أی مِثَالُهٗ کَالسَّمَكِ، اس مثال میں کَالسَّمَكِ خبر ہے مبتداء محذوف مِثَالُهٗ کے لیے۔

11۔ جار مجرور سے پہلے مبتداء محذوف ہوتا ہے، جیسے: «عَلیٰ ھٰذَا الْحُکْمِ» أی ھٰذَا عَلیٰ ھٰذَا الْحُکْمِ۔
(النحو الوافی: ۱/ ۴۱۴)

۳۔ تقدیم مبتداء کا قاعدہ:

چند جگہیں ایسی ہیں، جہاں مبتداء کی تقدیم واجب ہے:

۱۔ مبتداء ایسا لفظ ہو جو صدارت کلام کا تقاضا کرے تو مبتداء کو مقدم کرنا واجب ہے، جیسے: مَنْ أَبُوْكَ؟ اس مثال میں مَنْ استفہامیہ مبتداء ہے جو صدارت کلام چاہتا ہے، اور أَبُوْكَ اس کے لیے خبر ہے۔

۲۔ مبتداء اور خبر دونوں تعریف میں برابر ہوں اور مبتداء پر قرینہ بھی موجود نہ ہو، تو مبتداء مقدم ہو گا، جیسے اَللّٰهُ رَبُّنَا، مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا، ان دونوں مثالوں میں مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہیں، اور قرینہ بھی نہیں ہے، اس لیے جو مقدم ہے وہ مبتداء ہے اور جو مؤخر ہے وہ خبر ہے۔

۳۔ مبتداء اور خبر دونوں تخصیص میں برابر ہوں اور مبتداء پر قرینہ بھی موجود نہ ہو، تو مبتداء مقدم ہو گا، جیسے أَفْضَلُ مِنِّیْ أَفْضَلُ مِنْكَ، اس مثال میں مبتداء اور خبر دونوں نے تخصیص مِنْ سے حاصل کی ہے، اور مبتداء پر قرینہ بھی نہیں ہے، اس لیے جو مقدم ہے وہ مبتداء ہے اور جو مؤخر ہے وہ خبر ہے۔

۴۔ خبر مبتداء کا فعل ہو تو مبتداء مقدم ہو گا، جیسے زَیْدٌ قَامَ، اس مثال میں زَیْدٌ مبتداء ہے اور قَامَ فعل وفاعل مل کر خبر ہے۔

۵۔ مبتداء پر لفظ اَمَّا داخل ہو تو مبتداء مقدم ہو گا، جیسے: اَمَّا زَیْدٌ فَمُنْطَلِقٌ، اس میں زَیْدٌ مبتداء مقدم ہے، اس لیے کہ اس پر اَمَّا داخل ہے اور فَمُنْطَلِقٌ اس کی خبر ہے۔

۶۔ جب خبر طلب ہو تو مبتداء مقدم ہو گا، جیسے: زَیْدٌ اِضْرِبْهُ، اس میں زَیْدٌ مبتداء مقدم ہے اور اِضْرِبْهُ فعل امر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر پورا جملہ ہو کر اس کے لیے خبر ہے، یہ اس مذہب کے مطابق ہے، جو انشاء کا حمل خبر پر جائز سمجھتے ہیں۔

۷۔ مبتداء مقام دعا میں ہو تو مقدم ہو گا، جیسے «سَلَامٌ عَلَیْكَ»، ﴿وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ﴾، ان دونوں مثالوں میں سلام اور ویل دونوں مقام دعا میں ہیں، اور مبتداء مقدم ہے اور مابعد اس کے لیے خبر ہے۔

۸۔ خبر پر جب فاء داخل ہو، جیسے: «اَلَّذِیْ یَأْتِیْنِیْ فَلَهٗ دِرْهَمٌ»، اس میں فَلَهٗ دِرْهَمٌ خبر ہے اور اس پر فاء داخل ہے اور اَلَّذِیْ یَأْتِیْنِیْ موصول صلہ مل کر مبتداء مقدم ہے۔

۹۔ مبتداء جب کم خبریہ ہو، جیسے: ﴿كَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا﴾، اس میں کم خبریہ مبتداء مقدم ہے۔

۱۰۔ جب مبتداء بواسطہ اِلَّا یا اِنَّمَا خبر میں محصور ہو، جیسے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾۔

(حاشیۃ الصبان ج ۱ ص: ۳۳۱) (جامع الدروس: ۲/ ۱۸۸) اور (موسوعہ: ۲۰۵) اور النحو الوافی: ۱/ ۴۴۸)

فائدہ: چھ چیزیں صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہیں، جو درج ذیل شعر میں مذکور ہیں:

شش چیز بود مقتضی صدر کلام — در طبع فصیحان شد این نظم تمام
شرط و قسم و تعجب و استفہام — نفی آمد لام ابتداء گشت این تمام

۱۔ شرط کی مثال، جیسے: مَنْ یُّكْرِمْنِیْ اُكْرِمْهُ

۲۔ قسم کی مثال، جیسے: لَعَمْرُكَ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا

۳۔ تعجب کی مثال، جیسے: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا

۴۔ استفہام کی مثال، جیسے: مَنْ اَبُوْكَ

۵۔ نفی کی مثال، جیسے: لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو

۶۔ لام ابتداء کی مثال، جیسے: لَزَیْدٌ قَائِمٌ۔ (بشیر ناجیہ: ۱۰۶)

"شرح جامی": ۸۳، حاشیہ: ۱۴ میں تین چیزیں اور بھی ذکر ہیں، جو صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہیں:

۱۔ تمنی، جیسے: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ

۲۔ ترجی، جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ

۳۔ ضمیر شان، جیسے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴾۔

۴۔ مبتداء کی تعریف کا قاعدہ:

مبتداء میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو، اس لیے کہ مبتداء محکوم علیہ ہوتا ہے یعنی اس پر حکم لگایا جاتا ہے اور جس پر حکم لگایا جاتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے سے معلوم ہو، لیکن کبھی نکرہ بھی مبتداء بنتا ہے، جب نکرہ مبتداء واقع ہو تو اس میں امام سیبویہ متقدمین اور متاخرین کا اختلاف ہے:

اختلاف: امام سیبویہ اور متقدمین حضرات فرماتے ہیں: کہ نکرہ جب فائدہ دیتا ہو تو بغیر کسی شرط کے مبتداء بن سکتا ہے، اس لیے کہ مبتداء کا دارومدار فائدہ دینے پر ہے، لہذا جب نکرہ فائدہ دیتا ہو تو بغیر کسی شرط کے مبتداء بنے گا، جیسے: «كَوْكَبٌ اِنْقَضَ السَّاعَةَ»۔

متاخرین فرماتے ہیں: کہ نکرہ اس وقت مبتداء بنے گا، جب نکرہ نے کسی ایک چیز سے تخصیص حاصل کیا ہو، کیونکہ مبتداء کا فائدہ دینا ہر کسی کو معلوم نہیں ہوتا، تخصیص کی چیزیں درج ذیل ہیں:

۱۔ تخصیص صفت سے حاصل کی ہو، پھر صفت چاہے مذکور ہو، جیسے: ﴿لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾، اور چاہے مقدر ہو، جیسے: «شَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ» اَىْ شَرٌّ عَظِيْمٌ اَهَرَّ ذَا نَابٍ، اور چاہے صفت معنوی ہو، جیسے: «شُوَيْعِرٌ اَنْشَدَنَا» اَىْ شَاعِرٌ صَغِيْرٌ اَنْشَدَنَا۔

۲۔ تخصیص علم متکلم سے حاصل کی ہو، جیسے: «اَرَجُلٌ فِى الدَّارِ اَمْ امْرَاَةٌ»۔

۳۔ تخصیص حاصل کی ہو تقدیم خبر سے، اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: ﴿فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ﴾ اور «فِى الدَّارِ رَجُلٌ»۔

۴۔ تخصیص حاصل کی ہو نسبت الی المتکلم سے، جیسے: «سَلَامٌ عَلَيْكَ» اَىْ سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ۔

۵۔ جب مبتداء کے لیے خبر خرق عادت ثابت ہو، جیسے: «بَقَرَةٌ تَتَكَلَّمُ»۔

۶۔ جب مبتداء نکرہ ہو اور اذا مفاجاتیہ، لولا، حرف نفی اور حرف استفہام کے بعد واقع ہو،

☆ اذا مفاجاتیہ کی مثال: «غَادَرْتُ الْبَيْتَ فَاِذَا مَطَرٌ»۔

☆لولا کی مثال: «لَوْلَا صَبْرٌ وَإِيمَانٌ لَقَتَلَ الْحَزِينُ نَفْسَهُ»۔

☆حرف نفی کی مثال: «مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ»۔

☆حرف استفہام کی مثال: ﴿ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾۔

۷۔ جب نکرہ مضاف ہو نکرہ کی طرف، جیسے: «خَمْسُ صَلَوٰتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ»۔

۸۔ جب نکرہ پر لام ابتدائیہ داخل ہو، جیسے: «لَرَجُلٌ قَائِمٌ»۔

۹۔ جب نکرہ جملہ حالیہ کی ابتداء میں واقع ہو، جیسے: «سَرِيْنَا وَنَجْمٌ قَدْ اَضَاءَ»۔

۱۰۔ جب نکرہ جواب استفہام میں واقع ہو، جیسے: «مَنْ عِنْدَكَ» ؟ کے جواب میں «رَجُلٌ» اَیْ رَجُلٌ عِنْدِیْ۔

۱۱۔ جب اسماء مبہمہ مبتداء واقع ہوں، اسماء مبہمہ سے مراد اسماء شرطیہ، اسماء استفہام، ماتعجبیہ اور کم خبریہ ہیں:

استفہام کی مثال: «مَنْ أَبُوكَ»۔

ماتعجبیہ کی مثال: «مَا اَحْسَنَ زَيْدًا»۔

اسماء شرطیہ کی مثال: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾۔

کم کی مثال: ﴿كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا﴾۔

۱۲۔ نکرہ جب عامل ہو، جیسے: اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ اس بِمَعْرُوْفٍ، اَمْرٌ نکرہ سے متعلق ہے، یعنی اَمْرٌ اس میں عامل ہے۔

۱۳۔ نکرہ دعاءِ خیر یا شر کے مقام میں ہو، جیسے: ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ﴾، ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾۔

۱۴۔ نکرہ سے مقصود تنویع ہو، یعنی تفصیل و تقسیم کرنا مقصود ہو، جیسے: «اَلنَّاسُ رَجُلَانِ، رَجُلٌ اَكْرَمْتُهٗ وَرَجُلٌ اَهَنْتُهٗ»۔

۱۵۔ جب نکرہ کا معرفہ پر یا معرفہ کا نکرہ پر عطف ہو، جیسے: «خَالِدٌ وَرَجُلٌ يُعَلِّمَانِ النَّحْوَ»۔

۱۶۔ جب نکرہ کا نکرہ موصوفہ پر یا نکرہ موصوفہ کا نکرہ پر عطف ہو جیسے: ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى﴾۔

۱۷۔ نکرہ سے حقیقتاً جنس مقصود ہو نہ کہ فرد، جیسے: «تَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ»۔

18۔ مبتداء نکرہ عامہ ہو، جیسے: «كُلٌّ يَمُوتُ»۔ (شرح ابن عقیل: 1 / 216)

(موسوعہ: ۶۰۳، شرح شذور الذہب: ۱۸۲، بشیر ناجیہ: ۱۰۳، جامع الدروس: ۲/۱۸۰، النحو الوافی: ۱/ ۳۹۹) (حاشیۃ الصبان ج: ۱ ص: ۱۹۹)

۵۔ مبتداء کے مفرد ہونے کا قاعدہ:

مبتداء ہمیشہ مفرد ہوتا ہے، چاہے مفرد حقیقی ہو، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، یا مفرد حکمی ہو، مفرد حکمی سے مراد یہ ہے کہ کسی جملے پر حروف مصدریہ (مَا، اَنْ، اِنَّ، لَوْ، کَیْ اور ہمزہ تسویہ) میں سے کوئی حرف داخل ہو کر اس کو مفرد کی تاویل میں کر دے، جیسے: ﴿اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ میں اَنْ تَصُوْمُوْا جملہ صِیَامُکُمْ مفرد کے حکم میں ہے۔

۶۔ تضمن مبتداء معنی شرط کا قاعدہ:

چند جگہیں ایسی ہیں، جہاں مبتداء شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے، تو اس وقت خبر پر فاء کو داخل کیا جاتا ہے، اور یہ کل آٹھ مقامات پر ہوتا ہے:

۱۔ مبتداء اسم موصول ہو اور اس کا صلہ فعل ہو، جیسے: «اَلَّذِیْ یَأْتِیْنِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۲۔ مبتداء اسم موصول ہو اور اس کا صلہ ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: «اَلَّذِیْ عِنْدِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»، «اَلَّذِیْ فِیْ الدَّارِ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۳۔ مبتداء کی صفت ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ فعل ہو، جیسے: «اَلرَّجُلُ الَّذِیْ یَأْتِیْنِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»

۴۔ مبتداء کی صفت ایسا اسم موصول ہو جس کا صلہ ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: «اَلرَّجُلُ الَّذِیْ عِنْدِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»، «اَلرَّجُلُ الَّذِیْ فِیْ الدَّارِ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۵۔ مبتداء نکرہ ہو اور اس کی صفت جملہ فعلیہ ہو، جیسے: «کُلُّ رَجُلٍ یَأْتِیْنِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۶۔ مبتداء نکرہ ہو اور اس کی صفت ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: «کُلُّ رَجُلٍ عِنْدِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»، «کُلُّ رَجُلٍ فِیْ الدَّارِ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۷۔ مبتداء مضاف ہو ایسے نکرہ کی طرف جس کی صفت جملہ فعلیہ ہو، جیسے: «کُلُّ غُلَامِ رَجُلٍ یَأْتِیْنِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

۸۔ مبتداء مضاف ہو ایسے نکرہ کی طرف جس کی صفت ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: «کُلُّ غُلَامِ رَجُلٍ عِنْدِیْ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»، «کُلُّ غُلَامِ رَجُلٍ فِیْ الدَّارِ فَلَہٗ دِرْھَمٌ»۔

(شرح الجامی، بحث تضمن مبتداء: ۸۵)اور (النحو الوافی: ۱/ ۴۴۰)

۷۔ حذفِ خبر کا قاعدہ:

چند جگہیں ایسی ہیں، جہاں خبر کو حذف کیا جاتا ہے:

۱۔ جب لولا یا لوما مبتداء پر داخل ہو تو مبتداء کی خبر وجوباً حذف ہو گی، جیسے: «لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ» أَیْ لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُوْدٌ، لیکن یہاں خبر تب محذوف ہو گی، جب افعال عامہ میں سے ہو، اگر افعال خاصہ میں سے ہے تو پھر حذف واجب نہیں ہو گا، جیسے:

وَلَوْلَا الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ يُزْرِيْ * لَكُنْتُ الْيَوْمَ اَشْعَرَ مِنْ لَبِيْدٍ

۲۔ جب مبتداء مصدر حقیقی یا تاویلی ہو، منسوب ہو فاعل یا مفعول یا دونوں کی طرف، اور اس کے بعد حال قائم ہو فاعل سے یا مفعول سے یا دونوں سے، تو مبتداء کی خبر وجوباً حذف ہو گی، جیسے: «ضَرْبِيْ زَيْدًا قَائِمًا» اَیْ ضَرْبِيْ زَيْدًا حَاصِلٌ قَائِمًا۔

۳۔ جب مبتداء مقسم بہ ہو اور خبر قسم ہو تو خبر کا حذف کرنا واجب ہے، جیسے: «لَعَمْرُكَ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا» اَیْ لَعَمْرُكَ قَسَمِيْ۔

۴۔ جب مبتداء کی خبر مقارنت کے معنی پر مشتمل ہو اور مبتداء پر کسی اسم کا عطف ہو واو بمعنی مع کے ذریعے، تو مبتداء کی خبر کو حذف کرنا واجب ہے، جیسے: «كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُهُ» اَیْ كُلُّ رَجُلٍ مَقْرُوْنٌ مَعَ ضَيْعَتِهٖ۔

۵۔ جب اذا مفاجاتیہ کے بعد اسم مبتداء واقع ہو، تو اس کی خبر حذف کرنا جائز ہے، جیسے: «خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ» اَیْ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ۔

۶۔ سوال کے جواب میں خبر کا حذف کرنا جائز ہے، جیسے: سوال: «مَنْ فِي الْمَدْرَسَةِ؟»، جواب: «زَيْدٌ» أَیْ زَيْدٌ فِي الْمَدْرَسَةِ۔ (النحو الوافی: ۱/ ۴۲۴، شرح الجامی: ۸۸)(جامع الدروس: ج: ۲ ص: ۱۸۴)

۸۔ تقدیم خبر کا قاعدہ:

چند جگہیں ایسی ہیں جہاں مبتداء کی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے، یہ کل دس مقامات ہیں:

۱۔ خبر ایسا لفظ ہو جو صدارت کلام کا تقاضا کرتا ہو، جیسے: اَيْنَ اَبُوْكَ۔

۲۔ خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور مبتداء نکرہ ہو، جیسے: فِی الدَّارِ رَجُلٌ، عِنْدِیْ رَجُلٌ۔

۳۔ مبتداء میں ایسی ضمیر ہو جو راجع ہو خبر کی طرف، جیسے: فِی الدَّارِ صَاحِبُهَا۔

۴۔ مبتداء جملہ واقع ہو اور اس پر اَنّ داخل ہو، جیسے: عِنْدِیْ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

۵۔ خبر مبتداء میں محصور ہو، جیسے: مَاخَالِقٌ اِلَّااللّٰہُ۔

۶۔ مبتداء پر فاء جزائیہ داخل ہو، جیسے: اَمَّاعِنْدَكَ فَزَیْدٌ۔

۷۔ خبر ایسی ہو کہ اگر اس کو مقدم نہ کیا جائے تو مقصود کے اندر خلل واقع ہوتا ہو، جیسے: «لِلّٰہِ دَرُّكَ»، اب یہاں مقصود تعجب ہے اگر خبر کو مقدم نہ کیا جائے تو مقصود یعنی تعجب فوت ہو جائے گا۔

۸۔ خبر اسم اشارہ مکانی ہو، جیسے: ثَمَّ زَیْدٌ۔

۹۔ کم خبر واقع ہو، جیسے: کَمْ دِرْهَمٍ مَالِیْ۔

۱۰۔ خبر کم خبریہ کی طرف مضاف ہو، جیسے: صَاحِبُ کَمْ غُلَامٍ هُوَ۔

(النحو الوافی: ۱/ 451)

۹۔ تقسیم خبر کا قاعدہ:

خبر کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ مفرد ۲۔ جملہ ۳۔ شبہ جملہ۔

۱۔ خبر مفرد ہو، مفرد سے مراد یہ ہے کہ نہ جملہ ہو اور نہ شبہ جملہ ہو بلکہ مفرد ہو یعنی ایک کلمہ ہو جیسے: زیدٌ قائمٌ

۲۔ خبر جملہ ہو، جملہ سے مراد جملہ اسمیہ ہو جیسے: زیدٌ ابوہ قائمٌ یا جملہ فعلیہ ہو جیسے: زید قام ابوہ۔ ۳۔ خبر شبہ جملہ ہو، شبہ جملہ سے مراد جار مجرور یا ظرف (زمان یا مکان) ہو جیسے: الحمد للہ۔

فائدہ: عائد کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ عائد ضمیر ہو، چاہے ضمیر بارز ہو، جیسے: زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ، یا ضمیر مستتر ہو، جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا، یا ضمیر مقدر ہو، جیسے: «اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ» اَیْ مَنَوَانِ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ۔

۲۔ عائد اسم اشارہ ہو، جیسے: ﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ﴾۔

۳۔ عائد الف لام ہو، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ۔

۴۔ عائد ضمیر کی جگہ اسم ظاہر ہو، جیسے: ﴿اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝﴾۔

۵۔ عائد خبر تفسیر کرے مبتداء کی، جیسے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝﴾۔

۶۔ عائد خبر میں عموم کی وجہ سے ہو یعنی خبر میں ایک ایسا عام لفظ ہو جو مبتداء کو بھی شامل ہو، جیسے: زَیْدٌ نِعْمَ الرَّجُلُ۔ (جامع الدروس: ۲/ ۱۸۷، موسوعہ: ۶۰۶، النحو الوافی: ۱/ ۳۸۵)(شرح الجامی: ص: ۸۲)

۱۰۔ موافقت خبر بہ مبتداء:

خبر کا تذکیر و تانیث اور افراد، تثنیہ اور جمع میں مبتداء کے موافق ہونا ضروری ہے، لیکن اس کے لیے سات شرائط ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ ہو تو پھر موافقت ضروری نہیں ہے:

۱۔ مبتداء اور خبر دونوں اسم ظاہر ہوں، احترازی مثال: هِیَ اِسْمٌ۔

۲۔ خبر مشتق کا صیغہ ہو، احترازی مثال: اَلْکَلِمَةُ لَفْظٌ۔

۳۔ خبر کا فاعل ضمیر ہو، احترازی مثال: زَیْنَبُ قَائِمٌ اَبُوْهَا۔

۴۔ ضمیر فاعل مبتداء کی طرف راجع ہو، احترازی مثال: مَاءٌ وَجُوْرَ مُمْتَنِعٌ أَیْ صَرْفُهَا۔

۵۔ خبر اسم تفضیل مستعمل بمن نہ ہو، احترازی مثال: اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

۶۔ خبر مؤنث کی صفت خاصہ نہ ہو، احترازی مثال: اِمْرَاَةٌ حَائِضٌ۔

۷۔ خبر ایسا صفت کا صیغہ (لفظ) نہ ہو جس میں مذکر و مونث برابر ہو، احترازی مثال: اِمْرَاَةٌ صَبُوْرٌ۔

فائدہ:

درج ذیل اشیاء میں مذکر و مونث برابر ہوتے ہیں:

- فعیل بمعنی مفعول میں، جیسے: اِمْرَاَةٌ جَرِیْحٌ
- فعول بمعنی فاعل میں، جیسے: اِمْرَاَةٌ صَبُوْرٌ
- مفعال صیغہ مبالغہ میں، جیسے: اِمْرَاَةٌ مِنْطَاقٌ
- مفعیل صیغہ مبالغہ میں، جیسے: اِمْرَاَةٌ مِسْکِیْنٌ

(معارف الکافیہ، بحث تعریف الکلمہ: ۱/ ۲۱)(جامع الدروس: ج: ۱، ص: ۷۸)

جملہ فعلیہ کی تعریف

دوم آنکہ جزاولش فعل باشد وآن راجملہ فعلیہ گویند چون: ضرب زید.بزد زید

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جملہ خبریہ کی دوسری قسم جملہ فعلیہ کو بیان کرنا ہے۔

جملہ فعلیہ: وہ جملہ خبریہ ہے جس کے دو مقصودی اجزاء میں سے پہلا جزء فعل ہو اور دوسرا جز فاعل یانائب فاعل ہو، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) اور ضُرِبَ زَیْدٌ (مارا گیا زید)

جملہ فعلیہ کے اجزاء

جزاولش مسند است، وآن رافعل گویند، وجزدوم مسندالیہ است وآن رافاعل گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جملہ فعلیہ کے اجزاء کے ناموں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: جملہ فعلیہ کا پہلا جز مسند ہوتا ہے اور اس کو فعل کہا جاتا ہے، اور دوسرا جز مسند الیہ ہوتا ہے اس کو فاعل (یانائب فاعل) کہا جاتا ہے۔

علامات جملہ فعلیہ

تمہید: جملہ فعلیہ کے اجزاء دو قسم پر ہیں: ۱۔اصلی اجزاء ۲۔زائد اجزاء

اصلی اجزاء: جملہ فعلیہ کے اصلی اجزاء دو ہیں: ۱۔فعل ۲۔فاعل (اور نائب فاعل)

زائد اجزاء: جملہ فعلیہ کے زائد اجزاء نو (۹) ہیں:

۱۔مفعول بہ ۲۔مفعول فیہ ۳۔مفعول معہ ۴۔مفعول لہ

۵۔مفعول مطلق ۶۔حال ۷۔تمیز ۸۔مستثنیٰ

۹۔جار مجرور

ان کی تفصیل اپنے مقام پر ان شاء اللہ آئے گی۔

اصلی اجزاء کی پہچان کا طریقہ:

نحویوں کے نزدیک فعل کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ فعل ماضی ۲۔ فعل مضارع ۳۔ فعل امر

فعل ماضی معلوم کے ۱۲ صیغوں میں فاعل کی پہچان:

فعل ماضی کے چودہ صیغے ہیں، ان میں دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب) کے علاوہ باقی بارہ صیغوں کا فاعل ہمیشہ ضمیر بارز ہوگا، ان کا فاعل کبھی اسم ظاہر نہیں ہو سکتا۔

فائدہ:

فعل ماضی مجہول کے ۱۲ صیغوں میں نائب فاعل کی بھی یہی پہچان ہے۔

فعل مضارع معلوم کے ۱۲ صیغوں میں فاعل کی پہچان:

فعل مضارع کے بھی چودہ صیغے ہیں، ان میں دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب) کے علاوہ باقی بارہ صیغوں میں فاعل ہمیشہ ضمیر ہوگی، ان کا فاعل کبھی اسم ظاہر نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: فعل ماضی اور فعل مضارع کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب) کا فاعل کبھی اسم ظاہر اور کبھی اسم ضمیر ہوگا، اس کی علامت یہ ہے کہ اگر یہ صیغے کلام کی ابتداء میں واقع ہو تو پھر ان کا فاعل اسم ظاہر ہوگا، جیسے: ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾، اور اگر یہی صیغے کلام کے درمیان میں واقع ہوں تو پھر ان کا فاعل ضمیر ہوگا۔

ایسے چھ مقامات ہیں، جہاں ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگا:

۱۔ مبتداء کی خبر واقع ہو، جیسے: ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ﴾

۲۔ موصول کا صلہ واقع ہو، جیسے: ﴿الَّذِىْ خَلَقَكُمْ﴾

۳۔ موصوف کی صفت واقع ہو، جیسے: ﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ﴾

۴۔ ذوالحال کے لیے حال واقع ہو، جیسے: «جَاءَنِىْ زَيْدٌ قَدْ رَكِبَ»۔

۵۔ ان چار چیزوں میں سے کسی ایک پر عطف ہو، جیسے: ﴿الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ (اس میں اَنْزَلَ کا عطف جَعَلَ پر ہے جو موصول کا صلہ ہے)

۶۔ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو ماقبل میں مرجع کے موجود ہونے پر دلالت کرے، جیسے: «كِتَابُ الصَّلٰوةِ» میں ضمیر مُصَلِّیْ کی طرف راجع ہوتی ہے، اس لیے کہ اگر لفظ صَلّٰى ابتداء میں بھی آجائے تو اس کا فاعل ضمیر ہوگا، جو مُصَلِّیْ کی طرف راجع ہوگی۔

فائدہ: لیکن ابتدائی چار کے لیے شرط یہ ہے کہ فاعل کے علاوہ کوئی اور ضمیر ان کی طرف راجع نہ ہو، اگر فاعل کے علاوہ کوئی اور ضمیر ان کی طرف راجع ہوگی تو فاعل اسم ظاہر ہوگا، جیسے: ﴿اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾، ﴿جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾۔

مذکورہ دو صیغوں کا فاعل اسم ظاہر ہونے کی پہچان:

۱۔ فعل جس ذات سے صادر ہو وہی اس کے لیے فاعل ہوگا، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ۔

۲۔ فعل جس شیء کے ساتھ قائم ہو وہی اس کے لیے فاعل ہوگا، جیسے: مَرِضَ زَیْدٌ، مَاتَ زَیْدٌ۔

۳۔ فعل کے اردو معنی کے ساتھ "کون" یا "کس نے" کو ملا کر اگر سوال کیا جائے تو جو اسم جواب میں آئے وہی اس کے لیے فاعل ہوگا، مثلاً سوال کیا جائے کہ "کس نے مارا؟" اور جواب میں کہا جائے "زید نے" اَیْ ضَرَبَ زَیْدٌ، یا سوال کیا جائے "کون کھڑا ہوا؟" اور جواب میں کہا جائے "زَیْدٌ" اَیْ قَامَ زَیْدٌ۔

۴۔ فعل اگر لازمی ہے تو اس کے فاعل کے اردو ترجمے میں اکثر سکون آتا ہے، جیسے: قَامَ زَیْدٌ، زید کھڑا ہوا، اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کے فاعل کے اردو ترجمے میں لفظ "نے" آتا ہے، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا، زید نے عمر کو مارا۔

۵۔ جس کے بارے میں بات ہو رہی ہو وہ فاعل ہے اور جو بات کہی جا رہی ہو وہ فعل ہے، جیسے: مَاتَ زَیْدٌ۔

فعل امر کے فاعل کی پہچان:

امر چونکہ مضارع سے بنتا ہے اس لیے امر کا حکم بعینہ مضارع والا ہے، چنانچہ اس کے واحد مذکر حاضر کے صیغے میں اَنْتَ ضمیر وجوبا مستتر ہوتی ہے، اور باقی صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، اور اسی طرح ماضی کے علاوہ تمام گردانیں مضارع میں داخل ہیں لہٰذا ان کو مضارع پر قیاس کریں۔ (روضۃ الہادیہ: 98)

جملہ خبریہ کی تیسری قسم: جملہ ظرفیہ

تعریف: جملہ ظرفیہ وہ جملہ ہے جس کے دو اجزاء مقصودی میں سے پہلا جز ظرف یا جار مجرور ہو اور دوسرا جز اس کے لیے فاعل ہو، لیکن اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہو، اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ مبتداء ۲۔ موصول ۳۔ موصوف ۴۔ ذوالحال ۵۔ نفی ۶۔ استفہام

جیسے: ﴿اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الآیۃ، «مَا فِی الدَّارِ رَجُلٌ»۔

مَافِي الدَّارِ رَجُلٌ کی ترکیب:

اس میں تین ترکیبیں جائز ہیں:

۱۔ مَا نافیہ، فِي الدَّارِ جار مجرور ثَابِتٌ کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم اور رَجُلٌ مبتداء موخر ہے، اس صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہو گا۔

۲۔ مَا نافیہ، فِي الدَّارِ جار مجرور متعلق ہوئے ثَبَتَ فعل کے ساتھ، اور رَجُلٌ اس کے لیے فاعل، اس صورت میں یہ جملہ فعلیہ ہو گا۔

۳۔ مَا نافیہ، فِي الدَّارِ ظرف قائم مقام ثَبَتَ یا ثَابِتٌ کے، اور رَجُلٌ اس کے لیے فاعل، اس صورت میں یہ جملہ ظرفیہ ہو گا۔

جملہ خبریہ کی چوتھی قسم: جملہ شرطیہ

تعریف: جملہ شرطیہ وہ جملہ ہے جو شرط و جزاء سے مل کر بنے، جیسے: «اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ»۔

جملہ شرطیہ کی علامات:

۱۔ جس جملہ پر حروف شرط یا اسماء شرط میں سے کوئی ایک داخل ہو، وہ جملہ شرطیہ ہو گا، جیسے: «اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ»۔

فائدہ:

حروف شرط تین ہیں: ۱۔ اِنْ ۲۔ لَوْ ۳۔ أَمَّا

اور اسماء شرط چودہ (۱۴) ہیں:

۱۔مَنْ ۲۔ مَا ۳۔اَيْنَ ۴۔مَتٰی ۵۔اَیُّ ۶۔اَنّٰی ۷۔اِذْمَا؟ ۸۔حَيْثُمَا ۹۔مَهْمَا

۱۰۔اَيْنَمَا ۱۱۔كَيْفَمَا ۱۲۔لَمَّا ۱۳۔كُلَّمَا ۱۴۔اِذَا۔

۲۔ جزاء کی ایک نشانی یہ ہے کہ جب جزاء جملہ اسمیہ ہو تو اس پر فاء یا اِذَا داخل ہو گا، جیسے: «مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَهُوَ

عَلَى أَصْلِهِ»۔

۳۔ شرط سے بات شروع ہوتی ہے اور جزاء پر بات تام ہوتی ہے، جیسے: «اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ»۔

۴۔ شرط مستفتی کی طرح ہوتی ہے یعنی شرط میں مسئلہ کا سوال ہوتا ہے اور جزاء مفتی کی طرح ہوتی ہے یعنی جزاء میں اس کا حل موجود ہوتا ہے، جیسے: «اِنْ عَجَزَ عَنِ الْقِيَامِ صَلّٰى قَاعِدًا»۔

۵۔ جزاء کے اردو ترجمہ میں لفظ "تو" اور پشتو میں لفظ "نو" آتا ہے، جیسے: «اِنْ جِئْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ»، اگر تم میرے پاس آئے تو میں آپ کا اکرام کروں گا، "کہ تہ مالہ رالے نو زہ بہ ستا اکرام کوم"۔

وبدانکہ مسند حکم است و مسند الیہ آنچہ بر و حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نہ تواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ۔

غرض مصنفؒ: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدہ کو بیان کرنا ہے

فائدہ:

مسند حکم کو کہتے ہیں یعنی اس سے حکم لگایا جاتا ہے دوسری چیز پر اور مسند الیہ وہ ہے جس پر کسی چیز کا حکم لگایا جائے، جیسے: عَمْرٌو فَاضِلٌ، اس مثال میں عَمْرٌو مسند الیہ ہے اور فَاضِلٌ مسند اور حکم ہے، کہ اس سے عَمْرٌو پر حکم لگایا ہے۔

اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے، یعنی اس سے پورا جملہ بن سکتا ہے، وہ اس طرح کہ دو اسموں میں سے ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند ہوگا، اور مسند اور مسند الیہ پورا جملہ ہوتا ہے، جیسے: «عَمْرٌو فَاضِلٌ»۔

اور فعل صرف مسند ہو سکتا ہے، مسند الیہ نہیں ہو سکتا، یعنی فعل سے پورا جملہ نہیں بن سکتا بلکہ فعل جزء جملہ بنتا ہے اور جملہ فعلیہ میں دوسرا جز جو مسند الیہ ہوتا ہے وہ اسم ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، اس مثال میں ضرب مسند ہے اور زید مسند الیہ۔

اور حرف نہ مسند بن سکتا ہے، نہ مسند الیہ، یعنی حرف نہ پورا جملہ بن سکتا ہے نہ جزء جملہ بن سکتا ہے۔

کیونکہ جملہ میں مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے اور حرف نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ۔

(جہد قصیر: ۱۴)

جملہ انشائیہ کی تعریف

بدانکہ جملہ انشائیہ آن است کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نتوان کرد وآن بر چند قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر” کی غرض جملہ کی باعتبار مفہوم دوسری قسم جملہ انشائیہ کی تعریف اور اس کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

جملہ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچایا جھوٹا نہ کہا جاسکے، یعنی حکایت از محکی عنہ نہ ہو تا کہ اس میں صدق وکذب کا احتمال ہو، جیسے: اِضْرِبْ۔

جملہ انشائیہ کی تقسیمات:

جملہ انشائیہ کی دو تقسیمیں ہیں ۱۔ذات کے اعتبار سے ۲۔ مفہوم کے اعتبار سے

۱۔ذات کے اعتبار سے جملہ انشائیہ کی تقسیم:

ذات کے اعتبار سے جملہ انشائیہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔اسمیہ، جیسے: هَلْ زَيْدٌ قَائِمٌ ۲۔فعلیہ، جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ

۳۔ظرفیہ، جیسے: أَفِي الدَّارِ رَجُلٌ

اور شرطیہ میں نحویوں اور منطقیوں کا اختلاف ہے:

نحویوں کے نزیک جملہ شرطیہ جملہ انشائیہ بن سکتا ہے، جب کہ منطقی حضرات فرماتے ہیں کہ جملہ شرطیہ خاص ہے خبر کے ساتھ، یہ انشائیہ نہیں بن سکتا۔

فائدہ: جملہ شرطیہ میں مناطقہ کے نزدیک حکم شرط اور جزاء کے درمیان ہوتا ہے، اور نحویوں کے نزدیک حکم جزاء میں ہوتا ہے اور شرط اس کے لیے قید ہوتی ہے، اس قول کے مطابق جملہ شرطیہ جملہ انشائیہ بن سکتا ہے۔

(جہد قصیر: ۱۴)

وآن بر چند قسم است: امر، چون: اضرب، ونھی، چوں: لاتضرب، واستفھام، چوں: ھل ضرب زید عمرا، وتمنی، چوں: لیت زیدا حاضر، وترجی، چوں: لعل عمرا غائب، وعقود، چوں: بعت واشتریت، ونداء، چوں:

یا اللہ

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض انشاء طلبی کی اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

جملہ انشائیہ کی مفہوم کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: ۱۔انشاء طلبی ۲۔انشاء غیر طلبی

انشاء طلبی کی قسمیں:

انشاء طلبی کی نو قسمیں ہیں:

۱۔امر، جیسے: اِضْرِبْ ۲۔ نہی، جیسے: لَا تَضْرِبْ ۳۔استفہام، جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا

۴۔ تمنی، جیسے: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ ۵۔ترجی، جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ ۶۔نداء، جیسے: یا اللہ ۔۷۔ عرض جیسے:

الا تنزل بنا فتصيب خيرا،۸۔ تحضیض جیسے: هلا تصلي ،۹۔دعاء جیسے: جزاك الله خيرا۔

تفصیلِ اقسام:

۱۔امر کی تعریف:

امر لغت میں کہتے ہیں، کسی کو کسی کام کا حکم کرنا۔

اور اصطلاح میں امر وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے سے متکلم مخاطب سے فعل کو طلب کرے، جیسے:

ضْرِبْ۔ اس مثال میں متکلم نے مخاطب سے فعل ضرب کو طلب کیا ہے۔

ائدہ:

طلب کے لیے تین الفاظ استعمال ہیں: ۱۔امر ۲۔التماس ۳۔دعا

وجہ حصر:

اگر متکلم مخاطب سے اس طور پر کہ اپنے آپ کو بڑھا سمجھ کر طلب کرے تو یہ امر ہے، جیسے: اِضْرِبْ،اور اگر

پنے کو برابر سمجھ کر طلب کرے تو یہ التماس ہے، جیسے: اپنے ساتھی سے کہے کہ: اِشْرَبْ،اور اگر اپنے کو چھوٹا سمجھ کر

طلب کرے تو یہ دعا ہے، جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔(موسوعہ: ۱۵۳)

۲۔ نہی کی تعریف:

نہی کا لغوی معنی ہے کسی کو کسی کام سے روکنا۔

اور اصطلاح میں نہی وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے مخاطب سے ترک فعل کو طلب کیا جائے، جیسے: لَا تَضْرِبْ۔(موسوعہ: ۶۹۴)

نہی اور نفی میں فرق:

نہی اور نفی میں دو فرق ہیں:

۱۔ لفظی فرق: لائے نہی کلمہ کے آخر کو جزم دیتا ہے، جیسے: لَا تَضْرِبْ، جب کہ لائے نفی کلمے کے آخر کو جزم نہیں دیتا، جیسے: لَا تَضْرِبُ۔

۲۔ معنوی فرق: نفی ممکن اور غیر ممکن دونوں کی کی جاسکتی ہے، جب کہ نہی صرف ممکن سے کی جاسکتی ہے، غیر ممکن سے نہی صحیح نہیں ہے، جیسے اندھے شخص کو «لَا تَنْظُرْ» کہنا درست نہیں ہے۔

۳۔ استفہام کی تعریف:

استفہام کا لغوی معنی ہے: پوچھنا۔

اور اصطلاح میں استفہام وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے شروع میں الفاظ استفہام میں سے کوئی لفظ ہو، جس کے ذریعے آپ کے ذہن میں کسی شیٔ کا تصور موجود نہیں آپ اس کے معلوم کرنے کو طلب کرے جیسے: هل ضرب زيدٌ۔

فائدہ: الفاظ استفہام میں سے بعض حروف ہیں اور بعض اسماء ہیں۔

حروف استفہام:

اسماء استفہام:

اسماء استفہام دس ہیں:

۱۔مَنْ ۲۔ مَا 3۔ كَمْ 4۔ كَيْفَ 4۔ أَيُّ 6۔ أَنّٰى 7۔ أَيْنَ 8۔ مَتٰى 9۔ أَيَّانَ 10۔ مَنْ ذَا 11۔ مَاذَا۔

فائدہ: اگر متکلم مخاطب سے شیٔ معلوم کے متعلق سوال کرے تو اس کو استخبار کہتے ہیں، قرآن میں جتنے بھی استفہام ہیں وہ استخبار ہیں نہ کہ استفہام۔

۴۔ تمنی کی تعریف:

تمنی کا لغوی معنی ہے: آرزو کرنا۔

اور اصطلاح میں تمنی وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے شروع میں الفاظ تمنی میں سے کوئی لفظ ہو، جس کے ذریعے متکلم کسی پسندیدہ چیز کی آرزو کرے، جیسے: لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ۔

حروف تمنی:

تمنی کے لیے حرف لیت کو وضع کیا گیا ہے، لیکن کبھی درج ذیل الفاظ بھی تمنی کے لیے آتے ہیں:

۱۔ھَلْ ۲۔لَوْ ۳۔لَعَلَّ۔ (موسوعہ: ۲۷۰)

۵۔ ترجی کی تعریف:

ترجی کا لغوی معنی ہے، امید کرنا۔

اور اصطلاح میں ترجی وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے شروع میں الفاظ ترجی میں سے کوئی لفظ ہو، جس کے ذریعے متکلم کسی چیز کی امید کرے (انتظار کرے)، جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔

الفاظ ترجی:

ترجی کے لیے حرف بھی استعمال ہے اور افعال بھی، حرف ترجی لَعَلَّ ہے، جیسے: لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ، اور افعال ترجی درج ذیل افعال مقاربہ ہیں: ۱۔عَسٰی ۲۔حَرٰی ۳۔اِخْلَوْلَقَ۔ (موسوعہ، صفحہ: ۲۲۲)

تمنی اور ترجی میں فرق:

ان میں دو فرق ہیں:

۱۔ پہلا فرق امکان کے اعتبار سے ہے کہ تمنی ممکن اور غیر ممکن دونوں کی ہوتی ہے، جیسے: لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ، اور لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ، دونوں کہنا درست ہیں جب کہ ترجی صرف ممکن کی ہوتی ہے، لہٰذا لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کہنا درست نہیں۔

۲۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ تمنی کا استعمال صرف ذی شان امر کے لیے ہوتا ہے، جیسے: لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ، اور ترجی کا استعمال ذی شان اور غیر ذی شان دونوں کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا لَعَلَّ الذُّبَابَ یَطِیْرُ۔ کہنا درست ہیں

۶۔ نداء کی تعریف:

نداء کا لغوی معنی ہے آواز دینا۔

اور اصطلاح میں نداء وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے شروع میں حروف نداء میں سے کوئی حرف ہو، جس کے ذریعے متکلم مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرے، جیسے: یَا زَیْدُ۔

حروف نداء:

حروف نداء پانچ ہیں:

۱۔یَا ۲۔اَیَا ۳۔ھَیَا ۴۔اَیْ ۵۔ ہمزہ مفتوحہ۔ (موسوعۃ، صفحہ: ۶۷۴)

۷۔ عرض کی تعریف:

عرض کا لغوی معنی ہے پیش کرنا، اور اصطلاح میں عرض وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے نرمی کے ساتھ کوئی گذارش یا درخواست کی جائے، جیسے: «اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیبَ خَیْرًا» (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ بھلائی پائیں)۔

حروف عرض:

عرض کے لیے تین حروف استعمال ہوتے ہیں: ۱۔اَلَا ۲۔اَمَا ۳۔لَوْ۔ (موسوعۃ ، صفحہ: ۴۴۹)

۸۔ تحضیض کی تعریف:

تحضیض کا لغوی معنی ہے، ترغیب دینا۔

اور اصطلاح میں تحضیض وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے کسی چیز کا مطالبہ سختی کے ساتھ کی جائے جیسے: ھَلَّا تُصَلِّیْ (آپ کیوں نماز نہیں پڑھتے)

حروف تحضیض:

تحضیض کے لیے چار حروف استعمال ہوتے ہیں:

۱۔اَلَّا ۲۔ھَلَّا ۳۔لَوْلَا ۴۔لَوْمَا۔ (موسوعہ: ۲۱۹)

عرض و تحضیض میں فرق:

تحضیض اور عرض دونوں میں طلب ہوتا ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ عرض میں طلب نرمی کے ساتھ ہوتا ہے اور تحضیض میں طلب شدت کے ساتھ ہوتا ہے۔

۹۔ دعاء کی تعریف:

دعاء کا لغوی معنی ہے، پکارنا، مانگنا،

اور اصطلاح میں دعاوہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے خضوع کے ساتھ اپنے مطلوب کو طلب کیا جائے، جیسے: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا (اللہ تجھے اچھا بدلہ دے)۔

(موسوعہ: ۳۲۸)

توبتہ العوام تکون من الذنوب وتوبتہ الخواص تکون من الغفلتہ

وعقود، چون: بعت واشتریت، وعرض، چون: الا تنزل بنا فتصیب خیرا، وقسم، چون: واللہ لاضربن زیدا، وتعجب، چون: مااحسنہ واحسن بہ

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض انشاء غیر طلبی کی قسمیں بیان کرنا ہے۔

تشریح: انشاء غیر طلبی کے آٹھ قسمیں ہیں:

۱۔ عقود ۲۔ قسم ۳۔ تعجب ۴۔ افعال مدح وذم ۵۔ افعال مقاربہ

۶۔ حمد وثناء ۷۔ رب ۸۔ کم خبریہ۔

انشاء غیر طلبی کی قسموں کی تفصیل:

۱۔ عقود کی تعریف:

عقود کا لغوی معنی ہے گرہ لگانا، گانٹھ باندھنا، یہ عقد کی جمع ہے۔
اور اصطلاح میں عقود وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے کسی معاملے کو طے کیا جائے، جیسے: بِعْتُ۔
لیکن اس کے جملہ انشائیہ ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ متکلم عقد کر رہا ہو، اور اگر یہی الفاظ عقد کے بعد بولے جائیں، تو یہ جملہ انشائیہ نہیں ہوں گے، بلکہ خبریہ ہوں گے، مثلاً کسی شخص نے گھڑی خریدتے وقت اِشْتَرَیْتُهَا کہا، اور بعد میں کسی ساتھی کو خبر دینے کے لیے دوبارہ اِشْتَرَیْتُهَا کہا، تو پہلا جملہ انشائیہ ہے اور دوسرا جملہ خبریہ ہے۔

۲۔ قسم کی تعریف:

قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا،
اور اصطلاح میں قسم وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے شروع میں حروف قسم میں سے کوئی حرف آجائے، جیسے: وَاللهِ لَأَضْرِبَنَّ زَيْدًا۔

حروف قسم:

قسم کے لیے چار حروف استعمال ہیں: ۱۔واو ۲۔باء ۳۔تاء ۴۔لام

فائدہ:

جہاں قسم ہو تو وہاں چار چیزوں کا پہچاننا ضروری ہے:
۱۔ مُقسِم (قسم کھانے والا) ۲۔ مقسم بہ (جس ذات کی قسم کھائی جائے)
۳۔ حرف قسم ۴۔ جواب قسم (جس مقصد کے لیے قسم کھائی جائے)، جیسے:
﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝﴾۔

فائدہ:

ہر قسم کے لیے جواب قسم ضروری ہے، پھر جواب قسم دو حال سے خالی نہیں ہو گا:
یا جملہ اسمیہ ہو گا، یا جملہ فعلیہ ہو گا، اگر جملہ اسمیہ ہے تو پھر یا مثبت ہو گا، یا منفی ہو گا؟
اگر جواب قسم جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں اِنّ یا لام ابتدائیہ تاکیدیہ یا دونوں ہوں گے، جیسے:

﴿یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴾۔

اور اگر جملہ اسمیہ منفیہ ہے، تو اس کی ابتداء میں مَا یا لَا یا اِنْ نافیہ ہو گا، جیسے: وَاللهِ مَا زَيْدٌ قَائِمٌ۔

اور اگر جواب قسم جملہ فعلیہ ہے، تو دو حال سے خالی نہیں ہو گا: یا مثبت ہو گا، یا منفی ہو گا،

پھر اگر منفی ہے تو دو حال سے خالی نہیں ہو گا: یا ماضی منفی ہو گا، یا مضارع منفی ہو گا۔

اگر جواب قسم جملہ فعلیہ مثبتہ ہے، تو اس کی ابتداء میں لام اور قد دونوں ہوں گے، یا صرف لام تاکیدیہ ہو گا، جیسے: وَاللهِ لَقَدْ قَامَ زَيْدٌ، اور وَاللهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

اور اگر ماضی منفی ہے، تو اس کی ابتداء میں مَا کا لفظ ہو گا، جیسے: وَاللهِ مَا قَامَ زَيْدٌ۔

اور اگر مضارع منفی ہے، تو اس کی ابتداء میں مَا، لَا اور لَنْ میں سے کوئی ایک ہو گا، جیسے: وَاللهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا، وَاللهِ مَا اَفْعَلَنَّ كَذَا۔ (موسوعہ: ۵۲۲)

۳۔ تعجب کی تعریف:

تعجب کا لغوی معنی ہے، متحیر ہونا،

اور اصطلاح میں تعجب وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے کسی چیز پر اظہار تعجب کیا جائے، اس کے لیے دو صیغے استعمال ہیں: ا۔ مَا اَفْعَلَهٗ ۲۔ اَفْعِلْ بِهٖ. (موسوعہ: ۲۵۷)

فائدہ: تعجب کے لیے ایک تیسرا صیغہ بھی استعمال ہے جو کہ فَعُلَ ہے۔ مثال: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً﴾ (کتنی بڑی بات ہے!)۔

۴۔ افعال مدح وذم:

مدح کا لغوی معنی ہے: تعریف کرنا، اور ذم کا لغوی معنی ہے: مذمت کرنا، برائی بیان کرنا، عیب گیری کرنا۔

اور اصطلاح میں وہ جملہ انشائیہ ہے، جس کے ذریعے انشاء مدح یا انشاء ذم ہو، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، اور بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔ (موسوعہ: ۱۲۵)

۵۔ افعال مقاربہ:

افعال مقاربہ میں سے وہ افعال انشاء بنتے ہیں، جو امید کے معنی میں ہوں، یہ تین ہیں:

۱۔عَلٰی ۲۔حَرٰی ۳۔اِخْلَوْلَقَ۔(موسوعہ: ۱۲۷)

۶۔ حمد وثناء:

جیسے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾۔

۷۔رُبَّ:

ہر وہ جملہ جس کے شروع میں رب آجائے، وہ جملہ انشائیہ ہو گا، بشر طیکہ اس میں تکثیر والا معنی ہو، جیسے: رُبَّ مَالٍ تَصَدَّقْتُ بِہٖ (میں نے بہت سارا مال خرچ کیا)۔ (موسوعہ: ۳۸۱)

۸۔ کم خبریہ:

جس جملے کے شروع میں کم ہو وہ بھی انشائیہ ہو گا، بشر طیکہ اس میں تکثیر والا معنی ہو، جیسے: کَمْ رَجُلٍ عِنْدِیْ

فائدہ: کم خبریہ کا انشاء تکثیر کے لیے ہونا کم خبریہ کے وجہ تسمیہ کے ساتھ منافی نہیں؛ اس لیے کہ جہت الگ الگ ہے۔ یعنی انشاء تکثیر کے لیے اپنے معنی کے اعتبار سے ہے اور کم خبریہ ہونا اس کے اپنے خبر ہونے کی جہت سے ہے۔ یعنی اس کو خبر اس لیے کہتے ہیں کہ خود ترکیب میں مبتداء بنتی ہے اور اس کی خبر جملہ خبریہ ہوتی ہے۔

(لواء الہدی:78، موسوعہ: ۵۵۳-۳۲۷۔جہد قصیر: ۱۴)

جملہ کی تیسری تقسیم: صفت کے اعتبار سے

صفت کے اعتبار سے جملہ کی دس قسمیں ہیں:

۱۔جملہ مبینہ ۲۔جملہ ابتدائیہ ۳۔جملہ استینافیہ ۴۔جملہ معترضہ

۵۔جملہ معللہ ۶۔جملہ تتیجیہ ۷۔جملہ حالیہ ۸۔جملہ معطوفہ

۹۔جملہ قسمیہ ۱۰۔جملہ ندائیہ

تفصیل:

ا۔جملہ مبینہ کی تعریف:

یہ وہ جملہ ہے جو اپنے ماقبل کی تفسیر کرے چاہے اس پر حرف تفسیر داخل ہو جیسے: ﴿فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا﴾ الآیۃ۔ یا حرف تفسیر داخل نہ ہو، جیسے: اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ: هِيَ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ۔

۲۔جملہ ابتدائیہ کی تعریف:

یہ وہ جملہ ہے جو ابتداء کلام میں واقع ہو، جیسے: اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ۔

۳۔جملہ استینافیہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو سابق کلام سے منقطع ہو، جیسے: ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾۔ مثال مذکور میں إن العزة لله جميعا والا جملہ ماقبل سے منقطع ہے۔

فائدہ: علماء بلاغت کے نزدیک جملہ مستانفہ وہ ہے جو سوال مقدر کے جواب میں واقع ہو جیسے: قال سلامٌ سوال مقدر ما قال ابرھیمؑ کے جواب میں واقع ہے۔

۴۔جملہ معترضہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو متلازمین کے درمیان واقع ہو، متلازمین سے مراد فعل وفاعل، مبتداء وخبر، موصوف وصفت ،ذوالحال وحال، قسم وجواب قسم ،مضاف ومضاف الیہ اور موصول وصلہ ہیں ، جیسے: ﴿وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝﴾، اس مثال میں قسم موصوف، عظیم صفت ہے اور لو تعلمون درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔

۵۔جملہ معللہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو ماقبل جملے کی علت بیان کرے، جیسے: «تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا؛ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ» (اس مثال میں فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ جملہ معللہ ہے ماقبل کی علت بیان کررہا ہے)۔

۶۔جملہ نتیجیہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو ماقبل والے کلام کا نتیجہ ہو،اور صراحتاً ذکر نہ ہو ، جیسے: اَلْخَفْضُ يَخْتَصُّ بِالْاِسْمِ، اس کا نتیجہ اَلْخَفْضُ لَا يَخْتَصُّ بِالْفِعْلِ ہے۔

۷۔ جملہ حالیہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو حال واقع ہو یعنی اپنے ماقبل کی حالت بیان کرے، جیسے: ﴿مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾، اس مثال میں وَّهِيَ خَاوِيَةٌ، قَرْيَةٍ کی حالت بیان کر رہا ہے۔

۸۔ جملہ معطوفہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو کسی پر عطف ہو، جیسے: ﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾، اس مثال میں اَنْزَلَ کا عطف جَعَلَ پر ہے۔

۹۔ جملہ قسمیہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جس پر حروف قسم میں سے کوئی حرف داخل ہو، جیسے: ﴿يٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴾۔

۱۰۔ جملہ ندائیہ کی تعریف:

وہ جملہ ہے جس پر حروف نداء میں سے کوئی حرف داخل ہو، جیسے: ﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾۔

(نحو میر جمل: 37، مشکل ترکیبوں کا حل: 352)

جملہ کی چوتھی تقسیم: شکل و ہیئت کے اعتبار سے

شکل و ہیئت کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ صغری ۲۔ کبری

۱۔ جملہ صغری کی تعریف:

وہ جملہ ہے جو مبتداء کی خبر واقع ہو، جیسے: ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾، اس میں يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ جملہ صغری ہے، اس لیے کہ مبتداء (لفظ اَللّٰهُ) کی خبر ہے۔

۲۔ جملہ کبری کی تعریف:

وہ جملہ اسمیہ ہے جس میں خبر جملہ واقع ہو، جیسے: ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾، یہ پورا جملہ کبری ہے۔

(مغنی اللبیب:2/ ۳۳۷)

جملہ کی پانچویں تقسیم، ترکیب کے اعتبار سے

ترکیب کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔وہ جملے جن کے لیے محل اعراب نہ ہو ۲۔وہ جملے جن کے لیے محل اعراب ہو

۱۔وہ جملے جن کے لیے محل اعراب نہ ہو:

بارہ جملے ایسے ہیں جن کے لیے محل اعراب نہیں ہوتا:

۱۔جملہ ابتدائیہ: اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ۔

۲۔جملہ مستانفہ: ﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا﴾۔

۳۔جملہ معترضہ: ﴿وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ﴾۔

۴۔جملہ تفسیریہ جو حرف تفسیر کے بعد ہو: ﴿فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾۔

۵۔وہ جملہ تفسیریہ جو حرف تفسیر کے بغیر ہو: اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: هِيَ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ۔

۶۔جملہ معللہ: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا؛ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ۔

۷۔جو جملہ مقصود بالنداء ہو: ﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾۔

۸۔جو جملہ جواب قسم ہو: ﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾۔

۹۔جو جملہ موصول کا صلہ واقع ہو، چاہے موصول اسمی ہو، جیسے: ﴿الَّذِيْ خَلَقَكُمْ﴾۔یا موصول حرفی ہو، جیسے: ﴿أَنْ يَّعْبُدُوْهَا﴾۔

فائدہ:

موصول حرفی تین ہیں: ۱۔ما ۲۔ان ۳۔انّ

۱۰۔جو جملہ شرط غیر جازم کے جواب میں واقع ہو: ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾۔

فائدہ:

کلمات شرط غیر جازمہ چھ ہیں:

۱۔لَوْ ۲۔لَوْلَا ۳۔لَمَّا ۴۔کَیْفَ ۵۔کُلَّمَا 6۔إِذَا۔ اگرچہ بعض کے نزدیک إِذَا شرطیہ جازمہ ہے، جو کہ ضعیف ہے۔

۱۱۔جو جملہ شرط جازم کا جواب واقع ہو، اور اس پر فاء یا اذا داخل نہ ہو، جیسے: «مَنْ یُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ»۔

۱۲۔مذکورہ جملوں میں سے کسی ایک پر عطف ہو: ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾، اس مثال میں اَنْزَلَ کا عطف ہے جملہ صلہ جَعَلَ پر۔

(مغنی اللبیب: ۲/ ۴۴۰۔ موسوعہ: ۳۲۳۔ مفتاح النحو: 104)

۲۔وہ جملے جن کے لیے محل اعراب ہوتا ہے:

پندرہ جملے ایسے ہیں جن کے لیے محل اعراب ہوتا ہے:

۱۔وہ جملہ جو مبتداء کی خبر واقع ہو، تو محلا مرفوع ہوگا: زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ

۲۔وہ جملہ جو مبتداء واقع ہو، تو محلا مرفوع ہوگا: تَسْمَعُ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاهُ۔

۳۔وہ جملہ جو نائب فاعل واقع ہو، وہ بھی محلا مرفوع ہوگا: ﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا﴾۔

۴۔وہ جملہ جو حروف مشبہ بالفعل کی خبر واقع ہو، وہ بھی محلا مرفوع ہوگا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

۵۔جو جملہ افعال ناقصہ کی خبر واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: کَانَ زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

۶۔جو جملہ افعال مقاربہ کی خبر واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: ﴿وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾۔

۷۔جو جملہ ما ولا مشبہ بلیس کی خبر واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: مَا زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

۸۔جو جملہ باب علمت کا مفعول ثانی ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا اَبُوْهُ قَائِمٌ۔

۹۔جو جملہ مستثنیٰ واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: ﴿لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَ کَفَرَ فَیُعَذِّبُهُ اللهُ الْعَذَابَ الْاَکْبَرَ﴾ (اس مثال میں مَنْ موصول مبتداء اور فَیُعَذِّبُهُ الخ اس کے لیے خبر ہے۔ مبتدا خبر مل کر مستثنیٰ ہے جو کہ محلا منصوب ہے)

۱۰۔جو جملہ باب اعلمت کا مفعول ثالث واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًا اَبُوْهُ عَالِمٌ۔

۱۱۔جو جملہ قول کا مقولہ واقع ہو تو محلا منصوب ہوگا، جیسے: ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللهِ﴾۔

۱۲۔ جو جملہ موصوف کی صفت واقع ہو تو اس کا اعراب رفع، نصب، جر میں موصوف کے مطابق ہو گا، جیسے: جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ۔

۱۳۔ جو جملہ مضاف الیہ واقع ہو تو محلا مجرور ہو گا، جیسے: ﴿یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ﴾۔

فائدہ:

چند وہ الفاظ جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔اِذْ ۲۔اِذَا ۳۔حَیْثُ ۴۔لَمَّا ۵۔کُلَّمَا ۶۔یَوْم ۷۔حِیْنَ

۱۴۔ جو جملہ ذوالحال کے لیے حال واقع ہو تو محلا منصوب ہو گا، جیسے: ﴿مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا﴾۔

۱۵۔ جو جملہ شرط جازم کے جواب میں واقع ہو اور اس پر فاء یا اذا داخل ہو تو محلّا مجزوم ہو گا، جیسے: ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ﴾۔

فائدہ: جیسے ماسبق میں معلوم ہوا جملہ مبنی ہے، جس کے لیے اعراب نہیں ہوتا، لہذا اصل جملہ میں یہ ہوا کہ اس کے لیے اعراب نہ ہو، لیکن کبھی کبھار جملہ مفرد جو کہ معرب ہوتا ہے اس کی جگہ میں واقع ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو اعراب محلی دیا جاتا ہے، لہذا جہاں بھی جملہ مفرد کی جگہ میں واقع ہو گا تو اعراب محلی ہو گا ورنہ نہیں ہو گا۔
(مغنی اللبیب: ۲/ ۴۴۰۔ موسوعہ: 325)

فصل: بدانکہ غیر مفید آنست کہ چون قائل بر آن سکوت کند، سامع را خبری یا طلبی حاصل نہ شود، وآن بر سہ قسم است

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض مرکب کی دوسری قسم "مرکب غیر مفید" کی تعریف اور اس کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

مرکب غیر مفید کی تعریف:

مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے کہ بات کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب

حاصل نہ ہو

مرکب غیر مفید کی قسمیں:

مرکب غیر مفید کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب تقییدی ۲۔ مرکب غیر تقییدی

مرکب تقییدی کی تعریف:

مرکب تقییدی وہ مرکب غیر مفید ہے کہ جس کا جز ثانی جز اول کے لیے قید ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب اضافی ۲۔ مرکب توصیفی

مرکب غیر تقییدی کی تعریف:

مرکب غیر تقییدی وہ مرکب غیر مفید ہے کہ جس کا جز ثانی جز اول کے لیے قید نہ ہو، اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب بنائی ۲۔ مرکب منع صرف ۳۔ مرکب صوتی۔ (روضۃ الہادیہ: 60)

اول مرکب اضافی: چون، غلام زید، جزاول رامضاف گویند، وجزدوم رامضاف الیہ، ومضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض مرکب تقییدی کی پہلی قسم مرکب اضافی کو بیان کرنا اور اس کے اجزاء کی تعیین کرنا ہے۔

مرکب اضافی کی تعریف:

مرکب اضافی وہ مرکب ہے جہاں دو اسموں کو اس طور پر ملا کر ایک کیا گیا ہو کہ پہلے اسم سے تنوین یا قائم مقام تنوین (نون تثنیہ وجمع) کو حذف کرکے اس کی جگہ دوسرے اسم کو رکھا گیا ہو، پہلے جز کو مضاف اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں، اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ، میں زَيْدٍ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

مرکب اضافی کی علامات:

مرکب اضافی کی علامات دو طرح ہیں: ۱۔ لفظی علامات ۲۔ معنوی علامات

لفظی علامات:

۱۔ معرف باللام سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: كِتَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ، بَابُ مُتَابِعَةِ أَصْحَابِ الرَّسُوْلِ۔

۲۔ ضمیر سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین یا ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿قُلُوْبِهِمْ﴾، «غَسْلُ يَدَيْهِ»، ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ﴾۔

۳۔ علم سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: عَبْدُ اللهِ، اِبْنُ غُلَامِ زَيْدٍ، ﴿مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوْحٍ﴾۔

۴۔ اسم عدد سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾، عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ۔

۵۔ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ﴾، تَزْيِيْنُ دِيْبَاجَةِ هٰذَا الْكِتَابِ، بَيَانُ اِعْتِبَارِ صِفَةِ هٰذَا الْكِتَابِ۔

۶۔ اسم موصول سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ﴾، ﴿مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ﴾۔

۷۔ لفظ بول کر لفظ مراد ہو اور اس سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: خَبَرَانِّ، بَابُ عَلِمْتُ۔

۸۔ مَنْ، مَا، اَنْ، اَیْ سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى﴾، «مَوْتُ مَا لَا دَمَ لَهُ»، ﴿مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ﴾، «بِتَخْيِيْلِ اَیْ كِتَابَهُ هٰذَا»۔

۹۔ اسماء کسور اکثر مضاف ہوتے ہیں، جیسے: نِصْفُ اللَّيْلِ۔

اسماء کسور:

۱۔نصف ۲۔ثلث ۳۔ربع ۴۔خمس ۵۔سدس ۶۔سبع ۷۔ثمن ۸۔تسع ۱۰۔عشر

۱۰۔ نکرہ مجرورہ سے پہلے بغیر الف لام اور تنوین کے ایک یا کئی اسم آجائیں، تو وہ بھی آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہوں گے، جیسے: ﴿أَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ﴾۔

۱۱۔کچھ اسماء لازم الاضافۃ ہیں، جیسے: إِذْ، إِذَا، حَيْثُ، قَبْلُ، بَعْدُ، خَلْفُ، قُدَّامُ، مَعَ، فَوْقَ، تَحْتَ، عِنْدَ، دُوْنَ، مِثْل، نَحْو، أُولُوْ، ذُوْ، كُلّ، بَعْض، غَيْر، شَأْن، شَبِيْه، وغیرھا(ذَات، أُولَات، ذَوُوْنَ)۔

معنوی علامات:

۱۔ مضاف، مضاف الیہ کے اردو ترجمے میں پہلے مضاف الیہ کا ترجمہ کیا جاتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ، زید کا غلام۔

۲۔ مضاف اور مضاف الیہ کے اردو ترجمے میں دونوں کے درمیان کا، کے، کی، کو، را، رے، ری، نا، نے، نی وغیرہ جیسے الفاظ آتے ہیں۔

اگر مضاف اردو میں مذکر ہو تو "کا" کالفظ آئے گا، جیسے: رَسُوْلُ اللهِ: اللہ کا رسول۔

اگر مضاف اردو میں مونث ہو تو "کی" کالفظ آئے گا، جیسے: كِتَابُ اللهِ: اللہ کی کتاب۔

اگر مضاف جمع مذکر ہو تو "کے" کالفظ آئے گا، جیسے: رُسُلُهٗ: اس کے رسول۔

اور اگر مضاف اردو میں جمع مونث ہو، تو کی کالفظ آئے گا، جیسے: كُتُبُهٗ: اس کی کتابیں۔

اور اگر مصدر مضاف ہو مفعول کی طرف تو اس کے اردو ترجمے میں "کو" کالفظ آئے گا، جیسے: لَا يَجُوْزُ إِجْبَارُ بِكْرٍ: باکرہ کو مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مضاف الیہ ضمیر متکلم یا مخاطب ہو، تو مضاف اور مضاف الیہ کے اردو ترجمے میں "را"، "ری"، "رے" کے الفاظ آتے ہیں، جیسے: أَبُوْكَ، تیرا باپ۔ اِبْنَتِيْ، میری بیٹی، رُسُلُنَا، ہمارے رسول۔

اور کبھی کبھار اگر مضاف الیہ ضمیر غائب یا ضمیر متکلم ہو تو اس کے اردو ترجمے میں "نا"، "نی"، "نے" کے الفاظ آتے ہیں، جیسے: ﴿وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ﴾، موسیٰ نے اپنی قوم سے پسند کیے۔ ضَرَبْتُ غُلَامِيْ، میں نے اپنے غلام کو مارا۔ (روضۃ الہادیہ: 61)

اضافت کی قسمیں

اضافت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اضافت لفظی ۲۔ اضافت معنوی

اضافت لفظی:

اضافت لفظی وہ اضافت ہے جس میں مضاف ایسا صفت کا صیغہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو، جیسے:
ضَارِبُ زَیْدٍ۔

فائدہ: معمول سے مراد فاعل و مفعول بہ ہے۔

فائدہ: اضافت لفظی تخفیفِ لفظ کا فائدہ دیتی ہے۔

اضافت معنوی:

اضافت معنوی وہ اضافت ہے جس میں مضاف صیغہ صفت نہ ہو جیسے: «غُلَامُ زَیْدٍ»۔ اور اگر مضاف صیغہ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو، جیسے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اور اگر اپنے معمول کی طرف مضاف ہو تو دوام واستمرار والا معنی ہو، جیسے: ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ﴾۔

فائدہ: اضافت معنوی تین چیزوں کا فائدہ دیتی ہے:

۱۔ تخصیص ۲۔ تعریف ۳۔ تخفیف

اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو تخصیص مع التحقیف کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ۔ اور اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو تعریف مع التحقیف کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔

اضافت معنوی کی قسمیں:

اضافت معنوی کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اضافت لامی ۲۔ اضافت منی ۳۔ اضافت فوی

اضافت لامی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کا جنس اور ظرف نہ ہو، جیسے: «غُلَامُ زَیْدٍ»۔

وجہ تسمیہ: اضافتِ لامی میں مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان لام مقدر ہوتا ہے، جیسے: «غُلَامُ زَیْدٍ» أَیْ غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

اضافت منی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کے جنس میں سے ہو اور اس کے لیے ظرف نہ ہو.

جیسے: «خَاتَمُ فِضَّةٍ»۔

وجہ تسمیہ: اضافت منی میں مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مِن مقدر ہوتا ہے، جیسے: «خَاتَمُ فِضَّةٍ» أیْ خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ۔

اضافت فوی: وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو، جیسے: «صَلٰوةُ اللَّيْلِ»

وجہ تسمیہ: اضافت فوی میں مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فِی مقدر ہوتا ہے، جیسے: «صَلٰوةُ اللَّيْلِ» أیْ صَلٰوةٌ فِی اللَّيْلِ۔ (موسوعہ: 96)

قواعد مرکب اضافی

قاعدہ۔۱: اسماء باعتبار اضافت تین قسم پر ہیں:

۱۔ جائز الاضافۃ ۲۔ واجب الاضافۃ ۳۔ ممتنع الاضافۃ

۱۔ جائز الاضافۃ:

یہ اسمائے نکرات ہیں جو اکثر مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں، جیسے: غلامُ زیدٍ

۲۔ واجب الاضافۃ:

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

۱۔ وہ اسماء جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ پہلی قسم وہ ہے جن کی مضاف الیہ کبھی کبھار حذف ہوتا ہے، وہ درج ذیل اسماء ہیں:

۱۔ کل جب کہ تاکید اور صفت کے لیے نہ ہو ۲۔ بعض ۳۔ غیر ۴۔ ای ۵۔ مع

۶۔ فوق ۷۔ تحت ۸۔ امام ۹۔ خلف ۱۰۔ یمین ۱۱۔ شمال ۱۲۔ قبلُ 13۔ بَعْدُ۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے جن کا مضاف الیہ کبھی بھی حذف نہیں ہوتا، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اولو 2۔اولات 3۔ذو 4۔ذوات 5۔لبیک 6۔سعدیک 7۔حنانیک
8۔دوالیک 9۔ھذاذیک 10۔حزارَیک 11۔حجازیک
12۔کلا 13۔کلتا 14۔لدی 15۔سوی 16۔قصاری 17۔عند۔

دوسری قسم:

وہ اسماء جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں، وہ اسماء یہ ہیں:

۱۔اذ ۲۔اذا ۳۔حیث ۴۔کلما ۵۔لما

۳۔ ممتنع الاضافۃ:

ممتنع الاضافۃ اسماء کل سات ہیں:

۱۔اسماء مضمرات ۲۔اسماء اشارات ۳۔اسماء موصولات سوائے أيّ کے ۴۔اسماء شرطیات سوائے ایّ کے
۵۔اسماء استفہام ۶۔ معرف باللام (موسوعہ:۱۰۳۔جامع الدروس: 3/ ۱۶۳)

قاعدہ: مضاف مضاف الیہ سے تیرہ چیزیں حاصل کرتا ہے:

۱۔ تعریف، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ، غلام نکرہ تھا، اضافت کی وجہ سے معرفہ ہو گیا۔

۲۔ تخفیف، جیسے: ضَارِبَا زَيْدٍ، اصل میں ضَارِبَانِ تھا، اضافت کی وجہ سے نون حذف ہوا۔

۳۔ تخصیص، جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ، غلام عام تھا، اضافت کی وجہ سے تخصیص آگئی۔

۴۔جمعیت، جیسے:

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ * وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَ

اس شعر میں حُبُّ مضاف نے الدِّيَارِ مضاف الیہ سے جمعیت حاصل کی ہے۔

۵۔حذفیت تاء، جیسے: «إِقَامَ الصَّلٰوةِ» (اصل میں إِقَامَةُ الصَّلٰوةِ تھا)۔

۶۔صدارت، جیسے: غُلَامُ مَنْ عِنْدَكَ، غلام نے اپنے مضاف الیہ سے صدارت حاصل کی ہے، اس لیے تقدیم مبتداء واجب ہے۔

۷۔تذکیر، جیسے: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾، میں لفظ رحمت نے اپنے مضاف الیہ سے تذکیر

حاصل کی، اسی لیے قَرِیْبٌ خبر مذکر ہے۔

۸۔ تانیث، جیسے: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ﴾، میں کل نے نفس سے تانیث حاصل کی ہے، اس لیے فعل کو مؤنث لایا گیا۔

۹۔ معنیٰ استفہام، جیسے: «اِبْنُ مَنْ أَنْتَ»؟ (اس مثال میں اِبْنُ نے مَنْ سے معنیٰ استفہام حاصل کیا مَنْ کے بارے میں سوال ہو تا تو جواب میں فُلَانٌ آتا)۔

۱۰۔ بناء، جیسے: ﴿يَوْمَئِذٍ﴾ میں یَوْم پہلے معرب تھا، اضافت کی وجہ سے مبنی ہو گیا۔

فائدہ: مضاف، مضاف الیہ سے بناء تین جگہوں میں حاصل کرتا ہے: ۱۔ مضاف اسم معرب مبہم ہو جیسے: مثل، غیر، دون اور مضاف الیہ مبنی ہو جیسے: حین بینهم وبین ما یشتهون۔ ۲۔ مضاف اسم معرب زمان مبہم ہو الحین، الوقت، الساعۃ، الزمان اور مضاف الیہ إذ ہو جیسے: یومئذ۔ ۳۔ مضاف اسم معرب زمان مبہم ہو اور مضاف الیہ فعل مبنی اصل ہو یا عارضی ہو جیسے: علی حین عاتبت المشیب۔ اگر مضاف الیہ فعل معرب ہو تو بصریین کے نزدیک معرب ہو گا وجوبا اور کوفیین کے نزدیک جائز البناء ہو گا۔ النحو القرانی 315

۱۱۔ ظرفیت، جیسے: ﴿تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ﴾۔

۱۲۔ مصدریت، جیسے: ﴿اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾۔

۱۳۔ معنی تثنیہ، جیسے: مِثْلُ اَبِيْكَ وَاَخِيْكَ يَقُوْلَانِ ذَاكَ، میں مِثْلُ نے اپنے مضاف الیہ سے تثنیہ کا معنی حاصل کیا، اسی لیے یَقُوْلَانِ تثنیہ لائے۔

(النحو الوافی: 3/ 57۔ مغنی اللبیب ۳/ ۱۳۹۔ موسوعہ: ۹۹، النحو القرآنی: ص: ۳۱۵)

قاعدہ۔۳: مضاف مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ:

بعض اوقات مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ آتا ہے، اور یہ فاصلہ دو قسم پر ہے:

۱۔ فاصلہ ضروریہ، یعنی ضرورت شعری کی وجہ سے لایا گیا ہو ۲۔ فاصلہ اختیاریہ

فاصلہ ضروریہ:

یہ دو قسم پر ہے: ۱۔ فاصلہ بالا جنبی ۲۔ فاصلہ بغیر الاجنبی

فاصلہ بالا جنبی کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ فاعل کے ساتھ فاصلہ ۲۔ مفعول کے ساتھ فاصلہ ہو
۳۔ ظرف کے ساتھ فاصلہ ہو۔ مثالیں "موسوعہ" میں بحث اضافت میں موجود ہیں۔
فاصلہ بغیر الا جنبی کی بھی تین قسمیں ہیں:
۱۔ فاعل غیر اجنبی کے ساتھ ۲۔ صفت غیر اجنبیہ کے ساتھ
۳۔ نداء غیر اجنبی کے ساتھ (مثالیں موسوعہ میں)۔

فاصلہ اختیاریہ:

اس کی پانچ صورتیں ہیں:
۱۔ مصدر مضاف ہو فاعل کی طرف اور فاصلہ مفعول کے ساتھ ہو۔
۲۔ مصدر مضاف ہو فاعل کی طرف اور فاصلہ ظرف کے ساتھ ہو۔
۳۔ صیغہ صفت مضاف ہو مفعول اول کی طرف اور فاصلہ مفعول ثانی کے ساتھ ہو۔
۴۔ صیغہ صفت مضاف ہو مفعول کی طرف اور فاصلہ ظرف یا جار و مجرور کے ساتھ ہو۔
۵۔ فاصلہ قسم کے ساتھ ہو (مثالیں موسوعہ: ۱۰۵ پر ہیں)۔

(شرح الرضی: 1/ 393۔ النحو الوافی: 3/ 41)

قاعدہ۔۴: مضاف کو دو چیزوں سے خالی کرنا ضروری ہے:
۱۔ الف لام سے ۲۔ تنوین اور قائم مقام تنوین سے
مضاف کو الف لام سے اضافت معنویہ میں خالی کرنا ضروری ہے، باقی اضافت لفظیہ میں پانچ جگہوں پر مضاف پر الف لام آسکتا ہے:
۱۔ مضاف تثنیہ ہو، جیسے: اَلضَّارِبَا زَيْدٍ۔
۲۔ مضاف جمع مذکر سالم ہو (یعنی صیغہ صفت جمع ہو)، جیسے: اَلضَّارِبُوْ زَيْدٍ۔
۳۔ مضاف مفرد ہو اور مضاف الیہ معرف باللام ہو، جیسے: اَلْكَاتِبُ الدَّرْسِ۔
۴۔ مضاف مفرد ہو اور مضاف الیہ معرف باللام کی طرف مضاف ہو، جیسے: اَلْكَاتِبُ دَرْسِ النَّحْوِ۔
۵۔ مضاف مفرد ہو اور مضاف الیہ معرف باللام کی ضمیر کی طرف مضاف ہو، جیسے: جَاءَنِي الرَّجُلُ الضَّارِبُ

غُلَامِهِ۔ (اوضح المسالک فی بحث الاضافۃ۔ موسوعہ: ۹۹۔ جامع الدروس: 3/ ۱۶۱)

قاعدہ۔۵: بعض اوقات مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بناتے ہیں اور مضاف کا اعراب مضاف الیہ کو دے دیتے ہیں، جیسے: ﴿وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ﴾، اَیْ حُبَّ الْعِجْلِ، اور کبھی مضاف الیہ کو اپنی حالت جری پر باقی رکھا جاتا ہے، بشرطیکہ اس مضاف کا مثل مضاف ماقبل میں موجود ہو، جیسے:

اَكُلُّ امْرِئٍ تَحْسَبِينَ امْرَأً وَنَارٍ تُوقِدُ بِاللَّيْلِ نَارًا، اَیْ كُلُّ نَارٍ تُوقَدُ

(شرح الرضی: ۱/ ۲۹۱۔ موسوعہ: ۱۰۴)

قاعدہ۔۶:

کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض مضاف پر چار چیزوں میں سے کوئی چیز لائی جاتی ہے:

۱۔ الف لام، جیسے: «وَمِنْ خَوَاصِهِ: دُخُوْلُ اللَّامِ»، اَیْ لَامِ التَّعْرِيْفِ۔

۲۔ تنوین، جیسے: ﴿يَوْمَئِذٍ﴾، اَیْ يَوْمَ اِذْ كَانَ كَذَا۔

۳۔ ضمہ، جیسے: قَبْلُ، بَعْدُ۔

۴۔ مضاف کا تکرار، جیسے: يَاتَيْمَ تَيْمَ عَدِيٍّ۔ (معارف الکافیہ: ۱/ ۹۲، بشیر ناجیہ: 37)

قاعدہ۔ ۷: اسم مضاف جو مضاف الیہ کے ساتھ معنی میں متحد ہو جیسے مترادف یا موصوف صفت تو اس میں جمہور کے نزدیک تاویل کی جائیگی کیوں کہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف یا بالعکس درست نہیں ہے اور کوفیین کے نزدیک بغیر کسی تاویل کے جائز ہے بشرطیکہ مضاف مضاف الیہ سے لفظا مختلف ہو، ۱۔ مثال اضافت صفت الی الموصوف جیسے: یعلم خائنۃ الاعین أی الاعین الخائنۃ۔

۲۔ مثال اضافت موصوف الی الصفۃ جیسے: ولدار الآخرۃ خیر أی الدار الآخرۃ خیرٌ۔ ۳۔ مثال اضافت مترادفین کی جیسے: إن ہذا لھو حق الیقین۔

(النحو الوافی: ۳/ ۴۰۔ موسوعہ: ۹۷)

قاعدہ۔۸:

اسماء مبہمات جب مبنی کی طرف مضاف ہو تو ان کو معرب اور مبنی دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے: یومئذٍ، منادون ذالک۔

فائدہ:

اسماء مبہمات درج ذیل ہیں:

۱۔مثل ۲۔غیر ۳۔بین ۴۔دون ۵۔یوم ۶۔حین ۷۔الساعۃ ۸۔الوقت ۔ (شرح شذور الذہب:۸۶)

مرکب توصیفی کی تعریف:

وہ مرکب غیر مفید ہے جو موصوف صفت سے مل کر بنے، جیسے: ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾۔

مرکب توصیفی کی علامات:

مرکب توصیفی کی علامات دو طرح ہیں: ۱۔لفظی علامات ۲۔معنوی علامات

۱۔لفظی علامات:

۱۔دو یا دو سے زیادہ اسم معرف باللام آجائیں، تو پہلا موصوف اور باقی اس کے لیے صفت بنیں گے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ دونوں کا اعراب ایک ہو، دونوں مفرد، تثنیہ اور جمع میں موافق ہوں، اور موصوف صفت والا معنی بھی صحیح ہوتا ہو، احترازی مثال، جیسے: ضَرَبَ الْعَالِمُ الْجَاهِلَ، اتفاقی مثال، جیسے: ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾، اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْأَحْرَارِ الْمُسْلِمِيْنَ الْبَالِغِيْنَ الْعُقَلَاءِ الْأَصِحَّاءِ۔

۲۔علم کے بعد ایک یا ایک سے زیادہ اسماء معرف باللام آجائیں، جیسے: زَيْدٌ الْعَالِمُ، ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾۔

۳۔دو اسم نکرہ منون ایک ساتھ آئیں، لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں صفت کے صیغے نہ ہوں، احترازی مثال، جیسے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾، اتفاقی مثال، جیسے: ﴿عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾۔

۴۔نکرہ کے بعد من بیانیہ آجائے، جیسے: ﴿مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾۔

۵۔نکرہ کے بعد جملہ آجائے، چاہے جملہ فعلیہ ہو، جیسے: ﴿جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ﴾، یا جملہ اسمیہ ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ مقام جزاء میں نہ ہو، احترازی مثال، جیسے: «مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»، اتفاقی مثال، جیسے: جَاءَنِيْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ۔

۶۔نکرہ کے بعد لفظ غیر، ذو اور ذات وغیرہ آجائیں، جیسے: ﴿إِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾، جَاءَنِيْ رَجُلٌ ذُوْ مَالٍ، فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ۔

۷۔ کوئی اسم ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد معرف باللام، اسم اشارہ یا اسم موصول آجائے، جیسے:

غُمَاوُہُ الشَّامِلَۃُ، اُمَّھَاتُکُمُ اللّٰاتِیْ، ﴿مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا﴾۔

۸۔ کوئی اسم مضاف ہو معرف باللام کی طرف اور اس کے بعد معرف باللام، اسم اشارہ یا اسم موصول آجائے، جیسے: عَبْدُ اللّٰہِ الْعَالِمُ، عَبْدُ اللّٰہِ الَّذِیْ، عَبْدُ اللّٰہِ ھٰذَا۔

۹۔ لفظ بول کر علم مراد ہو اور اس کے بعد معرف باللام، اسم اشارہ یا اسم موصول آجائے، جیسے: مَا الْکَافَّۃُ، لَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ، کَانَ ھٰذَا تَامَّۃٌ۔

۱۰۔ اسم موصول سے پہلے معرف باللام آجائے، جیسے: ﴿لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ﴾۔

۱۱۔ اسم اشارہ کے بعد معرف باللام آجائے، جیسے: ﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ﴾۔

2۔ معنوی علامات:

موصوف صفت کا ترجمہ کرتے وقت موصوف سے پہلے: "اس"، "ایسا"، "ایسی"، "ایسے" اور درمیان میں "جو کہ" اور آخر میں لفظ "ہے" آتا ہے، جیسے: ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾: شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ (روضۃ الہادیہ: 64)

دوم: مرکب بنائی آنست کہ دو اسم رایکی کردہ باشند، واسم دوم متضمن حرفی باشد، چون: احد عشر تا تسعۃ عشر، کہ دراصل احد و عشر اور تسعۃ و عشر بودہ است، واو را حذف کردہ ہر دو اسم رایکی کردند.

غرض مصنف: اس عبارت سے مصنفؒ کی غرض مرکب بنائی کی تعریف بیان کرنا ہے

مرکب بنائی کی تعریف

مرکب بنائی وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں دو اسموں کو اس طور پر ملا کر ایک کیا جائے کہ ان میں سے دوسرا اسم کسی حرف کے معنی کو متضمن ہو، اور پہلے اسم سے تائے تانیث کی حیثیت رکھتے ہو، جیسے: اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَۃَ عَشَرَ تک، کہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ اور تِسْعَۃٌ وَعَشَرٌ تھے، واو کو حذف کرکے دونوں اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا، تو اَحَدَ عَشَرَ اور تِسْعَۃَ عَشَرَ ہو گئے۔ (حاشیۃ الصبان: 4/ 97)

وہر دو جزء مبنی باشد بر فتح، الا اثنا عشر کہ جزء اول معرب است

غرض مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض مرکب بنائی کا حکم بیان کرنا ہے کہ وہ معرب ہے یا مبنی؟

مرکب بنائی کا حکم:

مرکب بنائی کے دونوں جزء مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں، دوسرا جزء اس لیے مبنی ہے کہ حرف کے معنی کو متضمن ہے، اور پہلا جزء اس لیے مبنی بر فتحہ ہے کہ دوسرا جزء پہلے کے لیے تاء تانیث کی حیثیت رکھتا ہے اور تاء تانیث کا ماقبل مبنی بر فتحہ ہوتا ہے، سوائے اثنا عشر کے کہ اس کا پہلا جزء معرب ہے، اس لیے کہ جزء ثانی نون تثنیہ کی جگہ میں واقع ہے اور نون تثنیہ کا ماقبل محل اعراب ہے، نہ کہ محل بناء؛ اس لیے معرب ہے۔ (حاشیۃ الصبان: 4/ 98)

مرکب بنائی کی قسمیں:

مرکب بنائی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب من الظروف ۲۔ مرکب من الاحوال ۳۔ مرکب من العدد

۱۔ مرکب من الظروف:

مرکب من الظروف وہ مرکب بنائی ہے جو دو ظروف سے مل کر بنا ہو، جیسے: فُلَانٌ يَأْتِيْنَا صَبَاحَ مَسَاءَ، اصل میں صَبَاحًا وَمَسَاءً تھا، أَيْ فِيْ كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ۔

۲۔ مرکب من الاحوال:

مرکب من الاحوال وہ مرکب بنائی ہے جو دو حالوں سے مل کر بنا ہو، جیسے: تَسَاقَطُوْا أَخْوَلَ أَخْوَلَ، اصل میں أَخْوَلًا أَخْوَلًا تھا، بمعنی مُتَفَرِّقِيْنَ۔

۳۔ مرکب من العدد:

مرکب من العدد وہ مرکب بنائی ہے جو دو اعداد سے مل کر بنا ہو، جیسے: أَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ۔

(جہد قصیر: ۱۵، روضۃ الہادیہ: 66، شرح شذور الذہب: 78)

سوم مرکب منع صرف، واو آنست کہ دو اسم را یکی کردہ باشند، واسم دوم متضمن حرفی نباشد، چون: بَعْلَبَكَّ وَحَضْرَمَوْتُ

غرض مصنفؒ: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض مرکب منع صرف کی تعریف بیان کرنا ہے۔

مرکب منع صرف کی تعریف:

مرکب منع صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی کو متضمن نہ ہو اور پہلے اسم کے لیے تاء تانیث کی حیثیت رکھے، جیسے: بَعْلَبَكْ، حَضَرَمَوْتْ۔

تحقیق بَعْلَبَكْ: بعلبک اصل میں بَعْلْ اور بَكْ تھا، "بعل" ایک بت کا نام تھا اور "بک" بادشاہ کا نام تھا، دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا، تو بَعْلَبَكْ ہو گیا۔

حَضَرَمَوْتْ کی تحقیق: حضرموت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک آدمی کا نام ہے۔ اصل میں اس کا نام عبد النور تھا، مگر جنگ میں آگے آگے ہوتا تھا تو اس کا نام حَضَرَمَوْتْ رکھا گیا۔ (لواء الھدی:82)

کہ جزء اول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء وجزء دوم معرب

غرض مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض مرکب منع صرف کا حکم اور اس میں اختلاف بیان کرنا ہے۔

مرکب منع صرف کے معرب و مبنی ہونے میں چار اقوال ہیں:

۱۔ جمہور کے نزدیک پہلا جزء مبنی بر فتحہ اور دوسرا جزء معرب غیر منصرف ہے

۲۔ بعض کے نزدیک دونوں جزء مبنی بر فتحہ ہیں

۳۔ بعض کے نزدیک پہلا جزء مضاف اور دوسرا جزء غیر منصرف ہے

۴۔ بعض کے نزدیک پہلا جزء مضاف اور دوسرا جزء منصرف ہے۔ (لواء الھدی:83)

فائدہ:

مرکب منع صرف کے پہلے جزء کے آخری حرف کو دیکھیں گے کہ حرف صحیح ہے یا حرف علت:

اگر حرف صحیح ہے تو مبنی بر فتحہ ہو گا، جیسے: بَعْلَبَكْ۔

اور اگر حرف علت ہے تو مبنی بر سکون ہو گا، جیسے: مَعْدِیْ کَرِبْ۔

۳۔ مرکب صوتی:

مرکب صوتی وہ مرکب ہے جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہو، اور دوسرا جزء محض صوت (آواز) ہو، اور حرف کے معنی کو متضمن نہ ہو اور وہ پہلے جزء کے لیے تاء تانیث کی حیثیت رکھے، جیسے: سِیْبَوَیْہِ، نِفْطَوَیْہِ، شِیْرُدَیْہِ۔

فائدہ: "سیبویہ" لقب ہے شیخ النحاۃ ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر شیرازی کا، اور یہ فارسی لفظ ہے جو کہ "سیب" اور "دیہ" سے مرکب ہے، "سیب" مشہور میوہ ہے اور "دے" سیب کی خوشبو کو کہتے ہیں، بعد میں اس میں تخفیف ہوئی تو "دیہ" ہو گیا۔

فائدہ: مرکب صوتی کے دونوں جزء مبنی ہوتے ہیں، پہلا جزء مبنی بر فتحہ اور دوسرا جزء مبنی بر کسرہ ہوتا ہے، پہلا جزء اس لیے مبنی بر فتحہ ہوتا ہے، کہ دوسرا جزء تاء تانیث کی طرح ہے اور تاء تانیث کا ماقبل مبنی بر فتحہ ہوتا ہے، اور دوسرا جزء اس لیے مبنی ہے کہ وہ اسم صوت ہے، اور اسمائے اصوات شبہ اہمالی کی وجہ سے مبنی ہیں۔

مرکبات کی وجہ حصر:

مرکبات دو حال سے خالی نہیں، ان کے درمیان نسبت ہوگی یا نہیں؟

اگر ان کے درمیان نسبت ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، نسبت تامہ ہوگی یا ناقصہ؟

اگر نسبت تامہ ہے تو یہ مرکب تام ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جملہ خبریہ ۲۔ جملہ انشائیہ

اور اگر نسبت ناقصہ ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، ان کے درمیان اتصال لفظی ہوگا یا معنوی؟

اگر اتصال لفظی ہے تو مرکب اضافی ہے اور اگر اتصال معنوی ہے تو مرکب توصیفی ہے

اور اگر ان کے درمیان نسبت نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، جزء ثانی صوت ہوگا یا نہیں؟

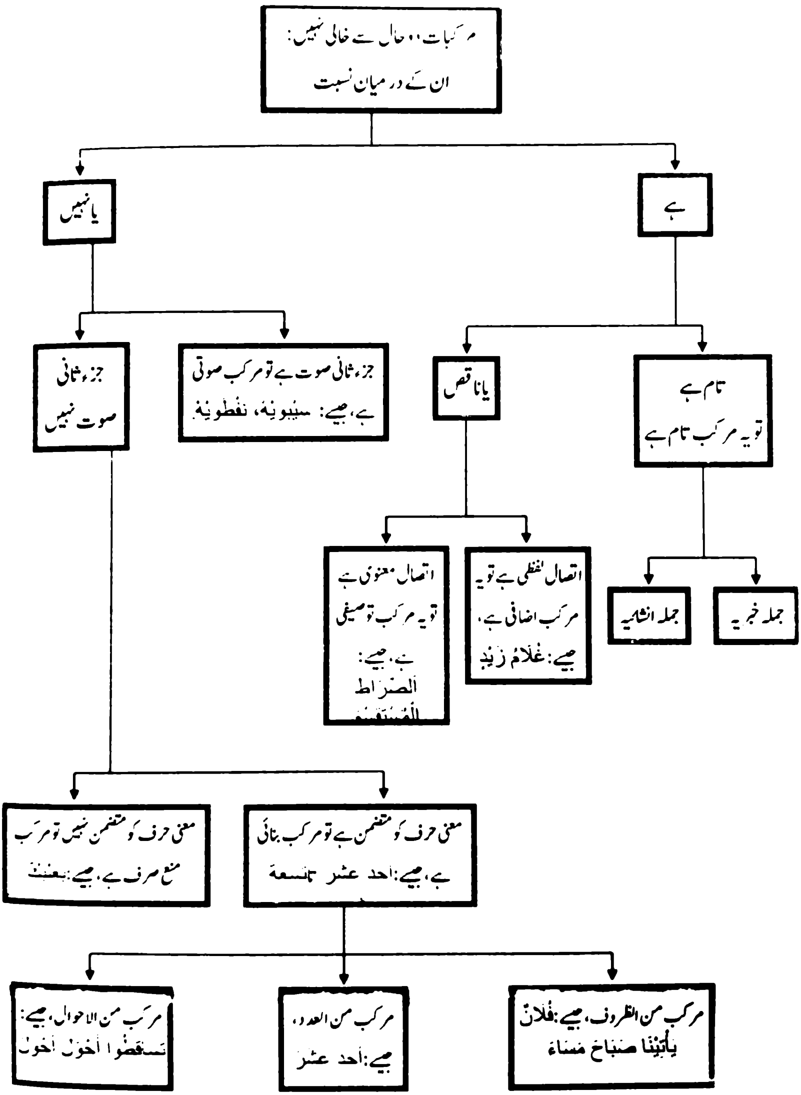
اگر جزء ثانی صوت ہے تو مرکب صوتی ہے، اور اگر جزء ثانی صوت نہیں ہے، تو پھر دو حال سے خالی نہیں دوسرا جزء کسی حرف کے معنی کو متضمن ہوگا یا نہیں؟

اگر حرف کے معنی کو متضمن نہیں ہے تو مرکب منع صرف ہے اور اگر حرف کے معنی کو متضمن ہے تو مرکب بنائی ہے، پھر مرکب بنائی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ مرکب من الظروف ۲۔ مرکب من الاحوال ۳۔ مرکب من العدد

یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ یااللہ

نقشہ



بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزء جملہ باشد، چون: غلام زید قائم، وعندی احد عشر درہما، وجاء بعلبک

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے

فائدہ: مرکب کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مرکب مفید ۲۔ مرکب غیر مفید

مرکب مفید جملہ ہوتا ہے، جب کہ مرکب غیر مفید پورا جملہ نہیں ہوتا بلکہ جزء جملہ ہوتا ہے، یعنی کبھی مبتداء، کبھی خبر، کبھی فاعل اور کبھی مفعول وغیرہ ہوتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ، وعِنْدِيْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا، وجَاءَ بَعْلَبَكُّ۔

پہلی مثال میں غُلَامُ زَيْدٍ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب اضافی ہے اور جزء جملہ یعنی مبتداء ہے۔

دوسری مثال میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب بنائی ہے اور جزء جملہ یعنی مبتداء مؤخر ہے۔

تیسری مثال میں بَعْلَبَكُّ مرکب غیر مفید کی قسم مرکب منع صرف ہے اور جزء جملہ یعنی فاعل واقع ہے۔

فصل: بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد، لفظا چون: ضرب زید، وزید قائم، یا تقدیرا، چون: اضرب کہ انت در و مستتر است.

غرض مصنفؒ: یہاں سے مصنفؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

فائدہ: جملہ خواہ خبریہ ہو یا انشائیہ، اس میں کم از کم دو کلمے ضرور ہوں گے، جن میں سے ایک مسند الیہ اور ایک مسند ہو گا، جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ (جملہ فعلیہ کی مثال ہے) اور زَيْدٌ قَائِمٌ (جملہ اسمیہ کی مثال ہے)۔

نیز جملے میں دو سے زیادہ کلمے بھی ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ جملے میں کم از کم دو کلمے ضروری ہیں، جب کہ اِضْرِبْ جملہ ہے اور اس میں ایک کلمہ ہے؟

جواب: جملے میں دو کلمے کبھی لفظا اور کبھی تقدیراً ہوتے ہیں، اِضْرِبْ میں دوسرا کلمہ اَنْتَ ضمیر تقدیراً موجود ہے۔

سوال: مستتر تو ضمیر مرفوع متصل ہوتی ہے، اور اَنْتَ ضمیر تو مرفوع منفصل ہے؟

جواب: یہاں در حقیقت اَنْتَ ضمیر مستتر نہیں ہے، بلکہ کوئی اور ضمیر ہے جس کی تعبیر اَنْتَ سے کرتے ہیں۔

بدانکہ چون کلماتِ جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را بایکدیگر تمیز باید کردن، و نظر کردن کہ معرب است یا مبنی، و عامل است یا معمول و باید دانست کہ تعلق کلمات بایکدیگر چگونہ است، تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ بتحقیق معلوم شود

غرضِ مصنفؒ: یہاں سے مصنف" عبارت حل کرنے اور مطالعہ کرنے کا طریقہ بتا رہے ہیں۔

عبارت حل کرنے اور مطالعہ کرنے کا طریقہ:

مطالعہ میں کل چار کام کرنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے صاحب نحو میر نے ایک کو ذکر کیا ہے اور باقی تین کاموں کو ذکر نہیں کیا ہے۔

پہلا کام: اس کے چار اجزا ہیں۔

۱۔ اسم، فعل اور حرف کا باہمی امتیاز کرنا۔

۲۔ معرب و مبنی کو پہچاننا۔

۳۔ عامل و معمول کو پہچاننا۔

۴۔ کلمات کا آپس میں تعلق جاننا، یعنی کلمات کا آپس میں تعلق کیا ہے۔ مبتدا خبر ہیں، فاعل، فعل مفعول ہیں، مضاف، مضاف الیہ ہیں یا موصوف صفت وغیرہ۔

دوسرا کام: الفاظ کے لغوی معانی کو پہچاننا۔ اگر کسی لفظ کا لغوی معنی سمجھ میں نہ آئے تو کتب لغۃ میں تتبع و تلاش کرنا۔

تیسرا کام: بامحاورہ اور ترکیبی ترجمہ کرنا۔

چوتھا کام: خلاصہ عبارت یعنی موٹے موٹے الفاظ کو لے کر خلاصہ کی صورت میں پیش کرنا اور باقی کو ترک کرنا۔

فصل: بدان کہ علامات اسم آنست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر" کی غرض اسم کے وجود خارجی کے لیے علامات بیان کرنا ہے۔

فائدہ: ہر چیز کے لیے دو وجود ہوتے ہیں: ایک وجود خارجی اور دوسرا وجود ذہنی۔

وجود ذہنی تو تعریف سے سمجھ میں آتا ہے اور وجود خارجی علامات سے سمجھ میں آتا ہے۔ (روضۃ الہادیۃ: ۴)

علامات اسم:

علامات اسم دو قسم پر ہیں: ۱۔ علامات لفظی ۲۔ علامات معنوی

پھر علامات لفظی تین قسم پر ہیں:

۱۔ وہ علامات جو کلمہ کے شروع میں آتی ہیں۔

۲۔ وہ علامات جو کلمہ کے آخر میں آتی ہیں۔

۳۔ وہ علامات جو مجموعہ کلمہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

کہ الف لام یا حرف جر در اولش باش، چوں «اَلْحَمْدُ» و «بِزَیْدٍ»۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ان علامات لفظی کو بیان کرنا ہے جو کلمہ کے شروع میں آتی ہیں۔

تشریح: وہ علامات جو کلمہ کے شروع میں آتی ہیں، یہ کل نو(۹) ہیں:

۱۔ شروع میں الف لام ہو، جیسے «اَلْحَمْدُ»۔

سوال: آپ نے کہا کہ الف لام اسم کی علامت ہے حالانکہ یہ تو فعل پر بھی آتا ہے۔ جیسے «اَلتَّرَضَّیْ»، «اَلْیَتَقَصَّعُ»۔

جواب: الف لام کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ الف لام اسمی ۲۔ الف لام حرفی۔

اور اسم کی علامت الف لام حرفی ہے اور جو فعل پر داخل ہوتا ہے وہ الف لام اسمی ہے نہ کہ حرفی۔

۲۔ شروع میں حرف جر ہو۔ جیسے بِزَیْدٍ۔

حروف جارہ کل سترہ(۱۷) ہیں جیسے شاعر کا شعر ہے:

باؤ تاؤ کاف و لام و واؤ و منذ و مذ خلا * رب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

۳۔ شروع میں حرف ندا ہو جیسے یَا زَیْدُ۔

حروف ندا پانچ ہیں: ۱۔ یا ۲۔ أیا ۳۔ ہیا ۴۔ أی ۵۔ ہمزہ مفتوحہ

4۔ شروع میں میم زائدہ ہو۔ جیسے مَضْرُوْبٌ۔

5۔ شروع میں لولا امتناعیہ آجائے۔ جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

6۔ شروع میں لات آجائے جیسے: ﴿لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۝﴾۔

7۔ شروع میں حرف از حروف مشبہ بالفعل آجائے۔ جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

حروف مشبہ بالفعل کل چھ ہیں:

1: اِنَّ 2: اَنَّ 3: كَاَنَّ 4: لٰكِنَّ 5: لَيْتَ 6: لَعَلَّ

8۔ شروع میں ماولا المشبہتین بلیس آجائیں، جیسے مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ۔

9۔ شروع میں لائے نفی جنس آجائے، جیسے: ﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾۔(روضۃ الہادیہ:4)

یا تنوین در آخر باشد چون "زیدٌ" یا مسند الیہ باشد چون "زیدٌ قائمٌ" یا منسوب باشد چون بَغْدَادِيٌّ یا تائی متحرک بدو پیوند چوں ضَارِبَۃ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض ان علامات لفظیہ کو بیان کرنا ہے جن کا تعلق کلمہ کے آخر سے ہے۔

تشریح: وہ علامات جو کلمہ کے آخر میں آتی ہیں وہ کل سات ہیں۔

1 ۔ آخر میں

تنوین ہو جیسے زَيْدٌ۔

2۔ آخر میں یائے نسبتی ہو جیسے بَغْدَادِيٌّ۔

یائے نسبتی کا قاعدہ:

تعریف: یائے نسبتی اُس یائے مشدد کو کہتے ہے جو کسی اسم کے آخر میں اس لیے لائی جاتی ہے تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ اس اسم کی نسبت کسی چیز کی طرف کی گئی ہے، جیسے: لفظِ محمدٌ دلالت کرتی ہے ذات مسمی پر، جب اس کے آخر میں یائے نسبتی لگائی جیسے محمدیؐ، تو اس کی دلالت اس مسمی پر نہیں رہیگی بلکہ اُس ذات پر دلالت ہو گی جس کی طرف یہ اسم منسوب ہے، گویا پہلے اس کی دلالت ذات پر تھی لیکن جب اس کے آخر میں یائے نسبتی آگئی تو اب اس کی دلالت ذات مع الوصف پر ہو گی یعنی وہ ذات جس کی طرف یہ اسم منسوب ہے لہذا یہ کلمہ محمدی، منسوب الی محمدؐ کی

تاویل میں ہو گا۔ اس لیے اسم مشتق کے حکم میں ہوتا ہے۔

جس کلمہ میں یائے نسبتی آتی ہے اس کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: اگر کلمہ کی تیسری جگہ الف مقصورہ ہو تو نسبت کے وقت الف مقصورہ واؤ سے تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے: عیسی سے عیسویؒ اور مولی سے مولویؒ، اور اگر چوتھی جگہ پر ہو تو دو حال سے خالی نہیں اس کلمہ کا دوسرا حرف متحرک ہو گا یا ساکن ؟ اگر اول ہو تو الف کو حذف کرنا واجب ہے اور اگر ثانی ہو تو الف کو واؤ سے بدلنا اور حذف کرنا دونوں جائز ہے۔

دوسری صورت: اگر کلمہ کے آخر میں الف ممدودہ ہو تو نسبت کے وقت الف ممدودہ کا ہمزہ واؤ سے تبدیل ہو جائیگا لیکن شرط یہ ہے کہ الف ممدودہ تانیثی ہو، جیسے: بیضاءؔ بیضاویؒ۔

تیسری صورت: اگر کلمہ کے آخر میں پہلے سے یائے مشددہ ہو تو بوقت نسبت یائے مشدد کو حذف کر لیا جائے گا، جیسے: شافعیؒ ایک امام کا نام ہے اور امام شافعیؒ کا مسلک اختیار کرنے والوں کو بھی شافعیؒ کہا جاتا ہے۔

چوتھی صورت: اگر کلمہ کے آخر میں تائے تانیث ہو تو نسبت کے وقت گر جاتی ہے، جیسے: کُوفۃؔ سے کوفیؒ۔

اسی طرح جو بھی اسم فَعِیْلَۃ کے وزن پر ہو تو نسبت کے وقت اس کی تاء بھی گر جاتی ہے، جیسے: مدینۃؔ سے مدنیؒ اور جُھینۃؔ سے جھنیؒ۔

فارسی اور اردو زبان میں یائے نسبتی ہمیشہ ساکن پڑھی جاتی ہے جیسے: دیوبندیؒ۔ (موسوعہ: ۶۸۳)

3۔ آخر میں تائے متحرکہ منونہ ہو، جیسے «ضَارِبَۃٌ»۔

4۔ آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے «مُوْسیٰ»۔

5۔ آخر میں الف ممدودہ ہو جیسے «حَمْرَآءُ»۔

6۔ آخر میں کسرہ ہو جیسے «أَمْسِ»۔

7۔ آخر میں تنوین مقدرہ ہو جیسے «اَضْرَبُ» (اسم تفضیل)۔ (روضۃ الہادیہ: 6)

یا مصغر باشد چون قریش یا مثنّی باشد چون رجلان

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم کی ان علامات لفظی کو بیان کرنا ہے جو مجموعہ کلمہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

تشریح: وہ علامات کل آٹھ ہیں۔

1۔ علم ہو، جیسے «زَیْدٌ»۔

2۔ مصغر ہو، جیسے «قُرَیْشٌ»۔

قاعدہ: تصغیر میں کل چار باتیں ہیں:

1۔ تعریف 2۔ فوائد 3۔ علامات 4۔ اوزان۔

1۔ تصغیر کی تعریف: تصغیر کا لغوی معنی ہے: قلت۔ اور اصطلاح میں اس مخصوص تغیر کا نام ہے کہ پہلے حرف کو ضمہ، دوسرے کو فتحہ، تیسری جگہ یاء ساکنہ علامت تصغیر لائی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ایک حرف ہو تو اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔ جیسے: رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ۔ اور اگر دو حرف ہوں تو پہلے کو کسرہ دیں گے۔ جیسے: ضَارِبٌ سے ضُوَیْرِبٌ۔ اور اگر تین حرف ہوں تو پہلے حرف کو کسرہ اور دوسرے حرف کو یاء ساکنہ سے تبدیل کریں گے اور آخری حرف کا اعتبار نہیں ہے۔ جیسے: مَضْرُوبٌ سے مُضَیْرِیبٌ۔

2- فائدہ: تصغیر چار چیزوں کے لیے آتی ہے۔

1: قلت کے لیے، جیسے ضُوَیْرِبٌ 2: حقارت کے لیے جیسے رُجَیْلٌ

3: محبت کے لیے جیسے یَا بُنَیَّ 4: عظمت کے لیے جیسے قُرَیْشٌ

3-علامات: پہلے حرف پر ضمہ، دوسرے پر فتحہ، تیسری جگہ یاء ساکنہ ہو۔ جیسے: رُجَیْلٌ۔

4-اوزان: تصغیر کے تین اوزان ہیں: 1۔ فُعَیْلٌ 2۔ فُعَیْعِلٌ 3۔ فُعَیْعِیلٌ۔

(موسوعہ: 252، شرح التصریح: 4/ 405)

3۔ جمع ہو جیسے "رجال" یا ملحق بالجمع ہو جیسے «عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ»۔

4۔ تثنیہ ہو جیسے رجلان، ضاربان یا ملحق بالتثنیہ ہو جیسے «اِثْنَانِ واثْنَتَانِ»۔

سوال: آپ نے کہا کہ تثنیہ وجمع اسم کی علامت ہے حالانکہ فعل بھی تثنیہ وجمع آتا ہے۔

جواب: فعل ہمیشہ مفرد ہوتا ہے۔ تثنیہ وجمع ہرگز نہیں آسکتا اگرچہ ظاہراً تثنیہ وجمع معلوم ہوتا ہے لیکن یہ تثنیہ وجمع اس کا فاعل ہوتا ہے جو ضمیر بارز ہے اور ضمائر اسماء کی قبیل سے ہیں۔

5۔ فعل اور حرف ذکر ہوں اور مراد ان سے لفظ ہو، جیسے ضَرَبَ فعلٌ مَاضٍ۔ اور «مِنْ حَرْفُ جَرٍّ»، أَيْ هٰذَا

اللَّفظُ الخ۔

6۔اسم غیر متمکن ہو۔ جیسے «ذٰلِكَ، اَلَّذِیْ» وغیرہما۔

اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں

1: اسمائے ضمائر
2: اسمائے اشارات
3: اسمائے موصولات
4: اسمائے افعال
5: اسمائے اصوات
6: اسمائے ظروف
7: اسمائے کنایات
8: مرکب بنائی

7۔مرکب منع صرف ہو جیسے «بَعْلَبَكَّ»۔

8۔مرکب صوتی ہو جیسے سِیْبَوَیْهِ، نِفْطَوَیْهِ، شِیْرَوَیْهِ۔(روضۃ الہادیہ:17)

یا مضاف باشد چون غلام زید یا موصوف باشد چون جاء رجل عالم

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم کی علامات معنوی کو بیان فرمانا ہے۔

علامات معنوی:

اسم کی علامات معنوی تین ہیں۔

1: مسند الیہ ہونا، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

سوال: آپ نے کہا کہ مسند الیہ ہونا اسم کی علامت ہے حالانکہ فعل بھی تو مسند الیہ واقع ہو سکتا ہے، جیسے: ﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا﴾۔اس مثال میں اٰمِنُوْا نائب فاعل (مسند الیہ) واقع ہے۔

جواب: یہاں اٰمِنُوْا «اِیْمَانًا» مصدر کی تاویل میں ہے۔ یا هٰذَا اللَّفْظُ کی تاویل میں ہے۔ اور اسی طرح ﴿اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ﴾ اور تَسْمَعَ بِالْمُعَیْدِیِّ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَرٰی وغیرہا۔ یہ صِیَامُکُمْ اور سِمَاعُکُمْ کی تاویل میں ہیں۔

2: موصوف ہونا جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔(صرف موصوف ہونا اسم کی علامت ہے)۔

3: اضافت ہونا۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔(پھر اس میں اختلاف ہے عند البعض اضافت سے مراد مضاف ہے اور عند البعض اس سے مراد مضاف الیہ ہے اور عند البعض اس سے مراد دونوں ہیں۔

(روضۃ الہادیۃ:9

وعلامات فعل آنست کہ قد در اولش باشد، چون "قد ضرب" یا سین باشد چون "سیضرب" یا "سوف" باشد چون "سوف یضرب" یا حرف جزم بود

غرض مصنف: اس عبارت سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل کے وجود خارجی کی علامات کو بیان کرنا ہے۔

علامات فعل: فعل کی علامات تین قسم پر ہیں۔

1۔ وہ علامات جو کلمہ کے شروع میں آتی ہیں۔ 2۔ وہ علامات جو آخر کلمہ میں آتی ہیں۔

3۔ وہ علامات جو مجموعہ کلمہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

اول ان علامات کو بیان فرمارہے ہیں جو کلمہ کے شروع میں آتی ہیں، وہ کل سات ہیں۔

1: شروع میں حروف اَتین میں سے ایک حرف آجائے، جیسے یَضْرِبُ۔

حروف اَتین کل چار ہیں، جیسے الف، تاء، یاء، نون۔ جیسے یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ۔

2: شروع میں حرف سین ہو، جیسے سَيَعْلَمُوْنَ۔

3: شروع میں حرف سوف آجائے، جیسے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

4: شروع میں حروف جوازم میں سے کوئی حرف آجائے، جیسے لَمْ یَضْرِبْ۔

حروف جوازم کل پانچ ہیں جیسے شاعر کا قول ہے:

ان، لم، لما، ولام امر، لائے نہی نیز * این پنج حرف جازم فعل اند ہر یک بے دغا

5: شروع میں حروف نواصب میں سے کوئی حرف آجائے جیسے لَنْ یَضْرِبَ۔

حروف نواصب کل چار ہیں، جیسے شاعر کا قول ہے:

اَنْ، لَنْ، پس کَیْ إِذَنْ این چار حرف معتبر

نصب مستقل کنند این جملہ دائم اقتضاء

6: شروع میں لائے نفی ہو جیسے لَا یَضْرِبُ۔

7: شروع میں حرف قد ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ۔

یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند چون "ضربت" یا تائی ساکن چون ضربت

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل کی ان علامات کو بیان کرنا ہے جو آخر کلمہ میں آتی ہیں۔

تشریح: وہ علامات کل گیارہ (11) ہیں۔

1: مبنی بر فتح ہو جیسے ضَرَبَ۔
2: آخر میں تائے ساکنہ تانیثی ہو جیسے ضَرَبَتْ
3: آخر میں تائے متحرکہ ہو جیسے ضَرَبْتِ
4: آخر میں «تُمَا» ضمیر ہو جیسے ضَرَبْتُمَا۔
5: آخر میں «تُمْ» ضمیر ہو جیسے ضَرَبْتُمْ۔
6: آخر میں «تُنَّ» ضمیر ہو جیسے ضَرَبْتُنَّ
7: آخر میں نَا ضمیر ہو جیسے ضَرَبْنَا۔
8: آخر میں نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ ہو، جیسے لَيَضْرِبَنَّ، لَيَضْرِبَنْ
9: آخر میں الف ضمیر ہو جیسے ضَرَبَا، يَضْرِبَانِ، اِضْرِبَا
10: آخر میں واؤ ضمیر ہو جیسے ضَرَبُوْا، يَضْرِبُوْنَ، اِضْرِبُوْا۔
11: آخر میں نون ضمیر ہو جیسے ضَرَبْنَ، يَضْرِبْنَ، اِضْرِبْنَ

یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چون لَاتَضْرِبْ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ان علامات کو بیان کرنا ہے جو مجموعہ کلمہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

تشریح: وہ علامات جو مجموعہ کلمہ سے تعلق رکھتی ہیں وہ کل تین ہیں۔

1۔ امر ہو جیسے: اِضْرِبْ۔ 2۔ نہی ہو جیسے: لَاتَضْرِبْ 3۔ مسند ہو جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ۔

وعلامات حرف آنست کہ ہیچ علامتی از علامات اسم و فعل در و نبود

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حرف کی علامت کو ذکر کرنا ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ حرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اسم اور فعل کی علامات سے خالی ہو۔ جیسے مِنْ والی۔

(روضۃ الہادیہ: 10)

مختلف شود چوں زید در "جاء زید و رایت زیدًا و مررت بزید".

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض کلمہ کی دوسری تقسیم اور دوسری تقسیم کی پہلی قسم معرب کی تعریف بیان کرنا ہے۔

کلمہ کی دوسری تقسیم

کلمہ کی دو قسمیں ہیں: 1۔معرب 2۔مبنی

معرب:

معرب میں کل چار باتیں ہیں۔

1: لغوی معنیٰ
2: اصطلاحی معنیٰ
3: معرب کا حکم۔
4: معرب کی اقسام۔

1۔ معرب کا لغوی معنیٰ:

معرب ماخوذ ہے اعراب سے، اور اعراب کا معنیٰ ہے اظہار جیسے کہا جاتا ہے اعرب الرجل عنما فی ضمیرہ، معرب کو بھی معرب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ محل اظہار ہے معنیٰ فاعلیت، معنیٰ مفعولیت اور معنیٰ اضافت کا۔

2۔اسم معرب کی اصطلاحی تعریف

اَلْمُعْرَبُ: اَلْمُرَكَّبُ الَّذِیْ لَمْ يُشْبِهْ مَبْنِیَّ الْاَصْلِ۔(معرب اس مرکب کو کہا جاتا ہے کہ جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے)۔

معرب کا حکم

مَا يَخْتَلِفُ آخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ۔(یعنی جس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے مختلف ہو جائے، بشرطیکہ عامل کا عمل بھی مختلف ہو)۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔(کافیہ:4)

4۔ معرب کی اقسام:

معرب کی اقسام ان شاء اللہ آئندہ فصل میں آئیں گی۔

"جاء" عامل است وزید معربست وضمہ اعراب است، ودال محل اعراب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک قاعدہ کو بیان کرنا ہے۔

قاعدہ: معرب میں تین چیزیں ہیں۔ 1: عامل 2: اعراب 3: محل اعراب۔

جیسے "جَاءَ زَیْدٌ" میں جَاءَ عامل ہے، ضمہ اعراب ہے اور زَیْدٌ کا دال محل اعراب ہے۔

ومبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود چوں ہؤلاء کہ در حالت رفع ونصب وجر یکساں ست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض دوسری تقسیم کی دوسری قسم مبنی کی تعریف بیان کرنا ہے۔

دوسری قسم "مبنی"

مبنی میں کل چار باتیں ہیں:

1۔ مبنی کا لغوی معنیٰ 2۔ مبنی کا اصطلاحی معنیٰ 3۔ مبنی کا حکم 4۔ مبنی کی قسمیں

1۔ مبنی کا لغوی معنیٰ

مبنی یہ بناء سے ماخوذ ہے اور بناء کا معنیٰ ہے استقرار اور عدم تغیّر اور مبنی کو مبنی اس لیے کہتے ہیں کہ مبنی بھی مستقر ہے اس پر تغیر و تبدل نہیں آتا ہے۔ (معارف الکافیہ: 1/104)

2۔ اسم مبنی کی اصطلاحی تعریف

مَا نَاسَبَ مَبْنِیَّ الْأَصْلِ أَوْ وَقَعَ غَیْرَ مُرَکَّبٍ۔ (مبنی اس کلمہ کو کہتے ہیں جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھے یا ترکیب میں واقع نہ ہو)۔

3۔ مبنی کا حکم

مَا لَا یَخْتَلِفُ آخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ۔ (جس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے تبدیل نہ ہو)۔ جیسے جَاءَنِیْ

هٰؤُلَاءِ، وَرَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ، وَمَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ۔

(کافیہ:64)

4۔ مبنی کی اقسام

فصل بدانکہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی وامر حاضر و فعل مضارع بانون نہائی جمع مؤنث و بانون نہائی تاکید نیز مبنی ست۔ بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است، واسم متمکن معرب است بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود، و فعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نون نہائی جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد. پس در کلام عرب بیش ازین دو قسم معرب نیست، و باقی ہمہ مبنی ست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض معرب و مبنی کی اقسام اور ان کی وجہ حصر کو بیان کرنا ہے۔

مبنی کی اقسام

مبنی کی دو قسمیں ہیں: 1: واجب البناء۔ 2: جائز البناء۔

واجب البناء

واجب البناء کل پندرہ (15) ہیں۔

1: جملہ حروف 2: فعل ماضی

3: امر حاضر 4: جملہ من حیث الجملہ (عند البعض)

5: اسم غیر متمکن (سوائے بعض اسمائے ظروف کے) 6: مرکب صوتی

7: مرکب منع صرف کا جزو اول 8: اسمائے متمکنہ جب ترکیب میں واقع نہ ہوں۔

9: اسمائے مضافہ جب غیر عامل کے ساتھ مرکب ہوں 10: فعل مضارع جب اس کے آخر میں نون جمع مؤنث اور نونہائے تاکید آجائیں بشرطے کہ نون اعرابی والے صیغے نہ ہو۔

11: لائے نفی جنس کا اسم جب مفرد نکرہ ہو۔ 12: لفظ قَبْلُ، بَعْدُ، أَوَّلُ، حَسْبُ اور جہات ستہ بشرطے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

13: لفظ غیر پر جب لَیۡسَ یا لَا داخل ہو بشرطیکہ اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

14: مرکب تام جب علم واقع۔

15: منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے، جیسے: یَا زَیۡدُ۔

(روضۃ الہادیہ: 17، النحو الوافی: 1/ 65)

جائز البناء

جائز البناء کل تین ہیں۔

1۔ زمانے مبہم جو مضاف ہو جملہ فعلہ مبنی کی طرف عام ہے بناء اصلی ہو یا عارضی ہوں جیسے: علی حین عاتبت المشیب۔ 2 ؛زمان مبہم جو مبنی مفرد کی طرف مضاف ہوں جیسے من عذاب یومنذ اس مثال میں یوم زمان مبہم مضاف ہے اذ مبنی مفرد کی طرف؛

3۔ اسمائے متوغلہ فی الابہام جب مبنی کی طرف مضاف ہو، جیسے: لقد تقطع بینکم اس مثال میں بین اسم متوغل فی الابہام ہے جو کم مبنی کی طرف مضاف ہے اوضح المسالک ج 3 ص 86

معرب کی قسمیں

معرب کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو۔

2۔ فعل مضارع جب نونہائے تاکید اور نونہائے جمع مؤنث سے خالی ہو۔

فائدہ: اگر فعل مضارع کے اخر نونہائے تاکید یا نونِ جمع مؤنث میں سے کوئی آجائے تو فعل مضارع کے معرب و مبنی ہونے میں جمہور و امام اخفش کا اختلاف ہے عند الجمہور فاصلہ نہ ہونے کی صورت میں مبنی اور فاصلہ کے صورت میں معرب ہوگی جیسے نون اعرابی کی صورت میں اور عند الاخفش مطلقا مبنی ہے۔

وجہ حصر معرب اور مبنی ہونے کہ ؛کلمہ کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ ان میں حروف سب مبنی ہیں۔

اور فعل کی تین قسمیں ہیں:

1: ماضی 2: مضارع 3: امر

ان میں فعل ماضی اور امر دونوں مبنی ہیں۔ باقی رہا مضارع تو اس کو دیکھیں گے کہ اس کے آخر میں نون نہائے تاکید ونون جمع مؤنث ہے یا نہیں، اگر ہیں تو مبنی ہے، اگر نہیں تو معرب ہے۔

اگر اسم ہو تو دیکھیں گے کہ مفرد ہے یا مرکب، اگر مفرد ہو تو مبنی ہے، اگر مرکب ہو تو دیکھیں گے مرکب مع العامل ہے یا مع غیر العامل ہے۔

اگر مع غیر عامل ہے تو مبنی ہے اور اگر مع العامل ہے تو دیکھیں گے کہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے یا نہیں، اگر مشابہت رکھتا ہو تو مبنی ہے اور اگر نہ رکھتا ہو تو معرب ہے۔

> واسم غیر متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز است، فعل ماضی وامر حاضر معروف وجملہ حروف واسم متمکن اسمیست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحومیرؒ کی غرض تین چیزیں بیان کرنا ہے۔

1: مبنی الاصل کی قسمیں 2: مشابہت کی قسمیں

3: اسم کی پہلی تقسیم (یعنی باعتبار مشابہت) کی قسمیں اور ان کی تعریفات۔

ا۔ مبنی الاصل کی قسمیں

مبنی الاصل کی چہار قسمیں

1: فعل ماضی 2: فعل امر حاضر معروف

3: جملہ حروف 4: جملہ من حیث الجملہ

فائدہ: جملہ اگر ان جملوں میں سے ہو کہ جن کے لیے محل اعراب نہ ہو تو مبنی الاصل ہے۔ اور اگر ان جملوں میں سے ہو کہ جن کے لیے محل اعراب ہے تو اس وقت مبنی غیر الاصل میں سے ہوگا مشابہت کی وجہ سے مبنی الاصل میں سے جملہ کے ساتھ۔ (جملہ کے ساتھ مشابہت شکل وہیئت اور وزن میں ہوتا ہے، باقی فرق ظاہر ہے کہ ایک کے لیے محل اعراب ہے اور دوسرے کے لیے محل اعراب نہیں ہے)۔ (حاشیہ آمین علی العصام:47)

مشابہت کی قسمیں

اسم کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی دو قسمیں ہیں۔

1۔مشابہت ضعیفہ 2:مشابہت قویہ

مشابہت ضعیفہ

مشابہت ضعیفہ اس مشابہت کو کہا جاتا ہے کہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسم پر اعراب کم آئے۔ جیسے غیر منصرف (کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتا)

مشابہت قویہ / تامہ

مشابہت قویہ (تامہ) اس مشابہت کو کہا جاتا ہے کہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اسم معرب سے نکل کر مبنی بن جائے۔

مشابہت قویہ کی قسمیں

مشابہت قویہ کی دس قسمیں ہیں۔

1:شبہ وضعی	2:شبہ معنوی
3:شبہ استعمالی	4:شبہ افتقاری
5:شبہ اہمالی	6:شبہ جمودی
7:شبہ نیابتی	8:شبہ وقوعی
9:شبہ شبہ وقوعی	10:شبہ اضافی

1۔شبہ وضعی

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی الاصل میں سے حروف کے ساتھ وزن میں مشابہت رکھے، یعنی جیسے حروف ایک یا دو حرفی ہوتے ہیں اسی طرح یہ اسم بھی ایک یا دو حرفی ہو۔ جیسے ضَرَبْتَ میں تَ حروف تہجی کی ت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور مَنْ موصولہ یہ مِنْ جارہ کے ساتھ وزن میں مشابہت رکھتا ہے۔

2۔شبہ معنوی

وہ ہے کہ کوئی اسم حروف میں سے کسی حرف کے معنٰی کو متضمن ہو، جیسے اسمائے شرطیہ، اِنْ شرطیہ اور اسمائے

استفہام، یہ ھَلْ استفہامیہ کے معنیٰ کو متضمن ہیں۔

3۔ شبہ استعمالی

وہ ہے کہ کوئی اسم حروف کے ساتھ اس چیز میں مشابہت رکھے کہ جس طرح بعض حروف صرف عامل بنتے ہیں معمول نہیں، اس طرح جو اسم بھی عامل بنے معمول نہ بنے تو وہ اس مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا جیسے اسمائے افعال کہ یہ صرف عامل بنتے ہیں معمول نہیں۔

4۔ شبہ افتقاری

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی الاصل میں حروف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت رکھے۔ یعنی جیسے حروف اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے مین دوسرے کلمہ کے محتاج ہوتے ہیں تو یہ اسم بھی اپنے ابہام کو دور کرنے میں محتاج ہو دوسرے کلمے کا جیسے اسم موصول ہمیشہ صلہ کا محتاج ہوتا ہے۔

5۔ شبہ اہمالی

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی الاصل میں سے حروف کے ساتھ اہمال میں مشابہت رکھے جیسے بعض حروف نہ عامل بنتے ہیں اور نہ معمول۔ تو یہ اسم بھی نہ عامل بنتے ہیں اور نہ معمول۔ جیسے اسمائے اصوات۔

6۔ شبہ جمودی

وہ ہے کہ کوئی اسم تثنیہ اور جمع نہ آنے میں حروف کے ساتھ مشابہت رکھے۔ جیسے قَطُّ اور عَوْضُ۔ کہ ان کا تثنیہ و جمع نہیں آتا۔

7۔ شبہ نیابتی

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی کا قائم مقام ہو۔ جیسے یا زیدُ میں زید ادعوک کے کاف کے قائم مقام ہے۔

8۔ شبہ وقوعی

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہو جیسے نَزَالِ یہ اِنزِلْ (فعل امر) کی جگہ واقع ہے۔

9۔شبہ شبہ وقوعی

وہ ہے کہ کوئی اسم مبنی کی جگہ واقع ہونے والے اسم کے ساتھ مشابہت رکھے جیسے فَجَارِ اور فَسَاقِ، نَزَالِ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور نَزَالِ، اَنْزِلْ کی جگہ پر واقع ہے۔

10۔شبہ اضافی

وہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ سے بناء حاصل کرے، جیسے یومئذٍ اور حینئذٍ میں یوم اور حین نے اذْ مضاف الیہ سے بناء حاصل کی ہے۔ (النحو الوافی: 1/ 79)

اختلاف مذاہب فی المشابہت

صاحب نحو میرؒ، ابن جنیؒ اور علامہ زجاجؒ فرماتے ہیں کہ کوئی اسم مبنی الاصل کی تینوں اقسام مین سے کسی ایک کے ساتھ مشابہت رکھے تو یہ اسم غیر متمکن کہلاتا ہے، فعل ماضی کے ساتھ مشابہت رکھے جیسے وہ اسمائے افعال جو بمعنی فعل ماضی کے ہیں۔ یا امر حاضر کے ساتھ مشابہت رکھے، جیسے وہ اسمائے افعال جو بمعنی امر حاضر کے ہیں۔ یا حروف کے ساتھ مشابہت رکھے، جیسے اسمائے اشارات وغیرہا۔

جب کہ باقی حضرات فرماتے ہیں کہ مبنی الاصل میں سے اگر حروف کے ساتھ مشابہت رکھے تو اسم غیر متمکن کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ حروف بناء مین اصل اور قوی ہیں بخلاف فعل ماضی اور امر حاضر کے۔ یہ دونوں فعل مضارع کو مبنی نہیں کر سکتے تو دوسروں کو کیسے مبنی بنائیں گے۔

3۔باعتبار مشابہت اسم کی قسمیں اور ان کی تعریفات

وجہ حصر: اسم کی مشابہت مبنی الاصل کے ساتھ قوی ہو گی یا ضعیف ہو گی یا بالکل نہ ہو گی۔ اگر قوی ہو تو اسم غیر متمکن ہے اور اگر ضعیف ہو یا بالکل نہ ہو تو اسم متمکن ہے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ اسم کی دو قسمیں ہیں۔

1: اسم متمکن   2: اسم غیر متمکن

اسم متمکن کی تعریف

اسم متمکن وہ ہے جس کی مشابہت مبنی الاصل کے ساتھ ضعیف ہو یا بالکل نہ ہو۔

اسم غیر متمکن کی تعریف

اسم غیر متمکن وہ اسم ہے کہ جس کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت قویہ اس طرح سے ہو کہ اس کے اندر مشابہت قویہ کی دس قسموں میں سے کوئی شبہ موجود ہو۔

فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است

غرض مصنف: اس عبارت سے صاحب نحومیرؒ کی غرض اسم غیر متمکن کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

اسم غیر متمکن کی قسمیں

اسم غیر متمکن کی قسمیں ویسے تو آٹھ سے زیادہ ہیں لیکن صاحب نحومیرؒ نے آٹھ کو ذکر کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1: اسمائے مضمرات	2: اسمائے اشارات
3: اسمائے موصولات	4: اسمائے افعال
5: اسمائے اصوات	6: اسمائے ظروف
7: اسمائے کنایات	8: مرکب بنائی

اول مضمرات، چون "اَنَا" (من مرد وزن) وضَرَبْتُ (زدم من) و"اِیَّایَ" (خاص مرا) "وضَرَبَنِیْ" (بزد مرا) و"لِیْ" (مرا)

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحومیرؒ کی غرض اسم غیر متمکن کی پہلی قسم مضمرات اور اس کی صرف صغیر کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: مضمرات میں چار باتیں ہیں:

1: مضمرات کی لغوی واصطلاحی تعریف 2: تقسیمات مضمرات

3: قواعد مضمرات 4: سوالات وجوابات

1۔ مضمرات

مضمرات کے نام میں کوفیین و بصریین کا اختلاف ہے۔ بصریین حضرات اس کو ضمیر کہتے ہیں اور کوفیین حضرات اس کو مکنیہ اور کنایہ کہتے ہیں۔

ضمیر کا لغوی معنیٰ

ضمیر ماخوذ ہے ضُمُوْر سے، اور ضُمُوْر کا معنیٰ ہے لاغر ہونا، یعنی کم گوشت والا ہونا، اور ضمیر کو ضمیر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی لاغر ہوتی ہے باعتبار کم حروف کے۔

یا ماخوذ ہے اضمار سے، اور اضمار کا معنیٰ ہے پوشیدہ اور مخفی ہونا، کیوں کہ ضمیر بھی اکثر مخفی ہوتی ہے۔

ضمیر کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح مین ضمیر وہ اسم جامد ہے جو وضع ہو متکلم، مخاطب یا غائب کے لیے، ایسا غائب جس کا ذکر ما قبل میں لفظاً یا معنیً یا حکماً آچکا ہو۔ اگر ما قبل میں ذکر لفظاً ہو تو اس کو مرجع لفظی کہتے ہیں۔ اگر ذکر معنیً ہو تو مرجع معنوی کہتے ہیں۔ اور اگر ذکر حکماً ہو تو مرجع حکمی کہتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ مرجع کی تین قسمیں ہیں۔

(النحو الوافی: 1 / 184، موسوعہ: 425، شرح شذور الذہب: 132)

مرجع کی اقسام

مرجع کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ مرجع لفظی 2۔ مرجع معنوی 3۔ مرجع حکمی۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

مرجع لفظی

مرجع لفظی کی دو قسمیں ہیں: 1۔ لفظی حقیقی 2: لفظی تقدیری

مرجع لفظی حقیقی

مرجع لفظی حقیقی وہ ہے جس کا ذکر ماقبل میں لفظاً بھی ہو اور رتبۃً بھی مقدم ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ غُلَامَہٗ۔

مرجع لفظی تقدیری

تقدیری وہ ہے جس کا ذکر ماقبل میں لفظاً نہ ہو لیکن رتبۃً مقدم ہو جیسے ضَرَبَ غُلَامَہٗ زَیْدٌ۔

مرجع معنوی

مرجع معنوی بھی دو قسم پر ہے۔

1۔ پہلی قسم وہ ہے جو خاص کلام سے سمجھ میں آجائے جیسے: ﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾۔ اَلْمَرْفُوْعَاتُ: هُوَ مَا اِشْتَمَلَ عَلٰى عَلَمِ الْفَاعِلِيَّةِ۔ (اول مثال میں «هُوَ» ضمیر کا مرجع عدل مصدر ہے جو کہ اِعْدِلُوْا سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور دوسری مثال میں هُوَ کا مرجع مَرْفُوْعٌ ہے، جو مَرْفُوْعَاتٌ جمع کے ضمن میں موجود ہے۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے جو سیاق کلام سے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: ﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (اس مثال میں اَبَوَیْہِ کی ضمیر کا مرجع "میت" ہے جو سیاق کلام سے سمجھ میں آتا ہے)۔

مرجع حکمی

مرجع حکمی وہ ہے جس کا ذکر ماقبل میں نہ لفظاً ہو اور نہ معنیً، بلکہ مابعد اس کی تفسیر کرے۔

مرجع حکمی کی قسمیں

مرجع حکمی کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ پہلی قسم وہ ہے کہ مابعد میں اس کی تفسیر مفرد کرلے تو اس کو ضمیر مبہم کہتے ہیں۔ جیسے "رُبَّہٗ رَجُلًا"۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے کہ مابعد میں جملہ اس کی تفسیر کرے۔ اگر مذکر کی ضمیر ہو تو اس کو ضمیر شان کہتے ہیں۔ جیسے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔ اور اگر مؤنث کی ضمیر ہو تو اس کو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ جیسے ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ﴾۔

(النحو الوافی: 1/ 215، جامع الدروس: 1/ 95)

واین ہفتاد ضمیر است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ضمائر کی قسمیں بیان کرنا ہے۔

2۔ دوسری بات مضمرات کی تقسیمات۔

مضمرات کی چار تقسیمات ہیں۔ پہلی تقسیم باعتبار ذات۔ دوسری تقسیم باعتبار اعراب۔ تیسری تقسیم باعتبار ما قبل اور چوتھی تقسیم باعتبار صفت۔

1۔ پہلی تقسیم باعتبار ذات

ضمیر کی باعتبار ذات تین قسمیں ہیں۔

1: ضمیر برائے متکلم جیسے ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا۔

2: ضمیر برائے مخاطب جیسے ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ۔

3: ضمیر برائے غائب جیسے ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ۔

2۔ دوسری تقسیم باعتبار اعراب

ضمیر کی باعتبار اعراب تین قسمیں ہیں۔

1: مرفوع 2: منصوب 3: مجرور

1: ضمیر مرفوع کی تعریف

ضمیر مرفوع وہ ہے جس پر عامل رافع داخل ہو۔ جیسے ضَرَبْنَا وغیرہ۔

2: ضمیر منصوب کی تعریف

ضمیر منصوب وہ ہے جس پر عامل ناصب داخل ہو، جیسے اِنَّنَا، ضَرَبَنَا۔

3: ضمیر مجرور کی تعریف

ضمیر مجرور وہ ہے جس پر عامل جار داخل ہو، جیسے لَنَا، غُلَامُنَا۔

3۔ تیسری تقسیم باعتبار ما قبل

ضمیر باعتبار ما قبل دو قسم پر ہے۔ 1: متصل 2: منفصل

ضمیر متصل کی تعریف

ضمیر متصل وہ ہے جو ابتدائے کلام میں اور الّا کے بعد واقع نہ ہو۔ پھر ضمیر متصل کی تین قسمیں ہیں۔

1: مرفوع متصل 2: منصوب متصل 3: مجرور متصل

ضمیر منفصل کی تعریف

ضمیر منفصل وہ ہے جو ابتدائے کلام میں ہو یا الّا کے بعد واقع ہو۔ پھر ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ مرفوع منفصل 2۔ منصوب منفصل

تو اس سے معلوم ہوا کہ ضمائر کی کل پانچ قسمیں ہیں۔ اور ہر ایک کے چودہ چودہ (14) صیغے ہیں۔ تو ضمائر کی کل ستر (70) قسمیں ہوئیں۔

چہاردہ مرفوع متصل: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ

غرض مصنف: اس عبارت سے صاحب نحو میر کی غرض ضمیر مرفوع متصل کی گردان اور تعداد کو بیان کرنا ہے۔

ضمیر مرفوع کی تعداد و گردان

ضمیر مرفوع کے کل چودہ صیغے ہیں۔ جو مندرجہ بالا گردان میں مذکور ہیں۔

ضمیر مرفوع متصل کی تقسیم باعتبار استتار و عدم استتار

ضمیر مرفوع متصل باعتبار استتار و عدم استتار دو قسم پر ہے۔ 1: مستتر 2: بارز

1۔ ضمیر مستتر کی تعریف

ضمیر مستتر وہ ہے جس کا تلفظ نہ کیا جائے اور نظر بھی نہ آئے۔

فائدہ: ماضی کے دو صیغوں یعنی "ضَرَبَ اور ضَرَبَتْ" میں اور فعل مضارع کے پانچ صیغوں یعنی "یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ" میں اور فعل امر کے ایک صیغہ "اِضْرِبْ" میں اور صفت کے تمام صیغوں میں ضمیر مستتر ہوگی اور امر کے واحد مؤنث کے صیغہ (اِضْرِبِیْ) میں اختلاف ہے۔ عند البعض اس میں أنتِ ضمیر مستتر ہے اور عند البعض اس کے اندر یاء ضمیر بارز ہے۔ راجح اور محقق قول یہی ہے کہ اس میں یاء ضمیر بارز ہے۔

ضمیر مستتر کی قسمیں

ضمیر مستتر کی دو قسمیں ہیں۔ 1: واجب الاستتار 2: جائز الاستتار

1۔ واجب الاستتار

وہ ضمیر ہے جو ہمیشہ کلمہ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے اِضْرِبْ میں أَنْتَ ضمیر ہمیشہ مستتر ہوتی ہے۔

2۔ جائز الاستتار

جائز الاستتار وہ ضمیر ہے جو کبھی کلمہ میں پوشیدہ ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ جیسے ضَرَبَ میں "هُوَ" ضمیر کبھی مستتر ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔

فائدہ: دس جگہوں میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہے۔

1: فعل مضارع کے واحد مذکر مخاطب کے صیغے میں جیسے تَضْرِبُ۔

2: فعل مضارع کے واحد متکلم کے صیغے میں جیسے أَضْرِبُ۔

3: فعل مضارع کے جمع متکلم کے صیغے میں جیسے نَضْرِبُ۔

4: فعل امر کے واحد مذکر مخاطب کے صیغے میں جیسے اِضْرِبْ۔

5: صفت کے تثنیہ اور جمع تصحیح کے صیغوں میں جیسے ضَارِبَانِ، ضَارِبُوْنَ۔

6: اسمائے افعال بمعنٰی فعل امر میں جیسے رُوَیْدَ۔

7: اسم تفضیل میں ماسوائے "مسئلہ کحل" کے (کہ اس میں اسم تفضیل کا فاعل اسم ظاہر آتا ہے، جس کا ذکر اسم تفضیل کی بحث میں آئے گا۔) جیسے أَضْرَبُ۔

8: فعل تعجب کے أَفْعَلُ کے وزن میں جیسے مَا أَضْرَبَهُ۔

9: افعالِ استثناء میں سے حَاشَا، خَلَا اور عَدَا میں۔

10: افعال مدح وذم میں جب اس کے بعد نکرہ یا تمیز واقع ہو جیسے نِعْمَ رَجُلًا نعما۔

(النحو الوافی: 1/ 194، جامع الدروس: 1/ 93، موسوعہ: 425، کتاب الاظہار: 151)

فائدہ: چند جگہوں میں ضمیر مستتر جائز الاستتار ہے۔

1۔ فعل ماضی کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب) میں جیسے ضَرَبَ

2۔ فعل مضارع کے دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب) میں جیسے یَضْرِبُ، تَضْرِبُ۔

3۔ اسمائے افعال بمعنیٰ فعل ماضی میں جیسے هَيْهَاتَ۔ اس میں فاعل هُوَ ضمیر ہے جو جوازاً مستتر ہے۔

4۔ اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ کے مفردات میں جیسے ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ، شَرِيْفٌ وغیرہ۔

5۔ اسم مبالغہ کے صیغوں مین جیسے زَيْدٌ سَبَّاقٌ إِلَى الْخَيْرِ۔ یہاں سَبَّاقٌ میں هُوَ ضمیر جوازاً مستتر ہے۔ (النحو الوافی)

ضمیر بارز کی تعریف

ضمیر بارز وہ ہے جس کا تلفظ کیا جاسکے اور آنکھوں سے نظر آئے۔ جیسے ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُ وغیرہ۔

فائدہ: فعل ماضی کے بارہ (12) صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ اور مضارع کے نو (9) صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ اور فعل امر کے واحد مذکر مخاطب کے صیغے کے علاوہ تمام صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔

(جامع الدروس: 1/ 93، موسوعہ: 225)

ضمیر مرفوع متصل کی ترکیب

ضمیر مرفوع متصل ترکیب میں تین چیزیں واقع ہوتی ہے۔

1: فاعل جیسے ضَرَبْتُ 2: نائب فاعل جیسے ضُرِبْتُ 3: افعال ناقصہ کا اسم، جیسے: ﴿كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝﴾۔

(موسوم 42)

وچہاردہ مرفوع منفصل: أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ضمیر مرفوع منفصل کی گردان اور اس کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

ضمیر مرفوع منفصل کی تعداد و گردان

ضمیر مرفوع منفصل کے کل چودہ (14) صیغے ہیں جو مندرجہ بالا گردان میں موجود ہیں۔

ضمیر مرفوع منفصل کی ترکیب

ضمیر مرفوع منفصل ترکیب میں پانچ چیزیں واقع ہوتی ہے۔

1: مبتداء 2: خبر 3: فاعل 4: نائب فاعل 5: تاکید فاعل۔

امثلہ: مبتدا کی مثال: ﴿أَنَا رَبُّكُمْ﴾ خبر کی مثال: اَلنَّاجِحُ أَنَا

فاعل کی مثال: مَا ضَرَبَ إِلَّا أَنْتَ نائب فاعل کی مثال: مَا ضُرِبَ إِلَّا أَنْتَ

تاکید فاعل کی مثال: ﴿اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾

وچہاردہ منصوب متصل: ضَرَبَنِيْ، ضَرَبَنَا، ضَرَبَكَ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ضمیر منصوب متصل کی گردان اور اس کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

ضمیر منصوب متصل کی تعداد و گردان

ضمیر منصوب متصل کے بھی چودہ صیغے ہیں جو مندرجہ بالا گردان میں مذکور ہیں۔

ترکیبی حیثیت

ضمیر منصوب متصل ترکیب میں تین چیزیں واقع ہوتا ہے۔

1: مفعول بہ برائے فعل، جیسے خَلَقَکُمْ۔ 2: مفعول بہ برائے اسمائے افعال، جیسے رُوَیْدَہٗ
3: اسم برائے حروف مشبہ بالفعل، جیسے: ﴿إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝﴾۔

و چہاردہ منصوب منفصل: إِيَّايَ، إِيَّانَا، إِيَّاكَ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُنَّ، إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُنَّ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ضمیر منصوب منفصل کی گردان اور اس کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: ضمیر منصوب منفصل کی گردان و تعداد: ضمیر منصوب منفصل کے بھی چودہ صیغے ہیں جو مندرجہ بالا گردان میں مذکور ہیں۔

ترکیبی حیثیت: ضمیر منصوب منفصل ترکیب میں کبھی مفعول بہ مقدم واقع ہوگا، جیسے: «إِيَّاكَ نَعْبُدُ»۔ اور کبھی مفعول بہ مؤخر، جیسے: «ضَرَبَ إِيَّاهُ»۔ اور کبھی افعال ناقصہ کے لیے خبر واقع ہوگا، جیسے: «كُنْتُ إِيَّاهُ»۔ (موسوعہ: 169)

و چہاردہ مجرور متصل: لِي، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ.

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ضمیر مجرور متصل کی گردان اور اس کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

ضمیر مجرور متصل کی تعداد و گردان: ضمیر مجرور متصل کے بھی چودہ صیغے ہیں، جو مندرجہ بالا گردان میں مذکور ہیں۔

ترکیبی حیثیت: ضمیر مجرور متصل اگر اسم کے بعد واقع ہو تو اس کے لیے مضاف الیہ بنے گا، جیسے «غُلَامُهُ» اور اگر حرف جر کے بعد واقع ہو تو اس کے لیے مجرور بنے گا، جیسے «لِي، لَنَا» وغیرہ۔

چوتھی تقسیم باعتبار صفت:

ضمیر باعتبار صفت پانچ قسم پر ہیں: 1-ضمیر شان 2-ضمیر مبہم 3-قصہ 4-ضمیر تاکید۔ ۵۔ ضمیر فصل۔

1۔ ضمیر شان کی تعریف:

ضمیر شان اس ضمیر مذکر غائب کا نام ہے جس کا مرجع ما قبل میں نہ لفظاً ہو نہ معناً، بلکہ مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہو اور اس سے مقصود کسی چیز کی عظمت کو بیان کرنا ہو، جیسے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ میں هُوَ ضمیر شان ہے۔

فائدہ: ضمیر شان کی دو قسمیں ہیں:

1: منفصل 2: متصل

اگر عامل معنوی ہو تو ضمیر مرفوع منفصل ہو گی جیسے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔ اور اگر متصل ہو تو پھر کبھی بارز ہو گی اور کبھی مستتر ہو گی۔

اگر إنَّ، أنَّ کے بعد واقع ہو تو بارز ہو گی جیسے ﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ﴾۔ اور اگر باب "کاد" کے بعد واقع ہو تو مستتر ہو گی جیسے: ما کاد یزیغُ۔

اور أن مخففہ من الثقلہ کے بعد وجوبا حذف ہو گی جیسے: ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

2۔ ضمیر قصہ

ضمیر قصہ اس ضمیر واحدہ مؤنث غائب کا نام ہے جس کا ذکر ما قبل میں نہ لفظاً ہو نہ معناً، بلکہ مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہو اور اس سے مقصود کسی چیز کی عظمت کو بیان کرنا ہو۔ جیسے: ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ﴾ میں هَا ضمیر قصہ ہے۔

3۔ ضمیر مبہم

ضمیر مبہم اس ضمیر کو کہتے ہیں جس کا ذکر ما قبل میں نہ لفظاً ہو نہ معناً بلکہ مابعد مفرد اس کی تفسیر کرے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ رُبَّ کے بعد آتی ہے جیسے رُبَّهٗ رَجُلاً اور اسی طرح جب نِعْمَ کے بعد مَا آ جائے، جیسے «نِعِمَّا»، یا نکرہ منصوب آ جائے، جیسے: نعم رجلاً زیدٌ۔

(شرح شذور الذہب: 133، موسوعہ: 427، النحو الوافی: 1/ 211)

4۔ ضمیر مؤکد کی تعریف

ضمیر تاکید وہ ضمیر ہے جو اپنے ماقبل کی تاکید کرے۔ یہ اس وقت ہے جب اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر ہو بغیر فاصلہ کے، جیسے: ﴿اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾۔

5۔ ضمیر فصل کی تعریف

ضمیر فصل کو کوفی حضرات ضمیر عماد اور بصری حضرات ضمیر فصل کہتے ہیں۔ یہ وہ ضمیر مرفوع منفصل ہے جو مبتداء و خبر کے درمیان واقع ہو۔ (موسوعہ: 427)

ضمیر میں تین باتیں ہیں۔

1: شرائط ضمیر فصل　　2: فوائد ضمیر فصل　　3: ترکیب ضمیر فصل

1۔ شرائط ضمیر فصل

ضمیر فصل کے لیے چھ شرائط ہیں، دو شرط ماقبل کے لیے اور دو شرط مابعد کے لیے اور دو شرط خود ضمیر کے لیے ہیں۔

ماقبل کے لیے دو شرطیں: 1- ماقبل اس کا مبتداء ہو، حالاً یا اصلاً، حالاً جیسے: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾، اور اصلاً، جیسے: ﴿اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾۔ «تَرَنِ» کا مفعول اول اصل میں مبتداء ہے؛ کیوں کہ افعال قلوب کا مفعول اول اصل میں مبتداء ہوتا ہے۔ 2- ماقبل اس کا معرفہ ہو۔

مابعد کے لیے دو شرطیں: 1۔ مابعد اس کا خبر ہو، حالاً یا اصلاً۔ حالاً، جیسے: ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾، اور اصلاً، جیسے: ﴿اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾۔ «ترنی» کا مفعول ثانی اصل میں خبر ہے؛ کیوں کہ افعال قلوب کا مفعول ثانی اصل میں خبر ہوتا ہے۔

2۔ مابعد معرفہ ہو یا معرفہ کے حکم میں ہو عدم دخول الف لام میں، یعنی جس طرح معرفہ پر الف لام داخل نہیں ہوتا اسی طرح اس پر بھی الف لام داخل نہ ہوتا ہو۔ حکم معرفہ سے دو چیزیں مراد ہیں:

1۔ اسم تفضیل مستعمل بمن ہو۔　2۔ فعل مضارع۔ عند الجرجانی　مثالیں « «زَيْدٌ هُوَ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو»، ﴿اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ﴾　(معجم النحو: ص: ۳۰۸)

ضمیر کے لیے دو شرطیں: 1۔ ضمیر مرفوع منفصل ہو۔ 2۔ ضمیر ماقبل کے مطابق ہو، یعنی ماقبل میں اگر ضمیر غائب ہے تو ضمیر فصل بھی غائب ہو گی۔ اگر ماقبل میں ضمیر مخاطب ہے تو ضمیر فصل بھی مخاطب ہو گی۔ اور اگر ماقبل میں ضمیر متکلم ہے تو ضمیر فصل بھی متکلم ہو گی۔ مثالیں: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾، ﴿كنت انت رقيب﴾، ﴿إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا﴾

فوائد ضمیر فصل

ضمیر فصل کے دو فائدے ہیں ۔

1: لفظی 2: معنوی

1

: فائدہ لفظی یہ ہے کہ خبر کو صفت سے ممتاز کرتی ہے کہ میرا مابعد ماقبل کے لیے خبر ہے نہ کہ صفت۔

2: فائدہ معنوی یہ ہے کہ یہ تاکید اور تخصیص کے لیے آتی ہے جب اس سے پہلے ضمیر ہو ۔

ترکیب ضمیر فصل

اس کی ترکیب میں دو مذہب ہیں: 1۔ عند البصریین یہ حرف ہے لا محل لہا من الاعراب (اس کے لیے کوئی محل اعراب نہیں)۔2۔ عند الکوفیین اس کا محل اعراب ہے، پھر اس میں اختلاف ہے، کسائی کے نزدیک باعتبار مابعد کے اور فرّاء کے نزدیک باعتبار ماقبل کے اس کے لیے محل اعراب ہے۔ یعنی اگر مبتداء و خبر کے درمیان واقع ہو تو مرفوع ہو گا اور اگر افعال قلوب کے مفعولین کے درمیان واقع ہو تو منصوب ہو گا اور اگر افعال ناقصہ کے اسم و خبر کے درمیان واقع ہو تو فرّاء کے نزدیک مرفوع اور کسائی کے نزدیک منصوب ہو گا۔

(جامع الدروس: 1/ 96، النحو الوافی: 1/ 207، مغنی اللبیب: 3/ 108)

قاعدہ: صیغہائے صفت میں ضمیر ہمیشہ ماقبل کے اعتبار سے مستتر ہو گی جیسے ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾۔ (اب مفلحون میں ھم ضمیر مستتر ہو گی) اور نَحْنُ ضَارِبُونَ۔ یہاں ضَارِبُونَ میں نَحْنُ ضمیر مستتر ہو گی، کیوں کہ نَحْنُ ماقبل میں متکلم ہے تو ضَارِبُونَ میں بھی متکلم کی ضمیر ہو گی، صاحب نحو الوافی کہتے ہے کہ بعض نحاۃ کے نزدیک صیغائے صفت میں ہمیشہ غائب کی ضمیر مستتر ہو گی۔

وجہ بنائے مضمرات

مضمرات مبنی اس لیے ہیں کہ ان میں شبہ وضعی اور شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔

شبہ وضعی اس طرح پایا جاتا ہے کہ ضمائر اپنے وزن میں حروف کے مشابہ ہیں۔ یعنی جیسے حروف میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کا وزن ایک یا دو حرفی ہے ۔ اور ضمائر میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کا وزن بھی ایک یا دو حرفی ہیں جیسے۔ ضَرَبْتُ کی "تُ" ضمیر حروف میں سے "ت" جارہ اور ضَرَبْتُمْ کی "تُمْ" ضمیر "من" جارہ کے ساتھ وزن میں مشابہت رکھتی ہیں۔ کیوں اسم کی بناء کم از کم تین حروف سے ہوتی ہے تو اب جو بھی اسم دو حرفی یا ایک حرفی ہو تو اس مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو گا۔ اور شبہ افتقاری اس طرح پایا جاتا ہے کہ یہ ضمائر احتیاج میں حروف کے مشابہ ہیں جیسے حرف اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے دوسرے کلمے کے تو اسی طرح مضمرات میں سے ضمیر غائب ابہام کے دور کرنے میں مرجع کی محتاج ہوتی ہے اور ضمیر متکلم تکلم کی اور ضمیر مخاطب تخاطب کی محتاج ہوتی ہے۔

چوتھی بات: سوالات اور جوابات

سوال: عقلی اعتبار سے ضمائر کل نوے (90) بنتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ چھ غائب کی، چھ مخاطب کی، اور چھ متکلم کی۔ تو اٹھارہ ہوئیں اور ضمائر کی قسمیں کل پانچ ہیں تو اٹھارہ کو پانچ میں ضرب دینے سے نوے بنتی ہیں۔
(18x5=90)

اور اگر تداخل کریں تو ساٹھ بنتی ہیں۔ اس طرح سے کہ متکلم کے چھ صیغوں کو دو کر دیا جائے ۔ اُن میں سے ایک صیغہ واحد مذکر اور واحدۃ مؤنثہ دونوں کے لیے مشترک، اور دوسرا صیغہ تثنیہ مذکر و مؤنث اور جمع مذکر و مؤنث چہاروں کیلئے مشترک، تو 2 ہوئیں۔ (أَنَا، نَحْنُ)

اور اسی طرح مخاطب اور غائب کے چھ چھ صیغوں کو پانچ پانچ کر دیا جائے یعنی أنتما، أنتما، ھما، ھما چار صیغوں کو دو کر دیا جائے یعنی أنتما برائے تثنیہ مذکر و مؤنث اور ھما برائے تثنیہ مذکر و مؤنث تو مخاطب اور غائب دونوں کے پانچ پانچ صیغے بن گئے، جب ان کو جمع کیا یعنی دو متکلم، پانچ مخاطب، پانچ غائب تو کل بارہ ضمائر ہوئیں، اور ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں اور ہر ایک کے بارہ صیغے ہیں تو بارہ کو پانچ سے ضرب دی تو ساٹھ ضمائر ہوئیں۔ **(12X5=60)**

لیکن صاحب نحو میرؒ نے نہ تو نوے (90) کو ذکر کیا ہے اور نہ ساٹھ کو، بلکہ ستر (70) کو ذکر کیا، ایسا کیوں کیا؟

جواب: مصنفؒ نے چشم پوشی کرتے ہوئے صَرف کی گردانوں کا اتباع کیا ہے۔

سوال: صرفی حضرات تو گردان کے شروع میں غائب، پھر مخاطب اور پھر متکلم کے صیغے لاتے ہیں، حالانکہ مصنفؒ نے متکلم کے صیغوں کو شروع میں لاکر بالکل برعکس کیا ہے۔ کیوں؟

جواب: صرفی حضرات مادہ اور اشتقاق سے بحث کرتے ہیں۔ تو چوں کہ مصدر سے سب سے پہلے غائب کے صیغے مشتق ہوتے ہیں پھر مخاطب کے اور پھر متکلم کے۔ تو وہ اس لیے پہلے غائب کے صیغوں کو، پھر مخاطب اور پھر متکلم کے صیغوں کو لاتے ہیں۔

اور نحوی حضرات تعریف و تنکیر سے بحث کرتے ہیں اور تعریف کے لحاظ سے متکلم کے صیغے اعرف اور اولیٰ ہیں۔ تو اس لیے مصنفؒ نے متکلم کے صیغوں کو مقدم کیا ہے۔ س

قواعد برائے ضمائر

1۔ قاعدہ برائے نون وقایہ

نون وقایہ کی تعریف:

نون وقایہ وہ نون ہے جو فعل اور حرف کے آخر میں جب یائے متکلم متصل ہو تو فعل یا حرف اور یائے متکلم کے درمیان لایا جاتا ہے جیسے ضَرَبَنِیْ، عَنِّیْ۔

وجہ تسمیہ: اس نون کو نونِ وقایہ اس لیے کہتے ہیں کہ وقایہ کا معنی ہے: بچانا، کیوں کہ فعل کے آخر میں اور حروف میں سے "مِنْ"، "عَنْ" اور "لَیْتَ" کے آخر میں جب یائے متکلم متصل ہو جاتی ہے تو یاء کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ماقبل مکسور ہو، جب کہ فعل اور ان مذکورہ حروف پر کسرہ نہیں آسکتی ہے۔ تو نونِ وقایہ آکر یاء کے اس تقاضے کو پورا کرکے فعل اور ان حروف کو کسرہ سے بچا دیتا ہے۔ اس مناسبت سے اس کو "نونِ وقایہ" کہتے ہیں۔

نون وقایہ کی دو قسمیں ہیں:

1۔ جس کا لانا واجب ہے۔ 2۔ جس کا لانا جائز ہے۔

واجب: چار جگہوں میں نون وقایہ کا لانا واجب ہے:

1: جب یائے متکلم فعل کے ساتھ متصل ہو تو اس وقت ان کے درمیان نون وقایہ کا لانا واجب ہے، جیسے ضَرَبَنِیْ۔

2: جب یائے متکلم حروف جر میں سے من اور عن کے ساتھ متصل ہو جیسے مِنِّیْ، عَنِّیْ۔

3: جب یائے متکلم حروف مشبہ بالفعل میں سے لیت کے ساتھ متصل ہو جیسے یَا لَیْتَنِیْ۔

4: جب اسم فعل نے یائے متکلم کو نصب دیا ہو جیسے: علیکني۔ (النحو الوافی: ج:۱، ص:۲۳۴)

جائز: ایک جگہ میں نون وقایہ کا لانا جائز ہے۔

1: جب یائے متکلم حروف مشبہ بالفعل میں سے ماسوائے لیت یعنی "إِنَّ، أَنَّ، کَأَنَّ، لٰکِنَّ، اور لَعَلَّ کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے إِنَّنِیْ اور إِنِّیْ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن لَعَلَّ میں نون وقایہ کا نہ لانا اکثر ہے۔ جیسے: ﴿لَعَلِّیٓ أَعْمَلُ صَالِحًا﴾۔

فائدہ: جب نون وقایہ فعل مضارع کے نون اعرابی والے صیغوں کے آخر میں آجائے تو اس میں تین وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔

1: نون اعرابی کو اپنی حالت پر برقرار رکھ کر پڑھنا بھی جائز ہے جیسے یَضْرِبُوْنَنِیْ۔

2: نون وقایہ میں نون اعرابی کو مدغم کرکے پڑھنا بھی جائز ہے جیسے یَضْرِبُوْنِّیْ۔

3: نون اعرابی کو حذف کرکے نون وقایہ کو باقی رکھ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ جیسے یَضْرِبُوْنِیْ۔ اور کبھی کبھار نون اعرابی اور یائے متکلم دونوں کو حذف کر کے نون وقایہ کو مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿فَبِمَ تُبَشِّرُوْنِ﴾؟۔

فائدہ: اگر یاء متکلم مضاف الیہ ہو اور مضاف ایسا لفظ ہو جو ساکن الاخیر ہو تو بھی نون وقایہ کا لانا جائز ہے، جیسے لفظ "لدُن، قدْ، قطُّ ہے مثال: ﴿مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا﴾ (النحو الوافی: ج:۱، ص:۲۳۶)

قاعدہ: ضمیر باعتبار مرجع

اگر مرجع واحد مذکر ہو تو ضمیر بھی واحد مذکر لائی جائے گی جیسے ﴿اَللّٰهُ یَبْسُطُ﴾۔

اگر مرجع واحد مؤنث ہو تو ضمیر بھی واحد مؤنث لائی جائے گی جیسے هِنْدٌ جَآءَتْ۔

اگر مرجع جمع مؤنث سالم ہو تو ضمیر بھی جمع مؤنث لائی جائے گی جیسے اَلطَّالِبَاتُ قُمْنَ۔

اگر مرجع جمع مؤنث سالم غیر ذوی العقول ہو تو ضمیر واحد مؤنث لائی جائے گی۔ جیسے شَجَرَاتٌ اِنْقَضَتْ۔

اگر مرجع جمع مذکر مکسر ہو تو ضمیر کو جمع لانا بھی جائز ہے جیسے اَلرِّجَالُ قَامُوْا۔ اور واحد مؤنث لانا بھی جائز ہے جیسے اَلرِّجَالُ قَامَتْ۔

اگر مرجع اسم جمع ہو اور مؤنث کے ساتھ خاص نہ ہو تو ضمیر واحد اور جمع دونوں لانا جائز ہے، جیسے: «اَلْقَوْمُ غَابُوْا»، «اَلْقَوْمُ غَابَ»۔ اور اگر مؤنث کے ساتھ خاص ہو تو اس وقت ضمیر جمع مؤنث لائی جاتی ہے، جیسے: «اَلنِّسْوَةُ حَضَرْنَ»۔ اور اگر مرجع اسم جنس جمعی ہو تو وہاں چار صورتیں جائز ہیں: 1۔ واحد مؤنث 2۔ واحد مذکر 3۔ جمع مؤنث 4۔ جمع مذکر۔ (النحو الوافی: 1/ 245)

3۔ قاعدہ: جہاں بھی دو اسموں کے درمیان اَوْ عاطفہ لایا گیا ہو تو ان دونوں کی طرف واحد کی ضمیر راجع ہوگی۔ جیسے: «مَا اُسْنِدَ اِلَيْهِ الْفِعْلُ اَوْ شِبْهُهٗ وَقُدِّمَ علیه

4۔ قاعدہ: جہاں بھی ضمیر مرجع اور خبر کے درمیان دائر ہو تو وہاں خبر کی رعایت اولیٰ ہے جیسے: ﴿اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ﴾۔ یہاں هَا ضمیر کا مرجع مذکر ہے (جو کہ قرآن کریم ہے)۔

قاعدہ برائے اضمار قبل الذکر:

1: افعال مدح و ذم میں جب اس کا فاعل ضمیر مبہم ہو اور ما بعد نکرہ اس کی تفسیر کرے، جیسے: ﴿بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا﴾۔

2: جب ضمیر مبہم پر رُبَّ داخل ہو اور نکرہ تمیز ہو جیسے "رُبَّهٗ رَجُلًا"۔

3: تنازع الفعلین میں جیسے قَامَ وَقَعَدَ اَبُوْكَ۔

4: ضمیر شان اور ضمیر قصہ میں۔ ضمیر شان کی مثال: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔ ضمیر قصہ کی مثال: ﴿فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ﴾۔

5: جب مبتدا ضمیر ہو اور خبر اس کی تفسیر کرے جیسے: ﴿مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا﴾۔

6: جب ضمیر کا ما بعد اس سے بدل واقع ہو، جیسے: ضَرَبْتُهٗ زَيْدًا۔

7: جب ضمیر فاعل کے ساتھ متصل ہو اور مفعول کی طرف راجع ہو۔ جیسے ضَرَبَ غُلَامُهٗ زَيْدًا۔

(النحو الوافی: 1/ 218، موسوعہ: 428، شرح شذور الذہب: 134)

2۔ قاعدہ برائے ضمیر منفصل:

ضمیر میں اصل اتصال ہے؛کیوں کہ ضمیر اختصار کیلیے واقع ہوتی ہے اور اختصار متصل میں ہے منفصل میں نہیں۔ لہذا ضمیر متصل ہی لائی جائے گی۔ البتہ اگر ضمیر متصل لانا دشوار ہو تو وہاں ضمیر منفصل لائی جائے گی ضمیر متصل پانچ مقامات پر دشوار ہوتی ہے جب کہ پھر منفصل لائی جاتی ہے۔

1: جہاں ضمیر بقصد حصر اپنے عامل پر مقدم ہو، جیسے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾۔

2: جہاں ضمیر اور عامل کے درمیان کسی غرض کے لیے فاصلہ لایا گیا ہو، جیسے «مَا ضَرَبَ إِلَّا أَنَا»۔

3: جب ضمیر کا عامل معنوی ہو (یعنی ضمیر مبتداء واقع ہو)، جیسے «أَنَا زَيْدٌ»۔

4: جب ضمیر کا عامل محذوف ہو، جیسے: «إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ»۔

5: جب ضمیر میں عامل حرف ہو، جیسے ﴿مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾۔

(موسوعہ:438)

دوم اسمائی اشارات: ذا، وذان، وذين، وتا، وتي، وتِه، و ذہ، وذھی، وتھی، وتان، وتين، وأولاء بمد، وأولى بقصر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات کو بیان ہے۔

اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات

اسمائے اشارات میں کل چھ باتیں ہیں۔

1: تعریف 2: اقسام 3: ترکیب 4: وجہ بناء 5: بیان اختلاف 6: قواعد اسمائے اشارات

اسمائے اشارات کی تعریف

اسم اشارہ وہ اسم ہے جو واضع نے تعیین مشار الیہ کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے "هٰذَا"۔

فائدہ: اسم اشارہ واضع نے محسوس بالبصر چیز کیلیے وضع کیا ہے، لیکن کبھی غیر محسوس بالبصر چیز کیلیے بھی آتا ہے، اس صورت میں اسے اسم اشارہ عقلیہ کہتے ہے، جیسے: {ذلكمُ اللهُ ربكُمْ}

اسم اشارہ کی قسمیں

اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں: 1: اسم اشارہ مکانی 2: اسم اشارہ غیر مکانی

اسم اشارہ مکانی: اسم اشارہ مکانی میں کل پانچ الفاظ ہیں:

1: هُنَا 2: هٰهُنَا 3: هُنَاكَ 4: هُنَالِكَ 5: ثَمَّ۔

فائدہ: اسمائے اشارہ مکانی باعتبار مراتب تین قسم پر ہیں۔

1: قریب 2: متوسط 3: بعید۔

1۔ هُنَا اور هٰهُنَا قریب کے لیے۔ 2: هُنَاكَ متوسط کے لیے۔ 3: هُنَالِكَ اور ثَمَّ بعید کے لیے۔

3: ترکیبی حیثیت: اسم اشارہ مکانی کو دیکھیں گے کہ اس پر حرف جر داخل ہے یا نہیں۔ اگر اس پر حرف جر داخل ہو تو اپنے ما قبل یا ما بعد کے ساتھ متعلق ہو گا جیسے «مِنْ ثَمَّ اِمْتَنَعَ أَحْمَدُ»۔ اور اگر اس پر حرف جر داخل نہیں تو دیکھیں گے کہ اس کے بعد اسم ہے یا فعل۔ اگر اسم ہو تو یہ اسم اشارہ اس کے لیے خبر مقدم بنے گا۔ جیسے فَلَيْسَ هُنَاكَ مَفْهُوْمٌ كُلِّيٌّ۔ «هُنَاكَ» ظرف مکان متعلق (مفعول فیہ) برائے ثَابِتٌ۔ پھر خبر مقدم برائے لیس، مَفْهُوْمٌ كُلِّيٌّ موصوف صفت مل کر اسم مؤخر برائے لیس۔

اگر اس کے بعد فعل ہو یا اس سے پہلے فعل ہو تو دونوں صورتوں میں مفعول فیہ بنے گا برائے فعل، اگر فعل سے پہلے ہو گا تو مفعول فیہ مقدم، اگر بعد میں ہو گا تو مؤخر۔ مقدم کی مثال: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ﴾۔ اس مثال میں هُنَالِكَ مفعول فیہ مقدم برائے دَعَا فعل۔ مؤخر کی مثال: اِجْلِسْ هُنَاكَ میں هُنَاكَ مفعول فیہ مؤخر برائے اجلس فعل۔

2۔ اسم اشارہ غیر مکانی

اسم اشارہ غیر مکانی کے کل تیرہ (13) الفاظ ہیں:

1۔ ذَا۔ 2: ذَانِ 3: ذَيْنِ 4: تَا 5: تِيْ 6: تِهِ 7: ذِهِ 8: ذِهِيْ 9: تِهِيْ 10: تَانِ 11: تَيْنِ

12: أُولَاءِ (بمد) 13: أُولٰى (بقصر)

تشریح و توضیح: 1: ذَا واحد مذکر کے لیے 2: ذَانِ تثنیہ مذکر حالت رفعی کے لیے 3: ذَيْنِ تثنیہ مذکر حالت نصبی و جری کے لیے 4: تا، تی، تہ، ذہ، ذہی، تہی۔ یہ سب واحد مؤنث کے لیے۔

5: تَانِ تثنیہ مؤنث حالت رفعی 6: تَیْنِ تثنیہ مؤنث حالت نصبی، جری کے لیے

7: أُولَآءِ (بمد) أُولیٰ (بقصر) جمع مذکر و مؤنث میں مشترک ہیں۔

فائدہ: اسمائے اشارہ غیر مکانی باعتبار مراتب تین قسم پر ہیں۔

1: قریب کے لیے 2: متوسط کے لیے 3: بعید کے لیے

1۔ اگر اس کے شروع مین ہاء حرف تنبیہ ہو تو قریب کے لیے ہو گا جیسے هٰذَا۔

2۔ اگر آخر میں کاف خطابی لاحق ہو تو متوسط کے لیے ہو گا جیسے ذَاكَ۔

3۔ اور اگر آخر میں کاف خطابی اور لام بعدی دونوں ہو تو بعید کے لیے ہو گا۔

جیسے ذالک۔ پھر بُعد دو قسم پر ہے:

1۔ بُعد رتبی ہو جیسے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾ 2۔ بُعد مکانی ہو جیسے: ذٰلِكَ الرَّجُلُ۔

فائدہ: اسم اشارہ کے اندر چار چیزیں ہوتی ہیں۔

1: مشیر 2: مشار الیہ 3: اسم اشارہ 4: کاف خطاب (مخاطب) مثلاً ذَاكَ زَيْدٌ میں۔ متکلم مشیر ہے، زید مشار الیہ ہے اور ذا اسم اشارہ ہے اور کاف خطاب کے لیے ہے۔

ترکیبی حیثیت: ترکیب سے پہلے ایک فائدے کا جان لینا ضروری ہے۔

فائدہ: اسم اشارہ کا مشار الیہ سات جگہوں میں لفظاً حذف ہوتا ہے اور متکلم کے ذہن میں ہوتا ہے۔ مراد مشار لیہ سے دال بر مشار الیہ ہے ورنہ مشار الیہ تو ہمیشہ حذف ہوتا ہے کیوں کہ اصل مشار الیہ میں مشار الیہ بالحس ہوتا ہے، وہ سات جگہیں درج ذیل ہیں۔

1: جب اسم اشارہ کے بعد ضمیر مرفوع منفصل آجائے جیسے: ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾۔

2: جب اسم اشارہ کے بعد نکرہ آجائے جیسے هٰذَا رَجُلٌ۔

3: جب اسم اشارہ کے بعد فعل آجائے جیسے هٰذَا ثَبَتَ۔

4: جب اسم اشارہ کے بعد جار مجرور آجائے جیسے هٰذَا فِي الدَّارِ۔

5: جب اسم اشارہ پر حرف جار داخل ہو جیسے كَذٰلِكَ الْأَمْرُ۔

6: جب اسم اشارہ کے بعد موصوف صفت آجائے جیسے: ﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾۔

7: جب اسم اشارہ کے بعد مضاف مضاف الیہ آ جائیں جیسے هٰذَا غُلَامُ زَيْدٍ۔

ترکیب: اسم اشارہ غیر مکانی کے مشار الیہ کو دیکھیں گے کہ مذکور ہے یا محذوف۔ اگر مذکور ہو تو پھر دیکھیں گے کہ مقدم ہے یا مؤخر۔ اگر مقدم ہو تو اسم اشارہ اس کے لیے صفت بنے گا جیسے: ﴿لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾۔ لقینا فعل بفاعل، "من سفرنا" میں من حرف جار سفرنا مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف بنا۔ ھذا اسم اشارہ صفت برائے موصوف۔ موصوف صفت مل کر مجرور برائے جار۔ جار مجرور متعلق برائے لقینا۔

اور اگر مشار الیہ مؤخر ہو تو دیکھیں گے کہ معرف باللام ہے یا غیر معرف باللام۔ اگر معرف باللام تو اسم اشارہ کے لیے صفت بنے گا جیسے ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾۔ اور اگر غیر معرف باللام ہو تو مبتدا و خبر بنیں گے جیسے: هٰذَا زَيْدٌ۔ ھذا مبتدا اور زید خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اگر مشار الیہ محذوف ہو تو پھر دیکھیں گے کہ اس پر حرف جر داخل ہے یا نہیں۔ اگر اس پر حرف جر داخل نہیں تو دیکھیں گے کہ اس کے بعد اسم ہے، فعل یا جار مجرور ہے۔ اگر یہ تینوں ہوں تو مبتدا و خبر بنیں گے۔ جیسے: هٰذَا رَجُلٌ۔ هٰذَا ثَبَتَ۔ هٰذَا فِي الدَّارِ۔

اگر اس پر حرف جر داخل ہو تو دیکھیں گے کہ اس کے بعد اسم ہے یا فعل۔ اگر اس کے بعد اسم ہو تو اسم اشارہ خبر مقدم اور مابعد مبتدا مؤخر بنے گا۔ جیسے كَذٰلِكَ الْأَمْرُ۔ كَذٰلِكَ جار مجرور متعلق ہوئے ثَابِتٌ کے ساتھ، پھر خبر مقدم ہوا۔ اور الْأَمْرُ مبتدا مؤخر۔ اور اگر اس کے بعد فعل ہو تو پھر اسی طرح فعل کو ماقبل میں مقدر نکالیں گے اور یہ اس کے لیے مفعول مطلق بنے گا۔

اس طور پر کہ کاف جارہ یہ متعلق ہوتا ہے ثابتًا کے ساتھ اور ثابتًا فعل محذوف کے مصدر محذوف کے لیے صفت۔ پھر موصوف صفت مل کر مفعول مطلق بنے گا۔ جیسے: ﴿كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ﴾۔ أَيْ أَرْسَلْنَا إِرْسَالًا ثَابِتًا كَذٰلِكَ أَرْسَلْنَا۔

أرسلنا فعل بفاعل۔ إرسالًا موصوف، ثابتاً صفت، کذلك یہ ثابتاً کے متعلق ہوگا۔ پھر موصوف سفت مل کر مفعول مطلق أرسلنا کے لیے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر مُفَسَّر۔ أرسلنا فعل بفاعل "من قبلك" جار مجرور أرسلنا کے ساتھ متعلق ہو کر جملہ پھر مفسِّر۔ مفسَّر اور مفسِّر مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وجہ بنائے اسمائے اشارات:

اسمائے اشارات مبنی اس لیے ہیں کہ ان میں شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔ اس طرح کہ یہ اسماء حروف کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں احتیاج میں، یعنی جیسے حروف اپنے معنیٰ میں دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کے محتاج ہوتے ہیں تو یہ اسماء بھی اپنے ابہام کو دور کرنے میں محتاج ہوتے ہیں مشار الیہ کے۔

اختلاف المذاہب فی الأسماء الاشارات

اسمائے اشارات کے (تثنیہ کے صیغوں میں) معرب و مبنی ہونے میں اختلاف ہے۔

جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ اسمائے اشارات معرب ہیں اس لیے کہ ان کا آخر مختلف ہوتا ہے، مثلاً: ذان الف ساکن ونون مکسورہ کے ساتھ حالت رفعی کے لیے ہے اور ذین یاء ساکن ماقبل مفتوح ونون مکسورہ کے ساتھ حالت نصبی وجری کے لیے ہے۔ اور تان اور تین بھی اسی طرح ہیں۔ تو ان کے آخر کا مختلف ہونا ان کے معرب ہونے پر دلیل ہے۔

جب کہ بعض نحاۃ فرماتے ہیں کہ یہ مبنی ہیں اس لیے کہ ان میں شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔ پھر ان پر اعتراض ہوتا ہے۔

اعتراض: جب یہ مبنی ہیں تو ان کا آخر کیوں مختلف ہوتا ہے؟

جواب: ان کا آخر مختلف نہیں ہوتا بلکہ واضع نے وضع کرتے وقت تان اور ذان کو الف کے ساتھ حالت رفعی کے لیے اور ذین اور تین کو یاء کے ساتھ حالت نصبی وجری کے لیے وضع کیا ہے۔

فوائد اسمائے اشارات:

فائدہ: اسم اشارہ کے اندر دو چیزیں ہیں: 1: مشار الیہ 2: مخاطب۔

مشار الیہ کا اعتبار اسم اشارہ سے کیا جاتا ہے اور مخاطب کا اعتبار کاف حرفِ خطاب سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر مشار الیہ واحد ہو تو اسم اشارہ بھی واحد، اور مشار الیہ تثنیہ ہو تو اسم اشارہ بھی تثنیہ اور اسی طرح اگر مشار الیہ جمع ہو تو اسم اشارہ بھی جمع لایا جاتا ہے۔

اسی طرح اگر مخاطب واحد ہو تو کاف حرفِ خطاب واحد، اگر مخاطب تثنیہ ہو تو کاف حرفِ خطاب تثنیہ اور اگر

مخاطب جمع ہو تو کاف حرف خطاب جمع لایا جاتا ہے۔

تو مشار الیہ اور مخاطب کے اعتبار سے اسم اشارہ کی کل چھتیس (36) صورتیں بنتی ہیں۔ اس طرح کہ مشار الیہ کی چھ صورتیں ہیں۔ تین مذکر کے لیے اور تین مؤنث کے لیے، اور کاف حرفِ خطاب کی بھی چھ صورتیں ہیں: تین مذکر کے لیے اور تین مؤنث کے لیے تو چھ کو چھ میں ضرب دینے سے کل چھتیس صورتیں بنتی ہیں۔ **(6X6-36)** جو مندرجہ ذیل ہیں۔ (حاشیۃ الصبان: ج:۱، ص:۲۳۰)

	مخاطب واحد مذکر	مخاطب تثنیہ مذکر	مخاطب جمع مذکر	مخاطبہ واحدہ مؤنثہ	مخاطبہ تثنیہ مؤنثہ	مخاطبہ جمع مؤنثہ
مشار الیہ واحد مذکر	ذَاكَ	ذَاكُمَا	ذَاكُمْ	ذَاكِ	ذَاكُمَا	ذَاكُنَّ
مشار الیہ تثنیہ مذکر	ذَانِكَ	ذَانِكُمَا	ذَانِكُمْ	ذَانِكِ	ذَانِكُمَا	ذَانِكُنَّ
مشار الیہ جمع مذکر	أُوْلٰئِكَ	أُوْلٰئِكُمَا	أُوْلٰئِكُمْ	أُوْلٰئِكِ	أُوْلٰئِكُمَا	أُوْلٰئِكُنَّ
مشار الیہ واحدہ مؤنثہ	تِلْكَ	تِلْكُمَا	تِلْكُمْ	تِلْكِ	تِلْكُمَا	تِلْكُنَّ
مشار الیہ تثنیہ مؤنثہ	تَانِكَ	تَانِكُمَا	تَانِكُمْ	تَانِكِ	تَانِكُمَا	تَانِكُنَّ
مشار الیہ جمع مؤنثہ	أُوْلٰئِكَ	أُوْلٰئِكُمَا	أُوْلٰئِكُمْ	أُوْلٰئِكِ	أُوْلٰئِكُمَا	أُوْلٰئِكُنَّ

فائدہ نمبر2: کبھی کبھار ہائے تنبیہ اور اسم اشارہ کے درمیان فاصلہ لایا جاتا ہے۔ یہ فاصلہ کبھی ضمائر کے ساتھ، جیسے ﴿هَاأَنْتُمْ أُولَاءِ﴾۔ اور کبھی کاف تشبیہ کے ساتھ جیسے هٰكَذَا۔ اور یہ هٰكَذَا ترکیب میں كَهٰذَا کی طرح ہے۔ لیکن هٰذَا کا مشار الیہ بعد میں ذکر ہوتا ہے اور هٰكَذَا کا مشار الیہ بعد میں ذکر نہیں ہوتا۔ جیسے إِنَّ هٰذَا الطَّيْرُ هٰكَذَا۔ (إنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل، هذا الطير موصوف صفت مل کر إنّ کا اسم۔ هكذا ها تنبیہ کاف بمعنی مثل مضاف ذا مضاف الیہ برائے مضاف خبر برائے إنّ۔

فائدہ نمبر3: جب اسم اشارہ کے بعد مشار الیہ معرف باللام ہو تو اس معرف باللام کو دیکھیں گے جامد ہے یا مشتق؟ اگر جامد ہے تو اس میں دو ترکیبیں جائز ہیں مبین عطف بیان، مبدل منہ بدل، بعض اوقات مبتداء خبر بنانا بھی درست ہے جب دونوں مرفوع ہو، لیکن اس صورت میں موصوف صفت نہیں بنا سکتے، اور اگر مشتق ہو تو بھی دو ترکیبیں جائز ہیں مبدل منہ بدل، اور موصوف صفت اگر دونوں مرفوع ہو تو مبتداء خبر بنانا بھی درست ہے۔

(مغنی اللبیب:ج:۳، ص:۲۲۹)۔

فائدہ نمبر4: اسم اشارہ پر جو ہائے تنبیہ، لام بُعدی اور کاف حرفِ خطاب ہوتے ہیں یہ نہ عامل بنتے ہیں نہ معمول، اور نہ ان کے الگ کوئی معانی ہیں، سوائے قرب وبعد کے۔

فائدہ نمبر5: مشار الیہ کے لیے صرف انگلی سے اشارہ کافی نہیں، بلکہ مشار الیہ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسے «هٰذِهِ الْقَلَنْسُوَةُ»۔

فائدہ نمبر6: ہائے تنبیہ اور لام بُعد بیک وقت اسم اشارہ پر داخل نہیں ہوسکتے۔ اس لیے کہ ہاء قرب کے لیے اور لام بُعد کے لیے ہے۔

فائدہ نمبر7: چند اسمائے اشارات ایسے آتے ہیں جن پر لام کا دخول ممتنع ہے۔ یہ کل تین ہیں:

1: جب اسم اشارہ تثنیہ ہو 2: جب اسم اشارہ جمع ہو[1] 3: جب اسم اشارہ پر ہائے تنبیہ داخل ہو۔

فائدہ نمبر8: اُولیٰ اسم اشارہ کا واؤ (جو الف اور الم کے درمیان واقع ہے) لکھنے میں تو آتا ہے لیکن پڑھنے میں نہیں آتا۔ اور یہ واؤ اس لیے لایا جاتا ہے تاکہ اُولیٰ اسم اشارہ اور اِلیٰ جارہ کے درمیان فرق وامتیاز ہو جائے۔ (النحو الوافی: 1 / 267، روضۃ الہادیہ: 23، موسوعہ: 54، جامع الدروس: 1 / 96، شرح شذور الذہب: 138، حاشیۃ الصبان: 1 / 148)

سوم اسمائی موصولہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض اسمائے موصولات کو بیان کرنا ہے۔

اسم غیر متمکن کی تیسری قسم اسمائے موصولات

اسمائے موصولات میں پانچ باتیں ہیں:

1: تعریف 2: اقسام 3: وجہ بناء 4: ترکیب 5: فوائد

---

(1) لیکن جمع اسم اشارہ ممدودہ پر داخل نہیں ہوتا، اگر اسم اشارہ مقصورہ ہو تو پھر داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے: أُولٰٓئِكَ الْمُفْتَرِيُوْنَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ جُنُوْدٌ مُخْلِصُوْنَ۔ (النحو الوافی: 1 / 326)

1۔ تعریف

اسم موصول وہ اسم ہے جو محتاج ہو جملہ یا قائم مقام جملہ کا، اور اس جملہ میں عائد یا قائم مقام عائد کا محتاج ہوتا ہے۔

جملہ سے مراد جملہ اسمیہ و فعلیہ، جیسے ﴿الَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴾۔

قائم مقام جملہ سے مراد چار چیزیں ہیں۔

1: اسم فاعل جیسے اَلضَّارِبُ بمعنیٰ اَلَّذِیْ ضَرَبَ۔

2: اسم مفعول، جیسے اَلْمَضْرُوْبُ، أَیْ اَلَّذِیْ ضُرِبَ۔

3: ظرف، جیسے اَلَّذِیْ عِنْدَكَ۔ 4: جار مجرور، جیسے اَلَّذِیْ فِی الدَّار

عائد سے مراد یہ ہے کہ صلہ کے اندر ایک ایسی ضمیر ہو جو اسم موصول کی طرف راجع ہو چاہے ضمیر بارز ہو یا مستتر یا ضمیر مقدر، اور قائم مقام عائد سے مراد اسم ظاہر ہے (یعنی وہ اسم ظاہر جو عائد کی جگہ واقع ہو)۔ جیسے شاعر کا قول:

فَیَا رَبِّ أَنْتَ اللهُ فِیْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَأَنْتَ الَّذِیْ فِیْ رَحْمَةِ اللهِ أَطْمَعُ

أَیْ فِیْ رَحْمَتِهٖ یعنی شعر کے دوسرے مصرعہ میں فِیْ رَحْمَتِهٖ کی جگہ رَحْمَةِ اللهِ واقع ہوا ہے۔ اس کو قائم مقام عائد کہا جاتا ہے۔ (یعنی ضمیر کی جگہ لفظ اللہ واقع ہے)۔

اَلَّذِیْ، اَللَّذَانِ، اَللَّذَیْنِ، اَلَّذِیْنَ، اَلَّتِیْ، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ، وَاللَّاتِیْ، وَاللَّوَاتِیْ[2]

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے موصولہ غیر مشترکہ کو بیان کرنا ہے۔

2: اقسام اسمائے موصولہ

اسم موصول دو قسم پر ہے۔ 1: موصول حرفی 2: موصول اسمی

1۔ موصول حرفی

موصول حرفی کل پانچ ہیں۔

---

(2): اَللَّائِیْ قرآن مجید میں آیا ہے، یہ بھی اسم موصول ہے، جیسے ﴿وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾۔ (سورۃ الطلاق) اس کو صاحب نحو میر نے ذکر نہیں کیا۔

1: مَا 2: أَنْ 3: أَنَّ 4: لَوْ 5: كَيْ

2۔ موصول اسمی

موصول اسمی کی دو قسمیں ہیں۔

1: خاص (غیر مشترک) 2: عام (مشترک)

1۔ موصول اسمی خاص

وہ اسم موصول ہے جو خاص ہو ایک معنیٰ کے لیے۔ یعنی وہ صیغے جو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث استعمال ہوتے ہیں مقام کی مناسبت سے وہ کل دس (10) الفاظ ہیں۔

اَلَّذِیْ، اَللَّذَانِ، اَللَّذَیْنِ، اَلَّذِیْنَ، اَلَّتِیْ، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ، وَاللَّاتِیْ، وَاللَّوَاتِیْ۔

توضیح: 1: اَلَّذِیْ برائے واحد مذکر۔ 2: اَللَّذَانِ برائے تثنیہ مذکر حالت رفعی میں۔

3: اَللَّذَیْنِ برائے تثنیہ مذکر حالت نصبی وجری میں 4: اَلَّذِیْنَ برائے جمع مذکر

5: اَلَّتِیْ برائے واحدہ مؤنثہ 6: اَللَّتَانِ تثنیہ مونثہ در حالت رفعی

7: اَللَّتَیْنِ برائے تثنیہ مؤنثہ در حالت نصبی وجری

8: اللَّاتِیْ، اَللَّآئِیْ اور اللَّوَاتِیْ تینوں برائے جمع مؤنث۔

(جامع الدروس: 1 / 98، النحو الوافی: 1 / 282)

> ومن، وما، وای، وایۃ، والف لام بمعنی الذی در اسم فاعل واسم مفعول، چون: الضارب والمضروب وذو بمعنی الذی در لغت بنی طی، نحو جاءنی ذو ضربک بدانکہ ایّ وایّۃ معرب است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے موصولہ مشترکہ کو بیان کرنا ہے۔

2: اسم موصول مشترک

اسم موصول مشترک وہ ہے جو کہ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔

کل چھ الفاظ ہیں۔

1: مَا 2: مَنْ 3: أَيٌّ وأَيَّةٌ 4: ذُوْ 5: الف لام 6: ذَا جب اس سے پہلے مَنْ یا مَا آجائے، جیسے: ﴿مَاذَآ اَرَادَ

اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ﴾۔

مَا کی تفصیل و تشریح

مَا واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب میں مشترک ہے۔

قاعدہ برائے ما: ما کی دو قسمیں ہیں: 1: اسمیہ 2: حرفیہ

ما حرفیہ: ما حرفیہ کی تحقیق ان شاء اللہ حروف غیر عاملہ میں آئے گی۔

ما اسمیہ: ما اسمیہ کی سات قسمیں ہیں: ۱۔ما موصولہ ۲۔ما تامہ معرفہ ۳۔ما موصوفہ نکرہ ۴۔ ما تامہ نکرہ ۵۔ما استفہامیہ ۶۔ما شرطیہ ۷۔ما صفتیہ ابہامیہ۔

وجہ حصر: ما اسمیہ اولاً چار قسمیں ہیں: ۱۔ اسمیہ معرفہ، ۲۔ اسمیہ نکرہ خالی ہو معنی حرف سے، ۳۔ اسمیہ نکرہ متضمن ہو معنی حرف کو، ۴۔ اسمیہ صفتیہ ابہامیہ۔

ما اسمیہ معرفہ: یہ دو قسم پر ہیں ۱۔ ناقصہ، ۲۔ تامہ

(۱) ناقصہ: یہ اسماء موصولہ ہے (یہ ناقصہ اس لیے ہے صلہ کا محتاج ہے) جیسے: {مَا عندَ كُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ باقٍ}۔

(۲) تامہ: افعال مدح وذم کی بعد جو ما آتا ہے بمعنی الشیء معرفہ تامہ ہے (عند سیبویہ) جیسے: {نِعِمَّا هِيَ} أيْ نِعمَ الشيءُ هِيَ نعم فعل مدح، الشیء فاعل برائے فعل مدح خبر مقدم، ھی مبتداء مؤخر۔

ما اسمیہ نکرہ (خالی ہو معنی حرف سے) یہ دو قسم پر ہیں: ۱۔ناقصہ، ۲۔ تامہ

(۱) ناقصہ: یہ موصوفہ ہے پھر عام ہے صفت اس کا مفرد ہو، جیسے: مررتُ بما معجب لك أي بشيءٍ معجب لك یا صفت اس کا جملہ ہو جیسے: رُبَّ ما تكره النُّفوسُ من الأمرِ أي رُبَّ شيءٍ تكره النفوسُ من الأمرِ۔

تامہ: دو قسم پر ہیں: (۱) ما تعجبیہ، جیسے: ما أحسنَ زيدٌ أيْ شيءٌ حَسَنَ زيدٌ. (۲) افعال مدح وذم کے بعد جو ما آتی ہے (عند زمخشری) جیسے: غَسَيْلَتُهُ غَسْلاً نعما أي نعم شيئاً، نعم میں ھو ضمیر ممیز ہے ما بمعنی شیئا تمیز ہے۔

مااسمیہ نکرہ:(متضمن ہو معنی حرف کو) یہ دو قسم پر ہیں(۱)استفہامیہ،(۲)شرطیہ۔

(۱)مااستفہامیہ:وہ ہے جو حرف استفہامیہ کے معنی کو متضمن ہو جیسے: مَا لونُها؟ أيُّ شيءٍ لونُها؟

(۲)ماشرطیہ:وہ ہے جو حرف شرط کے معنی کو متضمن ہو، جیسے: {مَا تَفْعلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْه اللهُ}۔

ماصفتیہ ابھامیہ:وہ ہے اس کے ذریعے نکرہ کی توصیف ہوتی ہے، جیسے: مثلاً مَّا أي مثلاً حقيراً پھر یہ ابھام کی وجہ سے تین چیزوں کے لیے آتی ہے،(۱) کبھی حقارت کے لیے جیسے: {أَنْ يَّضْرِبَ مثلاً مَّا} أي مثلاً حقيراً۔(۲) کبھی عظمت کے لیے، جیسے: لِأمرٍ مَا حَرَبَ الحَارِسُ۔ ای امرعظیم ۔(۳) کبھی تنویع کے لیے، جیسے: إِضْرِبْه ضَرْباً مَّا أي نوعًا مِّنْ أَنْوَاعِهٖ۔

ماصفتیہ ابھامیہ میں اختلاف ہے، عند البعض ماحرفیہ زائدہ ہے جبکہ بعض کے نزدیک ماصفتیہ ہے أيُّ شيْئٍ کے معنی میں۔ (مغنی اللبیب:ج:۲/ ۲۰۳، شرح رضی:ج:۲/ ۵۴)

فائدہ:"ما" غیر ذوی العقول کے لیے آتی ہے، جیسے: {مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ومَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ} اور تین مواضع میں استعمال ہوگا ذوی العقول کے لیے: (۱)خلط ہو عاقل غیر عاقل کے ساتھ، جیسے:{يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ} یہاں "ما" شامل ہوتا ہے ان چیزوں کو جو آسمان میں اور زمین میں ہیں، یعنی انسان، جن، مَلَک اور حیوان، ان میں سے بعض ذوی العقول ہیں اور بعض غیر ذوی العقول، ذوی العقول خلط ہوئے ہیں غیر ذوی العقول کے ساتھ، اس لیے "ما" استعمال ہوا ہے۔

(۲)متکلم پر امر مبہم ہو جیسے: آپ دور سے کوئی سایہ دیکھے اور کہے أُنْظُرْ مَا ظَهَرَ لِيْ!

(۳)ذوی العقول کی صفات میں سے کوئی صفت مراد ہو جیسے:{فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ} یہاں "ما" سے صفات عورت مراد ہیں، یعنی بکارت یا ثیبہ صفات میں سے جو پسند آجائے تو نکاح کروا!

(شرح ابن عقیل:ج:۱/ ۱۴۷)

مَن کی تفصیل و تشریح:

یہ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنث سب میں مشترک ہے۔

قاعدہ مَن: مَن کی چار قسمیں ہیں۔

1: مَن موصولہ 2: مَن موصوفہ 3: مَن استفہامیہ 4: مَن شرطیہ

1۔ من موصولہ: وہ ہے کہ اس کے بعد والا جملہ اس کے لیے صلہ بنے جیسے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾۔ اس میں مَنْ موصولہ ہے اور يَقُوْلُ اٰمَنَّا اس کے لیے صلہ ہے۔

2۔ من موصوفہ: من موصوفہ وہ ہے کہ اس کے بعد جو چیز آئے اس کے لیے صفت بنے گا۔ اس صورت میں مَن خود بھی نکرہ ہو گا اور مابعد جو چیز اس کے لیے صفت بنے گی وہ بھی نکرہ ہو گی۔ پھر اس کی صفت دو قسم پر ہے:

1۔ مفرد ہو، جملہ نہ ہو، جیسے حضرت حسان رض کا شعر ہے۔

كفي بنا فضلا على من غيرنا حب النبي محمد(ﷺ) إيانا

اس شعر میں محل استشہاد مَنْ غَيْرِنَا ہے، اس لیے "غَيْرِنَا" نکرہ ہونے کے باوجود "مَنْ" کے لیے صفت بنا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "مَنْ" نکرہ ہے۔ مَنْ شخص کے معنیٰ میں ہو کر موصوف ہے اور غَيْرِنَا اس کے لیے صفت ہے۔ اور دونوں نکرہ ہیں۔

2۔ اس کی صفت جملہ ہو، جیسے: «رُبَّ مَنْ أَنْضَجْتُ غَيْظاً قَلْبَه قَدْ تَمَنَّى لِي مَوْتاً لَمْ يُطَعْ»۔ (یہاں محل استشہاد مَنْ أَنْضَجْتُ ہے کہ أَنْضَجْتُ فعل (جملہ) مَنْ کے لیے صفت بنا ہے)۔

3۔ من استفہامیہ: من استفہامیہ وہ ہے جو استفہام کے لیے آتا ہو۔ یہ ہمیشہ ابتدائے کلام میں آتا ہے۔ اور ترکیب میں مبتدا بنتا ہے اور مابعد والا جملہ اس کے لیے خبر بنتا ہے، جیسے: ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾۔

اور اگر اس کے بعد إِلَّا آ جائے تو یہ انکار کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ اس کو استفہام انکاری کہتے ہیں۔ جیسے ﴿مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾۔

4۔ مَنْ شرطیہ: مَنْ شرطیہ کی تفصیل ان شاء اللہ اسمائے شرطیات میں آئے گی، جیسے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾۔

فائدہ: من ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾۔ تین مقامات ایسے ہیں جہاں "مَنْ" غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے: (۱) مجاز مرسل: یعنی وہ مقام جہاں غیر عاقل مقترن ہو عاقل کے ساتھ عموم میں پھر اس غیر عاقل کی تفصیل کی گئی ہو "مَنْ" موصولہ کے ساتھ، جیسے: {وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى أَرْبَعٍ} اس میں آیت میں "دابۃ" سے مراد جنس دابۃ ہے جو عاقل اور غیر عاقل دونوں کو شامل ہے، پھر غیر عاقل کی تفصیل کی گئی ہے "مَنْ" موصولہ کے ساتھ، جیسے: {فَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى أَرْبَعٍ} اب یہاں غیر ذوی العقول کے لیے "مَنْ"

موصولہ لایا گیا ہے خلط کی وجہ سے۔

(۲) استعارہ: یعنی وہ مقام جہاں غیر عاقل کو عاقل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو کسی وصف میں پھر اس تشبیہ کی وجہ سے غیر عاقل کے لیے عاریۃ اس لفظ کو لا گیا ہو جو عاقل کے ساتھ خاص ہے، جیسے: {وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ مَنْ لاَ يَسْتَجِيْبُ لَه} اس میں "مَنْ لَا يَسْتَجِيْبُ" سے مرادلات، منات اور دوسرے بت ہیں، جو غیر عاقل ہیں، ان کو وصف عدم استیجاب میں ذوی العقول کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ان کو عاقل کے مرتبہ میں اتار کر ان کے لیے "مَنْ" موصولہ لا گیا ہے جو عاقل کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) تغلیب: یعنی وہ مقام جہاں غیر عاقل کو عاقل پر غلبہ دیا گیا ہو اور اس غلبہ کی وجہ سے غیر عاقل کے لیے اس لفظ کو لایا گیا ہو جو عاقل کے ساتھ خاص ہے، جیسے: {يُسَبِّحُ لَه مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ}۔

(موسوعہ:657، النحو الوافی:1 / 289)

أيٌّ و أيّة کی تفصیل و تشریح

أیّ و أيّة واحد، تثنیہ و جمع میں مشترک ہیں۔ فرق یہ ہے کہ أیّ مذکر کے لیے آتا ہے اور أيّة مؤنث کے لیے۔

قاعدہ برائے أیّ:

أی کی پانچ قسمیں ہیں: 1: أیّ موصولہ 2: أیّ شرطیہ 3: أیّ استفہامیہ 4: أیّ وصلیہ 5: أیّ صفتیہ کمالیہ۔

1۔ أی موصولہ: أیّ موصولہ (جو اَلَّذِی کے معنی میں ہے) وہ ہے کہ اس کے بعد جو جملہ آئے وہ جملہ اس کے لیے صلہ بنے۔ أیّ و أیۃ کی چار صورتیں ہیں۔

تین صورتوں میں معرب اور ایک صورت میں مبنی ہیں۔

(1): پہلی صورت: أیّ و أیۃ کا مضاف الیہ بھی مذکورہ ہو اور صدر صلہ بھی مذکور ہو جیسے أَيُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ۔ (اس صورت میں معرب ہوں گے)۔

(2): دوسری صورت: أیّ و أیۃ کا مضاف الیہ اور صدر صلہ دونوں مذکور نہ ہو جیسے أَيٌّ قَائِمٌ۔ (اس میں معرب ہوں گے)۔

(3): تیسری صورت: أیّ و أیۃ کا مضاف الیہ مذکور نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے أَيٌّ هُوَ قَائِمٌ۔ (اس صورت میں معرب ہے)

(4): چوتھی صورت: أیّ وأیّۃ کا مضاف الیہ مذکور ہو اور صدر صلہ مذکور نہ ہو جیسے أَيُّهُمْ قَائِمٌ (اس صورت میں مبنی ہوں گے)۔

سوال:۔ ایُّ پہلی تین صورتوں میں معرب اور چوتھی صورت میں مبنی کیوں؟

جواب:۔ یہ پہلی تین صورتوں میں مضاف ہیں پہلی صورت میں لفظا مضاف ہے اور دوسری، تیسری صورت میں تقدیرا مضاف ہے اس لئے کہ تنوین قائم مقام ہے مضاف الیہ کے اور اضافت خاصہ ہے اسم کا اور اضافت معارض ہوئی علت بناء کی جو کہ افتقار ہے جب دو علتوں کا تعارض آجائے تو اصل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور اصل اسماء میں اعراب ہے۔ لہذا باوجود علت کے یہ تینوں صورتوں میں معرب ہیں ۔چوتھی صورت میں مبنی اس لیے ہیں کہ یہاں پر مضاف الیہ قائم مقام ہے صدرِ صلہ کا یعنی (ھو) گویاں کہ ایّ کی اضافت سرے سے نہیں ہے جو کہ معارض تھی علت بناء (افتقار) کی تو بوجہ علت افتقار مبنی ہے۔ (حاشیۃ الصبان 1/242)

2۔ أیّ شرطیہ: أیّ شرطیہ کی تفصیل ان شاء اللہ اسمائے شرطیات میں آئے گی۔ جیسے ﴿أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾۔

3۔ أیّ استفہامیہ: أیّ استفہامیہ وہ ہے جس کے ذریعے عاقل یا غیر عاقل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور تعیینِ شيء کے طلب کے لیے آتا ہے، جیسے ﴿أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا﴾۔

4۔ أیّ وصلیہ: أیّ وصلیہ وہ اسم مبہم ہے جس کے ساتھ ہاء حرف تنبیہ متصل ہو۔ نداء و معرف باللام کے ساتھ متصل استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بعد والا اسم اگر مشتق ہو تو پھر یہ أیّ موصوف ہوگا، جیسے: يَا أَيُّهَا الطَّالِبُ أُدْرُسْ۔ اور اگر جامد ہو تو ایُّ مبدل منہ یا مبیَّن اور مابعد اس کا بدل یا عطف بیان ہوگا۔

5۔ أیّ صفتیہ کمالیہ: أیّ صفتیہ وہ ہے جو دلالت کرے معنیٔ کمال پر اور اگر نکرہ کے بعد واقع ہو تو صفت بنتا ہے نکرہ کے لیے، جیسے: جَاءَ رَجُلٌ أَيُّ رَجُلٍ، أَيْ رَجُلٌ كَامِلٌ فِي صِفَةِ الرَّجُلِيَّةِ۔ اور اگر معرفہ کے بعد واقع ہو تو حال بنے گا، جیسے مَرَرْتُ بِعَبْدِ اللهِ أَيَّ رَجُلٍ، أَيْ عَبْدُ اللهِ كَامِلًا فِي الرَّجُلِيَّةِ۔

(موسوعہ:176، النحو الوافی: 1/ 301)

الف لام بمعنی الذی

الف لام بمعنیٰ الذی کی تشریح

الف لام یہ اسمائے موصولہ مشترکہ میں سے ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مؤنث سب میں مشترک ہے۔

الف لام کی قسمیں: الف لام کی دو قسمیں ہیں۔ 1: الف لام اسمی۔ 2: الف لام حرفی (اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی)۔ یہاں الف لام سے مراد الف لام اسمی ہے۔

الف لام اسمی: الف لام اسمی وہ الف لام ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو۔ اس کے موصولہ بننے کے لیے تین شرائط ہیں۔

1: الف لام عہد خارجی کا نہ ہو۔

2: اسم فاعل اور اسم مفعول دوام و استمرار کے معنیٰ میں نہ ہوں بلکہ حدوث پر دلالت کریں۔

حدوث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس معنیٰ وضعی پر اسم فاعل یا اسم مفعول دلالت کرتے ہیں وہ معنیٰ پیدا ہونے کے بعد فوراً زائل ہو جائے، دائم اور ثابت نہ ہو،، جیسے: اَلْضارب

3: اسم فاعل اور اسم مفعول میں جو معنیٰ وصفیت ہوتا ہے اس پر معنیٰ اسمیت غالب نہ ہو۔ احترازی مثال جیسے اَلشَّاکِرُ۔ اتفاقی مثال: جیسے اَلضَّارِبُ۔ وَالْمَضْرُوْبُ۔

(موسوعہ:133، النحو الوافی:1/ 295)

ذو بمعنیٰ الذی

ذو بمعنی الذی کی تشریح

ذو اسمائے موصولہ مشترکہ میں سے ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب میں مشترک ہے۔

ذو کی قسمیں: ذو کی دو قسمیں ہیں: 1: ذو بمعنیٰ صاحب 2: ذو بمعنی الذی

پہلی قسم: ذو بمعنی صاحب معرب ہے جیسا کہ اسمائے ستہ مکبرہ میں آئے گا جیسے ذُوْ مَالٍ، أَيْ صَاحِبُ مَالٍ۔

دوسری قسم: ذو بمعنی الذی یا التی کے ہوتا ہے۔ یہ مبنی ہے اور اسم موصول ہے۔ اور یہاں یہی قسم مراد ہے۔ جیسے ذُوْ ضَرَبَکَ، أَيْ اَلَّذِیْ ضَرَبَکَ۔

اس کی علامت و نشانی یہ ہے کہ اگر اس کے بعد فعل واقع ہو تو اسمائے موصولہ میں سے ہے۔ جیسے ذُوْ ضَرَبَکَ۔ اور

اگر اس کے بعد اسم ہو تو اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہو گا۔ جیسے ذُوْ مَالٍ۔

فائدہ: ذُوْ کا موصولہ ہونا یہ قبائل میں سے بنی طے کی لغت ہے۔ جو ایک قبیلہ ہے عرب میں سے۔ اسی وجہ سے اس کو ذو الطائیہ کہتے ہیں۔(موسوعہ: 375، النحو الوافی: 1/ 296)

ذا بمعنی الذی کی تشریح

ذَا اس وقت اسمائے موصولہ میں سے بنے گا جب اس میں تین شرائط موجود ہوں۔

1: پہلی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے مَنْ یا مَا استفہامیہ ہو۔

2: دوسری شرط یہ ہے کہ اسمائے اشارات میں سے نہ ہو، احترازی مثال جیسے مَنْ ذَا الَّذِیْ۔ اس مثال میں ذَا اسم اشارہ ہے۔

3: تیسری شرط یہ ہے کہ ذَا الغاء نہ ہو۔ الغاء کا معنٰی یہ ہے کہ مَنْ ذَا اور مَا ذَا ایک کلمہ نہ ہو۔ احترازی مثال جیسے: مَاذَا صَنَعْتَ۔

اس مثال میں مَاذَا ایک کلمہ ہے جو استفہام کے لیے ہے۔(اس صورت میں فعل کے لیے مفعول بہ بنے گا)۔

اتفاقی مثال جیسے: ﴿مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ﴾۔ ترکیب ما استفہامیہ مبتداء، ذا موصولہ، اَنْزَلَ رَبُّكُمْ الآیۃ پورا جملہ اس کے لیے صلہ، موصول صلہ مل کر اس کے لیے خبر۔

دوسری مثال: مَنْ ذَا لَقِیتَهُ۔ من استفہامیہ مبتدا، ذا بمعنی الذی اسم موصول، لَقِیتَهُ فعل، فاعل، اور مفعول مل کر پورا جملہ اس کے لیے صلہ۔ موصول اور صلہ مل کر خبر برائے مبتدا۔

فائدہ: مَاذَا اور مَنْ ذَا میں تین احتمالات ہیں۔

1: مَا استفہامیہ اور ذَا اسم اشارہ ہو جیسے مَاذَا السُّكُوْتُ۔ أَیْ مَا هٰذَا السُّكُوْتُ۔ اس صورت میں ما مبتدا اور ذا اسم اشارہ بمع مشار الیہ اس کے لیے خبر۔

2: ما استفہامیہ ہو اور ذا موصولہ ہو جیسے مَا ذَا فَعَلْتَ۔ أَیْ مَا الَّذِیْ فَعَلْتَ۔ اس صورت میں بھی ما مبتدا بنے گا، ذا بمعنی الذی موصولہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا کے لیے خبر۔

3: ماذا پورا کلمہ استفہام کے لیے ہو جیسے «مَاذَا أَكَلْتَ فَاكِهَةً أَوْ لَحْمًا»۔ اس صورت میں ماذا پورا ایک کلمہ ہے جو کہ مفعول بہ مقدم ہے۔ اور فَاكِهَةً أَوْ لَحْمًا اس سے بدل ہے۔

(معانی النحو:2/ 225، موسوعہ:373،النحو الوافی:1/ 297)

3۔وجہ بنائے اسمائے موصولات

اسمائے موصولات مبنی اس لیے ہیں کہ ان میں شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسمائے موصولہ مشابہ ہیں حرف کے ساتھ احتیاج میں۔ یعنی جیسے حروف اپنے معنیٰ پر دلالت کرنے میں محتاج ہوتے ہیں غیر کے تو اسمائے موصولہ بھی اپنے ابہام کو دور کرنے میں محتاج ہوتے ہیں صلہ اور عائد کے۔ تو اس شبہ کی بناء پر مبنی ہوئے۔

ترکیب اسمائے موصولات

اسمائے موصولات کو دیکھیں گے ابتدائے کلام میں ہیں یا درمیان کلام میں۔ اگر ابتدائے کلام میں ہوں تو پھر دیکھیں گے کہ ان پر حرف جر داخل ہے یا حرف مشبہ بالفعل یا کچھ بھی نہیں۔ اگر حرف جر داخل ہو تو یہ خبر مقدم بنیں گے، ان کا مابعد مبتدا مؤخر ہو گا۔ جیسے ﴿وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾۔ اور اگر ان پر حرف مشبہ بالفعل داخل ہو تو اسم موصول اس کے لیے اسم بنے گا۔ جیسے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ﴾۔

اور اگر کچھ بھی داخل نہ ہو تو یہ مبتدا بنے گا اور مابعد اس کے لیے خبر بنے گا۔ جیسے ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ الآیة۔ أولئك اس کے لیے خبر ہے۔ اور اگر درمیان کلام میں ہو تو دیکھیں گے کہ ان سے پہلے اسم ہے یا فعل ہے یا جار مجرور۔ اگر اسم ہو تو دیکھیں گے معرفہ ہے یا نکرہ۔ اگر معرفہ ہو چاہے معرف باللام ہو یا معرف بالاضافت۔ دونوں صورتوں میں موصوف صفت بنیں گے۔ جیسے: ﴿لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ﴾، ﴿أُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ﴾۔

اور اگر نکرہ ہو تو مضاف، مضاف الیہ بنیں گے۔ جیسے: ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ﴾۔

اگر فعل ہو تو دیکھیں گے کہ اس کا فاعل ذکر ہے یا نہیں۔ اگر اس کے لیے فاعل موجود نہیں تو اس کے لیے فاعل بنیں گے جیسے جَاءَ الَّذِىْ ضَرَبَكَ۔ اور اس کا فاعل ذکر ہو تو پھر یہ مفعول بہ بنے گا۔ جیسے ضَرَبْتُ الَّذِىْ ضَرَبَكَ۔ اور اگر اس سے پہلے جار مجرور ہو تو یہ خبر مقدم اور مابعد اس کے لیے مبتدا مؤخر بنے گا۔ جیسے: ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾۔

اور اسی طرح اگر اسمائے موصولات سے پہلے ضمیر یا اسمائے اشارات آجائیں تو مبتدا و خبر بنیں گے جیسے ﴿هُوَ

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ﴾۔ ﴿ أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ ﴾۔

(جامع الدروس:1 / 98، موسوعہ:77، روضۃ الہادیہ:26، النحو الوافی:1 / 282)

فوائد اسمائے موصولات

فائدہ1: اسم موصول تثنیہ کا صیغہ کتابتاً دولام کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے اَللَّذَانِ، اَللَّذَيْنِ۔ اور جمع مذکر کا صیغہ کتابتاً ایک لام کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے الذین، یہ اس لیے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ لیکن قرآن کریم کی صورت خطی اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیوں کہ قرآن مجید میں ایک لام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

(النحو الوافی:1 / 286- 287)

فائدہ2: اسمائے موصولہ میں سے اَللَّذَانِ، اَللَّذَيْنِ، اَللَّتَانِ اور اَللَّتَيْنِ میں اختلاف ہے۔ بعض نحاۃ کے نزدیک یہ معرب ہیں۔ کیوں کہ حالت رفعی میں یہ الف ما قبل مفتوح اور نون مکسورہ کے ساتھ آتے ہیں۔ اور حالت نصبی و جری میں یاء ما قبل مفتوح اور نون مکسورہ کے ساتھ آتے ہیں۔ تو ان کے آخر کا مختلف ہونا ان کے معرب ہونے پر دلیل ہے۔ (اور یہی معرب والا اصح مذہب ہے)۔

جب کہ بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ مبنی ہیں کیوں کہ ان میں شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔

سوال: جب یہ مبنی ہیں تو ان کا آخر کیوں مختلف ہوتا ہے؟

جواب: واضع نے ان کو اسی طرح وضع کیا ہے کہ اَللَّذَانِ، اَللَّتَانِ الف کے ساتھ حالت رفعی کے لیے اور اَللَّتَيْنِ اور اَللَّذَيْنِ کو یاء کے ساتھ حالت نصبی و جری کے لیے ہیں۔

فائدہ3: اسم موصول کا عائد کبھی کبھار حذف ہوتا ہے، پھر عام ہے چاہے عائد ضمیر مرفوع ہو یا منصوب ہو، یا مجرور ہو۔ اگر عائد ضمیر مرفوع ہو تو اس کے حذف کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں: 1۔ ضمیر مرفوع مبتدا ہو 2۔ خبر مفرد ہو پھر صلہ عام ہے موصول أَيٌّ کا صلہ ہو، جیسے: ﴿ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴾ أَيْ هُوَ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ۔ یا غیر أَيٌّ کا صلہ ہو، جیسے: ﴿ الَّذِیْ فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ ﴾ أَيْ هُوَ إِلٰهٌ۔ فِي السَّمَاءِ، إِلٰهٌ بمعنی معبودٌ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

اور اگر عائد ضمیر منصوب ہو تو اس کے لیے تین شرطیں ہیں: 1۔ ضمیر منصوب متصل ہو 2۔ اس کا عامل فعل تام ہو یا وصف تام ہو 3۔ اور یہ وصف تام الف لام موصولہ کا صلہ نہ ہو، جیسے: ﴿ مِّمَّا نَزَّلْنَا ﴾، أَيْ مِمَّا نَزَّلْنَاهُ۔

اور اگر عائد ضمیر مجرور ہو تو پھر عام ہے مجرور بالاضافہ یا مجرور بالحرف ہو۔ اگر مجرور بالاضافہ ہو تو اس کے لیے شرطیہ ہے کہ مضاف صیغہ صفت حال یا استقبال کے معنی میں ہو، جیسے: ﴿فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ﴾ أَیْ قَاضِیْہِ۔ اور اگر مجرور بالحرف ہو تو اس کے لیے شرطیہ ہے کہ اسم موصول پر حرفِ جار داخل ہو اور یہ حرفِ جار اُس حرف جار کے ساتھ جو عائد محذوف پر داخل ہے معناً بھی موافق ہو اور لفظاً بھی موافق ہو اور متعلق کے اعتبار سے بھی موافق ہو، جیسے: ﴿وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ﴾، أَیْ مِنْہُ۔

(شرح التصریح: 1/ 486)

فائدہ4: چار جگہوں میں ضمیر مجرور عائد کا حذف کرنا ممتنع ہے۔

1: جب عائد محصور ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِالَّذِیْ مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِہٖ۔

2: جب نائب فاعل واقع ہو جیسے مَرَرْتُ بِالَّذِیْ مُرَّبِہٖ۔

3: جب التباس کا خوف ہو جیسے رَغِبْتُ فِی الَّذِیْ رُغِبْتُ فِیْہِ۔ یہاں اگر فیہ کو حذف کیا جائے تو پتہ نہیں چلے گا کہ فیہ محذوف ہے یا عنہ۔

4: جب دو یا تین ضمیر ہوں اور پتہ نہ چلے کہ کون سا عائد ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِالَّذِیْ مَرَرْتُ بِہٖ فِیْ دَارِہٖ۔

(رضی علی الکافیہ :ج:۲/ ۴۲، حاشیۃ الصبان:ج:۱/ ۲۷۸)

فائدہ5: اسمائے موصولہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے یہ صرف تحسین کے لیے آتا ہے۔

فائدہ6: اگر اسم موصول کے بعد جار مجرور واقع ہو تو اس میں سب کا اتفاق ہے کہ یہ مُثبتَ فعل کے ساتھ متعلق ہوگا۔ (جامی:۸٦)

چہارم اسمائی افعال

غرض مصنف: اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسمائے افعال کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسمائے افعال

اسمائے افعال کے اندر پانچ باتیں ہیں۔

1: تعریف 2: تقسیمات 3: وجہ بناء 4: سوالات وجوابات 5: ترکیب

1۔ اسمائے افعال کی تعریف

اسمائے افعال ان اسماء کو کہتے ہیں جو دلالت کرتا ہے لفظ فعل یا معنی فعل پر، اگر لفظ فعل پر دلالت کریں تو اس وقت اسمائے افعال کی دلالت معنی حدثی پر بواسطہ لفظ فعل ہوگا، جیسے: ھیھات دلالت کرتا ہے معنی بعُد پر اور بعُد دلالت کرتا ہے معنی حدثی پر، اگر معنی فعل پر دلالت کریں تو اس وقت اسمائے افعال کی دلالت معنی حدثی پر بلاواسطہ لفظ فعل پر ہوگا، جیسے: ھیھات کی دلالت معنی حدثی پر۔

فائدہ: دونوں تعریفوں میں فرق یہ ہے جو حضرات کہتے ہیں: لفظ فعل پر دلالت کریں وہ ھیھات کہ کر بعُد کی ترکیب کرتے ہے، اور جو حضرات کہتے ہیں: معنی فعل پر دلات کریں وہ ھیھات کہکر ھیھات کی ترکیب کرتے ہے۔

وآن بر دو قسم است: اول بمعنی امر حاضر معروف چون "روید" وبلہ، وحیّہل وہلمّ، دوم بمعنی فعل ماضی، چون ہیہات و شتان

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے افعال کی تقسیمات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اسمائے افعال کی تقسیمات

اسمائے افعال کی دو تقسیمات ہیں۔

پہلی تقسیم: اسمائے افعال باعتبار دلالت فعل (یعنی وہ افعال جن کے معنٰی میں اسمائے افعال ہوں) تین قسم پر ہیں۔

1: اسمائے افعال بمعنٰی فعل ماضی

2: اسمائے افعال بمعنٰی فعل مضارع

3: اسمائے افعال بمعنی فعل امر حاضر معروف

1: اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی کل چھ ہیں۔

(جامع الدروس: 1/ 121)

لفظ	معنیٰ	لفظ	معنیٰ	لفظ	معنیٰ
هَيْهَاتَ	بَعُدَ	سُرعان	اَسْرَعَ	بُطْآنَ	أَبْطَأَ
شَتَّانَ	اِفْتَرَقَ	وُشْكَانَ	أَسْرَعَ	هَبْ	سَلَّمْنَا

2: اسمائے افعال بمعنیٰ فعل مضارع کل نو ہیں۔ (جامع الدروس: 1/ 121)

اسم فعل (لفظ)	بمعنیٰ	اسم فعل (لفظ)	بمعنیٰ	اسم فعل (لفظ)	بمعنیٰ
أَوَّهْ	أَتَوَجَّعُ	وَاهاً	أَتَعَجَّبُ	بَخٍ	أَسْتَحْسِنُ
آهِ	أَتَوَجَّعُ	وَيْ	أَتَعَجَّبُ	بَجَلْ	يَكْفِيْ
أُفٍ	أَتَضَجَّرُ	وَا	اتعجب		

3: اسمائے افعال بمعنیٰ فعل امر حاضر کل اڑتیس (38) ہیں۔ (جامع الدروس: 1/ 121)

اسم فعل	بمعنیٰ	اسم فعل	بمعنیٰ	اسم فعل	بمعنیٰ	اسم فعل	بمعنیٰ
رُوَيْدَ	أَمْهِلْ	حيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	هَلُمَّ إِلَى ذَلِكَ وَتَعَالَ مُسْرِعًا	مكانك	اُثْبُتْ		
تَيْدَ	أمهل	حيَّ عَلَى الْخَيْرِ	=	عَلَيْكَ	اَلْزِمْ	بله	دَعْ
تَيْدَغَ	أمهل	حيَّ عَلَى الْعِلْمِ	=	نزال	اَنْزِلْ	هَلم	ايت
ها	خُذْ	هَيَّاً	اَسْرِعْ	تَتَالِ	اُقْتُلْ	صَهْ	اُسْكُتْ
هاءَ	خُذْ	هَيْتَ	اَسْرِعْ	حزار	اِحْرَزْ	مَهْ	اِنْكَفِفْ
هَاكَ	خُذْ	هَيْتَ لَكَ	اَسْرِعْ	ضراب	اَضْرِبْ	إِيْهِ	امض لى حديثك
تراكِ	أُتْرُكْ	---	---			---	---

دُونَكَ	خُذْ	وَرَاءَكَ	تَأَخَّرْ	حَيَّهَلِ[3] الْأَمْرَ	إِئْتِهِ	وَيْهَكَ	اُغْزُ
عندك	خذ	أَمَامَكَ	تَقَدَّمْ	حَيَّهَلْ عَلَى الْأَمْرِ	أَقْبِلْ عَلَيْهِ	آمِيْنَ	اِسْتَجِبْ
لديك	خذ	إِلَيْكَ الْكِتَابَ	خُذْهُ	حَيَّهَلْ إِلَى الْأَمْرِ	عَجِّلْ إِلَيْهِ	قَطْ	اِنْتَهِ
		إِلَيْكَ عَنِّيْ	تَنَحَّ	حَيَّهَلْ بِالْأَمْرِ	عَجِّلْ بِهِ	---	---

(جامع الدروس: 1 / 12

(3): حَيَّهَلْ متعدی بنفسہ بھی ہوتا ہے، اور "علی"، "با"، "الی" کے ساتھ بھی متعدی ہوتا ہے۔ جیسے کہ اوپر مثالوں میں واضح ہے۔ اور حَيَّهَلْ اصل میں حَيَّ (بمعنی أَقْبِلْ) اور هَلَّا (جو کہ حث اور عجلت کے لیے آتا ہے) سے مرکب ہے، پھر هَلَّا سے الف کو حذف کیا گیا؛ اسی لیے حَيَّهَلًا تنوین کے ساتھ، اور حَيَّهَلْ بلا تنوین اور اسکان اللام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ سب فصیح اور مستعمل ہے۔
(جامع الدروس، بحث: اسمائے افعال: 1 / 126)

2۔ دوسری تقسیم باعتبار اصالۃ[1] الی الفعل

اسمائے افعال کی تین قسمیں ہیں اصل کے اعتبار سے۔

1: مرتجل 2: منقول 3: معدول

1۔ مرتجل کی تعریف: مرتجل وہ ہیں کہ واضع نے ان کو ابتداء سے اسم فعل کے لیے وضع کیا ہو۔ اُفْ، آمین

2۔ منقول کی تعریف: منقول وہ ہیں جو پہلے غیر اسمائے افعال میں استعمال ہوتے تھے پھر اسمائے افعال کی طرف نقل کیے گئے۔ پھر اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

1: ہاء تنبیہ سے منقول ہو جیسے «هَاءَ» بمعنیٰ خُذْ۔

2: جار مجرور سے منقول ہو جیسے عَلَيْكَ بمعنیٰ اَلْزِمْ۔

3: ظرف سے منقول ہو جیسے أَمَامَكَ بمعنیٰ تَقَدَّمْ وغیرہ۔

4: صوت سے منقول ہو، جیسے: صه بمعني أُسْكُتْ۔

5: مصدر سے منقول ہوں، اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مصدر صریحی سے منقول ہو یعنی اصلاً بھی مصدر ہو اور بعد از نقل بھی معنیٰ مصدری میں مستعمل ہوں۔ جیسے رُوَيْدَ کمافی قولہ تعالیٰ: ﴿اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾۔ رُوَيْدًا ابھی بھی معنیٰ مصدری میں مستعمل ہے اور مفعول مطلق ہے اَمْهِلْهُمْ کے لیے۔

اور دوسری قسم جو مصدر غیر صریحی سے منقول ہوں۔ یعنی اصلاً مصدر ہوں لیکن بعد از نقل معنیٰ مصدری میں مستعمل نہ ہوں بلکہ مصدر کے ہم وزن ہوں، جیسے هَيْهَاتَ یہ مصدر نہیں ہے بلکہ قَوْقَاةً مصدر کے ہم وزن ہے۔ قَوْقَاةً مرغی کی اس آواز کو کہتے ہیں جو انڈہ دیتے وقت لگاتی ہے۔

فائدہ ا: رُوَيْداً مصدر اور اسمائے افعال کے درمیان فرق: فرق یہ ہے، اگر "رُوَيْد" تنوین کے ساتھ استعمال ہو، جیسے: اَمْهِلْهُ رُوَيداً یا اضافت کے ساتھ استعمال ہو، تو یہ مصدر ہے اور مفعول مطلق بنے گا فعل محذوف کے لیے، اگر مبنی بر فتح تھا تو اسمائے افعال میں سے ہوگا، جیسے: رُوَيْدَ زَيْداً۔

---

[1]: باعتبار اصالۃ کا مطلب یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے یعنی اصل میں کچھ اور ہوں (اسم یا حرف) پھر بعد میں فعل کے معنیٰ میں استعمال ہونے لگیں۔

فائدہ ۲: دونوں قسمیں یعنی مرتجل اور منقول سماعی ہیں، یعنی سماع پر موقوف ہے، اس میں کوئی تغیر تبدل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(جامع الدروس:1 / 119)

3۔ معدول کی تعریف:

اسم معدول وہ ہے جو کسی چیز سے عدول کیا ہوا ہو، جیسے: «نَزَالِ» اس نے «أَنْزِلْ» سے عدول کیا ہے۔ نَزَالِ عرب اس وقت کہتے ہیں جب دورانِ جنگ دو گھوڑ سوار ہر دو لشکر سے نکل کر ایک دوسرے کے باہم مقابل کھڑے ہو جائیں، تو مقابلے میں اترنے کے لیے نَزَالِ کہتے ہیں اِنْزِلْ کی جگہ۔

فائدہ: یہ معدول قیاسی ہے ہر "فَعَالِ" کہ وزنِ ثلاثی مجرد فعل تام ہو وہ معدول ہے، جیسے: نَزَالِ، تَرَاکِ، ضَرَابِ، قِتَالِ، حَذَارِ۔

(جامع الدروس:1 / 120)

2۔ اسمائے افعال کی وجہ بناء

اسمائے افعال مبنی اس لیے ہیں کہ ان میں شبہ استعمالی پایا جاتا ہے۔ اور شبہ استعمالی اس طرح ہے کہ یہ حروف کے ساتھ عامل بننے میں مشابہت رکھتے ہیں۔ یعنی حروف جس طرح صرف عامل بنتے ہیں معمول نہیں بنتے یہ بھی سرف عامل بنتے ہیں معمول نہیں بنتے۔ تو اس مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوئے۔

(موسوعہ: 70، جہد قصیر:23)

۷۔ سوالات وجوابات

سوال 1: اسمائے افعال از قبیل اسماء ہیں یا از قبیل افعال؟ اگر از قبیل اسماء ہیں تو فعل کہنا درست نہیں اور اگر از قبیل افعال ہیں تو پھر انھیں اسم کہنا درست نہیں۔

جواب: اسمائے افعال اسماء کی قبیل سے ہیں کیوں کہ یہ فعل کے خواص کو قبول نہیں کرتے۔

سوال 2: اگر یہ اسماء کی قبیل سے ہیں تو پھر ان کو افعال کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ان کو افعال اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فعل کے معنیٰ کو متضمن ہیں۔

سوال 3: جس فعل کے معنیٰ کو یہ متضمن ہیں تو بعینہ اسی فعل کو ذکر کرتے۔ اسمائے افعال کو ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: جب مبالغہ مقصود ہو تو وہاں فعل کی جگہ اسم فعل کو ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب عید کی دوری بتلانے میں مقصود مبالغہ ہو تو وہاں بعد (فعل) کی جگہ هَيْهَاتَ (اسم فعل) کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔

سوال 4: صاحب نحو میرؒ نے اسماء افعال کو دو جگہ (یعنی اسم غیر متمکن اور اسمائے عاملہ) میں کیوں ذکر کیا ہے؟

جواب: پہلی جگہ یعنی اسم غیر متمکن میں مبنی ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔ اور اسمائے عاملہ میں عامل بننے کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔

سوال 5: آپ نے کہا کہ اسمائے افعال از قبیل اسماء ہیں۔ اسم یا تو معرفہ ہوتا ہے یا نکرہ۔ تو اسمائے افعال معرفہ ہیں یا نکرہ؟

جواب: اسمائے افعال تین حال سے خالی نہیں، ان پر تنوین ہوگی یا تنوین نہ ہوگی یا کبھی تنوین ہوگی یا نہیں۔

1: اگر ان پر تنوین ہو تو نکرہ ہوں گے۔ جیسے وَاهًا، وَيْهًا۔

2: اگر ان پر تنوین نہ ہو تو معرفہ ہوں گے جیسے شَتَّانَ، سَرْعَانَ۔

3: تیسری حالت یہ ہے کہ بعض اسمائے افعال ایسے ہیں کہ کبھی ان پر تنوین آتی ہے اور کبھی نہیں۔ تو اگر ان پر تنوین ہو تو نکرہ ہوں گے جیسے صَهٍ، اور اگر بغیر تنوین ہوں تو معرفہ ہوں گے جیسے صَهْ۔

5۔ ترکیب اسمائے افعال

اسمائے افعال کو دیکھیں گے بمعنیٰ فعل ماضی ہیں یا بمعنیٰ فعل امر۔ اگر بمعنیٰ فعل ماضی ہیں تو مابعد والا اسم ان کے لیے فاعل بنے گا جیسے هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔ اور اگر بمعنیٰ فعل امر ہیں تو مابعد والا اسم ان کے لیے مفعول بہ بنے گا۔ جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا۔

فائدہ: اسم فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا چاہے فاعل واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو۔ جیسے هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ یا هَيْهَاتَ أَيَّامُ الْعِيْدِ۔ پھر آپ کیسے معلوم کریں گے، ایک کو کہا یا دو تو اس کو ہم "کَ" حرف خطاب سے یا ہمزہ سے معلوم کریں گے، اگر "کَ" تھا واحد مذکر کے لیے اگر "کُمَا" تھا تو تثنیہ مذکر کے لیے اگر "کُمْ" تھا تو جمع مذکر کے لیے، اسی طریقہ پہ مؤنث کی بھی معلوم کریں گے، اور اگر ہمزہ مفتوحہ تھا واحد مذکر کے لیے، اگر ہمزہ مکسور تھا تو واحدہ مؤنثہ کے لیے،

جیسے: ھاءَ ھاءِ، اگر ہمزہ کے بعد الف تھا تو تثنیہ کے لیے، جیسے: ھاءُما، اگر میم پر ضمہ تھا تو جمع کے لیے ھاءُم، اگر ہمزہ اور "ک" دونوں نہیں تھا، تو سیاق وسباق سے معلوم کریں گے۔

فائدہ: اسمائے افعال میں سے فَعَالِ کا وزن چار قسم پر ہے۔

1: بمعنیٰ امر[1] جیسے نَزَالِ بمعنیٰ اِنْزِلْ 2: بمعنیٰ مصدر معرفہ کا جیسے فَجَارِ بمعنیٰ الفجور

3: بمعنیٰ صفت جیسے فَسَاقِ بمعنیٰ فَاسِقَۃٌ 4: مؤنث کے لیے علم ہو جیسے قَطَامِ، طَبَارِ۔

فائدہ: پہلے تین یعنی (۱) بمعنی امر۔ (۲) بمعنی مصدر۔ (۳) بمعنی صفت۔ ان میں نحات کا اتفاق ہے کہ مبنی ہے، اور فَعَالِ عَلَمی میں اختلاف ہے حجازیین کے نزدیک مبنی ہے، اور بنو تمیم کے نزدیک دیکھیں گے ذات الراء ہے یا غیر ذات الراء؟ اگر ذات الراء ہے، جیسے: حَضَار، ظَفارِ یہ بھی مبنی ہے اگر غیر ذات الراء ہے، جیسے: قَطَام ہے یہ معرب غیر منصرف ہے۔

(موسوعہ: 71)

پنجم اسمائی اصوات

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات کو ذکر کرنا ہے۔

تشریح: اسمائے اصوات میں چار باتیں ہیں: 1۔ تعریف 2۔ اقسام 3۔ وجہ بناء 4۔ ترکیب

اسمائے اصوات کی تعریف

اسمائے اصوات وہ اسماء ہے جن کو واضع نے غیر ذوی العقول کے خطاب کے لیے یا حکم غیر ذوی العقول کے لیے وضع کیے ہو، جیسے بچہ یا آواز نقل کرنے کے لیے وضع کیے ہو یا غم، خوشی کی وقت جو الفاظ زبان سے صادر ہو یہ اسماء

---

(۱): فَعَالِ کے چار اوزان میں سے صرف وہ فَعَالِ اسمائے افعال میں سے ہے جو امر کے معنی میں ہو، باقی تین اوزان اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں۔ (کافیہ، بحث: مبنیات، اسمائے افعال، حاشیہ: 3، ص: 73)

اصوات ہے۔

چون اُح، اُح، واُف، وبَخ، ونِخ، وغاق

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے اصوات کی تقسیم کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

اسمائے اصوات کی تین قسمیں

1: اُحْ، اُحْ، واُفْ، وبَخّْ: یہاں سے صاحب نحو میرؒ نے پہلی قسم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پہلی قسم: وہ اسمائے اصوات ہیں جو درد و افسوس، خوشی یا غم کے وقت صادر ہو۔ جیسے اُحْ اُحْ سینے میں درد کے وقت۔ اُفْ افسوس و غم کے وقت۔ اور بَخّْ خوشی کے وقت بولے جاتے ہیں۔

2: نِخْ: یہاں سے صاحب نحو میرؒ نے دوسری قسم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسری قسم: وہ اسمائے اصوات ہیں جن کے ذریعے غیر ذوی العقول کو یا حکم غیر ذوی العقول جیسے بچے کو آواز دی جائے یاڈانٹا جائے۔ جیسے نِخْ نِخْ اونٹ کو بٹھاتے وقت آواز دی جاتی ہے۔ جِیءِ جِیءِ اونٹ کو پانی پلاتے وقت آواز دی جاتی ہے۔ ھَلا گھوڑے کو ہنکانے کے وقت آواز دی جاتی ہے۔

وَأُوْأُ جانور کو کسی چیز کے کھانے پر رغبت دلانے کے لیے آواز دی جاتی ہے۔ اور کَخّْ بچے کو کسی چیز سے باز رکھنے کے لیے آواز دی جاتی ہے۔ دَقّی دَقّی مرغی کو دانہ دیتے وقت آواز دی جاتی ہے۔

غَاقِ: یہاں سے صاحب نحو میر نے تیسری قسم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تیسری قسم: وہ اسمائے اصوات ہیں جو کسی جانور یا کسی چیز کی آواز کو نقل کرتے وقت بولے جاتے ہیں۔ جیسے غَاقِ غَاقِ کوے کی آواز کو نقل کرتے وقت بولا جاتا ہے اور طَقّ طَقّ یہ عرب پتھر کو پھینکنے کے بعد آواز کو نقل کرتے وقت کہتے ہیں۔

3۔ وجہ بناء:

اسمائے اصوات مبنی اس لیے ہیں کہ ان میں شبہ اہمالی پایا جاتا ہے۔ شبہ اہمالی کی وضاحت یہ ہے کہ اسمائے اصوات مشابہ ہیں حروف کے ساتھ اس بات میں کہ جیسے بعض حروف نہ عامل بنتے ہیں اور نہ معمول۔ تو اسی طرح اصوات بھی نہ عامل بنتے ہیں اور نہ معمول۔ تو اس مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوئے۔

4۔ اسمائے اصوات کی ترکیب

اسمائے اصوات ترکیب میں کچھ بھی نہیں بنتے۔ مگر یہ ہے کہ اگر ان کی حکایت کی جائے تو اس وقت قول کے لیے مقولہ بنیں گے۔ جیسے قَالَ زَیْدٌ: غَاقِ غَاقِ۔ ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ﴾۔

فائدہ: اگر اسم صوت مرکب ہو یعنی ضمیر اس میں اعتبار کیا جائے تو اسمائے افعال میں سے ہو گا، جیسے: ﴿أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ﴾۔

(جہد تقصیر: 24، موسوعہ: 65، جامع الدروس: 1/ 123)

ششم اسمائی ظروف

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے ظروف یعنی اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ظروف

اسمائے ظروف کے اندر چار باتیں ہیں۔ 1: تعریف 2: تقسیمات 3: وجہ بناء 4: معانی و قواعد

1۔ اسمائے ظروف کی تعریف

اسمائے ظروف ان اسماء کو کہتے ہیں جو زمان یا مکان کا معنیٰ دے۔ اگر زمان کا معنیٰ دے تو ظرف زمان ہیں اور اگر مکان کا معنیٰ دے تو ظرف مکان ہیں۔

ظرف زمان چون: إذ، وإذا، و متی و کیف وایان وامس ومذ ومنذ وقطّ وعوض و قبل و بعد و قتیکہ مضاف باشد، و مضاف الیہ محذوف منوی باشد. و ظرف مکان: چون حیث و قدّام، و تحت، و فوق و قتیکہ مضاف باشد و مضاف الیہ محذوف منوی باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسمائے ظروف کی تقسیم کو بیان کرنا ہے۔

2۔ تقسیمات اسمائے ظروف

اسمائے ظروف کی تین تقسیمات ہیں۔

1: پہلی تقسیم باعتبار معنیٰ 2: دوسری تقسیم باعتبار اضافت 3: تیسری تقسیم باعتبار بناء

پہلی تقسیم باعتبار معنیٰ

اسمائے ظروف باعتبار معنی تین قسم پر ہیں۔

1۔ پہلی قسم:

وہ اسماء جو زمانہ کا معنیٰ دے۔ وہ یہ ہیں:

إِذْ، إِذَا، مَتیٰ، کَیْفَ، أَیَّانَ، أَمْسِ، مُذْ و مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، اَلْآنَ، بَیْنَا، بَیْنَمَا، رَیْثَ، رَیْثَمَا، اور لَمَّا، کُلَّمَا۔

تفصیل اِذْ:

یہ زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے بمعنیٰ جس وقت۔ جیسے صَلَّیْتُ إِذْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ (میں نے نماز پڑھی جس وقت سورج غروب ہوگیا)۔ اور کبھی زمانہ استقبال کے لیے بھی آتا ہے، جیسے ﴿فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ﴾۔ (موسوعہ:35)

قاعدہ اِذْ:

اِذْ کی تین قسمیں ہیں: 1: اِذ ظرفیہ محضہ 2: اِذ مفاجاتیہ 3: اِذ تعلیلیہ

اِذ ظرفیہ: اِذ ظرفیہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: بمعنیٰ ماضی 2: بمعنیٰ استقبال

1: اِذ بمعنیٰ ماضی: اِذ بمعنیٰ ماضی ہو تو اس کے لیے دو مظروف ہوتے ہیں۔ اِذ کا ماقبل، اور اِذ کا مابعد۔ ماقبل والا مظروف اس کے اندر عمل کرتا ہے اور مابعد والے مظروف میں یہ خود عمل کرتا ہے۔

کبھی کبھار اس کے ماقبل ومابعد میں تضاد ہوتا ہے۔ جیسے ﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾۔ اور کبھی اس کا ماقبل ومابعد ایک ہوتا ہے۔ جیسے ﴿یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ﴾۔

ترکیب: اِذ ظرفیہ بمعنیٰ فعل ماضی ترکیب میں چار چیزیں بنتا ہے۔

1: مفعول فیہ 2: مفعول بہ 3: بدل 4: مضاف الیہ

1۔ مفعول فیہ ہو جیسے ﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾۔

2۔ مفعول بہ ہو جیسے ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا﴾۔

اور کبھی اس کا فعل حذف ہو گا جیسے ﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾، أَیْ اُذْکُرْ اِذْ قَالَ رَبُّكَ۔

اِذ جب ابتدائے کلام میں واقع ہو تو فعل محذوف کے لیے مفعول بہ بنے گا۔ صاحب مغنی اللبیب فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ اس صورت میں فعل محذوف کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔ یہ درست نہیں ہے اس لیے کہ واقع کا زمانہ بہت پہلے گزر چکا ہے۔ اب تو اس وقت کو یاد کیا جارہا ہے اور جس کو یاد کیا جاتا ہے وہ مفعول بہ ہوتا ہے۔

3۔ بدل واقع ہو جیسے ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾۔ اور جہاں بھی دو یا دو سے زیادہ اِذ پے در پے آجائیں تو یہ ایک دوسرے سے بدل بنیں گے جیسے ﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾۔

4۔ مضاف الیہ واقع ہو۔ مضاف الیہ اس وقت بنے گا جب بعد، یوم، حین اور ساعۃ کے بعد ہو۔ جیسے ﴿بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾۔

1: اِذ بمعنیٰ استقبال: اِذ بمعنیٰ استقبال ترکیب میں مفعول فیہ واقع ہو گا۔ جیسے ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ﴾۔

2: اِذ تعلیلیہ: اِذ تعلیلیہ وہ ہے جو اپنے ماقبل کی علت بیان کرے۔ ترکیبی لحاظ سے اس میں اختلاف ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ حرف ہے ترکیب میں کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔

3: اِذ مفاجاتیہ: وہ ہے جو اچانک کا معنیٰ دے اس کی علامت یہ ہے کہ بینا اور بینما کے بعد آتا ہے اور یہ فعل ماضی پر داخل ہو گا۔ جیسے خَرَجْتُ بَيْنَ اِذْ جَاءَ۔

اِذ ہمیشہ جملہ کی طرف مضاف ہو گا لیکن کبھی اس کا مضاف الیہ مکمل حذف ہوتا ہے جب متعین و معلوم ہو، جیسے يَوْمَئِذٍ اور حِيْنَئِذٍ، أَیْ يَوْمَ/حِيْنَ اِذْ كَانَ كَذَا۔ اور کبھی مضاف الیہ کا جزء حذف ہوتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے:

وَالْعَيْشُ مُنْقَلِبٌ إِذْ ذَاكَ أَفْنَنَا أَیْ إِذْ ذَاكَ كَذٰلِكَ أَفْنَانَا۔

(مغنی اللبیب:1 / 94، موسوعہ:35)

اِذا:

یہ زمانہ استقبال کے لیے آتا ہے بمعنیٰ جس وقت۔ حتی کہ اگر یہ ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ کیوں کہ اس میں شرط کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ جیسے اِذا جاء نصر اللہ والفتح۔ (جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی)۔ (موسوعہ:36)

قاعدہ اِذا:

اِذا کی تین قسمیں ہیں۔ 1: اِذا ظرفیہ محضہ 2: اِذا ظرفیہ شرطیہ 3: اِذا مفاجاتیہ

1۔ اِذا ظرفیہ محضہ: اِذا ظرفیہ محضہ وہ ہے جو شرط و مفاجاۃ کے معانی سے خالی ہو۔ اور اس وقت یہ ما قبل فعل کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے آتِیْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

2۔ اِذا ظرفیہ شرطیہ: یہ دو جملوں شرط و جزاء پر داخل ہوتا ہے۔

جب اِذا شرط کے لیے ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ محققین حضرات فرماتے ہیں کہ اس وقت یہ مضاف نہ ہوگا بلکہ شرط کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔ جب کہ عام نحاۃ فرماتے ہیں کہ اِذا ظرفیہ محضہ شرط کی طرف مضاف ہوگا پھر مضاف مضاف الیہ مل کر جزاء کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔

جیسے: ﴿وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ﴾ الآیۃ۔

3۔ اِذا مفاجاتیہ: وہ ہے جو اچانک کا معنیٰ دے اس کی علامت یہ ہے کہ اس پر ہمیشہ فاء داخل ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جزاء کے موقع پر نہ ہو۔ (یہ فاء کبھی زائدہ ہوگی اور کبھی استینافیہ)۔ اور اِذا مفاجاتیہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ﴿فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾۔

ترکیبی لحاظ سے اِذا مفاجاتیہ میں دو مذاہب ہیں۔

1: عند الأخفش یہ حرف ہے لا محل لہا من الاعراب، یعنی ترکیب میں کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔

2: عند المبرِّد یہ ظرف مکان ہے اور زجاج کے نزدیک ظرف زمان ہے اپنی خبر کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔

(مغنی اللبیب:1 / 102، موسوعہ:36)

متیٰ:

یہ زمانہ ماضی واستقبال دونوں کے لیے آتا ہے بمعنیٰ کب۔ جیسے متیٰ تسافر، توکب سفر کرے گا؟ یا متیٰ سافرت؟ تو نے کب سفر کیا۔

قاعدہ متیٰ:

متیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: متیٰ حرفیہ 2: متیٰ اسمیہ ظرفیہ

1: متیٰ حرفیہ: یہ ان حروف جارہ میں سے ہے جو کہ غیر مشہور جیسے شاعر کا قول ہے:

ے شَرِبْنَ بِماءِ الْبَحْرِ ثُمَّ تَرَفَّعَتْ مَتي لُجَجٍ خُضْرٍ لَهُنَّ نَئِيْجُ

2: متیٰ اسمیہ: اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ متیٰ استفہامیہ 2: متیٰ شرطیہ

متیٰ کے مابعد کو دیکھیں گے ایک جملہ ہے یا دو جملے ہیں۔ اگر ایک ہے تو متیٰ استفہامیہ بنے گا۔ اور اگر دو جملے ہیں تو متیٰ شرطیہ ہو گا۔

ترکیب: متیٰ کے مابعد کو دیکھیں گے دو جملے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر دیکھیں گے کہ اس کے بعد اسم ہے یا فعل۔ اگر اسم ہو تو متیٰ خبر مقدم اور اس کا مابعد مبتدا موخر بنے گا۔ جیسے ﴿مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ﴾۔

اگر فعل ہو تو دیکھیں گے کہ فعل تام ہے یا فعل قاصر۔ اگر فعل قاصر ہے تو دیکھیں گے کہ اس کی خبر موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو متیٰ خود اس کے لیے خبر مقدم بن جائے گا، جیسے: مَتٰى كَانَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔

اور اگر اس کی خبر موجود ہو تو خبر کے متعلق ہو گا (یعنی مفعول فیہ بنے گا) جیسے مَتٰى كَانَ زَيْدٌ صَائِمًا۔ اور اگر اس کے بعد فعل تام ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے مَتٰى ذَهَبْتَ إِلَى السِّجْنِ۔

اور اس کے مابعد دو جملے ہوں تو اس صورت میں متیٰ شرطیہ ہو گا۔ پھر اگر شرط فعل تام ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے مَتٰى تَقُمْ أَقُمْ۔ اور اگر فعل قاصر ہو تو اس کی خبر کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے: مَتٰى تَكُنْ مُجْتَهِدًا تُحْتَرَمْ۔ (موسوعہ: 610، جامع الدروس: 1 / 109)

کیف: یہ حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے یعنی "کیسا، کیسے، کیسی" جیسے كَيْفَ حَالُكَ (تمہارا حال کیسا ہے)۔

قاعدہ برائے کیف

کیف کی دو قسمیں ہیں۔ 1: کیف استفہامیہ 2: کیف شرطیہ

کیف شرطیہ: یہ دو جملوں پر داخل ہوگا، اور دونوں جملے متفق ہوگا لفظاً اور معناً اور کبھی اس کے بعد "ما" آتا ہے اور کبھی "ما" نہیں آتا ہے اگر "ما" آیا تھا تو "کیف" اسماء شرطیہ جازمہ میں سے ہوگا، جیسے: "كَيْفَمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ" اگر "ما" نہیں آیا تھا تو "کیف اسماء شرطیہ غیر جازمہ ہوگا، جیسے: كَيْفَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ اور یہ دونوں جملے شرط و جزا ہوتے ہیں اور ترکیب میں شرط کے لیے حال بنے گا اگر افعال تامہ میں سے ہو جیسے: كَيْفَ تَعْمَلُ أَعْمَلُ۔ اور اگر افعال ناقصہ میں سے ہو اور اس کے خبر مذکور نہ ہو، تو اس کے لیے خبر مقدم بنے گا، جیسے: كيف يكون والده يكون ابنه۔

کیف استفہامیہ: کیف استفہامیہ کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ استفہام حقیقی کے لیے ہو جیسے كَيْفَ حَالُكَ۔

2۔ استفہام غیر حقیقی کے لیے ہو یعنی استفہام تعجب کے معنی میں ہو جیسے: {كيف تكفرون بالله} یا انکار کے معنی میں ہو جیسے: كيف أفعل مثلَ هذا الفعل السئي یا توبیخ کے معنی میں ہو جیسے: {كيف تكفرون وأنتم تتلي عليكم آيات الله وفيكم رسوله} ترکیب: کیف استفہامیہ کو دیکھیں گے کہ اس کے بعد واؤ ہے یا نہیں، اگر واؤ ہو تو ما قبل والی عبارت محذوف ہوگی۔ جیسے ﴿كَيْفَ وَإِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ﴾ أي كيف يكون لهم عهدٌ وإن يظهروا عليكم ابھی کیف حال بنے گا عہدٌ سے اگر واؤ نہ ہو تو اس کے مابعد کو دیکھیں گے اسم ہے یا فعل۔ اگر اسم ہو تو کیف خبر مقدم اور یہ اسم مبتدا مؤخر بنے گا جیسے کیف حالک۔ اور اس کے بعد فعل ہو تو دیکھیں گے کہ فعل تام ہے یا فعل قاصر ہے۔ اگر فعل قاصر ہو تو پھر دیکھیں گے کہ اس کی خبر موجود ہے یا نہیں ہے۔ اگر نہ ہو تو اس کے لیے خبر مقدم بنے گا۔ جیسے ﴿فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ۝﴾۔

اور اگر اس کا مابعد فعل تام ہو تو پھر دیکھیں گے کہ فعل اس سے مستغنی ہے یا نہیں ہے۔ اگر فعل اس سے مستغنی نہیں ہے یعنی فعل از افعال متعدی ہو اور مفعول بہ ذکر نہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ باب علمت میں سے ہے یا باب

أعلمت میں سے یا اسکا غیر اگر باب علمت میں سے ہو تو پھر اس کے لیے مفعول ثانی بنے گا۔ جیسے کَیفَ عَلِمتَ زَیدًا۔

اور اگر باب اَعلمت میں سے ہو تو اس کے لیے مفعول ثالث بنے گا۔ جیسے کَیفَ أعْلَمْتَ زَیْدًا فَاضِلًا اور اگر اسکا غیر میں سے ہو تو مفعول بہ بنے گا

اور اگر فعل اس سے مستغنی ہو تو اس کے لیے حال بنے گا اور یہ اکثر ہے،: جیسے ﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللهِ﴾ أَیْ أَیَّ حَالٍ تَکْفُرُوْنَ بِاللهِ۔ اور علامہ ابن ہشام نے کہا میرے نزدیک مفعول مطلق کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: {ألم تر كيف فعل ربك} أيَّ فِعْلٍ فَعَلَ رَبُّكَ۔

فائدہ: کَیفَ امام سیبویہ کے نزدیک ہمیشہ منصوب ہو گا بناء بر ظرفیت۔ اور امام اخفش کے نزدیک غیر ظرف ہے[1] اور مرفوع، منصوب دونوں واقع ہو گا۔ اور صاحب نحو میرؒ نے سیبویہ کے مذہب کے موافق اس کو اسمائے ظروف میں شمار کیا ہے۔

(جامع الدروس:1/ 110، موسوعہ:558، مغنی اللبیب:2/ 128)

أَیَّانَ:

قاعدہ برائے اَیّان

اَیّان ظرف زمان استقبال کے لیے آتا ہے اور کب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: {أيان يوم الدين} کب ہے جزاء کا دن؟

أَیّانَ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: اَیان استفہامیہ 2: اَیّان شرطیہ۔

أَیّانَ استفہامیہ: یہ ظروف زمانہ میں سے ہے اور متی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کے ذریعے مستقبل میں ایسے امور کی بارے میں پوچھا جاتا ہے جو ہیئت تاکید ہو جیسے: {أيان يوم الدين} {أيان مرسها}۔

ترکیب: اس کے مابعد کو دیکھیں گے کہ اسم ہے یا فعل۔ اگر اسم ہو تو یہ خبر مقدم بنے گا، اس طور پر کہ أَیّانَ

(1): کَیفَ امام سیبویہ کے نزدیک ہمیشہ بنابر ظرفیت منصوب ہوتا ہے، اور مرفوع بنابر خبریت، اور منصوب بنابر حالیت۔ اور مفعول مطلق وغیرہ اخفش اور سیرانی کے نزدیک ہے۔

مفعول فیہ بنے گا ثَابِتٌ کے لیے، پھر ثَابِتٌ خبر مقدم بنے گا، جیسے: ﴿اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ﴾۔ اور اگر فعل ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ مقدم بنے گا جیسے: أَيَّانَ جَلَسْتَ۔

أیان شرطیہ: یہ ظروف زمان میں سے معنی شرط فی المستقبل کو متضمن ہے اور دو جملوں یعنی شرط و جزا پر داخل ہو کر دونوں کو جزم دیتا ہے اور ترکیب میں شرط کے لیے مفعول فیہ بنے گا، جیسے أَيَّانَ تَجِئْنِيْ تَزُرْنِيْ۔ اور اگر فعل ناقص ہو تو خبر کے لیے مفعول فیہ بنے گا، جیسے: «أَيَّانَ تَكُنْ عَازِمًا عَلَى زِيَارَتِيْ أَكُنْ مُنْتَظِرَكَ»۔ (جامع الدروس: 1/110، موسوعہ: 180)

أمس:

یہ زمانہ گزشتہ کے لیے آتا ہے بمعنی کل گزشتہ۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ أَمْسِ۔

قاعدہ برائے أمس

أمس سے اگر معین دن کا ارادہ ہو تو اس میں تین لغات ہیں۔

1: مبنی بر کسرہ ہو گا جیسے ذَهَبَ أَمْسِ بِمَا فِيْهِ۔ اِعْتَكَفْتُ أَمْسِ۔ عَجِبْتُ مِنْ أَمْسِ۔ (یہ اہل حجاز کی لغت ہے)۔

2: معرب غیر منصرف ہو گا مطلقاً۔ یہ بعض بنو تمیم کی لغت ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے:

لَقَدْ رَأَيْتُ عَجَبًا مُذْ أَمْسًا   عَجَائِزًا مِثْلَ السَّعَالِيْ خَمْسًا

(۳) حالت رفعی میں معرب غیر منصرف ہو گا اور حالت نصبی و جری میں مبنی بر کسرہ ہو گا۔ یہ جمہور بنی تمیم کی لغت ہے۔

حالت رفعی کی مثال: ذَهَبَ أَمْسُ۔ حالت نصبی و جری کی مثال: اِعْتَكَفْتُ أَمْسِ۔ عَجِبْتُ مِنْ أَمْسِ۔

اور اگر اس سے زمانہ ماضیہ میں کسی غیر معین دن کا ارادہ ہو یا جمع مکسر ہو یا اس پر الف لام ہو یا مضاف ہو۔ ان چار صورتوں میں بالاتفاق معرب ہو گا۔

زمانہ ماضی کی مثال، جیسے فَعَلْتُ ذٰلِكَ أَمْسًا، أَيْ فِيْ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الْمَاضِيَةِ۔ جمع مکسر کی مثال، جیسے: مَرَّتْ بِنَا أَوَّلَ مِنْ أُمُوْسٍ الف لام کی مثال، جیسے فَإِنِّيْ وَقَفْتُ الْيَوْمَ وَالْأَمْسِ قَبْلَهُ۔ یا ﴿فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ

تَغَنَّ بِالْاَمْسِ﴾۔ مضاف کی مثال: مَا کَانَ أَطْيَبُ أَمْسُنَا۔

(موسوعہ: 153، شرح شذور الذہب: 101)

مذ و منذ:

یہ دونوں اسمائے ظروف میں سے ہیں۔[1] زمانہ ماضی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مگر کبھی آغاز وقت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے مَا رَأَيْتُ مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوْ مُنْذُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ میں نے زید کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا، یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے۔

اور کبھی تمام مدت کو بیان کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے مَا صُمْتُ مُذْ يَوْمَيْنِ أَوْ مُنْذُ يَوْمَيْنِ۔ میں نے دو دن سے روزہ نہیں رکھا، یعنی میرے روزہ نہ رکھنے کی پوری مدت دو دن ہیں۔

(موسوعہ: 619)

قاعدہ برائے مذ و منذ

منذ، مذ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: حرفی 2: اسمی

1۔ مذ و منذ حرفی: مذ و منذ جب حرفی ہو تو مابعد والا اسم اس کے لیے مجرور بنے گا اور اس وقت یہ حروف جارہ میں سے ہوں گے۔

پھر یہ مذ و منذ حرفی تین قسم پر ہیں۔ 1: بمعنیٰ مِنْ 2: بمعنیٰ فِيْ 3: بمعنیٰ مِنْ اِلیٰ

1۔ اگر اس کے مدخول سے زمانہ ماضی مراد ہو تو بمعنیٰ من کے ہوں گے، جیسے: «مَا رَأَيْتُه مُذْ يَوْمِ الْخَمِيسِ»، أَيْ مِنْ يَوْمِ الْخَمِيسِ۔ اور اگر اس کے مدخول سے زمانہ حال مراد ہو تو بمعنیٰ فِي کے ہوں گے، جیسے «مَا رَأَيْتُه مُذْ يَوْمَانِ»، أَيْ فِي يَوْمَيْنِ۔ اور اگر اس سے زمانہ محدود مراد ہو تو بمعنیٰ من اِلیٰ کے ہوں گے۔ جیسے «مَا

---

(1): مُذْ و مُنْذُ کے پہچاننے کا طریقہ باعتبار اول المدۃ اور جمیع المدۃ:
اگر مُذْ و مُنْذُ مَتیٰ کے جواب میں واقع ہو تو اس سے اول المدۃ مراد ہے، جیسے: «مَتَى مَا رَأَيْتَ زَيْدًا»، جواب: «مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُنْذُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ» (أي أول المدة)۔ اور اگر کَمْ کے جواب میں واقع ہو تو جمیع المدۃ کے معنی میں ہو گا، جیسے: «كَمْ مُدَّةً مَا رَأَيْتَ زَيْدًا»، جواب: «مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَانِ»۔

رَأَيْتُهُ مُذْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ»، أَيْ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَى الْيَوْمِ الْحَاضِرِ۔

2۔ مذ و منذ اسمی: مذ و منذ اسمی کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: اس کے بعد اسم مفرد مرفوع ہو۔ جیسے ما رأیت مذ یومان۔ اس کی تین ترکیبیں ہیں۔

(۱) مبرد، ابن سراج کے نزدیک: مذ و منذ مبتدا اور یومان خبر۔ (مذ و منذ جب مبتداء بنتے ہوں تو بتاویل جمیع امد ۃ ہو کر مبتداء بنیں گے۔

(جامی، بحث اسمائے ظروف)

(۲) اخفش، زجاج کے نزدیک: مذ و منذ خبر مقدم اور یومان مبتدا موخر

(۳) اکثر کوفیون کے نزدیک: مذ و منذ مضاف، اور «یومان» کان فعل (تامہ) مقدر کے لیے فاعل، اور فعل و فاعل مل کر مضاف الیہ، پھر مضاف مضاف الیہ سے مل کر ما قبل فعل کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔

دوسری صورت: اس کے بعد جملہ ہو، چاہے جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جیسے: مَا رَأَيْتُ مُذْ صُمْتَ۔

اس کی دو ترکیبیں ہیں۔

1: مذ مضاف صمت مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر ما قبل فعل کے لیے مفعول فیہ بنیں گے۔ جیسے: مَا أَكَلْتُ شَيْئًا مُنْذُ طَلَعَ الْفَجْرُ۔

2: مذ و منذ مضاف زَمَانِ محذوف کی طرف، پھر زَمَانِ موصوف ہو گا، مابعد جملہ اس کے لیے صفت، پھر سب مل کر ما قبل فعل کے لیے مفعول فیہ بنیں گے۔ جیسے: مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ زَمَانِ صُمْتُ۔

(مغنی اللبیب: 2/ 291، موسوعہ: 619، النحو الوافی: 2/ 421)

قَطُّ: (بفتح القاف و تشدید طاء مضمومہ)

یہ زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے یعنی ماضی میں منفی کے عموم کے لیے آتا ہے۔ بمعنی (کبھی)۔ جیسے مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ، أَيْ مَا رَأَيْتُهُ فِي جَمِيعِ الْأَزْمِنَةِ الْمَاضِيَةِ۔ یعنی میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

(موسوعہ: 524)

قاعدہ: برائے قط

یہ ماضی منفی کے بعد اس کی تاکید کے لیے آتا ہے جیسے مَا أَكَلْتُ فَاكِهَةً قَطُّ۔ اور یہ ہمیشہ مبنی ہوتا ہے اور ترکیب میں مفعول فیہ بنتا ہے۔

یہ زمانہ مستقبل کے لیے آتا ہے یعنی مستقبل میں نفی کے عموم کے لیے آتا ہے (بمعنیٰ کبھی، ہرگز)۔ جیسے لَاتَتْرُكِ الصَّلَاةَ عَوْضُ، أَيْ لَاتَتْرُكِ الصَّلَاةَ فِيْ جَمِيْعِ الْأَزْمِنَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ۔ (آپ نماز کو کبھی بھی نہ چھوڑنا)۔ (موسوعہ: 471)

قاعدہ عوض

یہ فعل مضارع منفی مستقبل کے بعد اس کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اس صورت میں یہ مبنی ہوگا اور ترکیب میں مفعول فیہ بنے گا۔ (مثالہ کما مر)۔

لیکن اگر یہ مضاف ہو جائے تو پھر معرب ہوگا۔ جیسے لَا أَفْعَلُه عَوْضَ الْعَائِضِيْنَ۔

(موسوعہ: 471-524، مغنی اللبیب: 1 411)

الآن:

یہ زمانہ حال کے لیے آتا ہے بمعنیٰ اب۔ جیسے ﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ﴾۔ (اب ان سے مباشرت کرو)۔

(موسوعہ: 139)

قاعدہ برائے الآن

یہ اسمائے ظروف زمانی میں سے ہے، حاضر وقت کے لیے آتا ہے۔ اس پر حروف جارہ میں سے من، إلیٰ، حتیٰ، مذ، منذ داخل ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ داخل نہیں ہو سکتے۔ اور اگر اس پر حرف جر داخل ہو تو متعلق بنے گا ورنہ مفعول فیہ بنے گا۔ جیسے ﴿فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ﴾ میں مفعول فیہ ہے۔ اور اس پر جو الف لام داخل ہے الف لام حضوری و

بَيْنَا، بَيْنَمَا:

یہ اسمائے ظروف زمانی میں سے ہیں اور یہ مضاف ہوگا اوقات کی طرف اور اوقات مضاف ہونگے اپنے مابعد والے جملے کی طرف پھر اوقات کو حذف کیا گیا اس کے عوض میں "الف" اور "ما" کو لایا گیا۔ اور ان کے جواب میں إذ یا إذا مفاجاتیہ اکثر آتے ہیں۔ اور ترکیب میں إذ یا إذا کے مدخول کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ جیسے بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا خَالِدٌ۔ (ترجمہ: اس زمانہ میں کہ ہم بیٹھے تھے اچانک خالد ہمارے پاس آیا)۔ بینما مضاف تھا اوقات کی طرف اوقات مضاف تھا مابعد والے جملہ کی طرف پھر اوقات کو حذف کیا گیا اس کے عوض میں ما کو لایا گیا

پھر جملہ کی طرف مضاف کیا گیا اور محلا منصوب ہے متعلق ہوتا ہے دخل کے ساتھ۔

قاعدہ برائے بَیْنَ

یہ اسمائے ظروف میں سے ہے بمعنی وسط کا اور اکثر مضاف ہوتے ایک سے زائد کی طرف، جیسے: جَلَسْتُ بَیْنَ الْقَوْمِ اگر مضاف تھا احد کی طرف تو عطف لایا جائیگا واؤ کے ساتھ جیسے: المنزل بین خالد، وبکر یا تکرار لایا جاتا ہے ضمیر کے ساتھ، جیسے: الكتب بيني وبينك، اور اگر ظرف زمان کی طرف مضاف تھا تو ظرف زمان ہوگا، جیسے: أَزُوْرُكَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، اگر ظرف مکان کی طرف مضاف تھا تو ظرف مکان ہوگا، جیسے: منزلي بین دَارِكَ وَدَارِ زَیْدٍ، (معجم القواعد العربیہ:ص:۱۲۷)

ریث، ریثما:

یہ اسمائے ظروف زمان میں سے ہیں، ان کا معنیٰ ہے مقدار زمانہ۔ جیسے اِنْتَظَرْتُ رَیْثَ صَلّٰی (ترجمہ: میں نے انتظار کیا مقدار وقت صلوٰۃ کے)۔

رَیْثَ، رَیْثَمَا کا قاعدہ

یہ دونوں اصل میں مصادر ہیں راث یرث سے۔ پھر ان کو ظرف زمان کی طرف نقل کیا گیا۔

ریث کے بعد ہمیشہ جملہ فعلیہ آتا ہے۔ پھر اس کی تین حالتیں ہیں۔

1: کبھی اس پر ما داخل ہوتا ہے جیسے اِنْتَظَرْتُ فِیْ رَیْثَمَا یَحْضُرُوْنِیْ۔

2: کبھی اس کے بعد اَن آتا ہے جیسے اِنْتَظَرْتُ رَیْثَ أَنْ صَلّٰی۔

3: اور کبھی کچھ بھی داخل نہیں ہوتا۔ جیسے اِنْتَظَرْتُ رَیْثَ صَلّٰی۔

اگر اس کے بعد کوئی چیز نہ ہو تو پھر دیکھیں گے اس کے بعد فعل ماضی ہے یا مضارع۔ اگر ماضی ہے تو مبنی ہوگا اور اگر مضارع ہو تو معرب ہوگا۔ جیسے رَیْثَ یَرْکَبُ۔

(جامع الدروس:3/ 48، موسوعہ:388)

لَمَّا:

یہ اسم شرط غیر جازم ہے اور مبنی بر سکون ہوتا ہے اور ظرف زمان ہونے کی بناء پر نصب کے محل میں ہوتا ہے۔
اور اس کو لَمَّا حینیہ کہا جاتا ہے۔

لمّا کا قاعدہ

لمّا کی دو قسمیں ہیں۔ 1: لمّا اسمیہ 2: لمّا حرفیہ

پھر حرفیہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: جازمہ 2: بمعنیٰ إلّا

وجہ حصر: لمّا کو دیکھیں گے فعل ماضی پر داخل ہے یا مضارع پر یا اسم پر۔ اگر فعل ماضی پر داخل ہو تو لمّا اسمیہ ظرفیہ شرطیہ ہوگا اور شرط کی طرف مضاف ہو کر جزاء کے لیے مفعول فیہ بنے گا اور جزاء کبھی جملہ اسمیہ اور کبھی جملہ فعلیہ، پھر جملہ فعلیہ ماضیہ اور کبھی فعلیہ مضارعہ ہوتا ہے اور کبھی حذف ہوتا ہے، جیسے ﴿فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ﴾۔ اور اگر فعل مضارع پر داخل ہو تو حرفیہ جازمہ ہوگا۔ جیسے لَمَّا يَضْرِبْ۔ اور اگر اسم پر داخل ہو تو بمعنیٰ إلّا[1] حرفیہ ہوگا۔ جیسے ﴿وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ﴾۔ أَيْ إِنْ كُلٌّ إِلَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ۔
(موسوعہ: 582، مغنی اللبیب: 1/ 307)

قاعدہ برائے كُلَّمَا

کلّما اسمائے شرطیہ میں سے ہے اور یہ منصوب ہوتا ہے بنابر ظرفیت۔ اور ظرفیت والا معنی بالذات اس میں نہیں ہے، بلکہ لفظ "ما" سے حاصل کیا ہے، پھر "ما" کے اندر دو احتمال ہیں:

1- ایک یہ ہے کہ "ما" مصدریہ ظرفیہ ہے اور اپنے مابعد کو بتاویل مصدر کر کے کلّ کے لیے مضاف الیہ بنے گا، پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جزاء کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔ جیسے: ﴿كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا

(1): لیکن لَمَّا بمعنی إلّا کبھی کبھار فعل پر بھی آتا ہے اور اس وقت اس سے پہلے نفی معنًی ہوتا ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے: تَنَاشَدَهُ اللهُ وَالرَّحِمَ لَمَّا أَرسلَ إِلَيْهِم. اصل عبارت ہے: أَنْ لَا يُعَاهِدَ إِلَّا أَرسلَ إِلَيْهِمْ. (مشکاۃ: 2/ 354، ط: رشیدیہ) دوسری مثال: أُذَكِّرُ اللهَ رَجُلًا ... لَمَّا قَامَ، أَيْ إِلَّا قَامَ۔ (التبیان، ص: 46، ط: البشریٰ)۔

فِيهِ﴾. أَيْ كُلَّ وَقْتٍ أَضَاءَ.

2- دوسری قسم یہ ہے کہ "ما" موصوف ہے بمعنی وقت، بعد اس کے لیے صفت بنے گا۔ پھر موصوف اپنی صفت سے مل کر کلّ مضاف کے لیے مضاف الیہ، پھر کلّ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جزاء کے لیے مفعول فیہ مقدم بنے گا۔ جیسے: ﴿كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ﴾. أَيْ كُلَّ وَقْتٍ أَضَاءَ لَهُمْ. اور اس کے شرط اور جزاء دونوں فعل ماضی ہوتے ہیں۔ (مغنی اللبیب: 2/ 544)

2۔ دوسری قسم وہ اسمائے ظروف جو مکان کا معنیٰ دے

پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

1: اسمائے ظروف مکانی جو اشارہ کے لیے بھی مستعمل ہو۔ وہ کل پانچ ہیں:

1: هُنَا	2: هٰهُنَا	3: هُنَاكَ	4: هُنَالِكَ	5: ثَمَّ

2: وہ اسمائے ظروف مکانی جو اشارہ کے لیے مستعمل نہ ہو، وہ یہ ہیں:

حَيْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ، أَمَامُ، خَلْفُ، عِنْدَ، وَرَآءُ، أَسْفَلُ، يَمِيْنُ، شِمَالُ اور دُوْنَ

حیث:

یہ اسمائے ظروف مکان میں سے ہے۔ بمعنی "جس جگہ"، اور یہ مبنی بر ضمہ ہوتا ہے۔ جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ تو بیٹھ جس جگہ زید بیٹھنے والا ہے۔

قاعدہ: حیث ہمیشہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اکثر جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جب جملہ کی طرف مضاف ہو تو ترکیب میں دو چیزیں واقع ہو گا۔

1: مفعول فیہ ہو، جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ تَجْلِسُ۔

2: مفعول بہ ہو جیسے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾۔ (یہاں اَعْلَمُ اسم تفضیل يَعْلَمُ کے معنی میں ہے، اس لیے کہ اسم تفضیل مفعول بہ میں عمل نہیں کرتا)۔

اور اگر اس کے بعد ما آجائے تو یہ ماکافہ عن الجر کہلاتا ہے۔ اور حیث کو اضافت سے روک دیتا ہے، اور اس وقت حیثما شرطیہ ہوتا ہے اور جزاء کے لیے مفعول فیہ بنتا ہے۔ جیسے حَيْثُمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ۔ اور کبھی کبھار تعلیل کے

لیے بھی آتا ہے۔ جیسے «أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللهُ»۔(الحدیث)

اسمائے ظروف میں تین اسماء ایسے ہیں جو کبھی تعلیل کے لیے بھی آتے ہیں، وہ حَيْثُ اور إِذْ اور دُوْنَ ہیں۔

اکثر حَيْثُ پر مِنْ داخل ہوتا ہے جیسے ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾۔

اور کبھی کبھار حَيْثُ مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے اس وقت عند البعض معرب ہوگی اور عند البعض مبنی، اگر معرب ہو تو مابعد مجرور ہوگا اور اگر مبنی ہو تو مابعد مبتداء ہوگا خبر محذوف کے لیے۔

(موسوعہ: 353، شرح رضی: 2/ 108، مغنی اللبیب: 1/ 115)

قُدَّامُ	آگے	عِنْدَ	نزدیک
تَحْتُ	نیچے	وَرَآءُ	پیچھے
أَمَامُ	آگے	يَمِيْنُ	دائیں
خَلْفُ	پیچھے	شِمَالُ	بائیں

دُوْنَ تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1: بمعنیٰ قبل جیسے جَلَسْتُ دُوْنَ النَّافِذَةِ(میں کھڑکی سے پہلے بیٹھ گیا)۔

2: بمعنیٰ غیر جیسے ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً﴾۔

3: کبھی کبھار لام تعلیلیہ کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهٖ، أَيْ لِأَجْلِهٖ۔ دوسری مثال: حدیث:«مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ»۔ دونوں مثالوں میں دُوْنَ تعلیل کے لیے مستعمل ہے۔ حدیثین "بخاری" و"مسلم" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَيْنَ:

یہ ظرف مکان کے لیے آتا ہے۔ جیسے أَيْنَ أَبُوْكَ، أَيْنَ جَلَسْتُمْ۔

قاعدہ: أَيْنَ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: أَيْنَ استفہامیہ 2: أَيْنَ شرطیہ

1: أَيْنَ استفہامیہ: أَيْنَ کے مابعد کو دیکھیں گے کہ اسم ہے یا فعل۔ اگر اسم ہو تو یہ مفعول فیہ بنے گا ثَابِتٌ خبر مقدم اور مابعد اس کے لیے مبتدا مؤخر بنے گا۔ جیسے: أَيْنَ أَبُوْكَ، أَيْ كَائِنٌ أَيْنَ أَبُوْكَ۔

اور اگر اس کے مابعد فعل ہو تو دیکھیں گے کہ فعل تام ہے یا قاصر۔ اگر فعل قاصر ہو تو یہ خبر مقدم بنے گا، اس طور پر کہ یہ مفعول فیہ بنے گا ثَابِتًا محذوف کے لیے، پھر وہ ثَابِتًا خبر مقدم بنے گا۔ جیسے اَیْنَ تَکُوْنُ۔ اور اگر فعل تام ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ بنے گا جیسے ﴿فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ﴾۔

اور اس کے بعد مَا آجائے تو اس صورت میں شرطیہ ہوگا جیسے ﴿اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ﴾ الآیۃ۔

2: اَین شرطیہ: یہ دو جملوں (شرط و جزا) پر داخل ہوتا ہے۔ اور دونوں کو جزم دیتا ہے۔ اور اپنے شرط کے لیے مفعول فیہ بنے گا اگر فعل تام ہو۔ جیسے اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ۔ اور اگر فعل ناقص ہو تو خبر کے لیے مفعول فیہ بنے گا، جیسے: ﴿اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ﴾ الآیۃ۔

(موسوعہ: 183، جامع الدروس: 1/ 109)

تیسری قسم وہ اسمائے ظروف جو زمان و مکان دونوں میں مشترک ہو

وہ یہ ہیں:

قبل، بعد، اَنّٰی، لدی، لدن، بین، مع

قبل، بعد

قبل اور بعد زمان و مکان دونوں کے لیے آتے ہیں۔ زمان کی مثال جیسے اَتَیْتُ زَیْدًا قَبْلَ الْعَصْرِ اور مکان کی مثال جیسے دَارِیْ قَبْلَ دَارِكَ وَبَعْدَ دَارِكَ۔

قاعدہ: قبل، بعد اور جہات ستہ کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت میں مبنی اور دو حالتوں میں معرب ہوں گے۔

اگر مضاف الیہ محذوف منوی ہو تو اس وقت مبنی ہوں گے جیسے اَمَّا بَعْدُ۔

اور اگر اس کا مضاف الیہ محذوف نسیا منسیا ہو یا مذکور ہو تو اس وقت معرب ہوں گے۔ جیسے مِنْ قَبْلِهٖ وَمِنْ بَعْدِهٖ اور رُبَّ بَعْدٍ کَانَ خَیْرًا مِّنْ قَبْلٍ۔ (موسوعہ: 518)

اَنّٰی

یہ بھی ظرف زمان و مکان میں مشترک ہے۔ زمان کی مثال، جیسے اَنّٰی قِتَالُ، اَیْ اَیُّ زَمَانِ قِتَالٍ۔ مکان کی مثال

جیسے أَنّٰی تَجْلِسْ أَجْلِسْ۔ (تو جہاں بھی بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا)

قاعدہ برائے اَنّٰی: اَنّٰی کی دو قسمیں ہیں۔ 1: اَنّٰی شرطیہ 2: اَنّٰی استفہامیہ۔

1: اَنّٰی شرطیہ: یہ ظروف مکان میں سے بمعنی این کے ہے اور دو جملوں (شرط و جزا) پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو جزم دیتا ہے۔ اور شرط کے لیے مفعول فیہ بنے گا اگر فعل تام ہو۔ جیسے أَنّٰی تَجْلِسْ أَجْلِسْ۔ اور اگر شرط فعل ناقص ہو تو خبر کے لیے مفعول فیہ بنے گا۔ جیسے: «أَنّٰی تَکُنْ وَاقِفًا فَأَنَا حَاضِرٌ»۔

2: اَنّٰی استفہامیہ: ۔یہ تین معانی میں مستعمل ہے

1۔ بمعنیٰ مِنْ اَیْنَ یعنی کہاں سے 2۔ بمعنیٰ کیف یعنی کیسے 3۔ بمعنیٰ متیٰ ؛یعنی کب

اس کے مابعد کو دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ ہے یا جملہ فعلیہ ہے ۔

اگر جملہ اسمیہ ہو تو بمعنیٰ من اَین ہو گا جیسے: ﴿أَنّٰی لَكِ هٰذَا﴾، أَیْ مِنْ أَیْنَ لَكِ هٰذَا۔ تو اس وقت من کا داخل ہونا ضروری ہے پھر عام ہے من ظاہر ہو جیسے: مِنْ أَنّي عِشْرُوْنَ یا مقدر ہو جیسے: {أَنَّي لَكِ هذَا} اور اگر اس کے بعد جملہ فعلیہ ہو تو کیف کے معنیٰ میں ہو گا، جیسے: ﴿أَنّٰی شِئْتُمْ﴾، أَیْ کَیْفَ شِئْتُمْ۔

اور کبھی اس کے بعد فعل کی صورت میں بھی متیٰ کے معنیٰ میں آسکتا ہے، جیسے: أَنّٰی جِئْتَ، أَیْ مَتٰی جِئْتَ۔

اور اسی طرح اگر ظرف مکان اس سے مراد ہو تو مِنْ أَیْنَ کے معنیٰ میں ہو گا۔ جیسے: ﴿أَنّٰی لَكِ هٰذَا﴾، أَیْ مِنْ أَیْنَ لَكِ هٰذَا۔

اور اگر ظرف زمان ہو تو متیٰ کے معنیٰ میں ہو گا جیسے: أَنّٰی جِئْتَ، أَیْ مَتٰی جِئْتَ۔ اور اگر یہ دونوں نہیں تھا یعنی زمان اور مکان تو بمعنی کیف ہو گا جیسے: {کیف یُحْيِ اللهُ الْمَوْتي}۔

(موسوعہ:124، جامع الدروس:1/ 115)

لدیٰ ولدُن

یہ ظرف زمان و مکان دونوں کے لیے آتے ہیں۔ زمان کی مثال جیسے: جِئْتُكَ لَدُنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ ترجمہ: میں آیا آپ کے پاس سورج کے طلوع کے وقت۔ مکان کی مثال جیسے: جَآءَنِیْ کِتَابٌ مِنْ لَدُنْ صَدِیْقِیْ۔ ترجمہ: آئی

میرے پاس کتاب میرے دوست کی طرف سے۔

قاعدہ لدٰی ولدن: لدی اور لدن یہ عند کا ہم معنٰی ہوتے ہیں۔

لدیٰ، لدن اور عند میں فرق: عند، یہ اس اس چیز کے لیے ہوتا ہے جو ملک میں ہو لیکن اس کا موجود ہونا ضروری نہیں جیسے عِنْدِیْ غُلَامٌ، لیکن لدٰی اور لدن کے لیے اس چیز کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

اور اکثر یہ من جارہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں، جیسے: ﴿وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ﴾۔ اور کبھی کبھار اس کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے۔ (موسوعہ: 576، معجم القواعد العربیہ: 384)

دوسری تقسیم باعتبار اضافت

اسمائے ظروف کی باعتبار اضافت دو قسمیں ہیں۔

1۔ پہلی قسم: وہ اسمائے ظروف ہیں جو مفرد کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1: وہ اسماء جن کے مضاف الیہ کو حذف کرنا جائز نہ ہو۔ وہ عند، لدٰی، بین اور وسط ہیں۔

2: وہ اسماء ہیں جن کے مضاف الیہ کو حذف کرنا جائز ہو یعنی اکثر مضاف ہو کر استعمال ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اَوَّلُ، دُوْنَ، جہات ستہ (أَمَام، خَلْف، فَوْق، تَحْت، يَمِيْن، شِمَال) قُدَّام، وَرَآء، تِلْقَآء، تِجَاه، إِزَآء، حِذَاء، قَبْل، بَعْد، مَعَ

2۔ دوسری قسم وہ اسمائے ظروف جو جملہ کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ 1: واجب الاضافت 2: جائز الاضافت

1: واجب الاضافت: یہ إذ، إذا، حیث، اور لمّا ہیں۔

2: جائز الاضافت: یہ یوم اور حین ہیں۔ ﴿يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ﴾۔

تیسری تقسیم باعتبار بناء

اسمائے ظروف باعتبار بناء چار قسم پر ہیں۔

1۔ پہلی قسم: وہ اسمائے ظروف ہیں جو ہمیشہ مبنی ہوتیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
إِذْ، إِذَا، مَتیٰ، کَیْفَ، أَیَّانَ، مُذْ و مُنْذُ، قَطُّ، اَلْآنَ، رَیْثَ، رَیْثَمَا، لَمَّا اور حَیْثُ۔
2۔ دوسری قسم: وہ اسمائے ظروف ہیں جو کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
قَبْلُ، بَعْدُ، أَمْسِ، عَوْضُ اور جہات ستہ۔
3۔ تیسری قسم: وہ اسمائے ظروف مبہم جو مبنی کی طرف مضاف ہوں۔ انکو معرب اور مبنی دونوں طرح پڑھنا جائز ہیں۔ چوں کہ اصل میں معرب ہیں۔ اس لیے معرب بھی پڑھ سکتے ہیں اور مبنی کی طرف مضاف ہوتے ہیں اس لیے مبنی بھی پڑھ سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے الیَوْمِ، الحِیْنَ، الوَقْتَ، السَّاعَۃَ، دون، بین۔ جیسے ﴿مِنْ دُوْنِ ذٰلِکَ﴾، ﴿لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ﴾، یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ۔
4۔ چوتھی قسم: وہ اسمائے ظروف زمانیہ مبہم جو جملے کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ انکو معرب اور مبنی دونوں طرح پڑھنا جائز ہیں؛ وہ یہ ہیں۔ الیَوْمِ، الحِیْنَ، الوَقْتَ، السَّاعَۃَ۔
اس کے مابعد کو دیکھیں گے اگر جملہ فعلیہ ماضیہ یا مضارعہ مؤکد بنون تاکید ثقیلہ و خفیفہ ہو تو مبنی پڑھنا راجح ہے۔
اور اگر ان کا مابعد جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ مضارعیہ بغیر نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ ہو تو معرب پڑھنا راجح ہے۔ (شرح شذور الذہب: 84)

وجہ بناء اسمائے ظروف

1: إِذْ، إِذَا، حَیْثُ، رَیْثَ، رَیْثَمَا، لَمَّا، قَبْلُ، بَعْدُ، قُدَّام، وَرَاء، أَسْفَل اور جہات ستہ اور بینا بینما۔ ان میں شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔ یہ اپنے مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ بغیر مضاف الیہ ان کا معنیٰ سمجھ میں نہیں آتا۔
2: مَتیٰ، کَیْفَ، أَیَّانَ، أَنّٰی، اور أَیْنَ میں شبہ معنوی پایا جاتا ہے۔ یہ اسماء استفہام کے معنیٰ کو متضمن ہوتے ہیں۔
اسی طرح أمس میں بھی شبہ معنوی پایا جاتا ہے۔ یہ الف لام کے معنیٰ کو متضمن ہے۔ اصل میں الأمس تھا۔
3: مذ و منذ میں شبہ وضعی پایا جاتا ہے۔ حروف جارہ کے مذ و منذ کے ہم وزن ہیں۔
4: قَطُّ، عَوْضُ اور اَلْآنَ میں شبہ جمودی پایا جاتا ہے۔ یعنی حروف کی طرح ان کا بھی تثنیہ و جمع نہیں آتا۔

5: بین میں شبہ اضافی پایا جاتا ہے۔یعنی یہ اپنے مضاف الیہ سے بناء حاصل کرتے ہیں۔

6: لَدٰی اور لَدُنْ میں شبہ وضعی پایا جاتا ہے۔اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ حروف تو ایک یا دو حرفی ہوتے ہیں۔یہ توسہ حرفی ہیں۔تو نحاۃ حضرات جواب دیتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم نہیں کرتے تو ہم کہتے ہیں کہ ان میں شبہ افتقاری ہے۔

فائدہ: تمام اسماء شرطیات، اسماء استفہامات اور اسماء ظروف نکرہ ہیں بغیر "أمس" کے بعض صورت میں معرفہ بنتا ہے۔

(جہد قصیر:24،روضۃ الہادیہ:35)

اسمائے کنایات کا بیان

ہفتم اسمائی کنایات

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: اسمائے کنایات کے اندر پانچ باتیں ہیں۔

1: تعریف 2: تقسیمات 3: وجہ بناء 4: ترکیب 5: قواعد

1۔اسمائے کنایات کی تعریف

اسمائے کنایات ان اسماء کو کہا جاتا ہے جو قول مبہم یا عدد مبہم پر دلالت کریں۔

2۔اسمائے کنایات کی تقسیمات

اسمائے کنایات کی پانچ تقسیمات ہیں۔

1: پہلی تقسیم باعتبار اعراب وبناء: 2: دوسری تقسیم باعتبار کنایہ: 3: تیسری تقسیم باعتبار عمل: 4: چوتھی تقسیم کم کی ہے: 5: پانچویں تقسیم کذا کی ہے

پہلی تقسیم باعتبار اعراب وبناء: باعتبار اعراب وبناء اسمائے کنایات کی دو قسمیں ہیں۔

1: معرب جیسے فُلَانٌ وَفُلَانَۃٌ۔[1] 2: مبنی جیسے کَمْ، کَذَا، کَاَیِّنْ، کَیْتَ، ذَیْتَ

2: دوسری تقسیم باعتبار کنایہ: باعتبار کنایہ اسمائے کنایات کی دو قسمیں ہیں۔

1: کنایہ از عدد مبہم جیسے کَمْ، کَذَا، کَاَیِّنْ۔ 2: کنایہ از قول مبہم جیسے کَیْتَ اور ذَیْتَ۔

3: تیسری تقسیم باعتبار عمل: باعتبار عمل اسمائے کنایات کی دو قسمیں ہیں۔

1: وہ جو عمل کرتے ہیں۔ جیسے کَمْ، کَذَا، کَاَیِّنْ۔

کم استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دے گا، اور کم خبریہ جر دے گا۔ اور کذا بھی اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔ اور اسی طرح کاَیِّن کے بعد اگر من جارہ نہ ہو تو تمیز کو نصب دیتا ہے۔

2: غیر عامل یعنی وہ اسمائے کنایات جو عمل نہیں کرتے۔ جیسے کَیْتَ، ذَیْتَ۔

4: چوتھی تقسیم کم کی ہے: کم کی دو قسمیں ہیں۔ استفہامیہ اور خبریہ

کم استفہامیہ کی تعریف

کم استفہامیہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جائے۔ جیسے کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ۔

کم خبریہ کی تعریف

کم خبریہ وہ ہے جس سے کسی چیز کی کثرت بتلانا مقصود ہو، جیسے ﴿كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ﴾۔

(روضۃ الہادیہ:32)

فائدہ: کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے درمیان فرق اور ان کی علامات:

1: اگر کم کے بعد ضمیر متکلم یا غائب ہو تو کم خبریہ ہے، جیسے ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾۔

اور اس کے بعد ضمیر مخاطب ہو تو کم استفہامیہ ہے، جیسے کَمْ عَبْدًا اِشْتَرَیْتَ۔

2: کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوگی؛ بناء بر حمل علی تمیز عددِ اوسط[1]۔ جیسے کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ۔ اور اگر "کم" پر حرف جر داخل تھا تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہوگی۔ اور اس صورت میں مِنْ مقدر ہوگا۔ جیسے بِکَمْ دِرْهَمٍ

(1): فُلَانَۃٌ سے اگر کوئی اسم معین مراد لیا جائے تو عَلَم بن جاتا ہے۔ اور اس کی صفت بھی معرفہ لائی جاتی ہے اور غیر منصرف بن جاتا ہے علمیت و تانیث کی وجہ سے۔ جیسے مثال: اِنَّ فُلَانَۃَ یُؤْذِیْ جَارَہٗ الخ۔

اِشْتَرَيْتَ،

اور کم خبریہ کی تمیز مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوگی ؛بناء بر اضافت ِ کم بشرطیکہ کم اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ ظرف یا جار مجرور یا فعل لازمی کے ساتھ نہ ہو، جیسے كَمْ عَبْدٍ عِنْدِیْ، كَمْ عَبِيْدٍ عِنْدِیْ۔ اگر فاصلہ تھا تو پھر تمیز کو منصوب پڑھنا واجب ہے کیونکہ بوجہ فاصلہ اضافت ممتنع ہے جیسے: كم عندي درهماً ،كم لنا يا فتى فضلاً

3: کم خبریہ فعل ماضی کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾۔ اور کم استفہامیہ فعل ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہو سکتا ہے۔

5: پانچویں تقسیم کذا کی ہے، کذا کی تین قسمیں ہیں۔

1: کنایہ از عدد مبہم۔ جیسے جَاءَنِیْ كَذَا مُعَلِّمٌ

2: کنایہ از قول مبہم۔ جیسے قَالَ مُعَلِّمٌ كَذَا۔

3: کنایہ از عمل مبہم جیسے عَمِلَ كَذَا۔

(1): عدد اوسط سے مراد گیارہ سے ننادے تک کا عدد ہیں۔

وجہ بنائے اسمائے کنایات

1: کم استفہامیہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ اس میں شبہ معنوی پایا جاتا ہے۔ یہ حرف استفہام کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے۔

2: کم خبریہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ یا تو یہ محمول ہے کم استفہامیہ پر اور یا اس میں شبہ وضعی پایا جاتا ہے کہ یہ حروف میں سے قَدْ کے وزن پر ہے۔

3۔ كَاَيِّنْ: سیبویہ کے نزدیک یہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ اس مین شبہ معنوی پایا جاتا ہے کہ یہ حروف میں سے رُبَّ جارہ کے معنیٰ کو متضمن ہے۔

اور جمہور کے نزدیک یہ اس وجہ سے مبنی ہے کہ یہ کم خبریہ کے معنیٰ میں ہے۔ اس کو کتابتاً نون ساکن کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے كَاَيِّنْ۔

4۔ كَذَا: یہ مرکب ہے کاف اسمی مثلیہ اور ذا اسم اشارہ سے۔ کاف اسمی مثلیہ میں شبہ وضعی اور ذا اسم اشارہ میں

شبہ افتقاری پایا جاتا ہے۔(جہد قصیر:25)

5۔ کیت وزیت: اس میں شبہ وقوعی پایا جاتا ہے۔یعنی یہ جملے کی جگہ واقع ہوتے ہیں۔

4۔ترکیب

کم استفہامیہ وخبریہ اور کائین کی ترکیب:

ان اسماء کو دیکھیں گے کہ ان کی طرف کوئی اسم مضاف ہے یا ان پر حرف جر داخل ہے یا نہیں۔ اگر ان کی طرف کوئی اسم مضاف ہو یا ان پر حرف جر داخل ہو تو یہ محلاً مجرور ہوں گے۔بِكَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَيْتَ، غُلَامُ كَمْ رَجُلٍ عِنْدَكَ۔

اگر ان پر حرف جر داخل نہیں یا ان کی طرف کوئی اسم مضاف نہیں تو ان کے مابعد کو دیکھیں گے کہ اسم ہے یا فعل۔اگر اسم ہو تو ان کی تمیز کو دیکھیں گے کہ ظرف ہے یا غیر ظرف۔اگر ظرف ہو تو یہ اسماء بمع اپنی تمیز کے خبر مقدم اور مابعد مبتدائے مؤخر بنے گا۔ جیسے كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ۔ اگر تمیز غیر ظرف ہو تو مبتدا و خبر بنیں گے۔ جیسے كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ۔ اور اگر ان کے بعد فعل ہو تو دیکھیں گے کہ فعل نے ان اسماء سے اعراض کیا ہے یا نہیں۔(یعنی فعل نے ان کی ضمیر یا ان کے متعلق میں عمل کیا ہے یا نہیں؟) اگر اعراض کیا ہو تو یہ اسماء مبتدا اور مابعد ان کے خبر بنے گی۔ جیسے كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَهُ، یا كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ غُلَامَهُ۔

اور اگر اعراض نہ کیا ہو بلکہ اس طرف محتاج ہو (یعنی اس کے ساتھ متعلق تھا) تو پھر منصوب ہو گا۔اور نصب کا دارومدار تمیز پر ہو گا۔یعنی اگر تمیز ظرف ہو تو مفعول فیہ بنے گا۔ جیسے كَمْ يَوْمًا سَافَرْتَ۔

اور اگر تمیز مصدر تھا تو مفعول مطلق بنیں گے۔ جیسے كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ۔

اور ان دونوں کے علاوہ ہو تو مفعول بہ بنیں گے جیسے كَمْ غُلَامًا اِشْتَرَيْتَ۔

(روضۃ الہادیہ:33، موسوعہ:545-553)

2۔کذا کی ترکیب

کذا کو دیکھیں گے کہ اس سے پہلے اسم ہے یا فعل ہے۔اگر اس سے پہلے اسم ہو تو دیکھیں گے کہ ظرف ہے یا غیر ظرف۔

اگر ظرف ہو تو یہ خبر مقدم اور مابعد اس کے لیے مبتدا موخر بنے گا جیسے عِنْدِیْ کَذَا کَذَا دِرْھَمًا۔

اور اگر غیر ظرف ہو تو مبتدا او خبر بنیں گے۔ جیسے اَلْمُسْلِمُوْنَ کَذَا کَذَا رَجُلًا۔

اور اگر اس سے پہلے فعل ہو تو فعل مجہول ہو گا یا فعل معلوم۔

اگر فعل مجہول تھا تو یہ اس کے لیے نائب فاعل بنے گا جیسے اُکْرِمُ کَذَا کَذَا رَجُلًا۔

اگر فعل معلوم ہو تو اس کا فاعل ذکر ہو گا یا نہیں؟ اگر فاعل ذکر نہ ہو تو یہ اس کے لیے فاعل بنے گا۔ جیسے جَاءَ کَذَا کَذَا رَجُلًا۔

اور اگر فاعل ذکر ہو تو پھر یہ منصوب ہو گا، اور نصب کا دارومدار تمیز پر ہو گا۔

اگر تمیز ظرف ہو تو مفعول فیہ بنے گا جیسے صُمْتُ کَذَا کَذَا یَوْمًا۔

اور اگر مصدر ہو تو مفعول مطلق بنے گا جیسے ضَرَبْتُ کَذَا کَذَا ضَرْبَۃً۔

اور ان کے علاوہ ہو تو مفعول بہ بنے گا جیسے اِشْتَرَیْتُ کَذَا کَذَا قَلَمًا۔

(موسوعہ:547، روضۃ الہادیہ:34)

5۔ قواعد اسمائے کنایات

قاعدہ ۱: کبھی کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ آتا ہے پھر یہ فاصلہ تین چیزوں کے ساتھ آیگا۔

۱: ظرف کے ساتھ جیسے: کَمْ عِنْدَکَ مَالًا۔ ۲: جار مجرور کے ساتھ جیسے: کَمْ فِیْ دَارِکَ مَالًا ۳: فعل کے ساتھ جیسے: کَمْ اِشْتَرَیْتَ مالاً

کبھی کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ آتا ہے پھر یہ فاصلہ تین چیزوں کے ساتھ آیگا۔

۱: ظرف کے ساتھ جیسے: کَمْ عِنْدِیْ مَالًا۔ ۲: جار مجرور کے ساتھ جیسے: کَمْ فِیْ دَارِہٖ مَالًا ۳: فعل متعدی کے ساتھ ایسا فعل متعدی جس کا مفعول مذکور نہ ہو تو اس وقت تمیز پر مِنْ کا داخل کرنا واجب ہے تاکہ تمیز کا التباس مفعول بہ کے ساتھ نہ آئے جیسے: ﴿کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ﴾۔ پھر یہ مِنْ اپنے مجرور کے ساتھ مل کر ترکیب میں کم سے حال بنے گا اور بعض کے نزدیک یہ مِن زائدہ ہو گا۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے (جامع الدروس:3/ 89)

قاعدہ ۲: علامہ رضی نے لکھا ہے کہ کم کی تمیز ہمیشہ نکرہ ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کبھی کبھار معرفہ بھی آ سکتا ہے، جیسے: ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ﴾۔

قاعدہ ۳: کبھی کبھار کم استفہامیہ و خبریہ کی تمیز محذوف ہوگی جب اس کے حذف پر قرینہ موجود ہو۔ کم استفہامیہ کی مثال جیسے كَمْ مَالُكَ، أَيْ كَمْ دِرْهَمًا مَالُكَ۔ کم خبریہ کی مثال جیسے كَمْ ضَرَبْتَ، أَيْ كَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتَ۔ (مشکل ترکیبوں کا حل:174، جامع الدروس:3/ 88)

قاعدہ ۴: كَذَا ہمیشہ تکرار اور عطف کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِيْ كَذَا وَكَذَا رَجُلًا۔ اور کبھی تکرار بغیر عطف کے استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِيْ كَذَا كَذَا رَجُلًا۔ اور کبھی مفرد بغیر تکرار کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَنِيْ كَذَا رَجُلًا۔

اور کبھی اس پر ہائے تنبیہ بھی داخل ہوتی ہے جب کوئی خاص کیفیت بتلانی مقصود ہو۔ جیسے حدیث شریف میں آتا ہے: «هٰكَذَا انْبُعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»۔ (موسوعہ:547، مغنی اللبیب:2/ 82)

قاعدہ ۵: كَأَيِّنْ کی تمیز پر کبھی من جارہ بیانیہ داخل ہوتا ہے۔ تو یہ اس وقت مجرور ہوگی۔ اور جب من داخل نہ ہو تو منصوب ہوگی۔ اور قرآن مجید میں تمام جگہوں میں اس پر من بیانیہ جارہ داخل ہے۔

(جامع الدروس:3/ 90)

قاعدہ ۶: كَأَيِّنْ جب مبتدا بن جائے تو اس کی خبر جملہ فعلیہ آئے گی۔ پھر کبھی فعلیہ ماضیہ اور کبھی فعلیہ مضارعیہ ہوگی۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جب جملہ اسمیہ اور مفرد اس کی خبر بن جائیں۔ یہ میں نے نہیں دیکھا ہے۔

ماضی کے مثال جیسے: ﴿كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ﴾۔

مضارع کی مثال جیسے: كَأَيِّنْ تَرىٰ مِنْ صَامِتٍ لَكَ مُعْجِبٌ۔

قاعدہ ۷: كَيْتَ اور ذَيْتَ عامل نہیں بنتے ہیں اور تکرار مع العطف کے ساتھ مستعمل ہوں گے جیسے: قَالَ فُلَانٌ: كَيْتَ وَكَيْتَ، وَقُلْتُ لَهُ: كَيْتَ وَذَيْتَ۔ (موسوعہ:557)

مرکب بنائی

ہشتم مرکب بنائی

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی کو بیان کرنا ہے۔
اس کی مکمل تفصیل مرکب بنائی میں گزر چکی ہے۔

بدانکہ اسم بر دو ضرب است: معرفہ و نکرہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم کی دوسری تقسیم (باعتبار عموم و خصوص) کو بیان کرنا ہے۔

اسم کی دوسری تقسیم باعتبار عموم و خصوص

باعتبار عموم و خصوص اسم کی دو قسمیں ہیں۔ 1: معرفہ 2: نکرہ
اس میں کل تین باتیں ہیں۔

1: معرفہ و نکرہ کی تعریف 2: معرفہ کی قسمیں 3: تشریح اقسام

معرفہ آن ست کہ موضوع برائی چیزی معین و نکرہ آن است کہ موضوع باشد برائی چیزی غیر معین،
چون رجل و فرس

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض معرفہ و نکرہ کی تعریف بیان کرنا ہے۔

معرفہ کی تعریف

معرفہ وہ ہے جو معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے «زَیْدٌ»۔ اب یہ زید ایک خاص معین شخص کے لیے وضع ہے۔

نکرہ کی
نکرہ وہ ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے رَجُلٌ وَفَرَسٌ۔ اب رجل کسی خاص شخص کا اور فرس کسی خاص گھوڑے کا نام نہیں ہے بلکہ ہر آدمی کو "رجل" اور ہر گھوڑے کو "فرس" کہتے ہیں۔

وآن بر ہفت نوع است۔ اول: مضمرات، دوم: اعلام چوں زید و عمرو، سوم: اسمائی اشارات و چہارم: اسمائی موصولات، (واین دو قسم رامبہمات گویند) پنجم معرفہ بہ نداء چوں «یا رَجُلُ»۔ ششم: معرفہ بالف لام، چوں «الرَّجُلُ»، ہفتم: مضاف بہ یکی از ینہا، چوں «غُلَامُہُ» و «غُلَامُ زَیْدٍ» و «غُلَامُ ھٰذَا» و «غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ» و «غُلَامُ الرَّجُلِ»۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض معرفہ کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

معرفہ کی قسمیں

معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔

1: مضمرات 2: اعلام 3: اسمائے اشارات 4: اسمائے موصولات 5: معرفہ بہ نداء

6: معرفہ بالف ولام 7: معرفہ بنداء کے علاوہ مذکورہ پانچ اقسام میں کسی کی طرف مضاف ہو۔ جیسے «غُلَامُہُ»، «غُلَامُ زَیْدٍ»، «غُلَامُ ھٰذَا»، «غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ»، «غُلَامُ الرَّجُلِ»۔

اقسام کی تشریح مندرجہ ذیل ہے:

1۔ پہلی قسم مضمرات

جیسے ھُوَ، أَنْتَ وغیرھما (کما مر)۔

فائدہ: جب ضمیر غائب کا مرجع نکرہ ہو تو اس میں اختلاف ہے کہ ضمیر معرفہ ہوگی یا نکرہ۔ تو اس میں تین مذاہب ہیں۔

1۔ پہلا مذہب یہ ہے کہ اگر نکرہ ہو تو ضمیر بھی نکرہ ہوگی۔

2۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ مرجع اگرچہ نکرہ ہو لیکن ضمیر بدستور معرفہ ہوگی۔

3۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ مرجع کو دیکھیں گے کہ واجب التنکیر ہے یا نہیں؟۔

اگر واجب التنکیر ہو تو ضمیر نکرہ ہوگی۔ جیسے رُبَّ شَاۃٍ وَسَخْلَتِھَا۔ یہاں "ھَا" ضمیر کا مرجع شَاۃٍ ہے جو رُبَّ کا مضاف الیہ ہے اور رُبَّ کا مضاف الیہ واجب التنکیر ہوتا ہے۔

اور اگر مرجع واجب التنکیر نہیں ہے تو پھر ضمیر معرفہ ہوگی، جیسے: جَاءَنِیْ رَجُلٌ فَأَکْرَمْتُہٗ اس مثال میں ضمیر معرفہ ہے اس لیے کہ اس کا مرجع رجل ہے جو کہ فاعل ہے اور فاعل کا معرفہ ہونا واجب نہیں ہے۔

(شرح شذور الذہب:131)

2۔ دوسری قسم: اعلام

أعلام عَلَم کی جمع ہے۔ مراد اس سے یہاں نام ہے جو کسی خاص آدمی یا خاص چیز یا خاص شہر کا ہو۔ جیسے زید۔ مکہ مکرمہ وغیرہ۔

عَلَم کے چار تقسیمات ہیں: (۱) باعتبار تشخص وعدم تشخص۔ (۲) باعتبار ذات۔ (۳) باعتبار وضع۔ (۴) باعتبار استعمال۔

علم باعتبار تشخص وعدم تشخص دو قسم پر ہیں: (۱) علم شخص، (۲) علم جنس۔

علم شخص: وہ ہے جو اصل وضع میں خاص ہو فرد واحد کے ساتھ، جیسے: زید خالد۔

علم جنس: وہ ہے جو جنس کے ہر فرد پر صادق ہو اور اس میں تعین نہ ہو جیسے: اسامۃ یہ شیر کے ہر فرد پر صادق آتا ہے اس میں تعیین نہیں ہے کسی ایک فرد کے ساتھ۔

فائدہ: علم شخص اور علم جنس اور اسم جنس کے درمیان میں فرق: ان کے مابین فرق یہ ہے علم شخص لفظاً بھی معرفہ ہے اور معناً بھی معرفہ ہے اور اسم جنس لفظاً معرفہ ہے اور معناً نکرہ، لفظاً معرفہ سے مراد یہ ہے کہ اس پر احکام معرفہ کے جاری ہوتا ہے جیسے ذوالحال ہونا، مبتداء ہونا اور معناً نکرہ سے مراد یہ ہے کہ معنی کے اعتبار سے ایک فرد کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر فرد پر صادق آتا ہے، اور اسم جنس لفظاً بھی نکرہ ہے اور معناً بھی نکرہ ہے۔

علم باعتبار ذات دو قسم پر ہیں: (۱) مفرد جیسے: زید۔ (۲) مرکب۔ پھر مرکب تین قسم پر ہیں ا۔ مرکب اضافی جیسے: عبد اللہ، ۲۔ مرکب مزجی جیسے: بعلبک، ۳۔ مرکب اسنادی جیسے: شاب قرناھا۔

علم باعتبار وضع پانچ قسمیں ہیں۔ 1: لقب 2: کنیت 3: تخلص 4: عرف 5: نسبت

1: لقب: لقب وہ ہے جو عظمت شان یا حقارت شان پر دلالت کرے۔

عظمت شان کی مثال جیسے امام اعظم۔ مفتی اعظم۔ حقارت کی مثال جیسے غندر (شور مچانے والا)، خرنق (نوجوان خرگوش)۔

2: کنیت: وہ علم ہے جس کے شروع میں لفظ اَب، اُم، ابن، بنت، اَخ یا اُخت ہو۔ جیسے أُمُّ کُلْثُوْمٍ۔ اِبْنُ عُمَرَ۔ اِبْنُ عَبَّاسٍ۔ أَبُوْ مُحَمَّدٍ۔

3: تخلص: وہ علم ہے جس کو شعراء حضرات اپنے نام کے ساتھ ملاتے ہیں۔ جیسے سَعْدِیْ۔

4: عرف: وہ علم ہے جس کے ساتھ آدمی عرف میں مشہور ہو۔ جیسے مولانا الیاس "عرف "حضرت جی"۔

5: نسبت: وہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو کسی علاقے کی طرف منسوب کر کے مشہور ہو، جیسے: "حسین احمد مدنی"، "مولانا محمد قاسم نانوتوی"، "مولانا اشرف علی تھانوی"۔

علم باعتبار استعمال دو قسم پر ہیں۔ ۱: مرتجل ۲۔ منقول۔

مرتجل: وہ علم جو ابتداءً علم کے لیے وضع ہو جیسے: عمر۔

منقول: وہ ہے جو کسی چیز سے نقل ہو پھر عام ہے مصدر سے نقل ہو جیسے: فَضْلٌ یا اسم جنس سے جیسے: اسد یا صفت سے، جیسے: حارث، یا فعل سے، جیسے: شمر، یشکر۔

فائدہ: علم کی وجہ تسمیہ: علم کو علم اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے معانی میں سے ایک معنٰی ہے نشانی اور علامت۔ تو علم (نام) بھی اس چیز کے لیے نشان اور علامت کا کام دیتا ہے جس کے لیے وہ وضع ہو۔

(شرح قطر الندیٰ: 78، وسوعہ: 687، جامع الدروس: 1/ 84)

3۔ تیسری قسم: اسمائے اشارات

جیسے ھٰذَا، ذٰلِكَ وغیرہ۔

4۔ چوتھی قسم: اسمائے موصولات

جیسے اَلَّذِیْ اور اَلَّتِیْ وغیرہ۔

فائدہ: اسمائے اشارات و موصولات کو مبہمات کہتے ہیں۔ کیوں کہ اسم اشارہ کا معنٰی بغیر مشار الیہ کے اور اسم موصول کا معنٰی بغیر صلہ کے مخاطب کے نزدیک مبہم رہتا ہے۔ تو مشار الیہ سے اسم اشارہ کی اور صلہ سے اسم موصول کی وضاحت ہوتی ہے۔ (شرح شذور الذہب:139)

5۔ پانچویں قسم: معرفہ بہ نداء

وہ اسم جس کے شروع میں حرف نداء ہو۔ جیسے یَا رَجُلُ۔

فائدہ: رَجُلٌ کے معرفہ بنداء ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بوقت نداء اس سے معین آدمی کا قصد کیا جائے۔ اگر یہ قصد نہ ہو تو نکرہ ہوگا جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدَیْ۔ (اے کوئی آدمی میرے ہاتھ کو پکڑو)۔

یہ اس لیے کہ نابینا آدمی کسی معین آدمی کو نہیں پکارتا، بلکہ غیر معین آدمی کو اپنی مدد کے لیے بلاتا ہے۔

فائدہ: متقدمین نے اس کو معرفہ کے اقسام سے شمار نہیں کیا ہے؛ کیونکہ بعض کے نزدیک اس کا مدخول نکرہ ہوتا ہے اگرچہ استعمال متعین میں ہوا، اور بعض کے نزدیک معرفہ میں داخل ہے اس کے مدخول لیکن معرف باللام میں کیونکہ اصل میں "یاایھالرجل" تھا لیکن صاحب تسہیل نے اس کو مستقل قسم شمار کیا ہے صاحب نحو میر نے اس کے مذہب کے مطابق لایا ہے۔

(جہد قصیر: ص:۲٦)

6۔ چھٹی قسم: معرفہ بالالف واللام:

فائدہ: الف لام کی دو قسمیں ہیں۔ 1: اسمی 2: حرفی

الف لام اسمی: اسمی وہ ہے جو اسم فاعل و مفعول پر داخل ہو۔ اور اسم فاعل و مفعول تجدد اور حدوث پر دلالت کرے اور اس الف لام سے "جو اسم فاعل و مفعول پر داخل ہیں" جنس یا عہد کا قصد نہ ہو جیسے اَلضَّارِبُ۔

الف لام حرفی

الف لام حرفی وہ ہے جو سہ اقسام میں سے حرف ہو۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ اصلی 2: زائد

الف لام اصلی

وہ ہے جو تعریف کا فائدہ دے اور اس کی چار قسمیں ہیں:

1: جنسی 2: استغراقی 3: عہد خارجی 4: عہد ذہنی

وجہ حصر: الف لام کے مدخول کو دیکھیں گے کہ اس سے ماہیت مراد ہے یا افراد۔

اگر ماہیت مراد ہو تو الف لام جنسی ہے جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَۃِ۔

اور اگر اس کے مدخول سے افراد مراد ہو تو پھر کل مراد ہوں گے یا بعض؟۔

اگر کل مراد ہوں تو الف لام استغراقی ہو گا جیسے: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ﴾۔

اور اگر بعض مراد ہوں تو پھر خارج میں معین ہوں گے یا نہیں؟۔

اگر خارج میں معین ہوں تو الف لام عہد خارجی ہو گا جیسے ﴿فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾۔

اور اگر خارج میں معین نہ ہوں تو الف لام عہد ذہنی ہو گا جیسے ﴿وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ﴾۔

1: الف لام جنسی کی تعریف: الف لام جنسی وہ ہے کہ جس کے مدخول سے نفس ماہیت و حقیقت مراد ہو۔ یعنی یہ الف لام اپنے مدخول (جنس) کی حقیقت و ماہیت کو بیان کرتا ہے قطع نظر افراد سے، اور اس کا مدخول بھی نکرہ رہتا ہے۔ جیسے: اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَۃِ۔

2: الف لام استغراقی: الف لام استغراقی وہ ہے جس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں۔ یعنی یہ شمول افراد کے بیان کے لیے آتا ہے جیسے ﴿وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾، اَیْ کُلُّ فَرْدٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ۔

3: الف لام عہد خارجی کی تعریف: الف لام عہد خارجی وہ ہے جس کے مدخول سے مراد خارج میں ایک فرد معین ہو۔ جیسے ﴿فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾۔

فائدہ: اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا مدخول کلام میں دو مرتبہ ذکر ہوتا ہے، پہلی بار نکرہ ذکر ہوتا ہے اور جب

دوسری بار اس کو ذکر کیا جاتا ہے تو معرفہ بالف لام عہد خارجی ہوتا ہے، جیسے ﴿كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۞ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾۔

4: الف لام عہد ذہنی کی تعریف: الف لام عہد ذہنی وہ ہے کہ جس کے مدخول سے مراد ذہن میں ایک فرد غیر معین ہو۔ جیسے ﴿وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ﴾۔

فائدہ: الف لام عہد ذہنی کا مدخول لفظاً معرفہ اور معناً نکرہ ہوتا ہے۔ لفظاً معرفہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ معرفہ والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کا مدخول ذوالحال ہوتا ہے اور اس کا مابعد اس سے حال واقع ہوتا ہے۔

اور معنیً نکرہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نکرہ والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ جملہ من حیث الجملہ جو نکرہ ہوتا ہے وہ اس کی صفت لائی جاسکتی ہے۔ اور اسی طرح الف لام جنسی کا مدخول بھی لفظاً معرفہ اور معناً نکرہ ہوتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح:6) جیسے شعر ہے:

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيْمِ يَسُبُّنِيْ فَمَضَيْتُ ثُمَّةَ قُلْتُ: لَا يَعْنِيْنِيْ

اس شعر میں اللَّئِیْمِ کا الف لام عہد ذہنی ہے۔ لہذا جائز ہے کہ اس کا مدخول موصوف اور بعد والا جملہ (يَسُبُّنِيْ) اس کے لیے صفت ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کا مدخول ذوالحال ہو اور مابعد والا جملہ اس کے لیے حال ہو۔ (جامع الدروس: 1/113)

الف لام حرفی زائد کی تعریف

الف لام حرفی زائد وہ ہے جو تعریف کا فائدہ نہ دے۔ پھر عام ہے کہ سقوط اور حذف اس کا جائز ہو یا نہ ہو۔ اور دوسرے معنیٰ کے لیے مفید ہو یا نہ ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

1: عوضی لازمی 2: عوضی غیر لازمی 3: غیر عوضی لازمی 4: غیر عوضی غیر لازمی

1: عوضی لازمی: یہ وہ الف لام ہے جو کسی چیز کے عوض میں آیا ہو اور کلمہ کے ساتھ لازم ہو جیسے لفظ اللّٰہُ، یہ اصل میں إِلٰهٌ تھا۔ ہمزہ کو حذف کیا گیا۔ اور اس کے عوض میں شروع میں الف لام لایا گیا، اور لام کا لام میں ادغام کیا تو اللّٰہُ ہو گیا۔

اب اس میں الف لام زائد ہے کیوں کہ تعریف علم سے حاصل ہے۔ اور عوضی ہے، کیوں کہ ہمزہ کے عوض میں آیا ہے۔ اور لازمی بھی ہے کیوں کہ کلام عرب میں لفظ اللہ ضرورت شعری کے علاوہ سعۃِ کلام میں بغیر الف لام کے مستعمل نہیں ہے۔

2: عوضی غیر لازمی: وہ الف لام ہے جو کسی چیز کے عوض میں لایا گیا ہو اور کلمہ کے ساتھ لازم نہ ہو۔ جیسے یَاالنَّاسُ۔ یہ اصل میں اُنَاسٌ تھا۔ ہمزہ کو حذف کیا گیا۔ اس کے عوض میں الف لام لایا گیا۔ تو النَّاسُ ہوا۔

یہ الف لام زائد ہے۔ کیوں کہ تعریف حرف نداء سے حاصل ہے۔ اور عوضی ہے کیوں کہ ہمزہ کے عوض میں آیا ہے۔ اور غیر لازمی ہے کیوں کہ نثر کلام میں اس کو اُنَاسٌ بھی پڑھا جاتا ہے۔

3: غیر عوضی لازمی: یہ وہ ہے جو کسی چیز کے عوض تو نہ آیا ہو لیکن کلمہ کے ساتھ لازم ہو۔ اور حذف اس کا جائز نہ ہو۔

اس کی مثال وہ الف لام ہے جو کہ وضع کے وقت سے داخل ہو جیسے اَلنَّجْمُ وَالصَّعَقُ۔ ان مذکورہ اعلام کا الف لام زائد ہے کیوں کہ تعریف علم سے حاصل ہے اور غیر عوضی ہے کیوں کہ کسی چیز کے عوض میں نہیں ہے۔ مگر الف لام لازمی ہے۔ کیوں کہ جب سے ان اعلام کا وضع عَلَم کے لیے ہوا ہے، اسی وقت سے کلام عرب میں یہ الفاظ بغیر الف لام کے مستعمل نہیں ہیں۔

4: غیر عوضی غیر لازمی: یہ وہ الف لام ہے جو نہ کسی چیز کے عوض میں آیا ہے اور نہ کلمے کے ساتھ لازم ہے۔ اس کی مثال وہ الف لام ہے جو اعلام پر وضع کے بعد داخل ہو۔ جیسے اَلْحَسَنُ والْحُسَيْنُ۔ ان اعلام کا الف لام زائد ہے کیوں کہ تعریف علم سے حاصل ہے اور غیر عوضی ہے؛ کیوں کہ کسی چیز کے عوض میں نہیں آیا ہے۔ اور غیر لازمی بھی ہے۔ لہٰذا اس کا وجود وعدم دونوں برابر ہے۔

فائدہ: ماقبل میں گزر گیا کہ الف لام کی دو قسمیں ہیں۔

1: اسمی 2: حرفی۔ پھر حرفی کی دو قسمیں تھیں۔

1: اصلی 2: زائد

یہاں معرفہ کی بحث میں الف لام سے مراد حرفی اصلی کی چار قسمیں ہیں۔

1: جنسی 2: استغراقی 3: عہد خارجی 4: عہد ذہنی

کیوں کہ یہی مفید تعریف ہیں۔ ان کے علاوہ الف لام اسمی و حرفی زائد وہ مفید تعریف نہیں۔ بلکہ غرض اس سے یا تو تحسین کلمہ ہے۔ یا اس کو کسی اور غرض کے لیے لایا جاتا ہے۔

(شرح شذور الذہب:146، جامع الدروس:1/ 115)

7۔ساتویں قسم: معرفہ بہ اضافت

معرفہ کی ساتویں قسم وہ اسم ہے جو اولاً و بالذات خود تو معرفہ نہیں ہے، مگر مذکورہ اقسام میں سے معرفہ بنداء کے سوا پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو تو معرفہ بنے گا۔

امثلہ: اس نکرہ کی مثال جو مضاف ہو ضمیر کی طرف جیسے غُلَامُہٗ۔ علَم کی طرف مضاف ہونے کی مثال جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ اسم اشارہ کی طرف مضاف ہونے کی مثال جیسے غُلَامُ ھٰذَا۔ اسم موصول کی طرف مضاف ہونے کی مثال جیسے غَلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ۔ معرف باللام کی طرف مضاف ہونے کی مثال جیسے غُلَامُ الرَّجُلِ۔

(شرح شذور الذہب:151، جامع الدروس:1/ 119)

فائدہ: مندرجہ ذیل الفاظ متوغل یعنی استغراق فی الابہام کی وجہ سے اضافت کے بعد بھی معرفہ نہیں بنتے۔ لیکن ایک صورت میں معرفہ بن سکتے ہیں جب کہ مضاف الیہ کی ضد شئے واحد ہو جیسے اَلْحَرَکَۃُ غَیْرُ سُکُوْنٍ۔

وہ الفاظ یہ ہیں۔ مِثْلُ، شِبْہُ، غَیْرُ، نَحْوُ، ضَرْبُ، ھُدَی، کُفُوٌ۔

فائدہ: اضافت کی دو قسمیں ہیں:

اضافت لفظی اضافت معنوی

ان کی تعریف و اقسام ماقبل میں گزر چکی ہیں۔

اضافت کی مذکورہ دو قسموں میں سے صرف اضافت معنوی تعریف کا فائدہ دیتی ہے۔ لہٰذا معرفہ کی ساتویں قسم میں مضاف سے مراد مضاف بالاضافۃ المعنویہ ہے۔ اس کے علاوہ اضافت لفظی وہ صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ۔

فائدہ: ہم نے معرفہ کی تعریف یہ کی ہے کہ معرفہ وہ ہے جو کسی متعین چیز کے لیے وضع ہو۔ اب اس کی تعین کے مراتب بھی مختلف ہیں۔

1: اعرف المعارف (یعنی سب سے زیادہ معرفہ) لفظ "اللہ" ہے۔ کیوں کہ اس کو حیوانات و جمادات سب

جانتے ہیں۔

2: اس کے بعد ضمائر ہیں پھر ضمائر میں سب سے زیادہ معرفہ ضمیر متکلم، پھر ضمیر مخاطب اور اس کے بعد ضمیر غائب ہے۔

3: ضمائر کے بعد اعلام ہیں۔

4: اعلام کے بعد اسمائے اشارات ہیں۔

5: پھر ان کے بعد اسمائے موصولات ہیں۔

6: پھر معرفہ باللام ہے۔

7: مضاف میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مضاف مضاف الیہ سے ایک درجہ کم ہوگا مثلاً اگر مضاف الیہ ہے اسم اشارہ تو مضاف اسم موصولہ کا مرتبہ پر ہوگا، اگر اسم موصولہ ہے تو مضاف علم کے مرتبہ پر ہوگا، اور بعض کے نزدیک مضاف مضاف الیہ کے مرتبہ میں ہوگا، اگر مضاف الیہ اسم اشارہ تو مضاف بھی اسم اشارہ کے مرتبہ پر ہوگا، اگر اسم موصول ہے تو مضاف الیہ بھی اسم موصولہ کے مرتبہ پر ہوگا سوائے ضمیر اگر ضمیر مضاف الیہ تھا تو مضاف ضمیر کے مرتبہ میں نہ ہوگا بلکہ علم کے مرتبہ میں ہوگا، اور بعض کے نزدیک مطلق مضاف الیہ کے مرتبہ میں ہوگا کوئی استثناء نہیں ہے۔ (شذور الذهب: ص: ۱۵۱)

فائدہ: اسم میں اصل تعریف ہے یا تنکیر۔ تو کہتے ہیں کہ اسم میں اصل تنکیر ہے۔ کیوں کہ اسم بغیر کسی علامت کے نکرہ بنتا ہے۔ لیکن معرفہ اس وقت بنے گا جب کہ مذکورہ سات علامات میں کوئی ایک اس کے اندر موجود ہو۔

(موسوعہ: ص: ۶۳۴)

بدانکہ اسم بر دو صنف است: مذکر و مؤنث۔ مذکر آنست کہ در وعلامت تانیث نباشد چون رَجُلٌ، و مؤنث آنست کہ در وعلامت تانیث باشد چون اِمْرَأۃ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم کی تیسری تقسیم (باعتبار جنس) کو بیان کرنا ہے۔ اور اس کی قسمیں اور قسموں کی تعریفات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اسم کی تیسری تقسیم باعتبار جنس

باعتبار جنس اسم کی دو قسمیں ہیں۔ 1: مذکر 2: مؤنث

اس تقسیم میں کل چار باتیں ہیں۔

1: مذکر و مؤنث کی تعریف 2: علامات تانیث 3: مذکر و مؤنث کی قسمیں 4: تشریح علامات تانیث

1۔ مذکر کی تعریف

مذکر وہ ہے جو علامات تانیث سے خالی ہو۔ جیسے رَجُلٌ۔

مؤنث کی تعریف

مؤنث وہ ہے جس میں علامت تانیث پائی جائے۔ جیسے اِمْرَأَةٌ۔

وعلامات تانیث چہار است: تاء چون طلحۃ، والف مقصورہ چون حبلی، والف ممدودہ چون حمرآء، وتائی مقدرہ چون ارض، کہ دراصل ارضۃ بودہ است بدلیل اریضۃ، زیراکہ تصغیر اسماء را باصل خود برود

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض علامات تانیث کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: علامات تانیث کل چار ہیں۔

1: تائے ملفوظہ جیسے طَلْحَةُ۔ 2: الف مقصورہ جیسے حُبْلیٰ

3: الف ممدودہ جیسے حَمْرَآءُ 4: تائے مقدرہ جیسے أَرْضٌ۔

تشریح علامات تانیث

1۔ تائے ملفوظہ کی تشریح

وجہ حصر: تاء دو حال سے خالی نہیں۔ اسم پر داخل ہوگی یا فعل پر۔ اگر اسم پر داخل ہو تو دیکھیں گے کہ ابتداء میں ہے یا آخر میں۔

اگر ابتداء میں ہو تو تائے جارہ قسمیہ یا تائے اسم اشارہ ہے۔ جیسے تَاللهِ، تِلْكَ۔

اگر آخر میں ہو تو اس کی چند قسمیں ہیں۔ 1: تائے تانیث جیسے طَلْحَةُ یعنی لفظ کو مؤنث بنانے کے لیے آتا ہے۔ 2: تائے تذکیر جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وہ تائے اسماء عدد میں دس تک خلاف قیاس مذکر کے لیے تاء آتا ہے یہ تائے تذکیر ہے۔ 3: تائے وحدت جیسے نفخة واحدة وہ تائے جو کلمہ کے بعد آجائے اس سے واحد والا معنی ہوتا ہے جیسے: {نَفخَةٌ وَاحِدَةٌ} یعنی ایک آواز۔ 4: تائے بدل / عوضی جو محذوف حرف کے عوض میں لایا جاتا ہے، جیسے: عِدَةٌ (کہ اصل میں وِعْدٌ تھا)۔ 5: تائے مصدریت، جیسے فَاعِلِيَّةٌ ومَفْعُوْلِيَّةٌ۔ وہ تاء ہے اگر آپ کا جامد یا مشتق سے مصدر بنانے کا ارادہ ہو، تو یا اور تاء آخر میں لے آؤ اس کے ساتھ۔ جیسے: فاعل کا مصدر "فاعلیۃ" اور مفعول کا مصدر "مفعولیۃ" آتا ہے۔ 6: تائے مبالغہ یا تاکیدِ مبالغہ جیسے: علاّمہ کا معنی بہت جاننے والا اور عَلَاّمَةٌ کا معنی بہت زیادہ جاننے والا۔ 7: تائے ناقلہ جیسے کَافِيَةٌ (پہلے ہر کفایت کرنے والی چیز کو کہا جاتا تھا۔ اب منقول ہو کر ایک کتاب کا نام پڑ گیا)۔

8: تائے نسبتی: وہ تاء ہے جو واحد کی یائے نسبتی کے عوض میں جمع کے اخر میں لایا جاتا ہے،، جیسے: مَنطِقِيٌّ سے مَنَاطِقَةٌ یا أشعريٌّ سے أَشَاعِرَةٌ۔

9: تائے مفارقہ وہ تاء ہے جو واحد اور جنس کے درمیان فرق کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: تمرۃ واحد ہے اور تمر جنس ہے۔

10: تائے مبالغہ یعنی مبالغہ کے لیے آتا ہے جب آپ کا کسی چیز میں مبالغہ کرنا مقصود ہو جیسے: راویہ یعنی کثرت سے روایت کرنے والا۔

11: تائے زائدہ یعنی زائدہ اس کا کوئی معنی نہیں ہے جیسے: زنادقۃ۔

فائدہ: تاء کے گیارہ اقسام میں سے سوائے مبالغہ اور تاکید مبالغہ کے باقی سب تانیث کے حکم میں ہیں یعنی ضمیر مؤنث کی رجع ہوتی ہے اور صفت مؤنث لائیگے اور مؤنث میں شمار کیا جائے گا۔ (جہد قصیر: ص:۲۶)

اور اگر تاء فعل میں ہو تو دیکھیں گے کہ ابتداء میں ہے یا آخر میں؟۔

اگر ابتداء میں ہو تو تائے مضارعت ہے۔ جیسے تَضْرِبُ۔

اگر آخر میں ہو تو دیکھیں گے کہ ساکن ہے یا متحرک؟۔

اگر ساکن ہے ہو تو تائے تانیث ہے جیسے ضَرَبَتْ۔

اور اگر متحرک ہے تو مضموم ہے یا مفتوح و مکسور ہے ؟۔

اگر مضموم ہے تو تائے متکلم ہے جیسے ضَرَبْتُ۔

اور اگر مفتوح و مکسور ہے تو تائے مخاطب ہے۔ جیسے ضَرَبْتَ ضَرَبْتِ۔

2۔ تشریح الف مقصورہ

الف مقصورہ اس وقت تانیث کے لیے علامت بنے گی جب اس میں دو شرائط موجود ہوں۔

1: زائد ہو اصلی نہ ہو۔ احترازی مثال جیسے عَصَا۔

2: آخر میں ایسی تاء کو قبول نہ کرے جو حالت وقف میں ہاء بن جاتی ہے۔ احترازی مثال جیسے أَرْطٰی سے أَرْطَاةٌ پڑھا جاتا ہے۔ اتفاقی مثال جیسے حُبْلٰی۔

3۔ تشریح الف ممدودہ

الف ممدودہ اس وقت تانیث کی علامت بنے گی جب اس میں دو شرائط موجود ہوں۔

1: زائد ہو اصلی نہ ہو۔ جیسے احترازی مثال جیسے قُرَّاءٌ۔

2: آخر میں تاء کو قبول نہ کرے احترازی مثال جیسے عِلْبَاءٌ۔ (کہ یہ عِلْبَاءَةٌ بھی پڑھا جاتا ہے)۔ اتفاقی مثال جیسے حَمْرَآءُ۔

4۔ تشریح تائے مقدرہ

تائے مقدرہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی لفظ کی تصغیر نکالو۔ اگر تصغیر کے بعد اس کے آخر میں تاء ہو تو یہ تاء مقدرہ کہلاتی ہے۔ اس لیے کہ قاعدہ ہے: «اَلتَّصْغِيْرُ وَالتَّكْسِيْرُ يَرُدَّانِ الشَّيْءَ إِلٰى أَصْلِهٖ»۔ اور اگر تصغیر کے آخر میں تاء نہ ہو تو وہاں تاء مقدرہ نہ ہوگی۔ جیسے أَرْضٌ، اس کی تصغیر أُرَيْضَةٌ آتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں تاء مقدر ہے۔ اصل میں أَرْضَةٌ تھا۔ (جہد قصیر: 26)

واین مؤنث سماعی گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مؤنث کے اقسام کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ 1: مؤنث قیاسی 2: مؤنث سماعی

1۔ مؤنث قیاسی کی تعریف

مؤنث قیاسی وہ ہے جس کے لیے کوئی قاعدہ و قانون ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

1: تائے ظاہرہ ہو جیسے طَلْحَةُ۔

2: الف مقصورہ ہو جیسے حُبْلیٰ۔

3: الف ممدودہ ہو جیسے حَمْرَآءُ۔

2۔ مؤنث سماعی کی تعریف

مؤنث سماعی وہ ہے جس کے لیے کوئی قاعدہ و قانون نہ ہو۔ بلکہ صرف عرب سے سماع پر موقوف ہو۔

مؤنث سماعی کی علامات

مؤنث سماعی کی پانچ علامات ہیں۔

1: اس طرف مؤنث کی ضمیر راجع ہو جیسے هِيَ عَصَايَ۔

2: اس کے لیے اسم اشارہ مونث کا استعمال کیا گیا ہو جیسے ﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ﴾۔

3: اس کے لیے مؤنث کی صفت لائی گئی ہو جیسے اَلْعَيْنُ الصَّالِحَةُ نِعْمَةٌ مِّنَ اللهِ۔

4: اس کے لیے فعل مؤنث کالایا گیا ہو جیسے ﴿فَصَلَتِ الْعِيْرُ﴾۔

5: تصغیر میں تائے آجائے جیسے: أَرْضٌ۔

مؤنث سماعی کی دو قسمیں ہیں: 1: واجب التانیث 2: جائز التانیث

1: واجب التانیث وہ مؤنث ہے جس کا مؤنث پڑھنا واجب اور مذکر پڑھنا جائز نہ ہو۔

واجب التانیث مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ انسان کے اعضائے مکررہ سوائے خَدَّيْنِ، حَاجِبَيْنِ، مِرْفَقٌ، صَدْغٌ (کنپٹی) اور اَللُّحیٰ (جبڑا) کے۔

2۔ سورج کے نام 3۔ ہواؤں کے نام 4۔ شرابوں کے نام 5۔ جنگوں کے نام 6۔ دوزخ کے نام 7۔ عورتوں کے نام 8۔ عورتوں کی صفات۔ جیسے حائض۔ (روضۃ الہادیہ: 55)

مؤنث سماعی واجب التانیث:

المنجنيق قلعہ شکن توپ، پتھر پھینکنے والا	العصا لاٹھی	اليمين قسم	الدرع زراع	الثدی پستان	ذهب سونا	العضد بازو	اللظى آگ
ينبوع چشمہ	الأذن کان	ثعلب لومڑی	دلوٌ ڈول	القدمُ پیر	دارٌ گھر	السعير جہنم	العين آنکھ
الموسى استرہ	الإست دبر	الجحيم جہنم	ذراع ایک پیمانہ	سقر جہنم	الغول مصیبت	قوس کمان	الافعى زہریلا سانپ
الخمر شراب	سراويل شلوار	الريح ہوا	الكأس پیالہ	النفس جان، روح	الأرنب خرگوش	السّن دانت	العنكبوت مکڑی
فأس کلہاڑی	الكرش اوجڑی	النار آگ	الإصبع انگلی	فرس گھوڑا	الساق پنڈلی	العَقِبُ ایڑی	فردوس باغ، جنت
الكف ہتھیلی	الوَرِكُ سرین	البئر کنواں	عقرب بچھو	فُلْكٌ کشتی	الكَبِدُ جگر، کلیجہ	اليد ہاتھ	اَلْحَرْبُ لڑائی، جنگ
شمال دائیں جانب	اَلْعَرُوْضُ شعر کا مصرعہ اول کا آخری جزء	اَلْكَتِفُ کندھا، مونڈھا	ملح نمک	الارض سیارہ زمین، خشکی	خدّان گال، رخسار	رِجْل ٹانگ، پیر	ضَبُعٌ لکڑ بھگا، بجو

				فرش،			
الشمس سورج	التبر سونے کا ٹکڑا بغیر ڈھلا	جھنم دوزخ کا طبقہ	العین چشمہ				

یہ ساٹھ (60) واجب التانیث ہے عند ابن الحاجب (قصیدہ ابن الحاجب، مشکل ترکیبوں کا حل: 186)

2۔ جائز التانیث: وہ الفاظ جو مذکر و مؤنث میں مشترک ہوں۔

وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1: جگہوں کے نام اگر بتاویل موضع یا بلد ہوں تو مذکر ہیں اور اگر بتاویل بقعۃ یا بلدۃ ہوں تو مؤنث ہیں۔ جیسے اَلْمَکَّۃُ الْمُکَرَّمَۃُ مَوْضِعٌ/بَلْدَۃٌ۔

2: قبیلوں کے نام اگر بتاویل حیٌ ہو تو مذکر ہیں اور اگر بتاویل قبیلۃ ہوں تو مؤنث ہیں۔

3: اسی طرح جمیع کلمات عرب (حروف تہجی ہو یا حروف عاملہ وغیر عاملہ، اسماء یا افعال ہو)۔ اگر بتاویل لفظ ہوں تو مذکر ہیں اور اگر بتاویل کلمۃ ہوں تو مؤنث ہیں۔

4: جب مصدر صفت مستعمل ہو جیسے زَیْدٌ عَدْلٌ، اَیْ عَادِلٌ۔

5: فَعُوْلٌ کا وزن بمعنی فاعل کا ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ صَبُوْرٌ۔

6: فَعِیْلٌ کا وزن بمعنی مفعول کا ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ جَرِیْحٌ۔

7: اسم تفضیل مستعمل بمِنْ ہو جیسے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔

8: مِفْعَالٌ کا وزن ہو جیسے مِنْطَارٌ۔

9: مِفْعِیْلٌ کا وزن ہو جیسے مِسْکِیْنٌ۔

10: مِفْعَلٌ کا وزن ہو جیسے مِقْوَلٌ۔

11: فِعْلٌ کا وزن بمعنی مفعولٌ کا ہو جیسے ذِبْحٌ۔ (جہد قصیر: 27، روضۃ الهادیہ: 56)

الابہام	جبال	الساقور داغنے کا	الصلیف	العُقاب	الکراع	الوریٰ پیچھے

انگوٹھا	بجو	لوہا	گردن کا پہلو	پرندہ	پنڈلی	
الإزار تہبند	الحال حالت	السماء آسمان	الصلاح نیکی	العنق گردن	اللسان زبان	الوقد نار
الآل سراب	الحوت مچھلی	السّلم (الصلح)	الفاثور دسترخوان	اللیل رات	الهبوط اترنے کا راستہ	اجا جبل طی
الخرنق، جوان خرگوش	السکین چھری	السُّلم سیڑھی	الطبق طشتری	المسك مشک	القفا گدی	البیت گھر
الامام آگے	العسل شہد	السلاح ہتیار	الطریق راستہ	الفهم دوا کوٹنے کا پتھر	المنون موت	رحم بچہ دانہ
البِشر خندہ روئی	النویٰ دوری	السوق بازار	العاتق، عنق اور منکب کے درمیان	القدر دیگچی	النحل شہد کی مکھی	الصراط راستہ
الجراد ٹڈی	الساباط چھتا	السرطان کیکڑا	العجز سُرین	القِدام آگے	النون مچھلی	الطاؤس مور
الجام، چاندی کا برتن	السبیل راستہ	الصاع آلہ کیل	سکین چھری			

(مشکل ترکیبوں کا حل:186)

وبدانکہ مؤنث بر دو قسم است: حقیقی و لفظی: حقیقی آنست کہ بازائی او مزکر باشد چون امرأۃ کہ بازائی او رجل است، وناقۃ کہ بازائی او جملٌ است۔ ولفظی آنست کہ بازائی او حیوانی مذکر نباشد چون ظُلْمَۃ وقُوَّۃ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر" کی غرض مؤنث کی دوسری تقسیم کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: مونث کی دو قسمیں ہیں۔ 1: مؤنث حقیقی 2: مؤنث لفظی

1۔ مؤنث حقیقی کی تعریف

مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں مذکر حیوان موجود ہو۔ جیسے اِمْرَأَۃٌ کے مقابلے میں رَجُلٌ ہے۔

2۔ مؤنث لفظی کی تعریف

مؤنث لفظی وہ ہے جس کے مقابلے میں مذکر حیوان موجود نہ ہو۔ جیسے ظُلْمَۃٌ اور قُوَّۃٌ۔

مذکر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ 1: مذکر حقیقی 2: مذکر لفظی۔

مذکر حقیقی کی تعریف

مذکر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں مؤنث حیوان موجود ہو۔ جیسے رَجُلٌ کے مقابلے میں اِمْرَأَۃٌ۔

مذکر لفظی کی تعریف

مذکر لفظی وہ ہے جس کے مقابلے میں مؤنث حیوان موجود نہ ہو۔ جیسے ضُعْفٌ۔

(جہد قصیر: 27، جامع الدروس: 1/ 77)

بدانکہ اسم بر سہ صنف است: واحد و مثنّٰی و مجموع، واحد آنست کہ دلالت کند بر یکی چون رجل۔ و مثنّٰی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یاء ما قبل مفتوح نونی مکسورہ بآخرش پیوند۔ چون رجلان، رجلین

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر" کی غرض اسم کی چوتھی تقسیم باعتبار تعدد کو بیان کرنا اور اس کی اقسام کی تعریفات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: اسم کی باعتبار تعداد تین قسمیں ہیں۔

1: واحد 2: تثنیہ 3: مجموع

اس تقسیم کے اندر تین باتیں ہیں۔ 1: تعریفات 2: اقسام 3: فوائد

1۔ واحد کی تعریف

واحد اس اسم کو کہا جاتا ہے جو ایک پر دلالت کرے، جیسے رَجُلٌ۔

2۔ مثنیٰ کی تعریف

مثنیٰ اس اسم کو کہا جاتا ہے جو دو پر دلالت کرے بسبب اس کے کہ اس کے مفرد کے آخر میں "الف" یا "یاء" ساکن ما قبل مفتوح اور نون مکسورہ کو بڑھایا گیا ہو۔ جیسے رَجُلَانِ و رَجُلَیْنِ۔

مثنیٰ کی قسمیں

مثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: مثنیٰ حقیقی 2: مثنیٰ مجازی

مثنیٰ حقیقی کی تعریف: مثنیٰ حقیقی وہ ہے جس میں چار شرائط موجود ہوں۔ 1: دو پر دلالت کرے۔ 2: اپنے مادہ سے اس کا مفرد ہو۔ 3: تثنیہ کے اوزان میں سے ہو۔ 4: مختصر ہو مثلین سے۔ جیسے رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ۔

مثنیٰ مجازی کی تعریف: مثنیٰ مجازی وہ ہے جس میں مثنیٰ حقیقی کے چار شرائط میں سے کوئی ایک شرط مفقود ہو۔ اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

1: اپنے مادے سے اس کا مفرد نہ ہو۔ جیسے كِلَا و كِلْتَا۔

2: اپنے مادے سے اس کا مفرد ہو لیکن دو پر دلالت نہ کرے۔ جیسے صِنْوَانٌ۔

3: اپنے مادے سے اس کا مفرد ہو، دو پر دلالت بھی کرے لیکن تثنیہ کے اوزان میں سے نہ ہو۔ جیسے هُمَا۔

4: اپنے مادے سے اس کا مفرد بھی ہو، دو پر دلالت بھی کرے اور اوزان تثنیہ میں سے بھی ہو لیکن مختصر نہ ہو مثلین سے۔ جیسے أَبَوَیْنِ، عُمَرَیْنِ، قَمَرَیْنِ، شَمْسَیْنِ۔

3۔ جمع کی تعریف

جمع وہ ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے بسبب اس کے کہ اس کے مفرد کے آخر میں تغیر آیا ہو۔ تغیر لفظاً ہو جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔ مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔ یا تغیر تقدیراً ہو جیسے فُلْكٌ بروزن قُفْلٌ واحد ہے اور فُلْكٌ بروزن أُسْدٌ جمع ہے۔

لفظاً چون رجال یا تقدیراً چون فلک کہ واحدش نیز فلک است بروزن قفل، و جمعش ہم فلک بروزن اسد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض جمع کی پہلی تقسیم کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: جمع کی تین تقسیمات ہیں۔

1: پہلی تقسیم باعتبار تغیر 2: دوسری تقسیم باعتبار لفظ 3: تیسری تقسیم باعتبار معنی

1: پہلی تقسیم باعتبار تغیر

جمع کی باعتبار تغیر دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم وہ ہے جس میں تغیر لفظی آیا ہو۔ جیسے رِجَالٌ۔

پھر تغیر لفظی عام ہے چاہے مفرد کے آخر میں ہو حروف سالم کے ساتھ جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ، یا تغیر بصورت تکسیر ہو۔

تغیر بصورت تکسیر کی چھ قسمیں ہیں۔

1: تغیر صرف زیادتی کے ساتھ ہو، جیسے صِنْوٌ سے صِنْوَانِ۔

2: تغیر صرف کمی کے ساتھ ہو۔ جیسے تُخْمَةٌ سے تُخَمٌ۔

3: تغیر صرف شکل کی تبدیلی کے ساتھ ہو۔ جیسے أَسَدٌ سے أُسْدٌ۔

4: تغیر کمی کے ساتھ ہو اور شکل بھی تبدیل ہو جیسے رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ۔

5: تغیر زیادتی کے ساتھ ہو اور شکل بھی تبدیل ہو جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔

6: تغیر کمی اور زیادتی دونوں کے ساتھ ہو اور شکل بھی تبدیل ہو۔ جیسے غُلَامٌ سے غِلْمَانٌ۔

اس صورت مین زیادتی یوں ہے کہ میم کے بعد الف زیادہ کیا گیا ہے اور نقص کمی اس طرح ہے کہ غُلَامٌ میں جو الف ہے وہ جمع میں حذف ہے۔ اور شکل کی تبدیلی یوں ہے کہ غُلَامٌ کے غین کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا ہے۔

دوسری قسم وہ جمع ہے جس میں تغیر تقدیری آیا ہو، جیسے فُلْكٌ بروزن قُفْلٌ واحد ہے اور فُلْكٌ بروزن أُسْدٌ جمع ہے۔

تغیر تقدیری میں واحد اور جمع کے پہچان کی تین علامتیں ہیں۔

1: اگر فُلْكٌ کے نیچے بین السطور میں بروزن قُفْلٌ ہو تو یہ واحد ہو گا۔ اور اگر بین السطور میں بروزن أُسْدٌ ہو تو یہ جمع ہو گا۔

2: اگر اس کی طرف ضمیر مذکر کی راجع ہو تو واحد ہو گا اور اگر ضمیر مؤنث کی راجع ہو تو جمع ہو گا۔ جیسے ﴿حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ﴾۔

3: اگر اس کی صفت مذکر ہو تو واحد ہو گا اور اگر اس کی صفت مؤنث ہو تو جمع ہو گا۔ جیسے ﴿وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ

فِي الْبَحْرِ ﴾۔ (روضۃ الہادیہ: 58، جہد قصیر: 28)

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم است: جمع تکسیر، و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آنست کہ بنائی واحد در و سلامت نباشد چون رجال و مساجد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض جمع کی دوسری تقسیم باعتبار لفظ کو بیان کرنا اور اس کی قسموں کی تعریفات بیان کرنا ہے۔ اور جمع تکسیر کی تقسیم کی طرف مثالوں سے اشارہ کرنا ہے۔

جمع کی دوسری تقسیم باعتبار لفظ

جمع کی باعتبار لفظ دو قسمیں ہیں۔ 1: جمع تکسیر 2: جمع تصحیح

1: جمع تکسیر کی تعریف: جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کی بناء سلامت نہ ہو جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ اور مَسْجِدٌ سے مَسَاجِدُ۔

پھر جمع تکسیر کی دو قسمیں ہیں۔ 1: جمع منتہی الجموع 2: جمع غیر منتہی الجموع

جمع منتہی الجموع کی تعرف: یہ وہ جمع ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو۔ اور تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ ہو۔ اس کے بعد اگر ایک حرف ہو تو مشدد ہو گا، جیسے: فَرَشٌ سے فَرَاشٌ۔

اور اگر اس کے بعد دو حرف ہوں تو ایک جنس کے ہوں گے یا نہیں؟۔ اگر ایک جنس کے ہوں تو مشدد ہوں گے۔ جیسے دَابَّۃٌ سے دَوَابُّ۔ اور ایک جنس کے نہ ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے۔ جیسے ضَارِبَۃٌ سے ضَوَارِبُ۔

اور اگر تین حروف ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسری جگہ یائے ساکنہ لائی جائے گی۔ اور آخری حرف کو اپنی حالت پر چھوڑیں گے۔ جیسے مَضَارِیْبُ۔ اور اس کو جمع اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔

جمع غیر منتہی الجموع کی تعریف: یہ وہ جمع ہے جو اوزان منتہی الجموع میں سے نہ ہو۔ جیسے رِجَالٌ۔

وابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالی نیست۔ اما در رباعی و خماسی بر وزن فعالل

آید چون جعفر و جعافر و جحمرش و جحامر بحذف حرف خامس۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر ؒ کی غرض جمع تکسیر بنانے کا طریقہ بیان کرنا ہے۔

جمع تکسیر بنانے کا طریقہ

جمع تکسیر ثلاثی میں سماع سے تعلق رکھتا ہے اور رباعی اور خماسی میں فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُ، اور جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ۔ نیز خماسی میں پانچواں حرف حذف ہو گا۔

جمع منتہی الجموع کے اوزان

جمع منتہی الجموع کے مشہور اوزان تین ہیں۔ 1: فَعَالٌ جیسے دَوَابُّ۔ 2: مَفَاعِلُ جیسے مَسَاجِدُ 3: مَفَاعِيلُ جیسے مَصَابِيحُ۔

جمع غیر منتہی الجموع کے اوزان: جمع منتہی الجموع کے اوزان کے علاوہ باقی تمام اوزان جمع غیر منتہی الجموع کے ہیں۔ لیکن چند مشہور اوزان مندرجہ ذیل ہیں۔

أَفْعُلٌ جیسے أَكْلُبٌ	أَفْعَالٌ جیسے أَقْوَالٌ	أَفْعِلَةٌ جیسے أَعْوِنَةٌ
فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ	فِعَالٌ جیسے عِبَادٌ	فُعَلَاءُ جیسے عُلَمَاءُ
أَفْعِلَاءُ جیسے أَنْبِيَاءُ	فُعُوْلٌ جیسے نُجُوْمٌ	فُعَّالٌ جیسے خُدَّامٌ
فَعَلَةٌ جیسے طَلَبَةٌ	فِعْلَانٌ جیسے غِلْمَانٌ	فُعُلٌ جیسے رُسُلٌ
فَعْلٰی جیسے مَرْضٰی	فَعْلٰی جیسے مَرْضٰی	

(جامع الدروس:2/ 30، روضۃ الہادیہ:59، جہد قصیر:28)

و جمع تصحیح آنست کہ بنائی واحد درو سلامت ماند و آن بر دو قسم ست: جمع مذکر و جمع مؤنث: جمع مذکر آنست کی واوی ما قبل مضموم یا یائی ساکن ما قبل مکسور و نونی مفتوحہ در آخرش پیوند د چون مسلمون و مسلمات و مسلمین

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر ؒ کی غرض جمع تصحیح کی تعریف اور اس کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

جمع تصحیح کی تعریف

جمع تصحیح وہ ہے جس کے واحد کی بناء سلامت ہو۔ جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔

جمع تصحیح کی قسمیں: جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں۔ 1: جمع مذکر سالم 2: جمع مؤنث سالم

جمع مذکر سالم کی تعریف: جمع مذکر سالم وہ ہے کہ حالت رفعی میں اس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور حالت نصبی و جری میں یاء ساکن ما قبل مکسور و نون مفتوح ہو۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ۔

جمع مؤنث سالم کی تعریف: جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء زائد ہوں، جیسے مسلمات۔

(روضۃ الہادیہ:59، جہد قصیر:29، جامع الدروس:2/ 15-17)

> بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است: جمع قلّت و جمع کثرت۔ و جمع قلّت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند، و آن را چہار بناء است: اِفْعُل مثل اِکلُب، و افعال چون اِقوال، و افعلۃ چون اِعونۃ، و فِعلۃ چون غلمۃ۔ و دو جمع تصحیح بی الف و لام یعنی مسلمون و مسلمات و جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر اطلاق کنند و ابنیہ آن ہر چہ غیر ازین شش بناست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جمع کی تیسری تقسیم باعتبار معنیٰ اور اس کی قسمیں اور ان کی تعریفات و اوزان کو بیان کرنا ہے۔

جمع کی تیسری تقسیم باعتبار معنیٰ

جمع باعتبار معنیٰ دو قسم پر ہے۔ 1: جمع قلّت 2: جمع کثرت

1: جمع قلت کی تعریف: جمع قلّت وہ ہے جو تین سے لے کر نو تک پر دلالت کرے۔

اوزان جمع قلت: جمع قلت کے کل اوزان پانچ ہیں۔

1: أَفْعُلٌ جیسے أَكْلُبٌ۔ 2: أَفْعَالٌ جیسے أَقْوَالٌ۔ 3: أَفْعِلَةٌ جیسے أَعْوِنَةٌ۔ 4: فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ۔ 5: جمع مذکر و مؤنث سالم جب بغیر الف لام کے ہوں۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ۔

اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مطلق جمع تصحیح جمع قلّت ہے اور بعض کے نزدیک اعتبار الف لام کا ہے۔

یعنی اگر ان پر الف لام نہ ہو تو جمع قلت میں شمار ہوں گے اور اگر الف لام ہو تو جمع قلت میں سے نہیں ہوں گے۔
(جامع الدروس:2/ 20-22)

2: جمع کثرت کی تعریف: اس کی تعریف میں اختلاف ہے۔
1۔ عند البعض دس سے لے کر إلی مالانہایۃ تک جمع کثرت ہے۔
2۔ اور عند البعض جمع کثرت وہ ہے جو گیارہ سے لے کر إلی مالانہایۃ تک پر دلالت کرے۔

جمع کثرت کے اوزان:

جمع قلت کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔ لیکن دس اوزان مشہور ہیں۔

فِعَالٌ جیسے عِبَادٌ	فُعَلَاءُ جیسے عُلَمَاءُ	أَفْعِلَاءُ جیسے أَنْبِيَاءُ
فُعُوْلٌ جیسے نُجُوْمٌ	فُعَّالٌ جیسے خُدَّامٌ	فَعَلَةٌ جیسے طَلَبَةٌ
فِعْلَانٌ جیسے غِلْمَانٌ	فُعُلٌ جیسے رُسُلٌ	فَعَلٌ جیسے مَرَضٌ
فَعْلیٰ جیسے مَرْضیٰ		

فائدہ: جمع قلت پر جب الف لام استغراقی داخل ہو جیسے: قولہ تعالیٰ {وَأُحْضِرَتِ الأَنْفُسُ الشُّحَّ} یا مضاف ہو ایسے اسم کی طرف کہ وہ کثرت پر دلالت کر رہا ہے جیسے، قولہ تعالیٰ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾۔ اس صورت میں جمع قلت جمع کثرت کے معنیٰ میں استعمال ہوتی ہے۔
اور کبھی کبھار جمع کثرت مجازاً جمع قلت کے معنیٰ میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ میں قروء جمع کثرت ہے لیکن تین کے لیے استعمال ہوئی ہے۔

(جہد قصیر:29، جامع الدروس:2/ 20-25)

فصل بدانکہ اعراب اسم سہ است: رفع، نصب، جر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم متمکن کے اعراب کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔
تشریح: یہاں کل تین باتیں ہیں۔ 1: مطلق اعراب کی تعریف 2: اعراب کی تقسیمات 3: اعراب کی وجہ حصر

1۔اعراب کی تعریف

مَا جِیْءَ بِهٖ لِبَیَانِ مُقْتَضٰی الْعَامِلِ مِنْ حَرَكَةٍ أَوْ حَرْفٍ أَوْ سُكُوْنٍ أَوْ حَذْفٍ۔

ترجمہ:(عامل اس حرکت، حرف، سکون یا حذف کا نام ہے جو مقتضائے عامل کو بیان کرے)۔

(روضۃ الہادیہ:40،جہد تقصیر:35)

2۔تقسیمات اعراب

اعراب کی تین تقسیمات ہیں۔

1:پہلی تقسیم باعتبار ذات 2:دوسری تقسیم باعتبار تعبیرات 3:تیسری تقسیم باعتبار وصف

پہلی تقسیم باعتبار ذات

باعتبار ذات اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ 1:رفع 2:نصب 3:جر

1:رفع:رفع علامت فاعلیہ کو کہتے ہیں۔یہ تین طریقوں سے آتا ہے۔ضمہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ، الف کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلَانِ، واؤ کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ۔

2:نصب:نصب علامت مفعولیہ کو کہتے ہیں۔اور یہ چار طریقوں سے آتا ہے۔فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ زَیْدًا۔ کسرہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ۔الف کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ أَبَاكَ۔یاء کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ۔

3:جر:جر علامت اضافت کو کہتے ہیں جو تین طریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔فتحہ کے ساتھ مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ، یاء کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ، کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

(جہد تقصیر:35،روضۃ الہادیہ:45،کافیہ:4)

دوسری تقسیم باعتبار تعبیر

اعراب کی تین تعبیریں ہیں۔

1۔پہلی تعبیر:رفع، نصب، جر۔

2۔دوسری تعبیر:ضَمٌ، فَتْحٌ، کَسْرٌ۔

3۔تیسری تعبیر:ضمہ، فتحہ، کسرہ۔

فائدہ: تینوں تعبیرات میں فرق:

فرق یہ ہے کہ پہلی تعبیر (رفع، نصب، جر) حالت رفعی، نصبی وجری کو کہتے ہیں نہ کہ زبر، زیر اور پیش کو۔ اور یہ حرکت اعرابی (معرب) کے ساتھ خاص ہے۔

اور دوسری تعبیر (ضم، فتح اور کسرہ) "بغیر تاء"۔ اور یہ زبر، زیر، پیش کو کہتے ہیں۔ اور یہ خاص ہے حرکات بنائی (مبنی) کے ساتھ۔

اور تیسری تعبیر ضمہ، فتحہ اور کسرہ (بالتاء) زبر، زیر اور پیش کو کہتے ہیں لیکن یہ معرب اور مبنی دونوں پر بولے جاتے ہیں۔ (النحو الوافی: 1/ 87-90)

تیسری تقسیم باعتبار وصف

باعتبار وصف اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ 1: لفظی 2: تقدیری 3: محلی۔

اعراب لفظی کی تعریف: وَهُوَ مَا لَا يَمْتَنِعُ ظُهُوْرُهُ فِي لَفْظِهِ وَلَا يَسْتَثْقِلُ۔

ترجمہ: اعراب لفظی وہ ہے جس کا ظہور لفظوں میں ممتنع نہ ہو اور زبان پر ثقیل بھی نہ ہو۔ (جامی: 43)

فائدہ: اعراب لفظی کلمات معرب غیر معتل میں ہوگا۔

اعراب تقدیری کی تعریف: وَهُوَ مَا يَمْتَنِعُ ظُهُوْرُهُ فِي لَفْظِهِ وَيَسْتَثْقِلُ۔

ترجمہ: اعراب تقدیری وہ ہے جس کا ظہور لفظوں میں ممتنع ہو اور زبان پر بھی ثقیل ہو۔

فائدہ: اعراب تقدیری چار جگہ میں ہوگا: ۱۔ کلمات معرب معتل میں پھر عام ہے معتل الفی ہو یا واوی ہو یا یائی ہو ۲۔ مضاف یائی متکلم کی طرف ہو جیسے: غلامی، ۳۔ اعراب حکائی میں بشرطیکہ جملہ نہ ہو جیسے: كتبت فعل ماضٍ أي هذه الكلمة فعل ماض كتبتُ مبتداء مرفوع بضمہ تقدیری ہے، ۴۔ جب نام رکھا جائے کلمات مبنی کا یا جملہ کا جیسے: کسی کا نام "مَنْ" رکھو تو پھر کہا جائے "جَاءَ مَنْ"۔

(جامی: 42)۔

اعراب محلی کی تعریف: وَهُوَ مَا يَمْتَنِعُ ظُهُوْرُهُ وَتَقْدِيْرُهُ فِي اللَّفْظِ۔

ترجمہ: اعراب محلی وہ ہے جس کا ظہور و تقدیر دونوں لفظوں میں ممتنع ہو۔ (موسوعہ: 115)

فائدہ: اعراب محلی دو جگہ میں ہو گا: (۱) مبنیات، (۲) وہ جملہ میں جب اس کو محل اعراب ہو، پھر عام ہے حکائی ہو یا نہ ہو۔ (جامع الدروس: ج:۲/ ۱۷)

وجہ حصر: اسم متمکن کے اعراب سولہ اقسام کا:

اعراب دو حال سے خالی نہیں، لفظی ہو گا یا تقدیری؟۔

اگر لفظی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، بالحرکت ہو گا یا بالحرف؟۔

اگر بالحرکت ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ غیر تبعی ہو گا یا تبعی؟۔ اگر غیر تبعی ہو تو اس کے لیے تین محل ہیں:

1: مفرد منصرف صحیح۔ 2: منصرف جاری مجریٰ صحیح۔ 3: جمع مکسر منصرف صحیح۔

یہ تین وہ ہیں جن کا اعراب حرکتی لفظی غیر تبعی ہے۔

اگر اعراب تبعی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ نصب جر کا تابع ہو گا یا جر نصب کا۔ اول کے لیے ایک مقام (جمع مؤنث سالم) ہے۔ اور اگر جر نصب کا تابع ہو تو اس کے لیے بھی ایک محل ہے جو غیر منصرف ہے۔

یہ دو وہ ہیں جن کا اعراب لفظی حرکتی اور تبعی آتا ہے۔

اگر اعراب بالحرف ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ تبعی ہے یا غیر تبعی؟۔

اگر تبعی ہے تو اس کے لیے ایک محل اسمائے ستہ مکبرہ ہے۔

اگر تبعی ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ حالت رفعی الف کے ساتھ ہو گی یا واؤ کے ساتھ؟۔

اگر الف کے ساتھ ہو تو اس کے لیے ایک محل مثنی وملحق بالمثنی ہے۔

اور اگر واؤ کے ساتھ ہو تو اس کے لیے ایک محل جمع وملحق بالجمع ہے۔

اور اگر اعراب تقدیری ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ احوال ثلاثہ میں تقدیری ہو گا یا نہیں؟۔

اگر احوال ثلاثہ میں تقدیری ہے تو اس کے لیے تین محل ہیں۔

1: اسم مقصور 2: غیر جمع مذکر مضاف بیائے متکلم 3: اسمائے ستہ مکبرہ جب مضاف ہو معرف باللام کی طرف۔ جیسے أَبُو الْقَاسِم۔

اور اگر اعراب احوال ثلاثہ میں تقدیری نہیں ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ دو حالتوں میں تقدیری ہو گا!

ایک میں؟۔

اگر دو حالتوں میں تقدیری ہو تو اس کے لیے ایک محل اسم منقوص ہے۔

اگر ایک حالت میں تقدیری ہو تو اس کے لیے ایک محل جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ہے۔

اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است: اول مفرد منصرف صحیح، چون زید۔ دوم مفرد منصرف جاری مجری صحیح چون دلو۔ سوم جمع مکسر منصرف چون رجال۔ رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جر بکسرہ، چون جاءنی زید و دلو و رجال، ورایت زیدًا و دلوًا و رجالًا، و مررت بزیدٍ و دلوٍ و رجالٍ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض باعتبار وجوہ اعراب اسم متمکن کی تقسیم اور اسم متمکن کی پہلی، دوسری اور تیسری قسم کو بیان کرنا ہے۔

اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب سولہ قسم پر ہے

تشریح: اسم متمکن کی پہلی، دوسری اور تیسری قسم جن کا اعراب لفظی حرکتی غیر تبعی آتا ہے۔

1: مفرد منصرف صحیح۔ 2: جاری مجریٰ صحیح منصرف۔ 3: جمع مکسر منصرف صحیح۔

1: پہلی قسم مفرد منصرف صحیح: اس کے تین شرائط ہیں۔

1: مفرد ہو تثنیہ و جمع نہ ہو 2: منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو 3: صحیح ہو معتل نہ ہو۔ جیسے زَیْدٌ۔

فائدہ: صحیح نحویوں کی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے جس کے لام کلمے کے مقابلے میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے دَلْوٌ۔

2: دوسری قسم جاری مجریٰ منصرف صحیح: اس کے لیے دو شرائط ہیں۔

1: منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو۔ 2: جاری مجریٰ صحیح ہو۔ جیسے دَلْوٌ۔

تعریف: جاری مجریٰ صحیح وہ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ماقبل ساکن ہو۔ جیسے دَلْوٌ، وَظَبْیٌ۔

3: جمع مکسر منصرف صحیح: اس کے لیے چار شرائط ہیں۔

1: جمع ہو مفرد نہ ہو 2: مکسر ہو سالم نہ ہو 3: منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو۔ 4: صحیح ہو، جاری مجری

صحیح نہ ہو، جیسے رِجَالٌ۔

اعراب: ان تینوں قسموں کا اعراب لفظی حرکتی اور غیر تبعی آتا ہے۔ رفع ضمہ لفظی کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ، وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا۔ وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ۔ (جہد تقصیر:30، جامی:38)

چہارم جمع مؤنث سالم: رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چون ہنّ مسلماتٌ، ورایت مسلماتٍ و مررت بمسلماتٍ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم متمکن کی چوتھی قسم جمع مؤنث سالم کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: اسم متمکن کی چوتھی قسم جمع مؤنث سالم ہے جس کا اعراب لفظی حرکتی اور تبعی آتا ہے۔

4: جمع مؤنث سالم کی تعریف: یہ وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف و تاء زائد ہو۔

فائدہ: جمع مؤنث سالم کے لیے ایک قید اور دو تعمیمیں ہیں۔

قید یہ ہے کہ الف اور تاء زائد ہوں اصلی نہ ہوں۔ اگر اصلی ہوں تو اس کا یہ اعراب نہیں آئے گا۔ جیسے أَبْیَاتٌ، أَمْوَاتٌ۔

1: پہلی تعمیم یہ ہے کہ اس کا مفرد عام ہو مذکر ہو یا مؤنث۔ مفرد مذکر ہو اس کی مثال جیسے مَرْفُوْعَاتٌ جمع ہے مَرْفُوْعٌ کی۔ مفرد مؤنث ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ جمع ہے مُسْلِمَۃٌ کی۔

2: دوسری تعمیم یہ ہے کہ اس کا لفظ بھی عام ہو خواہ پہلے جمع ہو اور اب مفرد ہو۔ جیسے عَرَفَاتٌ یہ جمع ہے عَرَفَۃٌ کی۔ عَرَفَاتٌ پہلے ذوالحجہ کے نو دنوں کو کہا جاتا تھا اور اب ایک میدان کا نام ہے۔ یا پہلے بھی جمع ہو اور اب بھی جمع ہو۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

اعراب: جمع مؤنث سالم کا اعراب لفظی حرکتی اور تبعی آتا ہے۔

رفع ضمہ لفظی کے ساتھ۔ نصب اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ۔ جیسے ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ، وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

سوال: جمع مؤنث سالم میں نصب کو جر کا تابع کیوں کیا؟

جواب: جمع مؤنث سالم میں نصب کو جر کا تابع اس لیے کیا کہ یہ فرع ہے جمع مذکر سالم کی۔ اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کا تابع ہے۔ اور جمع مذکر اصل ہے۔ تو فرع میں بھی نصب کو جر کے تابع کر دیا۔ تاکہ اصل پر فرع کی زیادتی لازم نہ آئے۔

سوال: زیادتی اس صورت میں بھی لازم آتی ہے کیوں کہ جمع مؤنث سالم (فرع) کا اعراب بالحرکۃ ہے اور جمع مذکر سالم (اصل) کا اعراب بالحرف ہے۔ اور اعراب بالحرکۃ اصل ہے اور اعراب بالحرف فرع ہے۔

جواب: اعراب بالحرکۃ مطلقاً اصل نہیں ہے اور اعراب بالحرف مطلقاً فرع نہیں ہے۔ بلکہ مفرد میں اعراب بالحرکۃ اصل ہے۔ اور جمع میں اعراب بالحروف اصل ہے۔ لہٰذا فرع کو فرعی اعراب اور اصل کو اصلی اعراب دیا ہے۔ تو یہ زیادتی نہیں ہے۔ بلکہ عین انصاف ہے۔

(جہد قصیر:31، جامی:39)

وپنجم غیر منصرف، وآن اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد۔ واسباب منع صرف نہ است۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، والف نون زائدتان ووزن الفعل۔ چون عمر، زفر احمد، طلحۃ، زینب، ابراہیم، مساجد، معدیکرب، احمد وعمران، رفعش بضمہ باشد، ونصب وجر بفتحہ۔ چون جاءنی احمد، ورایت احمد ومررت باحمد۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم متمکن کی پانچویں قسم غیر منصرف کو بیان کرنا ہے۔

فائدہ: اسم دو قسم پر ہے: 1: منصرف 2: غیر منصرف

منصرف کی تعریف

منصرف وہ ہے جس میں اسباب تسعہ میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب جو قائم مقام ہو دو کا موجود نہ ہو۔ جیسے "زَیْدٌ"۔

منصرف کا حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین آسکتی ہیں۔

غیر منصرف: اس میں چار باتیں ہیں۔ 1: تعریف 2: تشریح اسباب تسعہ 3: حکم 4: اعراب

غیر منصرف کی تعریف

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب تسعہ میں دو سبب یا ایک جو دو کے قائم مقام ہو پایا جائے۔ جیسے عُمَرُ، أَحْمَدُ۔

اسباب منع صرف:

عدل	وصف	تانیث	معرفہ	عجمہ
جمع	ترکیب	وزن الفعل	الف ونون زائدتان	

مثالیں: عمر میں عدل اور علم ہے۔ أحمر میں وصف اور وزن الفعل ہیں۔ طلحة میں تانیث لفظی اور علم ہیں۔ زینب میں تانیث معنوی اور علم ہیں۔ ابراهیم میں عجمہ اور علم ہے۔ مساجد میں جمع منتہی الجموع ہے۔ (ایک سبب دو کے قائم مقام ہیں)۔

معدیکرب میں ترکیب اور علم ہیں۔ أحمد میں علم اور وزن فعل ہیں۔ عمران میں علم اور الف ونون زائدتان ہیں۔ (جہد قصیر: 31، جامی: 39)

تشریح اسباب منع صرف

1۔ عدل: عدل میں چار باتیں ہیں۔

1. عدل کی لغوی واصطلاحی تعریف
2. عدل کے اقسام
3. اوزان عدل
4. سوالات وجوابات

1: عدل کا لغوی معنیٰ: عدل کے لغوی معانی پانچ ہیں۔

1: میلان کرنا جب اس کے صلے میں إلیٰ آجائے جیسے عَدَلَ إِلَيْهِ۔ یعنی اس کی طرف میلان کیا۔ 2: اعراض کرنا جب اس کے صلے میں عَنْ آجائے جیسے عَدَلَ عَنْهُ (اعراض کیا اس سے)۔ 3: دور ہونا جب اس کے صلے میں مِنْ آجائے۔ جیسے عَدَلَ مِنَ الْجَبَلِ۔ (دور ہوا پہاڑ سے) 4: تغیر و تصرف کرنا جب اس کے صلے میں فی آجائے۔ جیسے عَدَلَ فِيْهِ (تصرف کیا اس میں)۔ 5: انصاف کرنا جب اس کے صلے میں بَیْنَ آجائے جیسے عَدَلَ بَيْنَهُمَا۔ (انصاف کیا

ان کے درمیان)۔(معارف الکافیہ وعوارف الجامی:196)

عدل کی اصطلاحی تعریف: تَحْوِيْلُ الْاِسْمِ مِنْ حَالَةٍ إِلٰى حَالَةٍ أُخْرٰى مَعَ بَقَاءِ الْمَادَّةِ الْأَصْلِيَّةِ وَالْمَعْنٰى الْأَصْلِيِّ بِلَا قَانُوْنٍ صَرْفِيٍّ۔

(عدل وہ اسم ہے جو اپنی شکل وصورت چھوڑ کر دوسری شکل میں تبدیل ہو جائے مادہ اصل بھی اور معنیٰ اصلی بھی باقی ہو اور یہ تبدیلی بغیر قانون صرفی کے ہو)۔

2:عدل کے اقسام:

عدل کی دو قسمیں ہیں: 1:عدل تحقیقی 2:عدل تقدیری

1:عدل تحقیقی کی تعریف:عدل تحقیقی وہ ہے جس کی اصل کے وجود پر غیر منصرف کے سوا کوئی اور دلیل بھی موجود ہو۔ جیسے ثُلَاثُ، وَمَثْلَثُ۔ (اب ثُلَاثُ، وَمَثْلَثُ کا معنی ہے: ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ "تین، تین") تو تکرار معنیٰ دلالت کرتا ہے تکرار لفظ پر۔ جب کہ یہاں تکرارِ لفظ نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ ثُلَاثُ، وَمَثْلَثُ نے اپنی اصل کو چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کی ہے۔

2:عدل تقدیری کی تعریف:عدل تقدیری وہ ہے جس کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اس کی اصل کے وجود پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَرُ، زُفَرُ۔ یہ دونوں اصل میں عَامِرٌ اور زَافِرٌ تھے۔ لیکن ان کی اصل کے وجود پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہیں تھی۔ جب نحویوں نے دیکھا کہ عُمَرُ اور زُفَرُ غیر منصرف ہیں لیکن ان میں اسباب منع صرف میں سے صرف ایک سبب علم پایا جاتا ہے حالانکہ یہ غیر منصرف ہیں تو نحویوں نے اپنے قاعدے و قانون کو بچانے کے لیے ان میں عدل تقدیری فرض کر لیا کہ یہ اصل میں عَامِرٌ اور زَافِرٌ تھے۔(جامی:48-50،جہد قصیر:31)

3:عدل کے اوزان:عدل کے کل چھ اوزان ہیں۔

1. فُعَالُ جیسے ثُلَاثُ	2. مَفْعَلُ جیسے مَثْلَثُ	3. فُعَلُ جیسے عُمَرُ
4. فَعْلِ جیسے أَمْسِ	5. فَعَلَ جیسے سَحَرَ	6. فَعَالِ جیسے قَطَامِ

(جامی:62،حاشیہ:10)

فائدہ:عدل وزن فعل کے ساتھ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتا اس لیے کہ عدل کے جتنے بھی اوزان ہیں ان میں کوئی

بھی وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

سوالات وجوابات:

سوال: آپ نے عدل کی جو تعریف کی ہے یہ دخول غیر سے مانع نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ کی تعریف اسمائے مشتقہ پر صادق آتی ہے۔ اس لیے کہ وہ بھی ایک حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ (یعنی مصدر سے مشتق کی طرف)۔ لیکن اس کو عدل نہیں کہتے۔

جواب: ہم نے عدل کی تعریف میں شکل کی تبدیلی کے ساتھ یہ قید بھی لگائی ہے کہ معنیٰ اصلی بھی باقی ہو۔ اور یہاں معنیٰ اصلی باقی نہیں ہے۔ کیوں کہ پہلے مصدری معنیٰ تھا۔ اور اب مشتق والا معنیٰ ہے۔ لہٰذا ہماری تعریف سے نکل گیا یعنی تعریف مانع ہو گئی۔

سوال: آپ کی تعریف پھر بھی مانع نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں اسمائے محذوفۃ الاعجاز داخل ہو رہے ہیں حالانکہ عدل اس میں نہیں ہے۔ جیسے یَدٌ اور دَمٌ۔ یہ دونوں اصل میں یَدَیٌ اور دَمَوٌ تھے۔

جواب: ہم نے عدل کی تعریف مین یہ شرط لگائی تھی کہ مادہ اصلی بھی باقی ہو۔ اور یَدٌ اور دَمٌ میں مادہ اصلی باقی نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری تعریف مانع رہی دخول غیر سے۔

سوال: آپ کی تعریف پھر بھی مانع نہیں ہے۔ اس لیے کہ مغیرات قیاسیہ (وہ تغیر جو قانون صرفی کی وجہ سے آیا ہو) پر بھی صادق آتی ہے حالانکہ اس میں عدل نہیں ہے۔ جیسے مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ۔ (یہ اصل میں مَقْوُوْلٌ اور مَبْیُوْعٌ تھے)۔

جواب: ہم نے تعریف میں یہ شرط لگائی تھی کہ تغیر بلا قانون صرفی ہو۔ اور مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ میں تغیر قانون صرفی کی وجہ سے آیا ہے۔ لہٰذا ہماری تعریف سے یہ خارج ہو گئے اور تعریف مانع رہی۔

(جامی:47، تحریر سنبٹ:43، خادمۃ الکافیہ:62-63، معارف الکافیہ:200-201)

2۔ وصف

وصف میں تین باتیں ہیں:

1: تعریف 2: اقسام 3: وصف کے شرائط

1۔ وصف کی تعریف: كَوْنُ الْإِسْمِ دَالًّا عَلٰى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا۔ (وصف وہ کلمہ ہے جس کی دلالت ایسی ذات مبہم پر ہو جس میں بعض صفات معلومہ کا لحاظ کیا گیا ہو)۔

2۔ وصف کی قسمیں:

وصف کی دو قسمیں ہیں۔ 1: وصف اصلی 2: وصف عارضی

وصف اصلی کی تعریف: وصف اصلی وہ ہے کہ واضع نے وضع کرتے وقت اس صفت کا لحاظ کیا ہو۔ جیسے أَحْمَرُ (اس ذات کو کہا جاتا ہے جس میں حمرۃ ہو اور اس کا لحاظ وضع کرتے وقت کیا گیا ہے)۔

وصف عارضی کی تعریف: وصف عارضی وہ ہے کہ واضع نے وضع کرتے وقت اس کا لحاظ نہ کیا ہو۔ لیکن بعد میں وصف کے معنیٰ میں استعمال ہونے کے بعد اس کی وصفیت کا اعتبار کیا گیا ہو۔ جیسے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ۔ میں أَرْبَعٍ پہلے تو عدد کے لیے وضع ہوا تھا، لیکن بعد میں وصفیت کے معنیٰ میں استعمال ہونے کے بعد اس کی وصفیت کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اب أَرْبَعٍ، نِسْوَةٍ کی صفت ہے۔

شرائط وصف:

وصف کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وصف اصلی ہو، عارضی نہ ہو۔ تاکہ اسمیت کا غلبہ اس کو ضرر نہ دے۔

فائدہ: وصف علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور علم ذت معین پر دلالت کرتا ہے۔ (جامی:50، جہد قصیر:32)

3۔ تانیث

تانیث میں دو باتیں ہیں۔

1: اقسام تانیث 2: شرائط تانیث۔

تانیث کی قسمیں: 1: تانیث بالالف 2: تانیث بالتاء

پھر تانیث بالالف کی دو قسمیں ہیں۔ 1: تانیث بالالف المقصورہ جیسے حبلیٰ۔ 2: تانیث بالالف ممدودہ جیسے حمرآء۔

اسی طرح تانیث بالتاء کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1: تانیث لفظی جیسے طَلْحَةُ   2: تانیث معنوی جیسے زَیْنَبُ۔

شرائط برائے تانیث:

شرائط تانیث دو قسم پر ہیں۔

1: شرائط تانیث بالالف   2: شرائط تانیث بالتاء

1۔ شرائط تانیث بالالف: تانیث بالالف مقصورہ ہو یا بالالف ممدودہ ہو تو ان کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔ 1: الف مقصورہ یا ممدودہ زائد ہو جیسے حُبْلیٰ اور حَمْرَآءُ۔

اگر زائد نہ ہو بلکہ اصلی ہو تو غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گا۔ جیسے عَصَا وَقُرَّاءٌ۔ 2: آخر میں تاء کو قبول نہ کرے۔ جیسے حُبْلیٰ وحَمْرَآءُ۔

اگر تاء کو قبول کرے تو سبب غیر منصرف نہیں بنے گا۔ جیسے أَرْطیٰ اور عِلْبَآءٌ۔ یہ دونوں مثالیں آخر میں تاء کو قبول کر کے أَرْطَاۃٌ اور عِلْبَاءَۃٌ پڑھے جاتے ہیں۔

شرائط تانیث بالتاء: تانیث بالتاء کی دو قسمیں ہیں۔ تائے ظاہرہ تائے مقدرہ

1: تائے ظاہرہ کے لیے چھ شرائط ہیں

1۔ علم میں ہو۔

2۔ زائدہ ہو

3۔ ماقبل مبنی بر فتحہ ہو

4۔ متحرکہ ہو

5۔ اسم کے آخر میں ہو

6۔ حالت وقف میں ہاء سے تبدیل ہو جائے جیسے طَلْحَةُ۔

2: تائے مقدرہ یعنی تانیث معنوی کے لیے دو شرطیں ہیں۔

شرط جوازی   شرط وجوبی

شرط جوازی یہ ہے کہ علم ہو جیسے هِنْدٌ۔

شرط وجوبی کے لیے دو شرطیں ہیں۔ 1: علم میں ہو۔ 2: تین چیزوں میں سے ایک ہو۔ یعنی یا تین حرف سے زائد ہو جیسے زَیْنَبُ یا اگر زائد نہ ہو تو درمیانی حرف متحرک ہو جیسے سَقَرَ۔ اگر درمیانی حرف متحرک نہ ہو تو پھر شرط یہ ہے کہ عجمہ ہو جیسے "مَاہَ"، و"جُوْرَ"۔ (جامی: 52، جہد قصیر: 32)

4۔ معرفہ

معرفہ کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ معرفہ کی سات قسموں میں سے علم ہو۔

سوال: معرفہ کی باقی چھ قسمیں ہیں (ماسوائے علم کی) غیر منصرف کا سبب کیوں نہیں بن سکتے؟

جواب: معرفہ کی چھ قسمیں غیر منصرف کا سبب اس لیے نہیں بن سکتے کہ ان میں سے مضمرات، اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات تینوں مبنی ہیں اور غیر منصرف معرب ہے۔ تو مبنی غیر منصرف کا سبب ہرگز نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ دونوں میں تضاد ہے۔ اور ضدین آپس میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

اور معرف باللام اور معرف بالاضافۃ یہ تو غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں۔ باقی رہا منادیٰ۔ تو اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو یہ مبنی ہوتا ہے اور مبنی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور اگر منادیٰ مضاف یا شبہ مضاف ہو تو یہ معرفہ بالاضافۃ میں داخل ہیں۔ لہٰذا معرفہ کی قسموں میں سے صرف علم رہ گیا ہے جو سبب غیر منصرف بن سکتا ہے۔ (جہد قصیر: 32، جامی: 53)

5۔ عجمہ

عجمہ میں دو باتیں ہیں۔ 1: عجمہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ 2: عجمہ کے شرائط

عجمہ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: عجمہ لغت میں گونگے پن کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں کَوْنُ الْاِسْمِ غَیْرَ عَرَبِیٍّ۔ یعنی کسی اسم کے غیر عربی ہونے کو عجمہ کہتے ہیں۔

شرائط عجمہ: عجمہ کے غیر منصرف بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ عجمی لغت میں علم ہو چاہے حقیقتاً ہو جیسے اِبْرَاهِیْمُ، یا حکماً ہو، یعنی عجمی لغت میں علم نہیں، بلکہ عربی کی طرف نقل کے بعد علم بنا ہو۔ جیسے قَالُوْنَ۔

دوسری شرط یہ ہے کہ یہ اسم عجمی تین حروف سے زائد ہو جیسے اِبْرَاهِیْمُ۔ اور اگر زائد علی الثلاثہ نہ ہو تو شرط یہ

ہے کہ متحرک الأوسط ہو جیسے شَتَرٌ۔ (جامی:54، جہد قصیر:32)

6۔ جمع

جمع یہ ایک سبب قائم مقام دو سببوں کا ہے۔ ایک اس میں ایک جمعیت کا اعتبار ہے اور دوسرا لزوم جمعیت کا۔

شرائط برائے جمع: جمع کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ آخر میں تائے مدوّرہ کو قبول نہ کرے۔ احترازی مثال جیسے: مَلَائِكَةٌ۔ اتفاقی مثال جیسے: مَسَاجِدُ۔

(جامی:55، جہد قصیر:32)

7۔ ترکیب

ترکیب کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ علم ہو۔

اور دوسری شرط یہ ہے کہ مرکب کی قسموں مین مرکب منع صرف ہو۔ جیسے بَعْلَبَكُّ۔ حَضَرَمَوْتُ۔

فائدہ: مرکب کی چھ قسمیں ہیں۔ جیسے شاعر کا شعر ہے۔

بود ترکیب نزد نحویاں شش بیادش گیر گر خائف زفوتی

ہم اسنادی وتوصیفی وصوتی اضافی دان تو تعدادی ومزجی

1: مرکب اضافی 2: مرکب تعدادی (بنائی) 3: مرکب مزجی (منع صرف) 4: مرکب اسنادی 5: مرکب توصیفی 6: مرکب صوتی۔

1۔ مرکب اسنادی کی تعریف: مرکب اسنادی وہ مرکب ہے جو اسناد پر مشتمل ہو۔ جیسے تأبط شرا۔ لیکن بعد میں کسی کا نام پڑ گیا ہو۔

باقی اقسام کی تعریفات گزر چکی ہیں۔ مرکب کی ان چھ قسموں میں سے صرف مرکب منع صرف غیر منصرف کا

سبب بن سکتا ہے اس لیے کہ مرکب اسنادی، مرکب صوتی اور مرکب بنائی تینوں مبنی ہیں اور غیر منصرف معرب ہے۔ تو معرب اور مبنی میں تضاد ہے۔ لہذا یہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے۔ اور مرکب اضافی تو غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتا ہے۔ باقی رہا مرکب توصیفی تو اس کو مرکب اضافی پر محمول کیا گیا ہے۔ (جامی:58، جهد تمیر:32)

8۔ وزن فعل

وزن فعل کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

ان میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

1۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کلام عرب میں یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو اسم میں نہ پایا جائے۔ اگر اسم میں پایا گیا تو پھر شرط یہ ہے کہ فعل سے اسم کی طرف منقول ہو۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر یہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ اسم و فعل مین مشترک ہو تو پھر شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروف اَتین میں سے کوئی حرف ہو۔ اور آخر میں تاء کو بھی قبول نہ کرے۔ جیسے یَشْکُرُ اور یَغْلِبُ۔

احترازی مثال جیسے یعمل۔ کہ یہ تاء کو قبول کرتا ہے جیسے نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: اوزان کل دس ہیں۔

1. ثلاثی مجرد معلوم	2. ثلاثی مجرد مجہول	3. ثلاثی مزید فیہ معلوم
4. ثلاثی مزید فیہ مجہول	5. رباعی مجرد معلوم	6. رباعی مجرد مجہول
7. رباعی مزید فیہ معلوم	8. رباعی مزید فیہ مجہول	9. خماسی مجرد
10. خماسی مزید فیہ		

ان اوزان میں سے خماسی (مجرد و مزید فیہ) اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ ثلاثی مجرد معلوم اور رباعی مجرد معلوم اسم و فعل میں مشترک ہیں اور باقی چھ فعل کے ساتھ خاص ہیں۔ یعنی اگر ثلاثی مجرد یا رباعی مجرد کا وزن ہو تو پھر شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروف اَتین ہو اور آخر میں تاء کو قبول نہ کرے۔

(جامی:65،جہد تقصیر:32)

9۔ الف و نون زائد تان

الف و نون زائد تان سے مراد وہ الف و نون ہیں جو فاء، عین یا لام کلمے کے مقابلے میں نہ ہو۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

یہ الف و نون اسم جامد کے آخر میں ہوں گے یا اسم مشتق کے آخر میں۔

اگر جامد کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ علم ہو جیسے عِثْمَانُ وعِمْرَانُ

اور اگر مشتق کے آخر میں ہوں تو ان کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث کے آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو حالت وقف میں ہاء سے تبدیل ہو جائے۔ اتفاقی مثال جیسے سَکْرَانُ، اس کی مؤنث سُکْرٰی آتی ہے۔ احترازی مثال جیسے نَدْمَانٌ اس کی مؤنث نَدْمَانَةٌ آتی ہے۔(جامی:59)

غیر منصرف کا حکم

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔

غیر منصرف کا اعراب: غیر منصرف کا اعراب لفظی حرکتی اور تبعی ہے۔ رفع ضمہ لفظی کے ساتھ۔ نصب اور جر فتحہ لفظی کے ساتھ جیسے جَاءَ أَحْمَدُ وَرَأَيْتُ أَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ۔

سوال: غیر منصرف میں جر کو نصب کا تابع کیوں کیا؟

جواب: غیر منصرف میں جر نصب کا تابع اس لیے ہے کہ غیر منصرف فعل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ مشابہت اس طرح ہے کہ فعل میں دو فرعیتیں پائی جاتی ہیں۔ احتیاج الی الفاعل اور دوسرا اشتقاق من المصدر۔ اور اسی طرح غیر منصرف میں بھی دو فرعیتیں (دو اسباب) پائے جاتے ہیں۔ تو جس طرح فعل پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اسی طرح غیر منصرف پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔(جامی:45)

فوائد غیر منصرف

فائدہ 1: چند عوارض ایسے ہیں جو غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں۔ یہ کل چار عوارض ہیں۔ لیکن ان عوارض سے پہلے ایک فائدہ کا جان لینا ضروری ہے۔

فائدہ: علم کا تعلق باقی اسباب کے ساتھ چار قسم پر ہے۔

1: تعلق تضاد کا ہو یعنی اس کے ساتھ بالکل جمع نہ ہو سکتا ہے وہ سبب وصف ہے۔

2: مجامعت غیر مؤثرہ کے طور پر ہو۔ یعنی علم ان کے ساتھ جمع تو ہو گا لیکن غیر مؤثر ہو گا۔ یہ دو سبب ہیں۔

الف مقصورہ وممدودہ، اور جمع منتہی الجموع۔

3: مجامعت مؤثرہ بطور سبب کے ہو۔ یعنی علم ان کے ساتھ بطور سببیت کے جمع ہو گا۔ یہ دو سبب ہیں۔

1۔ عدل 2۔ وزن فعل 3۔ مجامعت مؤثرہ بطور سببیت وشرطیت کے، یعنی علم خود سبب بھی بنے گا اور دوسرے سبب کے لیے شرط بھی بنے گا۔

یہ چار اسباب ہیں۔ 1: تانیث لفظی ومعنوی 2: عجمہ 3: ترکیب 4: الف ونون زائد تان۔

1: پہلا عارض: ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علیت مؤثرہ ہو چاہے بطور سببیت کے ہو یا بطور سببیت وشرطیت دونوں کے ہو۔ ایسے غیر منصرف کو اگر نکرہ بنایا جائے تو منصرف کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

عَلم کو نکرہ بنانے کا طریقہ:

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ علم سے شخص معین مراد نہ لیا جائے بلکہ ایک جماعت کا نام فرض کیا جائے۔ اور ان میں سے ایک فرد غیر معین کو مراد لیا جائے۔ هٰذَا زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا آخَرَ۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ علم سے وصف مشہور مراد لیا جائے جیسے لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوسىٰ۔ أَيْ لِكُلِّ مُبْطِلٍ مُحِقٌّ۔
(جامی: 61، جامع الدروس: 2/175، موسوعہ: 655)

دوسرا عارض: وہ یہ ہے کہ ضرورت شعری کی وجہ سے بھی غیر منصرف منصرف کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ پھر ضرورت شعری کی دو قسمیں ہیں۔ 1: ضرورت وزن شعری 2: ضرورت قافیہ

پھر وزن شعری بھی دو قسم پر ہے۔ 1: احتراز عن الانکسار 2: احتراز عن الزحاف

1: احتراز عن االانکسار: یہ ہے کہ اگر غیر منصرف کو منصرف نہ پڑھا جائے تو شعر کا وزن ٹوٹ جاتا ہو۔ جیسے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شعر ہے۔

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا   صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

اس شعر میں مَصَائِبٌ پر اگر تنوین کے بجائے ضمہ (غیر منصرف) پڑھا جائے تو وزن شعری ٹوٹ جاتا ہے۔

احتراز عن الزحاف: یہ ہے کہ اگر غیر منصرف کو منصرف نہ پڑھا جائے تو وزن شعر تو نہ ٹوٹے۔ لیکن شعر کی سلامت وروانگی میں فرق پڑتا ہو۔ جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں۔

أَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا إِنَّ ذِكْرَهُ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

اس مثال میں نُعْمَانٍ کے نون پر اگر کسرہ کے بجائے فتحہ پڑھا جائے وزن تو سلامت ہو گا لیکن شعر کی سلاسلیت وروانگی ختم ہو جاتی ہے۔

2: رعایت قافیہ: جیسے شاعر کا قول ہے۔

سَلَامٌ عَلٰى خَيْرِ الْأَنَامِ وَسَيِّدٍ حَبِيْبِ إِلٰهِ الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ ^

بَشِيْرٍ نَذِيْرٍ هَاشِمِيٍّ مُكَرَّمٍ عَطُوْفٍ رَحِيْمٍ مَنْ يُسَمّٰى بِأَحْمَدٍ

اس مثال میں اگر احمد کے دال پر کسرہ کے بجائے فتحہ پڑھا جائے تو وزن میں اگرچہ خلل نہیں پڑتا لیکن قافیہ کی رعایت نہیں ہو گی۔

کیوں کہ حرف اخیر تمام ابیات میں مکسور ہے۔

3: تیسرا عارض: تیسرا عارض تناسب ہے۔ یعنی تناسب کی وجہ سے غیر منصرف کو منصرف پڑھا جاتا ہے۔ جیسے ﴿سَلٰسِلًا وَ اَغْلٰلًا﴾۔ سلاسل غیر منصرف ہے لیکن اس پر تنوین اَغلالاً کی مناسبت کی وجہ سے پڑھی گئی ہے۔ (جامی:64، موسوعہ:654)

چوتھا عارض: یہ ہے کہ جب غیر منصرف مضاف ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو منصرف کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ جیسے ﴿فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾، ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾۔

فائدہ:

اسمائے انبیاء کرام منصرف وغیر منصرف:

سات اسمائے انبیاء علیہم السلام منصرف ہیں اور باقی تمام عجمی وغیر منصرف ہیں۔ ان سات میں سے چار مُحَمَّدٌ، صالحٌ، هُوْدٌ اور شُعَيْبٌ علیہم السلام عربی منصرف ہیں اور تین نُوْحٌ، لُوْطٌ اور شِيْثٌ عجمی منصرف ہیں۔ عجمہ کے شرائط نہ ہونے

کی وجہ سے۔ جیسے شعر:

گر ہمی خواہی کہ دانی نام پیغمبر . تا کدام است اے برادر نزد نحوی منصرف

صالح وہود ومحمد با شعیب ونوح ولوط این ہمہ دان منصرف، دیگر ہمہ لاینصرف

اور باقی رہا عُزَیْر، تو عند البعض عربی مصغر منصرف ہے۔(قرآن مجیدؔ میں بھی منصرف استعمال ہوا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے: ﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾۔ یہاں جو عزیر کے نیچے چھوٹا سانون ہے، یہ در حقیقت تنوین ہے)۔

اور عند البعض عجمی غیر منصرف ہے۔(جامی:55، جہد قصیر:33، موسوعہ:355)۔

فائدہ: اسمائے ملائکہ منصرف وغیر منصرف:

اسمائے ملائکہ میں سے چار کے علاوہ باقی تمام عجمی وغیر منصرف ہیں۔ اور یہ چار عربی ہیں ان میں سے رِضْوَانُ عربی غیر منصرف ہے۔ علمیت اور الف ونون زائد تان کی وجہ سے۔ اور باقی تین مَالِكٌ، مُنْكَرٌ اور نَكِيْرٌ منصرف ہیں۔ (جہد قصیر:33، موسوعہ:655)

فائدہ: اسمائے شہور:

اسمائے شہور میں سے چھ غیر منصرف ہیں۔ 1: جُمَادَی الْأُوْلٰی 2: جُمَادَی الْأُخْرٰی (یہ دونوں الف مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں)۔ 3: شَعْبَانُ

4: رَمَضَانُ (یہ دونوں الف ونون زائد تان کی وجہ سے۔ 5: صَفَرُ 6: رجب، (یہ دونوں غیر منصرف ہیں علمیت اور عدل کی وجہ سے)۔ یہ دونوں معدول ہیں اَلصَّفَرُ اور اَلرَّجَبُ سے آخری چار غیر منصرف اس وقت ہونگے جب ان سے متعین مہینہ مراد ہو۔ (جہد قصیر:33)

نوٹ: معدول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے ایک متعین مہینہ مراد ہے اور تعیین کے لیے کلمہ پر الف لام داخل ہوتا ہے، جب کہ اس پر داخل نہیں ہوتا تو گویا یہ معرف بالام سے معدول ہے۔

فائدہ: اسمائے شیطان:

شیطان کے دو نام ہیں۔ 1: عَزَازِيْلُ 2: إِبْلِيْسُ

عَزَازِیْلُ غیر منصرف ہے علمیت اور عجمہ کی وجہ سے۔ اور اِبْلِیْسُ عند البعض عجمہ غیر منصرف ہے اور عند البعض عربی غیر منصرف ہے۔ عجمہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے۔(جهد قصیر:33)

فائدہ: اسمائے مواضع وقبائل:

اسمائے مواضع وقبائل کی چند قسمیں ہیں۔

1: بعض وہ اسماء جن میں تانیث معنوی کے علاوہ دو اسباب موجود ہوں۔ جیسے تَغْلِبُ اور بَاهِلَةُ۔ یا عرب سے غیر منصرف سنے گئے ہوں۔ جیسے هُوْدُ، مَجُوْسُ، اور دِمِشْقُ۔ یہ ہمیشہ غیر منصرف ہوں گے۔

2: بعض ایسے ہیں جو عرب سے منصرف سنے گئے ہو تو ہمیشہ منصرف پڑھے جائیں گے جیسے کَلْبُ، ثَقِیْفُ، اور حُنَیْنُ۔

اور ان کے علاوہ میں ہر دو وجہ جائز ہیں۔ اگر بتاویل مکان یا حیّ (بمعنیٰ قبیلہ) کے ہو تو منصرف ہوں گے۔ اور اگر بتاویل بقعۃ یا قبیلۃ کے ہو تو غیر منصرف ہوں گے۔

(جهد قصیر:33)

قاعدہ برائے معرفت غیر منصرف:

اسم غیر منصرف کی کل بارہ علامات ہیں۔ غیر منصرف دو قسم پر ہے۔

1: معرفہ 2: نکرہ

ہر ایک کے لیے چھ چھ علامات ہیں۔

علامت معرفہ: 1: تانیث لفظی ومعنوی جیسے طَلْحَةُ، زَیْنَبُ۔

2: آخر میں الف ونون زائد تان ہو جیسے عِمْرَانُ۔

3: اَفْعَلُ کا وزن ہو جیسے اَحْمَدُ۔

4: مرکب منع صرف ہو جیسے مَعْدِیْکَرِبُ۔

5: عجمہ ہو جیسے اِبْرَاهِیْمُ۔

6: فُعَلُ کا وزن ہو جیسے عُمَرُ، زُفَرُ۔

علامات نکرہ: 1: اَفْعَلُ صفتی ہو جیسے أَحْمَرُ۔

2: فَعْلَانُ صفتی ہو جیسے سَکْرَانُ۔

3: فُعَالُ یا مَفْعَلُ کا وزن ہو جیسے أُحَادُ، مُوْحِدُ۔

4: الف ممدودہ ہو جیسے حَمْرَآءُ۔

5: الف مقصورہ ہو جیسے حُبْلیٰ۔

6: جمع اقصیٰ ہو جیسے مَسَاجِدُ۔

(جامع الدروس: 2/ 148، روضۃ الہادیہ: 47)

ششم اسمائی ستہ مکبرہ در وقتی کہ مضاف باشد بغیر یائی متکلم چون اِب، اِخ، حمٌ، ہنٌ، فمٌ، و ذو مال۔ رفع شان بواؤ باشد و نصب بالف و جر بیاء۔ جاء اِبوک، و رایت اِباک، و مررت بأبیک

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم متمکن کی چھٹی قسم کو بیان کرنا ہے جس کا اعراب حروفی لفظی غیر تبعی آتا ہے۔ وہ اسمائے ستہ مکبرہ ہیں۔

اسمائے ستہ مکبرہ

اسمائے ستہ مکبرہ میں چھ باتیں ہیں۔ جن میں سے صاحب نحو میر نے تین کو ذکر کیا ہے اور تین کو ترک کیا ہے۔

1: الفاظ 2: معانی 3: اصل 4: اعراب 5: شرائط 6: سوالات و جوابات

1۔ الفاظ: اسمائے ستہ مکبرہ یہ کل چھ الفاظ ہیں۔ أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْ مَالٍ۔

2۔ معانی:

لفظ	معنیٰ	لفظ	معنیٰ
أَبٌ	باپ	أَخٌ	بھائی
حَمٌ	دیور	هَنٌ	شرمگاہ
فَمٌ	منہ	ذُوْ مَالٍ	صاحب مال

3۔ اصل: اسمائے ستہ مکبرہ میں سے أب، أخ، حم، اور ھن ناقص واوی ہیں۔ اصل میں أَبَوٌ، أَخَوٌ، حَمَوٌ اور هَنَوٌ

تھے۔ بفتح العین اور عبد البعض بسکون العین تھے۔ واؤ کو خلاف قیاس حذف کیا۔
فم: اجوف واوی ہے اصل میں فَوَہٌ تھا۔ (بفتح العین)، اور بعض کے نزدیک بسکون العین تھا جیسے فَوْہٌ۔ اور بعض کے نزدیک بضم الفاء وسکون العین تھا جیسے فُوْہٌ۔
ہاء کو میم سے تبدیل کر دیا۔ واؤ کو خلاف قیاس حذف کیا گیا۔ اگر مضاف ہو جائے تو واؤ محذوفہ واپس آتا ہے۔
جیسے فُوْکَ۔
ذُوْ اصل میں ذَوَوٌ یا ذَوَیٌ تھا بر وزن فَعَلٌ۔ اور لفیف مقرون ہے اور یہ ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

4۔ اعراب: اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب حروفی لفظی اور غیر تبعی آتا ہے۔ رفع واؤ لفظی کے ساتھ، نصب الف لفظی کے ساتھ اور جر یائے لفظی کے ساتھ۔ جیسے جَاءَنِیْ أَبُوْكَ، وَرَأَيْتُ أَبَاكَ، وَمَرَرْتُ بِأَبِيْكَ۔

5۔ شرائط برائے اسمائے ستہ مکبرہ:

اسمائے ستہ مکبرہ کے لیے پانچ شرائط ہیں۔

1: مفرد ہوں، تثنیہ و جمع نہ ہوں۔ اگر تثنیہ و جمع ہوں تو اعراب تثنیہ و جمع والا ہو گا جیسے جاءنی أبوان، ورأیت أبوین، ومررت بأبوین۔

2: مکبر ہوں، مصغر نہ ہوں۔ اگر مصغر ہوں تو ان کا اعراب لفظی حرکتی ہو گا جیسے جَاءَنِیْ أُبَيُّكَ ، وَرَأَيْتُ أُبَيَّكَ، وَمَرَرْتُ بِأُبَيِّكَ۔

3: مضاف ہوں، اگر مضاف نہ ہو تو ان کا اعراب لفظی حرکتی غیر تبعی ہو گا۔ جیسے جَاءَنِیْ أَبٌ، وَرَأَيْتُ أَبًا، وَمَرَرْتُ بِأَبٍ۔

4: ایسے اسم کی طرف مضاف نہ ہو جس کا اول حرف ساکن ہو و گرنہ اعراب حروفی تقدیری غیر تبعی ہو گا، جیسے: ابو القاسم، ابا القاسم، ابی القاسم۔

5: یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہو، اگر ہوں تو پھر ان کا اعراب حرکتی تقدیری ہو گا۔ جیسے جَاءَنِیْ أَبِیْ، وَرَأَيْتُ أَبِیْ، وَمَرَرْتُ بِأَبِیْ۔ (جامی:39، جہد قصیر:34)

فائدہ: لفظ فم کا مذکورہ اعراب اس وقت ہو گا جب میم سے خالی ہو جیسے: "فوک" و گرنہ اعراب حرکتی لفظی

غیر تبعی ہوگا، جیسے: "لَخُلوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطيَبُ عندَ اللهِ مِنْ رِيْحِ المِسْكِ" الحديث۔

6۔ سوالات وجوابات:

سوال: اسمائے ستہ مکبرہ مفرد ہیں اور مفرد اصل ہے بنسبت تثنیہ و جمع کے، لہٰذا ان کا اعراب حرکتی ہونا چاہیے۔ اعراب حروفی کیوں ہے؟ جواب؛ مفرد اصل ہے بنسبت تثنیہ وجمع کے اور تثنیہ و جمع فرع ہے

اگر ہمیشہ مفردوں کا اعراب حرکتی ہوتا تو اصل اور فرع کے درمیان منافرت تامہ واقع ہوتی۔ اس لیے چند مفردوں کو اعراب حروفی دیا گیا۔ تاکہ اصل اور فرع کے درمیان منافرت تامہ (دوری) ہو۔ بلکہ اصل اور فرع میں قرب وانس پیدا ہو جائے۔

سوال 2: اس اعراب کو چھ اسموں میں کیوں منحصر کیا؟

جواب: چوں کہ تثنیہ وجمع کے اعراب کی چھ حالتیں تھیں۔ تین تثنیہ کی (رفع، نصب، جر) اور تین جمع کی۔ اس لیے اس اعراب کو چھ اسموں میں منحصر کر دیا تاکہ ہر حالت کے مقابلے میں ایک اسم آجائے۔

سوال 3: ان چھ اسماء کو کیوں خاص کیا؟ ان کے علاوہ کو کیوں خاص نہیں کیا؟

جواب: ان چھ الفاظ کو اس لیے خاص کیا کہ یہ تثنیہ وجمع کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ یعنی جس طرح تثنیہ و جمع کے معنیٰ میں تعدد ہے اسی طرح ان کے معنیٰ میں بھی تعدد ہے۔ جیسے اَبُوک کا معنیٰ ہے (تیرا باپ) تو اس سے باپ بیٹے دونوں کا معنیٰ سمجھ میں آتا ہے اور اسی طرح اَب کا معنیٰ ہے وہ ذات جس کے لیے بیٹا ہو۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنیٰ میں تعدد ہے (جامی؛40 جہد تقصیر؛35)

> ہفتم مثنّی چون رجلان، ہشتم کلا وکلتا مضاف بمضمر، نہم اثنان واثنتان۔ رفع شان بالف باشد، ونصب وجر بیائی ما قبل مفتوح چون جاءنی رجلان وکلاہما واثنان، ورایت رجلین وکلیہما واثنین، ومررت برجلین وکلیہما واثنین۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم متمکن کی ساتویں آٹھویں اور نویں قسم جن کا اعراب حروفی لفظی اور تبعی آتا ہے ان کو بیان کرنا ہے۔

وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ 1: مثنیٰ حقیقی 2: مثنیٰ صوری 3: مثنیٰ معنوی

7۔ ساتویں قسم مثنی حقیقی کی تعریف

مثنی حقیقی وہ ہے جس میں تین شرائط موجود ہو۔

1: اپنے مادے سے مفرد ہو۔ 2: معنیٰ بھی تثنیہ والا ہو۔ 3: اور وزن بھی تثنیہ والا ہو۔ جیسے رَجُلَانِ۔

8۔ مثنی صوری کی تعریف

مثنی صوری وہ ہے جس میں دو شرائط موجود ہوں۔

1: معنیٰ تثنیہ والا ہو۔ 2: وزن بھی تثنیہ والا ہو، اور اپنے مادے سے مفرد نہ ہو۔ جیسے اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ۔

9۔ مثنی معنوی کی تعریف

مثنی معنوی وہ ہے جس میں صرف ایک شرط موجود ہو۔ یعنی معنیً تثنیہ ہو۔ تثنیہ کے اوزان میں سے بھی نہ ہو اور اپنے مادے سے اس کا مفرد بھی نہ ہو۔ جیسے کِلَا وکِلْتَا۔

مضاف بمضمر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مثنی معنوی (کِلَا وکِلْتَا) کو اعراب حروفی لفظی اور تبعی دینے کے لیے ایک شرط کو بیان کرنا ہے۔

شرط کِلَا وکِلْتَا: کِلَا وکِلْتَا کو مذکورہ اعراب دینے کے لیے شرط یہ ہے کہ یہ مضاف ہوں ضمیر کی طرف۔ اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو پھر یہ اعراب نہ ہو گا، اس لیے کہ کِلَا وکِلْتَا باعتبار لفظ مفرد اور باعتبار معنیٰ تثنیہ ہیں۔ تو باعتبار لفظ اعراب لفظی حرکتی کا تقاضا کرتے ہیں اور باعتبار معنی اعراب حروفی کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور اعراب بالحرکت اصل ہے اعراب بالحرف کے مقابلے میں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کِلَا وکِلْتَا اسم ظاہر واسم ضمیر دونوں کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ اور اسم ظاہر اصل ہے بنسبت اسم ضمیر کے۔ تو نحویوں نے سوچا کہ جب کِلَا وکِلْتَا اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو اعراب بالحرکت تقدیری دیں گے اس لیے کہ اسم ظاہر بھی اصل ہے۔ اور اعراب بالحرکت بھی اصل ہے۔ اور اگر ضمیر کی طرف

مضاف ہوں تو اعراب بالحرف دیں گے۔ اور یہ اس لیے کہ اعراب بالحرف بھی فرع ہے اور اسم ضمیر بھی فرع ہے۔ تاکہ انصاف ہو جائے۔

اعراب: ان تینوں قسموں کا اعراب حروفی لفظی اور تبعی آتا ہے۔ رفع الف ساکن ما قبل مفتوح اور نصب اور جر یاء ساکن ما قبل مفتوح کے ساتھ۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاثْنَتَانِ۔ وَرَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَكِلَیْهِمَا وَاثْنَتَیْنِ، وَمَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَكِلَیْهِمَا وَاثْنَتَیْنِ۔

(جامی:40، جہد قصیر:35، شرح شذور الذہب:65)

دہم: جمع مذکر سالم مسلمون، ویازدہم: اولو، دوازدہم: عشرون تا تسعون۔ رفع شان بواو ما قبل مضموم باشد ونصب وجر بیائی ما قبل مکسور چون جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ وَأُوْلُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً، وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَأُوْلِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَأُوْلِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلاً۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم متمکن کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں قسم کے اعراب کو بیان کرنا ہے۔

وہ کل تین ہیں۔ 1: جمع حقیقی 2: جمع صوری 3: جمع معنوی۔

10۔ دسویں قسم جمع حقیقی

جمع حقیقی وہ ہے جس میں تین شرائط موجود ہوں۔

1: دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔

2: جمع کے اوزان میں سے ہو۔

3: اور اپنے مادے سے اس کا مفرد بھی ہو۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ۔

11۔ گیارھویں قسم جمع صوری

جمع صوری وہ ہے جس میں دو شرائط موجود ہوں۔

1: دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔

2: جمع کے اوزان میں سے ہو۔ لیکن اپنے مادے سے اس کا مفرد نہ ہو۔ جیسے عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ۔

12۔ بارھویں قسم جمع معنوی

جمع معنوی وہ ہے جس میں صرف ایک شرط موجود ہو۔

1: دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔ لیکن جمع کے اوزان میں سے نہ ہو اور اپنے مادے سے اس کا مفرد بھی نہ ہو۔ جیسے أُولُوْ، ذُوْ کی جمع ہے۔

اعراب: ان تین قسموں کا اعراب حروفی لفظی اور تبعی آتا ہے۔ رفع واؤ ساکن ما قبل مضموم اور نصب و جر یاء ساکن ما قبل مکسور کے ساتھ۔ جیسے جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَأُوْلُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً، وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاً، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَأُوْلِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاً۔

سوال: تثنیہ و جمع کو اعراب حروفی تبعی کیوں دیا؟

جواب: تثنیہ و جمع کو اعراب تبعی اس لیے دیا کہ اعراب کے لیے حروف تین تھے۔ واؤ، الف اور یاء۔ اور حالتیں کل چھ تھیں۔ تین تثنیہ کی اور تین جمع کی۔ اب ان تین حروف کو چھ حالتوں میں تقسیم کرنے کی دو صورتیں تھیں۔ پہلی صورت یہ تھی کہ ان حروف کو تثنیہ و جمع کے اعراب کی چھ حالتوں میں مشترک کر دیا جاتا، دوسری صورت یہ ہے کہ تین حالتوں کو اعراب دے دیتے اور تین حالتوں کو چھوڑ دیتے۔ لیکن یہ دونوں صورتیں صحیح نہیں تھیں۔ اس لیے کہ اگر سب میں مشترک کر دیے جاتے تو التباس لازم آتا تثنیہ و جمع کا۔

اور اگر تین حالتوں کو اعراب دے دیتے تو تین حالتیں بغیر اعراب کے رہ جاتیں۔ تو اس وجہ سے الف کو تثنیہ کی حالت رفعی کے ساتھ خاص کر دیا اور واؤ کو جمع کی حالت رفعی کے ساتھ خاص کر دیا۔

باقی ایک حرف بچ گیا اور چار حالتیں بچ گئیں۔ تو تثنیہ و جمع کی حالت نصبی و جری کے ساتھ یاء کو خاص کر دیا۔ پھر تثنیہ میں یاء کا ما قبل مفتوح کر دیا اور جمع میں یاء کا ما قبل مکسور کر دیا۔ تا کہ دونوں میں فرق ہو۔ اور التباس لازم نہ آئے۔

> سیز دھم: اسم مقصور و آن اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چون موسیٰ۔
> رفع شان بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتحہ و جر بتقدیر کسرہ باشد، و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد
> چون جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ، وَرَأَيْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ، وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم متمکن کی تیرھویں اور چودھویں قسم کو بیان کرنا ہے۔

13- تیرھویں قسم اسم مقصور

14- چودھویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

اسم متمکن کی تیرھویں اور چودھویں قسم جن کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری آتا ہے۔ ایک اسم مقصور ہے۔ یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مُوْسٰی بروزن مفعل۔ دوسرا غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے غُلَامِیْ۔

فائدہ: الف مقصورہ کی دو قسمیں ہیں۔

1: اصلی منصرفہ جیسے عَصٰی۔

2: زائد غیر منصرف جیسے حُبْلٰی۔ اس قسم میں الف سے مراد اصلی ہے۔

اعراب: ان کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ آتا ہے جیسے جَاءَ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ، وَرَأَیْتُ مُوْسٰی وَغُلَامِیْ، وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلَامِیْ۔

فائدہ: مُوْسٰی دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اول اسم النبی ہے۔ دوم کو آلۂ حلق (استرہ) کہتے ہیں۔ اور اس کو مُوْسَی الْحَدِیْدِ کہتے ہیں۔

موسٰی اسم النبی غیر منصرف ہے علم اور عجمہ کی وجہ سے، اور مُوْسَی الْحَدِیْدِ عند البصریین منصرف ہے۔ اس کا اعراب حرکتی تقدیری غیر تبعی ہے۔ (جہد قصیر:36، جامی:42)

> پانزدہم اسم منقوص، وآن اسمیست کہ آخرش یائی ما قبل مکسور باشد چون قاضی، رفعش بتقدیر ضمہ باشد، ونصبش بفتحہ لفظی، وجرش بتقدیر کسرہ چون جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم متمکن کی پندرھویں قسم جس کا اعراب دو حالتوں میں تقدیری آتا ہے۔ وہ اسم منقوص ہے۔

15۔ اسم منقوص

اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یائے ساکن غیر متکلم ما قبل مکسور ہو جیسے قاضی۔

اعراب: اسم منقوص کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ آتا ہے جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

(جامی:43، جہد قصیر:37)

شانزدہم: جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چون مسلمیّ، رفعش بتقدیر واؤ باشد، ونصب وجرش بیائی ما قبل مکسور چون ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسم متمکن کی سولہویں قسم کو بیان کرنا ہے جس کا اعراب ایک حالت میں تقدیری آتا ہے۔

تشریح: اسم متمکن کی سولھویں قسم جس کا اعراب ایک حالت میں تقدیری آتا ہے وہ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم ہے جیسے مُسْلِمِیَّ۔

اعراب: اس کا اعراب رفع واؤ تقدیری کے ساتھ، نصب اور جر یاء ما قبل مکسور کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

مسلمیّ کہ در اصل مسلمون بود، نون باضافت ساقط شد، واؤ و یاء جمع شدہ بودند، وسابق ساکن بود، واؤ را بیا بدل کنند، و باء را در یاء ادغام کردند مسلمیّ شد، ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدہ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

فائدہ: مُسْلِمِیَّ اصل میں مُسْلِمُوْنَیَ تھا۔ نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ پھر بقانون قُوَیْلٌ، قُوَیْلَۃٌ واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا، اور یاء کو یاء میں مدغم کر دیا۔ تو مُسْلِمُیَّ ہو گیا۔ پھر بقانون دَعِوْ یاء کے ما قبل ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کر دیا۔ تو مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔ (**نوٹ:** یہ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم کی حالتِ رفعی کی تعلیل ہے، نہ کہ حالتِ نصبی وجری کی)۔ (جامی:43، جہد قصیر:37)

فصل: بدانکہ اعراب مضارع سہ است: رفع، نصب و جزم

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل مضارع کے اعراب اور اس کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے کہ معرب کی دو قسمیں ہیں۔

1: اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو۔ 2: اور فعل مضارع بشرطے کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسم متمکن کے اعراب سے فراغت کے بعد اب فعل مضارع کو بیان کر رہے ہیں۔

فعل مضارع کے اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ رفع، نصب اور جزم

1۔ رفع: یہ اس ضمہ اور اثبات نون کو کہتے ہیں جو مقتضی عامل کو بیان کرے۔ جیسے یَضْرِبُ، یَضْرِبُوْنَ۔

2۔ نصب: اس فتحہ اور حذف نون کو کہتے ہیں جو مقتضائے عامل کو بیان کرے۔ جیسے لَنْ یَّضْرِبَ، لَنْ یَّضْرِبُوْا۔

3۔ جزم: جزم اس سکون حذف نون اور حذف حرف علت کو کہتے ہیں جو موجب عامل کو بیان کرے۔ جیسے لَمْ یَضْرِبْ، لَمْ یَضْرِبُوْا، لَمْ یَغْزُ۔

فائدہ: جزم کے معنی سکون کے ہیں، پھر سکون دو قسم پر ہے: 1۔ اعرابی 2۔ بنائی۔ سکونِ اعرابی معرب میں ہوتا ہے، جو کسی عامل سے پیدا ہوتا ہے اور موسوم ہے جزم سے۔ رہا بنائی، یہ مبنی میں ہوتا ہے اور موسوم ہے وقف سے۔ (جہد قصیر: 37)

فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب. بر چہار قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض باعتبار وجوہ اعراب فعل معرب کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: نحاۃ کے نزدیک فعل تین قسم پر ہے۔

1: فعل ماضی 2: فعل مضارع 3: فعل امر حاضر

ان میں سے فعل ماضی و امر حاضر تو مبنی ہیں۔ اور فعل مضارع کے دو صیغے (جمع مؤنث غائبات و مخاطبات) بھی مبنی ہیں۔ اور باقی بارہ صیغے معرب ہیں۔ یہاں ان بارہ صیغوں کا اعراب بیان ہوگا۔

ان کا اعراب چار قسم پر ہے۔

وجہ حصر: فعل مضارع دو حال سے خالی نہیں۔ نون اعرابی سے خالی ہو گا یا نون اعرابی کے ساتھ۔ اگر نون اعرابی سے خالی ہو تو یہ پانچ صیغے ہیں۔ یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ۔ پھر یہ پانچ صیغے تین حال سے خالی نہیں، صحیح ہوں گے یا معتل واوی و یائی ہوں گے یا معتل الفی ہوں گے۔

اگر صحیح ہوں تو یہ اعراب کی پہلی قسم ہے۔ اور اگر معتل واوی و یائی ہوں تو یہ دوسری قسم ہے۔ اور اگر معتل الفی ہوں تو یہ تیسری قسم ہے۔ اور اگر فعل کے آخر میں نون اعرابی ملحق ہو تو یہ چوتھی قسم ہے۔

(جہد قصیر:37)

اول صحیح، مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائی تثنیہ و جمع مذکر و برائی واحد مؤنثہ مخاطبہ، رفعش بضمہ باشد و نصب بفتحہ باشد و جزم بسکون، چونؔ ہو یضرب و لن یضرب و لم یضرب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل مضارع کے پانچ صیغوں کی پہلی قسم مفرد صحیح کے اعراب کو بیان کرنا ہے۔

قسم اول کا اعراب: یہ وہ مضارع ہے جو مفرد صحیح ہو اور خالی ہو ضمائر بارزہ سے جو کہ تثنیہ، جمع مذکر اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ میں ہوتے ہیں۔

اس قسم کا اعراب رفع ضمہ لفظی کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم سکون لام کے ساتھ آتا ہے، جیسے هُوَيَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ۔ (جہد قصیر:38)

دوم: مفرد معتل واوی چون یغزو، و یائی چون یرمی، رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصب بفتحہ لفظی، و جزم بحذف لام چون: هُوَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ، وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَنْ يَرْمِيَ، وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل مضارع کے پانچ صیغوں کی دوسری قسم مفرد معتل واوی و یائی کے اعراب کو بیان کرنا ہے۔

قسم دوم مفرد معتل واوی و یائی: اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم حذف لام کے ساتھ۔ جیسے هُوَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ، وَلَنْ يَغْزُوَ وَلَنْ يَرْمِيَ، وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَرْمِ۔

سوم معتل الفی۔ چون یرضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد، و نصب بتقدیر فتحہ و جزم بحذف لام کلمہ چون هو یرضی،

ولن یرضی، ولم یرضَ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحومیرؒ کی غرض فعل مضارع کے پانچ صیغوں کی تیسری قسم معتل الفی کے اعرب کو بیان کرنا ہے۔

قسم سوم فعل مضارع مفرد معتل الفی: اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم حذف لام کلمہ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے هُوَيَرْضیٰ، وَلَنْ يَرْضیٰ وَلم يرض

چہارم: صحیح یا معتل باضمائر، ونونہائی مذکورہ رفع شان باثبات نون باشد، چنانکہ در تثنیہ گوئی: ہما یضربان ویغزوان ویرمیان، ودر جمع مذکر گوئی: ہم یضربون ویغزون ویرمون ویرضَون، ودر مفرد مؤنث حاضر گوئی: اِنت تضربین تغزین وترمین وترضَین، ونصب وجزم بحذف نون، چنانکہ در تثنیہ گوئی: لن یضربا، لن یغزوا، ولم یرمیا، ولم یرضَیا۔ در جمع مذکر گوئی: لن یضربوا، ولن یغزوا، ولن یرموا، ولن یرضواولم یضربوا، ولم یغزوا، ولم یرموا، ولم یرضَو۔ ودر واحد مؤنثہ مخاطبہ گوئی: لن تضربی، ولن تغزی، ولن ترمی، ولن ترضَی، ولم تغزی، ولم ترمی، ولم ترضی۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحومیرؒ کی غرض فعل مضارع کے اعراب کی چوتھی قسم (سات صیغوں کے اعراب) کو بیان کرنا ہے۔

قسم چہارم: فعل مضارع کے سات صیغوں کا اعراب خواہ فعل صحیح ہو یا معتل، اس کا رفع اثبات نون کے ساتھ، نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ آتا ہے۔ (مثالیں متن میں مذکور ہیں)۔

(جہد قصیر:38، روضۃ الہادیہ:48)

فصل عوامل اعراب

بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم است: لفظی و معنوی، لفظی بر سہ قسم است: حروف وافعال واسماء واین را در سہ باب یاد کنیم إن شاء اللہ تعالی

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحومیرؒ کی غرض عامل کی قسمیں بیان کرنا ہے۔

تشریح:

عامل کی تعریف: مَا أَوْجَبَ كَوْنَ آخِرَ الْكَلِمَةِ عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوْصٍ مِنْ رَفْعٍ وَنَصْبٍ وَجَرٍّ وَجَزْمٍ۔ (عامل وہ ہے جو کلمہ کے آخر میں ایک خاص حالت پیدا کرے خواہ حالت رفعی ہو، نصبی ہو، جری ہو یا جزمی ہو)۔

اقسام عامل

عامل کی دو قسمیں ہیں۔ 1: عامل لفظی 2: عامل معنوی

عامل لفظی کی تعریف: مَا يُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَيُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ۔ (یعنی جو دل سے پہچانا جائے اور زبان سے جس کا تلفظ کیا جائے)۔

عامل معنوی کی تعریف: مَا يُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَلَا يُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ۔ (یعنی جو دل سے پہچانا جائے لیکن زبان سے اس کا تلفظ نہ کیا جائے)۔

عامل معنوی کی قسمیں: عامل معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ 1: ابتداء جو مبتدا و خبر میں عمل کرتا ہے)۔ 2: خلو (جو فعل مضارع میں عمل کرتا ہے)۔ (روضۃ الہادیہ: 126)

تقسیمات عامل لفظی: عامل لفظی کی دو تقسیمیں ہیں۔

1: پہلی تقسیم باعتبار ذات 2: دوسری تقسیم باعتبار وصف

1۔ پہلی تقسیم باعتبار ذات: عامل لفظی باعتبار ذات تین قسم پر ہے۔

1: حروف عاملہ 2: افعال عاملہ 3: اسمائے عاملہ

دوسری تقسیم باعتبار وصف: عامل لفظی باعتبار وصف دو قسم پر ہے۔

1: سماعی 2: قیاسی

عامل سماعی کی تعریف: وَهُوَ مَا يُمْكِنُ ضَبْطُهُ بِالْجُزْئِيَّاتِ۔

عامل قیاسی کی تعریف: وَهُوَ مَا لَا يُمْكِنُ ضَبْطُهُ إِلَّا بِمَفْهُوْمٍ كُلِّيٍّ۔

پھر عوامل قیاسی کل سات ہیں۔

1: اسم فاعل 2: اسم مفعول 3: صفت مشبہ 4: مصدر 5: اسم تفضیل 6: فعل 7: اور اسم تام

مقدر آزمانے کو میدان میں سب ہی آتے ہیں ☆ جو جم کر کام کرتے ہیں وہی انعام پاتے ہیں
نہ گھبرا کثرت غم سے حصولِ کامیابی میں ☆ کے شاخ گل پر پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

باب اول در حروف عاملہ ودر دو فصل است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض عامل لفظی کی باعتبار ذات پہلی قسم حروف عاملہ کو بیان کرنا ہے، جیسے کہ پہلے سے معلوم ہو چکا ہے کہ عوامل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ان میں سے عامل لفظی ہے جس کی تین قسمیں ہیں۔

1: حروف عاملہ 2: افعال عاملہ 3: اسمائے عاملہ

تو چوں کہ پہلے حروف عاملہ کا بیان تھا تو صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باب اول حروف عاملہ کے بیان میں ہے جو دو فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں ان حروف عاملہ کا بیان ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں اور دوسری فصل میں ان حروف عاملہ کا بیان ہے جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔

فصل اول در حروف عاملہ در اسم وآن پنج قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ان حروف عاملہ کی اقسام اور تعداد کو بیان کرنا ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔

تشریح: حروف دو قسم پر ہیں۔ 1: حروف مبانی 2: حروف معانی۔

1۔ حروف مبانی کی تعریف: حروف مبانی ان حروف ہجاء کو کہتے ہیں جن سے کلمہ کی بناء ہوتی ہے۔ مثلاً زَیْدٌ کی بناء "ز، ی، د" سے ہے۔

2۔ حروف معانی کی تعریف: حروف معانی وہ ہیں جو کسی معنٰی کے لیے وضع کیے گئے ہوں مثلاً حروف جارہ وغیرہ۔ پھر یہ حروف معانی دو قسم پر ہیں۔

1: حروف عاملہ 2: حروف غیر عاملہ

فائدہ: حروف غیر عاملہ کی بحث ان شاء اللہ "نحو میر" کے آخر میں آئے گی۔

1۔ حروف عاملہ کا بیان:

حروف عاملہ کی سات قسمیں ہیں۔

1. حروف جارہ	2. حروف مشبہ بالفعل	3. ماولا المشبہتان بلیس
4. لائے نفی جنس	5. حروف نداء	6. حروف نواصب
7. حروف جوازم		

پھر یہ سات قسمیں دو قسم پر ہیں۔ 1: پہلی قسم میں وہ حروف ہیں جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ یہ کل پانچ ہیں۔

1. حروف جارہ	2. حروف مشبہ بالفعل	3. ماولا المشبہتان بلیس
4. لائے نفی جنس	5. حروف نداء	

2۔ دوسری قسم میں وہ حروف ہیں جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔ وہ دو قسم پر ہیں۔

1: حروف نواصب 2: حروف جوازم

پھر یہ پانچ (جو اسم میں عمل کرتے ہیں) دو قسم پر ہیں۔

1: ایک وہ ہیں جو ایک اسم میں عمل کرتے ہیں۔ یہ کل دو ہیں۔

حروف نداء حروف جارہ

2: دوسری قسم وہ ہیں جو دو اسموں میں عمل کرتے ہیں۔ یہ کل تین ہیں۔

حروف مشبہ بالفعل ماولا المشبہتان بلیس لائے نفی جنس

(جہد قصیر:40)

قسم اول حروف جر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض حروف عاملہ کی پہلی قسم حروف جارہ کو بیان کرنا ہے جو ایک اسم میں عمل کرتے ہیں۔

تشریح: حروف جارہ میں کل چھ باتیں ہیں۔

1. لغوی واصطلاحی معنیٰ　2. تعداد　3. حکم
4. تقسیمات　5. قواعد　6. تحقیق وتشریح

حروف کا لغوی معنیٰ: حروف حرف کی جمع ہے۔اور حرف لغت میں طرف اور کنارہ کو کہتے ہیں۔

حرف کی اصطلاحی تعریف: حرف وہ کلمہ ہے جس کا معنیٰ دوسرے کلمے کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے من والیٰ۔

جر کا لغوی معنیٰ: جر کا لغوی معنیٰ ہے کھینچنا۔

جر کی اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں جر اس حرکت اور حرف کا نام ہے جو اسم کے مجرور ہونے پر دلالت کرے۔

حروف جارہ کی تعریف:

مَاوُضِعَ لِإفْضَاءِ مَعْنٰی الْفِعْلِ أَوْ شِبْهِهِ إِلٰی مَدْخُوْلِهَا۔(یعنی یہ وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل کے معنیٰ کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں)۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، اس مثال میں باء حرف جر نے کَتَبْتُ کے معنیٰ کو قلم کی طرف کھینچا ہے کہ کتابت قلم کے ساتھ ہوئی ہے۔

> وآن ہفتدہ است: با، و من والی و حتی، وفی ولام، ورب، وواؤ قسم، وتائی قسم، وعن، وعلی وکاف تشبیہ، ومذ ومنذ، وحاشا، وخلا، وعدا

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض دوسری بات حروف جارہ کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف جارہ کل بائیس (22) ہیں۔ان میں سے سترہ (17) مشہور ہیں۔ جیسے شاعر کا شعر ہے۔

با وتا وکاف ولام و واؤ ومنذ ومذ خلا　　رُبّ، حاشا، من، عدا، فی عن، علیٰ، حتی، إلیٰ

اور پانچ غیر مشہور ہیں۔

1: لَوْلَا جب ضمیر پر داخل ہو ،عند سیبویہ۔

2: کَیْ جب ما مصدریہ یا ما استفہامیہ یا أن مصدریہ پر داخل ہو۔

3: لَاتَ جب زمان پر داخل ہو، عند الاخفش۔

4: مَتیٰ۔ عند لغۃ ھذیل۔

5: لَعَلَّ عندلغۃ عقیل (جب یہ دونوں مِنْ کے معنیٰ میں ہو۔ (جہد قصیر:40)

این در اسم روند وآخرش را بجر کنند، چون المال لزید

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض تیسری بات یعنی حروف جر کا حکم بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف جر کا حکم یہ ہے کہ یہ اسم پر داخل ہو کر اس کو جر دیتے ہیں۔ چاہے اسم حقیقی ہو یا حکمی ہو یا تاویلی ہو۔

اسم حقیقی سے مراد اسمائے جوامد، اسمائے مشتقات اور اسمائے مصادر ہیں۔ جیسے بزیدٍ۔ اور اسم حکمی سے مراد وہ جملہ ہے جس پر حروف مصدریہ میں سے کوئی حرف داخل ہو جیسے بِأَنْ تَقُوْمَ، اب یہ بِقِیَامِكَ اسم کے حکم میں ہے۔ اور اسم تاویلی سے مراد یہ ہے کہ کوئی لفظ هٰذَا اللَّفْظُ کی تاویل میں ہو۔ جیسے وَلِـ «مِنْ» عِدَّةُ مَعَانٍ، أَیْ وَلِهٰذَا اللَّفْظِ عِدَّةُ مَعَانٍ۔

فائدہ: جار مجرور کو ظرف بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ جار مجرور احتیاج میں ظرف زمان و مکان کے مشابہ ہیں۔ یعنی جس طرح ظرف باعتبار تعلق فعل یا شبہ فعل کا محتاج ہوتا ہے تو اسی طرح جار مجرور بھی باعتبار تعلق فعل یا شبہ فعل کے محتاج ہوتے ہیں۔

پھر یہ ظرف دو قسم پر ہے۔ 1: ظرف لغو 2: ظرف مستقر

1: ظرف لغو: ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق لفظوں میں مذکور ہو۔ لیکن کبھی حذف بھی ہوتا ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ متعلق افعال خاصہ میں سے ہو۔

پھر متعلق عام ہے خواہ فعل ہو جیسے ﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ یا شبہ فعل ہو، جیسے ﴿إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ یا معنیٰ فعل ہو، پھر معنیٰ فعل عام ہے نفس کلام سے معلوم ہو یا سیاق کلام سے معلوم ہو۔ نفس کلام کی مثال: جیسے ﴿مَآ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ﴾۔ یہاں جار مجرور بِنِعْمَةِ یہ متعلق ہے (مَآ) کے ساتھ جو (انْتَفٰی) کے معنیٰ میں ہے اور نفس کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔

سیاق کلام کی مثال جیسے اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: هِيَ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ۔ اس مثال میں جار مجرور مُنْحَصِرَةٌ کے ساتھ متعلق ہوں گے جو سیاق کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔

یا مؤول بشبہ فعل ہو۔ جیسے ﴿وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ﴾۔ اس مثال میں فِي السَّمٰوٰتِ جار مجرور لفظ اللّٰہ کے ساتھ متعلق ہوں گے جو کہ معبود کی تاویل میں ہے اور معبود شبہ فعل ہے۔

اور پھر متعلَّق مقدم ہو گا، جیسے ﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾، یا مؤخر ہو گا، جیسے ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾۔ اس مثال میں بِكُلِّ شَيْءٍ جار مجرور عَلِيْمٌ کے ساتھ متعلق ہوں گے جو کہ مؤخر ہے۔

2۔ ظرف مستقر: ظرف مستقر وہ ہے جس کا متعلَّق مقدر ہو یعنی لفظوں میں مذکور نہ ہو اور افعال عامہ میں سے ہو۔ جیسے: ﴿غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾۔من ربھم کا متعلق کائن ہے جو لفظوں میں مذکور نہیں ہے اور افعال عامہ میں سے ہیں۔

فائدہ: افعال دو قسم پر ہیں۔

1: افعال خاصہ: ان کو خاصہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلق خاص معنٰی کے ساتھ ہوتا ہے جیسے اکل ونوم، یعنی اول کا تعلق کھانے کے ساتھ ہے اور دوم کا تعلق نیند سے متعلق ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اکل ونوم میں اتنا شمول و عموم نہیں ہے کہ تمام موجودات کو شامل ہو

2: افعال عامہ: ان افعال کو عامہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ تمام موجودات کے معنٰی کو شامل ہوتے ہیں کیوں کہ ہر چیز کے معنٰی میں "کَائِنٌ، ثَابِتٌ، حَاصِلٌ اور مَوْجُوْدٌ" ہوتی ہے۔

پھر افعال عامہ کی دو قسمیں ہیں: مشہور غیر مشہور

مشہور کل چار ہیں جیسے شاعر کا قول ہے:

افعال عامہ چہار است نزد اہل عقول کون است وثبوت است ووجود است وحصول

اور غیر مشہور بھی چار ہیں: تَلَبُّسْ، اِسْتِقْرَارْ، لُصُوْقْ، لُذُوْقْ۔

ان کے علاوہ باقی سب افعال خاصہ ہیں۔

فائدہ: افعال عامہ اور افعال خاصہ سے مراد فعل لغوی یعنی مصدر مراد ہے نہ کہ فعل اصطلاحی لیکن جب جار مجرور ان کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں تو بوقت تعلق یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ مصادر ہوں بلکہ عام ہے، خواہ مصدر ہو، اسم فاعل ہو، اسم مفعول ہو یا فعل ہو، لیکن "کون" بوقت متعلق تام ہوتا ہے ناقص نہیں ہوتا ہے کیونکہ پھر خبر چاہتا ہے۔

علامات ظرف مستقر

1: جار مجرور جب مبتدا کے لیے خبر ہوں۔ جیسے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾۔ ای الحمد ثابت للہ

2: جب موصول کے لیے صلہ ہوں جیسے ﴿الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ﴾۔ ای ثبت من قبلکم

3: جب موصوف کے لیے صفت ہو۔ جیسے عَلٰی مَعْنًی فِیْ نَفْسِهَا، اَیْ کَائِنٍ فِیْ نَفْسِهَا۔

4: جب ذوالحال کے لیے حال ہوں جیسے فَاللَّفْظِیَّةُ مِنْهَا عَلٰی نَوْعَیْنِ۔ ای کائنا منہا

علامات ظرف لغو

ظرف لغو کی علامات دو قسم پر ہیں۔ لفظیہ معنویہ

علامات لفظیہ: ظرف لغو کی علامت لفظی یہ ہے کہ فعل، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم مبالغہ اور مصدر کے بعد جب جار مجرور آجائیں تو ان کے ساتھ متعلق ہوں گے بشرطیکہ زائد نہ ہوں، جیسے ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾۔ یہاں عَلٰی حرف جار متعلق ہوتا ہے ختم فعل کے ساتھ جو کہ زائد نہیں ہے یا جیسے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ﴾۔ (یہاں مِنْ زائد ہے تو اس صورت میں متعلق نہیں ہو گا)۔

علامات معنویہ: معنوی علامت یہ ہے کہ اگر جار مجرور سے پہلے فعل یا شبہ فعل متعدد ذکر ہوں تو جار مجرور کے متعلق کی پہچان اس طرح ہو گی کہ جس لفظ کے بارے میں متعلق بننے کا گمان ہو تو اس لفظ اور حرف جر کے اردو معنیٰ کے ساتھ لفظ "کس" ملا کر اگر سوال کیا جائے تو جواب میں اگر جار مجرور آجائے تو وہی متعلق ہو گا ورنہ کوئی دوسرا متعلق ہو گا۔ مثلاً جَلَسْتُ وَکَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔ اس مثال میں اگر جَلَسْتُ اور با کے معنیٰ کو اٹھا کر اگر سوال کیا جائے (یعنی میں بیٹھا کس کے ساتھ؟) تو جواب میں بِالْقَلَمِ کہنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کَتَبْتُ اور با کے معنیٰ کو اٹھا کر سوال کیا جائے (یعنی میں نے لکھا کس کے ساتھ) تو جواب میں بِالْقَلَمِ کہنا درست ہے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ بالقلم جار مجرور کتبت کے ساتھ متعلق ہوں گے نہ کہ جلست کے ساتھ۔

(جہد تقصیر: 41-42)

جار مجرور کا اردو ترجمہ کرنے کا طریقہ

جار مجرور کا اردو ترجمہ کرتے وقت اس کے متعلق کے معنیٰ کو لفظ "جو" اور "تو" لگا کر لوٹایا جائے تا کہ معلوم ہو

جائے کہ جار مجرور اس لفظ کے ساتھ متعلق ہیں۔ جیسے جَلَسْتُ وَكَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔ ترجمہ: میں بیٹھا اور میں نے لکھا، اور لکھا جو ہے تو قلم کے ساتھ ہے۔

فائدہ: ظرف لغو اور ظرف مستقر کی وجہ تسمیہ:

ظرف لغو کو لغو اس لیے کہا جاتا ہے کہ لغو مشتق ہے الغاء سے، اور الغاء کا معنیٰ ہے رہائی پانا، چوں کہ ظرف لغو بھی اپنے عامل کی جگہ پکڑنے سے رہا ہوتا ہے اور کلام میں لغو ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو ظرف کہتے ہیں۔

اور ظرف مستقر کو مستقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ مستقر استقرار سے ہے اور اس کا معنیٰ ہے جگہ حاصل کرنا یا جگہ پانا، آرام یا قرار پکڑنا۔ چوں کہ یہ ظرف بھی اپنے عامل کی جگہ پر آرام پکڑتا اور اپنے عامل کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو ظرف مستقر کہا جاتا ہے۔

4۔ تقسیمات:

حروف جارہ کے اندر کل تین تقسیمات ہیں۔

پہلی تقسیم باعتبار متعلق

تین قسم پر ہے: (۱) اصلی، (۲) زائد، (۳) شبہ زائد

1: صلی: وہ حروف جارہ ہیں جو متعلق کو محتاج ہے اور معنی خاص کا بھی فائدہ دیتا ہے وہ یہ ہیں۔

«إلىٰ، عَنْ، عَلىٰ، واؤ قسم، تائے قسم، مُذْ، مُنْذُ، كَيْ، فِيْ»۔

2: زائد: وہ حروف جارہ ہیں جو متعلق کا محتاج نہیں ہیں، اور معنی خاص کا فائدہ بھی نہیں دیتا ہیں بلکہ جو معنی عام جملہ کو متضمن ہے اس کی تاکید اور تقویت کے لیے آتا ہیں وہ یہ ہیں: من، کاف، باء، لام جب زائد ہو۔

یعنی مذکورہ حروف اگر اصلی ہو تو متعلق کے محتاج ہوتے ہیں اور اگر زائدہ ہوں تو متعلق سے مستغنی ہوتے ہیں۔

(جہد قصیر: 41، جامع الدروس: 3/ 151)

3: شبہ زائد: وہ حروف جارہ ہیں جو متعلق کا محتاج نہیں ہیں لیکن معنی خاص کا فائدہ دیتا ہیں وہ یہ ہیں: رُبَّ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا، لَوْلَا، لَعَلَّ، لَاتَ، مَتىٰ۔

(جامع الدروس:3/ 152)

قاعدہ 1: جہاں بھی دو حروف جار ایک جنس کے آجائیں اور ان کے درمیان کوئی حرف عطف بھی نہ ہو تو دونوں ایک متعلق کے ساتھ متعلق نہیں ہوں گے، مگر چند جگہیں ایسی ہیں جہاں دونوں ایک متعلق کے ساتھ تعلق پکڑ سکتے ہیں:

1۔ جب دونوں کا متعلق اسم تفضیل ہو، جیسے ﴿هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ﴾ (یہاں لِلْكُفْرِ اور لِلْاِيْمَانِ دونوں میں لام حرفِ جر ایک متعلق «اَقْرَبُ» کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں)۔ اس لیے کہ یہ دو عاملین کی قوت میں ہیں۔ (دو عاملین کی قوت از دیاد معنی کے اعتبار سے ہے)

2۔ دوسری جگہ وہ ہے کہ دوسرے حرفِ جر کے تعلق کا اعتبار کیا جائے، اس کے بعد کہ اسی فعل کو پہلے حرفِ جر کے ساتھ مقید کیا گیا ہو، تو اس صورت میں پہلا حرف جر مطلق فعل کے ساتھ متعلق اور دوسرا حرف جر مقید فعل کے ساتھ متعلق ہو گا۔ تو لہٰذا یہ لازم نہیں آئے گا کہ فعلِ واحد کے ساتھ دو حرف جر ہم جنس کو متعلق کیا گیا ہے۔ جیسے: ﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا﴾ (یہاں مِنْ ثَمَرَةٍ کو متعلق کیا ہے رُزِقُوْا کے ساتھ، اس کے بعد کہ رُزِقُوْا کو مقید بنایا گیا ہے مِنْهَا کے ساتھ)۔

(تفسیر بیضاوی، ص:208، حاشیہ: 4، ط: البشری، جلالین:7، حاشیہ: 39، عبد الغفور:211، حاشیہ: 1)

3۔ تیسری جگہ یہ ہے کہ دوسرے حرفِ جر کو پہلے سے بدل بنایا جائے یا پہلے پر عطف کیا جائے۔ جیسے: ﴿كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا﴾، یہاں مِنْ ثَمَرَةٍ کو مِنْهَا سے بدل بنا کر رُزِقُوْا کے ساتھ متعلق کیا جائے۔ (اللباب:1/ 453)

قاعدہ 2: فعل دو قسم پر ہے:

فعل تام فعل قاصر

فعل تام کے ساتھ تمام حروف بغیر اختلاف کے متعلق ہو سکتے ہیں اور فعل قاصر کے ساتھ حروف جارہ کے متعلق ہونے میں اختلاف ہے۔

عند البعض فعل قاصر کے ساتھ بھی حروف جارہ متعلق ہو سکتے ہیں اس لیے کہ لیس کے علاوہ تمام افعال قاصرہ بھی حدوث پر دلالت کرتے ہیں۔ تو حروف جارہ ان کے ساتھ متعلق ہو سکتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿اَكَانَ

لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ﴾۔ (اس مثال میں للناس عجباً کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ مصدر ہے اور مصدر ضعیف عامل ہے اور عامل ضعیف کا معمول اس سے مقدم نہیں ہو سکتا۔ اور او حینا کے ساتھ بھی متعلق نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اَوْحَیْنَآ، اَن کا صلہ ہے اور صلہ کا معمول اس سے مقدم نہیں ہو سکتا۔ تو لِلنَّاسِ، کَانَ کے ساتھ متعلق ہو گا۔

اور عند البعض حروف جار فعل ناقص کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتے۔ اس لیے فعل ناقص حدوث پر دلالت نہیں کرتا۔ تو پھر اس کی خبر کو دیکھیں گے کہ مشتق ہے یا نہیں، اگر خبر مشتق ہو تو اس کے ساتھ متعلق ہوں گے۔ ورنہ مجبوراً فعل ناقص سے متعلق ہوں گے جیسے ﴿اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ﴾، یہاں لِلنَّاسِ کان کے ساتھ متعلق ہے۔ (جہد قصیر: 41، مغنی اللبیب، بحث: حروف جارہ)

دوسری تقسیم باعتبار عمل

حروف جارہ باعتبار عمل آٹھ قسم پر ہیں۔

1: پہلی قسم وہ حروف جارہ ہیں جو اسم ظاہر اور ضمیر دونوں میں عمل کرتے ہیں۔ وہ کل سات ہیں:

1. مِن	2. اِلیٰ	3. عن	4. علیٰ
5. باء	6. لام	7. فی	

2: دوسری قسم وہ حروف جارہ جو مطلقاً اسم ظاہر میں عمل کرتے ہیں۔ ضمیر میں نہیں کرتے۔

وہ کل تین ہیں۔ 1: حتی 2: کاف 3: واوٴ قسمیہ

3: تیسری قسم حروف جارہ میں سے وہ حروف ہے جو اسم معین میں عمل کرتا ہے، یہ لفظ تاء ہے۔ یہ صرف دو اسموں میں عمل کرتا ہے۔ 1: لفظ اللہ میں جیسے تَاللّٰہِ۔ 2: لفظ رَبّ میں۔ لیکن لفظ رَبٌّ کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے بعد لفظ کَعْبَۃُ یا یائے متکلم ہو۔ جیسے تَرَبِّیْ اور تَرَبِّ الْکَعْبَۃِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا۔

4: چوتھی قسم وہ حروف ہیں جو ایک خاص نوع کو جر دیتے ہیں۔ یہ کل چار ہیں:

1. مذ	2. منذ	3. لات	4. کَی

مذ اور منذ یہ زمانہ غیر مستقبل میں عمل کرتے ہیں۔

لَاتَ یہ حِیْنَ میں عمل کرتا ہے۔

اور کَیْ یہ ما استفہامیہ، ما مصدریہ اور اَنْ مصدریہ میں عمل کرتا ہے۔

5: پانچویں قسم: حروف جارہ میں سے وہ حرف ہے جو اسم ظاہر اور ضمیر کے ایک خاص نوع میں عمل کرتا ہے۔ یہ لفظ رُبَّ ہے۔ یہ دو اسموں میں عمل کرتا ہے۔

1: ضمیر غائب مبہم مفرد مذکر میں جس کی تفسیر نکرہ منصوبہ کرے۔ جیسے رُبَّهٗ رَجُلاً۔

2: نکرہ موصوفہ میں۔ جیسے رُبَّ رَجُلٍ صَالِحٍ لَقِیْتُهٗ۔

6: چھٹی قسم: وہ حرف جار جو ایک خاص ضمیر میں عمل کرتا ہے وہ لولا ہے۔ جیسے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔

7: ساتویں قسم: وہ حروف جو صرف استثناء کی صورت میں عمل کرتے ہیں، وہ تین ہیں۔ حَاشَا، خَلَا اور عَدَا۔

8: آٹھویں قسم: وہ حروف جب مِنْ کے معنیٰ کو متضمن ہو تو عمل کرتے ہیں وہ لَعَلَّ اور مَتیٰ ہیں۔ (المنہاج فی القواعد والاعراب:497)

تیسری تقسیم باعتبار لفظ

حروف جارہ باعتبار لفظ تین قسم پر ہیں۔

1۔ پہلی قسم: وہ حروف جو لفظاً اسمیت اور حرفیت میں شریک ہیں۔ یعنی اسم و حرف دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ کل چھ ہیں۔

1. کاف	2. عَنْ	3. عَلیٰ
4. مُذ	5. مُنْذُ	6. مَتیٰ

(کیوں کہ یہ اسمائے ظروف میں بھی شامل ہے اور حروف میں بھی)۔

2۔ دوسری قسم: وہ حروف ہیں جو لفظاً حرفیت و فعلیت میں شریک ہیں۔ یہ دو ہیں۔

خَلَا عَدَا

3۔ تیسری قسم: وہ حروف جو صرف حرفیت کے ساتھ لازم ہیں۔ یہ ان دونوں قسموں کے علاوہ (باقی نو) حروف ہیں۔

4۔ چوتھی قسم: وہ حروف ہیں جو حرفیت، اسمیت اور فعلیت تینوں میں شریک ہوں۔ وہ "حَاشَا" ہے۔

(جامع الدروس: 3/ 125)

قواعد حروف جارہ

قاعدہ 1: حذفیت حرف جر:

حرفِ جر کا حذف ہونا دو قسم پر ہے۔

1: حذف قیاسی 2: حذف سماعی

1: حذف قیاسی: چند جگہوں میں حرف جر قیاساً حذف ہوتا ہے۔

1۔ اَن سے پہلے جیسے ﴿بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ﴾، اَیْ بِاَنْ جَاءَهُمْ۔

2۔ اَنّ سے پہلے جیسے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ﴾، اَیْ شَهِدَ اللّٰهُ بِاَنَّهٗ۔

3۔ کَیْ سے پہلے جیسے ﴿کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا﴾، اَیْ لِکَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا۔

4۔ کم استفہامیہ کی تمیز سے پہلے بشرطے کہ کم استفہامیہ پر خود بھی حرف جر داخل ہو جیسے: بِکَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَیْتَ، اَیْ بِکَمْ مِنْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَیْتَ۔

5۔ لفظ اللہ جہاں قسم واقع ہو۔ جیسے اَللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا، اَیْ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا۔

6۔ حذف ہونا ایسے کلام کے بعد جو مشتمل ہو اس کے ہم مثل حرف جر پر۔ اس کی چند صورتیں ہیں۔

1: جواب استفہام میں۔ جیسے سوال: مِنْ مَّنْ اَخَذْتَ الْکِتَابَ؟ جواب: خَالِدٍ، اَیْ مِنْ خَالِدٍ۔

سوال: بِمَنْ ذَهَبْتَ اِلَی الْبَیْتِ؟ جواب: زَیْدٍ، اَیْ بِزَیْدٍ۔ سوال: اِلٰی مَنْ اَرْسَلْتَ الرِّسَالَةَ؟ جواب: زَیْدٍ، اَیْ اِلٰی زَیْدٍ۔

2: اِن شرطیہ کے بعد جیسے اِذْهَبْ بِمَنْ شِئْتَ، اِنْ خَلِیْلٍ وَاِنْ حَسَنٍ۔ اَیْ اِنْ بِخَلِیْلٍ، وَاِنْ بِحَسَنٍ۔

3: ہَلَّا کے بعد جیسے تَصَدَّقْتَ بِدِرْهَمٍ، فَیَقَالُ: هَلَّا دِیْنَارٍ، اَیْ هَلَّا تَصَدَّقْتَ بِدِیْنَارٍ۔

2۔ حذف سماعی: حرف جر ایک جگہ سماعاً حذف ہوتا ہے۔

1: مفعول بہ میں حرف جر سماعاً حذف ہوتا ہے۔ اس کو منصوب بنزع الخافض سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے ﴿وَاخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَهُ﴾، أی مِن قَومِہ یا جیسے ﴿اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾، أی نَستَعِینُ مِنكَ۔

(جامع الدروس:3/ 148)

قاعدہ2: کبھی کبھار با، من اور عن کے بعد ما آتی ہے اور ان کو عمل سے نہیں روکتی۔ جیسے ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ﴾۔ ﴿مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ﴾۔ ﴿عَمَّا قَلِيْلٍ﴾۔ اس صورت میں ما زائدہ ہوگا۔ (جامع الدروس: 3/ 145)

حروف جارہ کی تحقیق و تشریح

تحقیق باء: باء کی تیرہ قسمیں ہیں۔

تعدیۃ	ظرفیۃ	تبعیضۃ	زائدۃ	استعانت	الصاق	سببیۃ
مصاحبت	قسمیۃ	مقابلہ	مجاوزۃ	استعلاء	بدلیۃ	

1: باء:۔ کبھی تعدیہ کے لیے آتی ہے۔ باء تعدیہ وہ باء ہے جس کے ذریعے فعل لازمی کو متعدی بنایا جاتا ہے، جیسے باب افعال کے ہمزہ کے ذریعہ فعل لازمی کو متعدی بنایا جاتا ہے جیسے: ذهب زيدٌ یہ فعل لازمی ہے زید اس کے لیے فاعل "باء" جب تعدیت کیلئے داخل ہوئی زید پر تو ذهبتُ بزيدٍ ہوا، اب اس کا معنی ہوگا صَيَّرتُه ذاهباً یعنی کردیا زید کو میں جانے والا۔

2: باء کبھی ظرفیت کے لیے آتی ہے۔ وہ باء ہے جو بمعنی "فی" کا ہے جس کا مدخول ظرف ہوتا ہے ماقبل فعل کے لیے یہ اکثر ظروف پر داخل ہوتا ہے، جیسے: {لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ} أي في بَدْرٍ۔

3: باء کبھی تبعیض کے لیے آتی ہے۔ وہ باء ہے جو بعضیت کے لیے آتا ہے جیسے: {وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ}۔

4: باء کبھی زائد ہوتی ہے۔ وہ باء ہے جو تاکید کے لیے آتی ہے اور زائد ہوتی ہے۔

قاعدہ برائے باء زائدہ:

مندرجہ ذیل چند جگہوں پر باء زائد ہوتی ہے: اور یہ زیادتی دو قسم پر ہے:

1۔ پہلی قسم وہ ہے جو ہمیشہ زائد ہوتی ہے۔ اور وہ پانچ مندرجہ ذیل مقامات ہیں:

(1) مبتدا پر: جب مبتدا لفظ «حَسْبُ» ہو۔ جیسے: «بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ»۔

(2) «كَفٰى» فعل کے فاعل پر: جب یہ لازمی ہو۔ جیسے: ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾۔

(3) فعل تعجب کے فاعل پر۔ جیسے: ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ﴾۔

(4) ما مشابہ بلیس کی خبر پر۔ جیسے: ﴿وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾۔

(5) لیس کی خبر پر، جیسے: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾۔

2۔ دوسری قسم وہ جو کبھی کبھار زائد ہوتی ہے۔ اور وہ مندرجہ ذیل نو (9) مقامات ہیں:

(1) تاکید معنوی میں لفظ "نفس" اور "عین" پر۔ جیسے: «جَاءَتْ جُنُوْدٌ بِأَنْفُسِهِمْ»۔

(2) اسمائے افعال میں سے «عليك» کے بعد۔ جیسے: «عَلَيْكَ بِصِدْقٍ»۔

(3) حال پر: جب حال نفی کے بعد ہو۔ جیسے: «فَمَا رَجَعَتْ بِخَائِبَةٍ رِكَابٌ»۔

(4) مبتدا پر، جب مبتدا «إِذَا» مفاجائیہ کے بعد ہو۔ جیسے: «خَرَجْتُ فَإِذَا بِزَيْدٍ وَاقِفٌ»۔

(5) مبتدا پر: جب مبتدا لفظ «كَيْفَ» کے بعد واقع ہو۔ جیسے: «كَيْفَ بِكَ إِذَا كَانَ كَذَا»۔

(6) جب مفعول بہ پر داخل ہو۔ جیسے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾۔

(7) افعال ناقصہ کی خبر پر۔ جیسے: «مَا كَانَ زَيْدٌ بِقَائِمٍ»۔

(8) کبھی لَيْسَ کے اسم پر باء زائد ہوتی ہے، بشرطیکہ اسم مؤخر اور خبر مقدم ہو۔ جیسے: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ بِاَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ (بقراءۃ)۔

(9) جب کفی متعدی ہو ایک مفعول کی طرف تو اسکے مفعول پر بھی "باء" زائد داخل ہوتی ہے، جیسے: «كَفٰى بِنَا فَضْلًا عَلٰى مَنْ غَيْرِنَا» الخ۔ (جامع الدروس: 3/ 153، موسوعہ: 182)

5: باء کبھی استعانت کے لیے آتی ہے۔ وہ باء ہے جس کا مابعد آلہ ہو اس کی ماقبل کتابت کی حصول کے لیے

جیسے: کتبتُ بالقلم اب اس مثال میں باء کا مابعد یعنی قلم یہ باء کے ماقبل کتابت کی حصول کی لیے آلہ ہے۔

6:باء کبھی الصاق کے لیے آتی ہے وہ باء ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میرا مدخول ماقبل کے ساتھ متصل ہے حقیقی طور پر یا مجازی طور پر حقیقی طور پر جیسے: مسحتُ رأسي بيدي یا مجازی طور پر ہو جیسے: مررتُ بزيدٍ۔ای الصقتُ مروری بمکان یقرب منه ید

7: باء کبھی سببیت کیلئے آتی ہے وہ باء ہے جس کا مدخول ماقبل کے لیے سبب ہو لیکن اس کے لیے آلہ نہ ہو جیسے: {إنكم ظلمتم أنفسكم باتخاذكم العجل}۔

8: باء کبھی مصاحبت کے لیے آتی ہے۔ وہ باء ہے جو اس بات کا فائدہ دیتا ہو، کہ اس کا مدخول ماقبل فعل کے معمول کا ساتھی ہے اور اس کے ساتھ شریک ہے تعلق فعل میں، جیسے: {اِهْبِطْ بِسَلاَمٍ} أي مَعَ السَّلاَمِ۔

9:باء کبھی قسم کے لیے آتی ہے وہ باء ہے جو اس ات دلالت کرے کے میرے مدخول کے ذریعے کسی کام یا بات کو پکا کیا گیا ہے، جیسے:بالله لافعلنّ كذا۔

10:مقابلہ کے لیے۔وہ باء ہے جو ایسی چیز پر داخل ہو جو دوسری چیز کے لیے عوض بنے، جیسے: {ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون}۔

11:باء کبھی مجاوزت کے لیے آتی ہے وہ باء ہے جو بمعنی عن کا استعمال ہوتا ہے اور عن مجاوزت کے لیے آتا ہے یعنی اسم کے اُپر داخل ہو کر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "عن" کے ماقبل اور مابعد کے درمیان بُعد ہے مجاوزت کا معنی یہ ہے کہ معنی مذکور حرف جر کے بعد سے دور ہو گیا اس معنی حدثی کے سبب سے جو "عن" سے پہلے ہے، جیسے: رميتُ السَّهْمَ عن القَوْسِ یعنی قوس سہام سے دور ہو گیا بسبب رمی کے۔

12: باء کبھی استعلاء کے لیے آتی ہے وہ باء ہے جو بمعنی علی کا ہے جیسے: {مَنْ إِنْ تَأْمَنْه بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّه إِلَيْكَ}.

13: باء کبھی بدل کے لیے آتی ہے وہ باء ہے جس کے جگہ لفظ بدل رکھ کر معنی درست ہو، جیسے: {اشْتَرَوُا الضَّلاَلَةَ بِالْهُدي}۔الآیۃ

2: تحقیق مِن:

قاعدہ برائے مِنْ:

من کی چھ قسمیں ہیں۔

1. مِن ابتدائیہ	2. مِن بیانیہ	3. مِن تعلیلیہ
4. مِن بدلیہ	5. مِن تبعیضیہ	6. مِن زائدہ

1: من ابتدائیہ: وہ ہے جو ابتداء غایۃ کیلئے آتا ہے لیکن اس معنی کیلئے جو غیر زمان میں واقع ہو، پھر غیر زمان عام ہے مکان کے ابتداء کو بیان کریں، جیسے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰي بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَي الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰي﴾ یا اسم عین کی ابتداء کو بیان کریں جیسے: ﴿إِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ﴾ لیکن کوفیون کے نزدیک ابتداء زمان و ابتداء مکان دونوں کیلئے آتا ہے، جیسے: فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔

علامات من ابتدائیہ: جب اسکے مقابلہ میں الی کا لانا احسن ہو جیسے: ﴿يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَي النُّوْرِ﴾ یا وہ چیز جو إلی کے معنی کا فائدہ دیں، جیسے باء: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ (مغنی اللبیب: 1/ 349)

2: من بیانیہ: وہ ہے جو اپنے مبیّن کا معنی پیش کرے۔ اور یہ عام طور پر اسمائے شرطیہ، اسمائے موصولہ، اسمائے استفہامیہ اور نکرہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ﴾، (ترکیب ما مبیّن، من بیانیہ)۔

یہ ہمیشہ ظرف مستقر ہوگا، اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں۔

: مبیّن اگر معرفہ ہو تو من اس سے حال ہوگا، جیسے ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾ من الاوثان ظرف مستقر ہو کر حال ہے الرجس سے۔

2: اور مبین اگر نکرہ ہو تو من اس سے صفت بنے گا جیسے ﴿غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ من ربھم ظرف مستقر ہو کر صفت ہے غضب سے۔ اور کبھی مبیّن اپنے مبیَّن سے مقدم بھی ہوتا ہے جیسے: ﴿وَعَلَّمَهٗ مِنَ الْبَيَانِ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ تو اس وقت یہ مِن صرف حال بنے گا صفت نہیں بنے گا۔

علامات من بیانیہ: علامت یہ ہے اس کے مجرور کو مبین پر حمل کرنا یعنی اس کے جگہ پر رکھنا درست ہو یا اس کے جگہ موصول وصلہ یعنی "الذی ھو" رکھنا درست ہے۔ (مغنی اللبیب: 1/ 349)

3: من تعلیلیہ: مِنْ تعلیلیہ وہ ہے جو اپنے متعلق کی علت بیان کرے۔ جیسے: ﴿مِّمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ أُغْرِقُوْا﴾۔

4: من بدلیہ: من بدلیہ وہ ہے جو بدل کے معنی میں ہو، جیسے ﴿أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾، أي

(مغنی اللبیب: 1/ 350)

بَدَلَ الْاٰخِرَۃِ۔

5: من تبعیضیہ: من تبعیضیہ وہ ہے جو بعض کے معنیٰ میں ہو، اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کی جگہ لفظ "بعض" کو رکھا جائے تو معنیٰ صحیح ہوتا ہے جیسے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾۔

اس کی دو ترکیبیں ہیں:

1: مِنَ النَّاسِ جار مجرور ظرف مستقر، یہ خبر مقدم اور مَنْ يَّقُوْلُ مبتدا مؤخر ہو گا۔ 2: مِنَ النَّاسِ میں مِن بمعنیٰ بَعض مضاف اور الناس مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبتداء اور مَنْ يَّقُوْلُ خبر ہو گی۔

(مغنی اللبیب: 1/ 349)

6: من زائدہ:

قاعدہ برائے مِن زائدہ:

مِن زائدہ وہ ہے جو نہ متعلق چاہتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی معنیٰ ہوتا ہے۔ یہ کبھی تاکید اور کبھی عموم کے لیے آتا ہے۔ عند الجمہور اس کی تین شرائط ہیں:

(1) مِن کا مدخول ترکیب میں تین چیزوں میں سے کوئی ایک ہو۔ 1: مبتداء 2: فاعل، اور 3: مفعول بہ۔

(مغنی اللبیب: ج:۲/ ۲۶۴)

(2) مِن سے پہلے نفی، نہی یا استفہام ہو، لیکن حاشیۃ الصبان میں اس شرط سے ایک صورت مستثنیٰ ہے یعنی مثبت میں زائد ہو گا وہ ہے جب "مِن" زائدہ کم خبریہ کی تمیز پر داخل ہو اور کم اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ فعل متعدی کے ساتھ آیا ہو جیسے: ﴿وَكَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ﴾۔

(3) مِن کا مدخول نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾۔

عند الاخفش اس کی صرف ایک شرط ہے۔ وہ یہ ہے کہ «مِن» کا مدخول ترکیب میں فاعل، مبتداء، یا مفعول بہ ہو۔ دلیل اللہ جَلَّ جَلَالُهٗ کے اس قول کو بتاتے ہیں: ﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ﴾۔ یہاں «مِن» زائدہ ہے اور اس سے پہلے نفی، نہی یا استفہام نہیں ہے۔ اور اسی طرح باری تعالی کے قول: ﴿وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ میں «مِن»

زائدہ ہے، باوجودیکہ اس کا مدخول معرفہ ہے۔

3۔ تحقیق اِلٰی:

اِلٰی پانچ معانی کے لیے آتا ہے۔

بمعنی مع	بمعنى التبين	انتهاء غايت
موافقت لام	موافقت فی	

1۔ بمعنی مع، جیسے: ﴿مَنْ اَنْصَارِیٓ اِلَی اللّٰہِ﴾، أیْ مَعَ اللّٰہِ۔

2۔ إلی بمعنی التبیین: وہ ہے جو اس بات کو بیان کرے گا کہ اس کا مجرور معنیً فاعل ہے، اور اس کا ماقبل معنیً مفعول ہے اور یہ اس وقت جب الی اسم تفضیل اور فعل تعجب کے بعد آجائے دونوں کے لیے شرط یہ ہے مشتق ہو ایسے لفظ سے جو "حب اور بغض" پر دلالت کریں، جیسے: {رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ} اس آیت میں "الی" کے مدخول معنیً فاعل ہے "أحبُّ" کے لیے لیکن نحوی فاعل نہیں؛ کیونکہ نحوی فاعل ضمیر ہے، اور "السجن" معنیً مفعول ہے اگرچہ لفظاً مفعول نہیں ہے۔ (النحو الوافی: ج: ۲/ ۴۰۲)۔

3۔ اِلٰی انتہاء غایت کے لیے آتا ہے، چاہے غایت زمانی ہو جیسے ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ﴾۔ یا غایت مکانی ہو جیسے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾۔

4۔ موافقت لام: یعنی کبھی "الی" لام کی معنی میں آتا ہے جیسے: {وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ}۔

5۔ موافقت "فی": یعنی فی کی معنی میں آتا ہے، جیسے: ﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ أي في يوم القيمة۔

(تطبیق القواعد النحویہ: 389)

4۔ تحقیق حتّٰی:

قاعدہ برائے حتّٰی:

حتّٰی کی تین قسمیں ہیں: 1۔ ابتدائیہ 2۔ عاطفہ 3۔ جارہ

(1) حتّٰی ابتدائیہ: حتّٰی ابتدائیہ وہ ہے کہ جس کے بعد جملہ مستأنفہ ہوتا ہے، پھر کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے، جیسے: حَتّٰى مَاءُ الدِّجْلَةِ أَشْكَلُ۔ اور کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ پھر کبھی فعلیہ مضارعیہ ہوتا ہے، تو اس کے لیے تین شرطیں ہیں: 1۔ فعل مضارع بمعنی حال ہو جیسے مرَضَ زَيْد حتىٰ لا يرْجُوْنَه الآنَ یا حکایۃً حال ہو، جیسے: سِرْتُ امسِ حَتّٰى أَدْخُلُهَا (یہ اس وقت کہا جائیگا جب حالتِ دخول میں ہو)۔ 2۔ ماقبل مابعد کے لیے سبب ہو، جیسے: مرَضَ زَيْد حتىٰ لا يرْجُوْنَه الآنَ ۔ 3۔ حتّٰی کلام میں فضلہ ہو، جیسے: سَيْرِيْ أَمْسِ حَتّٰى أَدْخُلُهَا (یہاں حَتّٰى أَدْخُلُهَا فضلہ ہے؛ کیوں کہ سَيْرِيْ کی خبر أَمْسِ متعلق بظرف مستقر ہے)۔

اور کبھی جملہ فعلیہ ماضیہ ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا﴾۔

فائدہ: حتّٰی جب إِذَا پر داخل ہو تو یہ بھی ابتدائیہ بنتی ہے، جیسے: ﴿حَتّٰٓى إِذَا فَشِلْتُمْ﴾۔

(2) حتّٰی عاطفہ: حتّٰی عاطفہ کے لیے تین شرطیں ہیں: 1۔ اسم ظاہر پر داخل ہو 2۔ اس کا مابعد ماقبل کا جزء ہو یا بعض ہو۔ جزء کی مثال، جیسے: أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسَهَا۔ اور بعض کی مثال، جیسے: قَدِمَ الْحُجَّاجُ حَتَّى الْمُشَاةُ۔ 3۔ ماقبل کے لیے غایہ ہو زیادتی میں، جیسے: مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ۔ یا ماقبل کے لیے غایہ ہو نقص میں، جیسے: زَارَكَ النَّاسُ حَتَّى الْحَجَّامُوْنَ۔

(3) حتّٰی جارہ: حتّٰی جارہ دو قسم پر ہے: 1۔ پہلی قسم یہ ہے کہ مفرد پر داخل ہو، اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اسم ظاہر پر داخل ہو اور اس کا مابعد ماقبل کے لیے جزءِ اخیر ہو یا متصل بالجزءِ الاخیر ہو۔ جزءِ اخیر کی مثال، جیسے: أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسَهَا۔ متصل بالجزء الاخیر کی مثال، جیسے: ﴿سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾۔ اور یہ ہمیشہ غایہ کے لیے آتا ہے۔

2۔ دوسری قسم یہ ہے کہ فعل مضارع پر داخل ہو، اس کے بعد أَنْ مقدر ہوتا ہے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ فعل مضارع مستقبل کے معنی میں ہو پھر اگر استقبال زمانہ تکلم کے اعتبار سے ہو تو نصب پڑھنا واجب ہے جیسے: ﴿لن نبرح عليه عاكفين حتي يرجع الينا موسٰي﴾ یہاں "یرجع" میں استقبال ہے زمانہ تکلم کے اعتبار سے اور اگر استقبال ماقبل کی اعتبار سے ہو تو اس صورت میں نصب جائز ہے رفع بھی دے سکتے ہے، جیسے: ﴿وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ﴾ یہاں "یقول" میں استقبال ھے "زلزلوا" کے اعتبار سے یہ "زلزال" کے بعد یہ قول کہا لیکن اس اعتبار سے انکا واقعہ بیان کیا جارھا ھے تو دونوں میں زمانہ ماضی ھے۔

حتي تین چیزوں کے لیے آتا ہے:(۱)غایہ،(۲)تعلیل اور(۳)استثناء۔

غایہ کی مثال، جیسے: ﴿حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى﴾۔ تعلیل کی مثال، جیسے: ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ﴾۔ استثناء کی مثال، جیسے: لَيْسَ الْعَطَاءُ مِنَ الْفُضُولِ سَمَاحَةً حَتّٰى تَجُودَ وَلَدَيْكَ قَلِيْلٌ۔

(جہد قصیر:54، مغنی اللبیب: 1/ 109)

5۔ تحقیق فی:

فی دس معانی کے لیے آتا ہیں:

ظرفیت	مصاحبت	تعلیل	استعلاء	بمعنی الی
بمعنی باء	بمعنی من	مقایسۃ	عوضی زائدۃ	تاکیدی زائدۃ

۱۔فی ظرفیت کے معنیٰ کے لیے آتا ہے، پھر ظرفیت عام ہے مکانیہ ہو یا زمانیہ ہو جیسے: ﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِي بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ یا مجازیہ ہو جیسے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾۔

۲۔مصاحبت یعنی بمعنی مع کے، جیسے: ﴿أُدْخُلُوْا فِيْ أُمَمٍ﴾ أي مع أمم۔

۳۔تعلیل کے لیے بھی آتا ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے: «اَلْحُبُّ فِي اللهِ»، اس میں "فی" تعلیل کے لیے ہے، بمعنی: اَلْحُبُّ لِلهِ۔

۴۔استعلاء یعنی بمعنی علی کے ہو، جیسے: ﴿وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ أَيْ عَلَى جُذُوْعِ النَّخْلِ.

۵۔بمعنی الی جیسے: ﴿فَرَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ أَيْ إِلَى أفواههم ۔ ٦۔باء کے معنی میں ہو جیسے: یرکب یوم الروع منا فوارسٌ بصیرون فی طعن الباھر و الکُلا 7۔ بمعنی من جیسے: هَلْ يَعِمَنْ من كانَ اَحَدَثُ عَهْدِهِ ثلاثينَ شهرً فی ثلاثينَ احوالِ 8۔مقایسۃ :۔ وہ ہے جو مفضول سابق اور فاضل لاحق کے درمیان داخل ہوتا ہے۔ جیسے: فما متاع الدنیا فی الا خرة الا قلیلٌ 9۔ عوضی زائد :۔ وہ ہے جو کے زائد ہو دوسرے فی محذوف کے عوض میں آجائے جیسے: ضربتُ فیمن

رَغِبتُ ای من رغبت فیہ 10۔ **تاکید زائد:۔** ﴿قال ارْكَبُوْا فيها بسم الله﴾

6۔ تحقیق لام:

لام جارہ دس معانی کے لیے آتا ہے

ملک	اختصاص	تبیین	تعلیل	انتہاء غایت
استعلاء	بمعنی بَعْد	تبلیغ	بمعنی فی	زائد

1۔ ملک کے لیے جو دو ذاتوں کے درمیان میں واقع ہو جس پر لام داخل ہو اس میں "مالک" بننے کی صلاحیت ہو جیسے: المالُ لِزیدٍ۔

2۔ اختصاص کے لیے جو دو ذاتوں کے درمیان میں واقع ہو، لیکن جس پر داخل ہو اس کے اندر صلاحیت نہ ہو "مالک" بننے کے عام ہے دوسری میں صلاحیت ہو یا نہ جیسے: الجنةُ للمؤمنين۔

3۔ تیبین کے لیے جو فعل تعجب اور اسم تفضیل جو کہ حُب اور بُغض پر دلالت کرتا ہے لام اس کے بعد واقع ہو اس بات کو بیان کرے کہ اس کا مجرور مفعول معناً ہو نہ لفظاً اور اس کا ما قبل فاعل معناً ہو نہ کہ لفظاً برعکس الی تبیین کے جیسے آپ کہتے ہے: زیدٌ أحبُّ لِيْ آپ محبوب ہونگے اور زید محب ہو گا اور اگر آپ کہے: زیدٌ أحبُّ اليَّ تو آپ محب ہونگے زید محبوب ہو گا۔

4۔ تعلیل کے لیے، وہ لام ہے جو علت کا معنی دیں، جیسے: ﴿لايلاف قريش﴾۔

5۔ انتہاء غایت کے لیے، وہ لام ہے جو الی کا معنی دیں، جیسے: ﴿كل يجري لأجل﴾ أي إلي أجلٍ۔

6۔ استعلاء کے لیے، وہ لام ہے جو بمعنی علی کے ہو جیسے: ﴿دَعَانَا لجنبه﴾۔

7۔ بَعْد کے معنی میں، وہ لام ہے جو بعد کے معنی ہو جیسے: ﴿أقم الصلاة لدلوك الشمس﴾۔

8۔ تبلیغ کے لیے، وہ لام ہے جو جر دے قول یا معنی قول کے سامع کے اسم کو جیسے: قلتُ لهم أذنتُ لهم فسرتُ لهم۔

9۔ بمعنی فِی، وہ لام ہے جو فی کے معنی دیں جیسے: ﴿نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾۔

قاعدہ برائے لام زائدہ:

لام زائدہ دو قسم پر ہے: 1۔ قیاسی 2۔ سماعی

قیاسی: لام زائد قیاساً تقویت عامل کی بناء پر ہوتا ہے، جب کہ عامل کا ضعف دو اسباب کی بناء پر ہو۔ (1) عامل اگرچہ قوی ہے لیکن مؤخر ہونے کی وجہ سے ضعف آیا ہو۔ جیسے: ﴿إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ﴾۔ (2) عامل کے فرع ہونے کی وجہ سے ضعف ہو، جیسے فاعل، مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم مبالغہ ہو جیسے: ﴿مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ﴾۔

سماعی: لام زائدہ سماعاً وہ ہے جو صرف تاکید کی بناء پر زائد ہوتا ہے یہ دو جگہ پر ہیں۔ (۱) یہ اس وقت ہوگا جب لام داخل ہو فعل متعدی اور اس کے مفعول کے درمیان، جیسے: ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيْمَ﴾۔ (۲) مضافین کے درمیان میں، جیسے: لا أبالك أي أباك۔

فائدہ: لام زائد جو محض تاکید کے لیے زائد ہوتا ہے یہ متعلق نہیں چاہتا ہے بمثل باقی حروف جارہ زائدہ کے۔ لام زائد جو تقویت عامل کے لیے آتا ہے اس کو حرف جر شبہ بالاصل زائد غیر محضہ بھی کہتے یہ متعلق ہوتا ہے۔

7۔ تحقیق رُبَّ:

رُبَّ میں تین باتیں ہیں۔

1. لغوی معنٰی
2. ترکیب
3. احکام رُبَّ

1: رُبَّ کا لغوی معنٰی:

رُبَّ انشاء تکثیر کے لیے حقیقتاً آتا ہے، جیسے: رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ، اور انشاء تقلیل کے لیے مجازاً آتا ہے۔ جیسے: أَلَا رُبَّ مَوْلُوْدٍ وَلَيْسَ لَهُ أَبٌ۔ چوں کہ رُبَّ انشاء تکثیر کے لیے حقیقتاً آتا ہے اس لیے اس کا معنٰی ہے "بہت سے"۔

2: ترکیب رب:

ترکیب سے پہلے ایک تمہید کا جاننا ضروری ہے۔

تمہید: رُبَّ نکرہ موصوفہ یا ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے۔

اور جو لفظ نکرہ موصوفہ کی صفت کے بعد یا ضمیر مبہم ممیز کی تمیز کے بعد آجائے وہ ربّ کا جواب ہوتا ہے۔ جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهُ۔ اس مثال میں لَقِيْتُهُ، رُبَّ کا جواب ہے اور نکرہ موصوفہ کی صفت کبھی مذکورہ اور کبھی قرینہ کی وجہ سے محذوف یا مقدر رہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رُبَّ کی صفت لفظوں میں نہیں آتی۔

جیسے رُبَّ رَجُلٍ۔ صفت مذکورہ کی مثال: رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُہٗ۔

ترکیب: جواب رُبَّ کو دیکھیں گے کہ اسم ہے یا فعل؟ اگر اسم ہو تو مبتدا و خبر بنیں گے جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ عِنْدِیْ۔ (رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ مبتدا اور عِنْدِیْ خبر)۔ اگر جواب فعل تو پھر دیکھیں گے کہ یہ فعل ربّ کے مدخول سے مستغنی ہے یا نہیں۔ اگر مستغنی ہے تو مبتدا و خبر بنیں گے جیسے رُبَّ رَجُلٍ لَقِیْتُہٗ۔ اور اگر مستغنی نہیں ہے تو اس وقت یہ فعل کے لیے مفعول بہ بنے گا۔ جیسے رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُ۔

احکام رب: ربّ کو تین حروف کے بعد حذف کیا جاتا ہے۔

واوْ فاء بل۔

لیکن اس کے عمل کو باقی رکھا جاتا ہے۔ پھر یہ حذف دو قسم پر ہے۔

حذف کثیر حذف قلیل

1: حذف کثیر: واوْ کے بعد ربّ کا حذف کرنا کثیر ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے۔

وَمَهْمَهٍ مُغْبَرَّةٍ أَرْجَاؤُهٗ * كَأَنَّ لَوْنَ أَرْضِهٖ سَمَاءُ

أی وَرُبَّ مَفَازَةٍ۔

2: حذف قلیل: فاء اور بل کے بعد ربّ کا حذف کرنا قلیل ہے۔[1]

فاء کی مثال، جیسے: شعر:

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ

أیْ فَرُبَّ مِثْلِكِ۔

بل کی مثال، شعر:

بَلْ بَلَدٍ مِلْءُ الْفِجَاجِ قَتَمُهٗ أیْ بَلْ رُبَّ بَلَدٍ۔

اور کبھی کبھار ربّ کے ساتھ ما کافہ ملحق ہوتا ہے اور اس کو جر سے روک دیتا ہے۔ اس کا مدخول معرفہ و مضارع دونوں بن سکتا ہے۔ جیسے رُبَّمَا الْمُعَلِّمُ قَادِمٌ۔ اور مضارع (جملہ) کی مثال: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾۔

---

[1]: اصل میں واوْ کے بعد حذفِ رُبَّ اکثر اور فاء کے بعد کثیر، اور بَلْ کے بعد قلیل ہوتا ہے۔ لیکن فاء کے بعد جو کثیر لکھا ہے وہ بَلْ کے بنسبت کہا ہے، ورنہ ویسے فاء کے بعد بھی قلیل ہے۔ (مغنی اللبیب، بحث راء، رُبَّ)

(النحو الوافی:2/ 404، موسوعہ:381، مغنی اللبیب:1/ 154)

8۔ تحقیق واوَ قسم

واوَ قسم کے لیے تین شرائط ہیں۔

1: فعل کا حذف ہونا۔ احترازی مثال: أُقْسِمُ وَاللهِ۔

2: جواب قسم میں سوال کا نہ ہونا۔ احترازی مثال: وَاللهِ أَذْهَبُ۔

3: ضمیر پر داخل نہ ہونا۔ احترازی مثال: وَكَ۔ اتفاقی مثال: وَاللهِ لَأَضْرِبَنَّ زَيْدًا۔

فائدہ: واوَ قسم کے بعد کبھی کبھار کوئی اور واوَ آجاتا ہے۔ یہ واوَ عاطفہ ہو گا۔ اور اس کا مابعد عطف کی وجہ سے مقسم بہ ہو گا۔ جیسے ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝﴾۔

9۔ تحقیق تائے قسم:

تائے قسم ایسی قسم کے ساتھ خاص ہے جو تعجب کے وقت اٹھائی جاتی ہے۔

جیسے: ﴿وَ تَاللهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ﴾۔ (مغنی اللبیب:1/ 134)

10۔ تحقیق عن: عن دو قسم پر ہے:

1۔ حرفیہ 2۔ اسمیہ

حرفیہ سات معانی کے لیے آتا ہے: (1) مجاوزت، مجاوزت کا معنی گزر گیا ہے باء کے بحث میں، جیسے: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ۔

(2) بمعنی مرادفت بَعْدَ وہ عن ہے جو بعد کی معنی میں ہے جیسے: {عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ} أي بعد قليلٍ

(3) بمعنی الاستعلاء وہ عن ہے جو بمعنی علي کا ہو، جیسے: {فإنما يبخل عن نفسه} أي علي نفسه۔

(4) تعلیل کے لیے وہ عن ہے جو ما قبل کی علت کو بیان کریں جیسے: {وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ} أی لاجل قولك۔

(5) بمعنی مرادفت مِنْ وہ عن ہے جو "مِن" کے معنی میں ہو جیسے: {هو الذي يقبل التوبة عن

عباده} أي من عباده۔

(6) بدل وہ عن ہے جو بمعنی بدل کے ہو جیسے: {لاتجزي نفس عن نفس} بدل نفسٍ۔

(7) مرادفۃ الباء وہ عن ہے جو بمعنی باء کے ہو جیسے: {وما ينطق عن الهوي} أي بالهوي۔

اور عَنْ اسمیہ یہ اسم ہوتا ہے بمعنیٰ جانب۔ یہ تین جگہوں میں ہوتا ہے (۱) اس پر "مِنْ" داخل ہو یہ کثیر ہے، جیسے: من عن يميني أي من جانب يميني (۲) اس پر "علی" داخل ہو یہ قلیل ہے جیسے: على عن يميني أي على جانب يميني. (۳) اس کے مجرور اور متعلق کی فاعل دو ضمیر ہو اور ان کے مصداق ایک ہو، جیسے: دَعْ عَنْكَ نَهْباً. (مغنی اللبیب: 1/ 170)

11۔ تحقیق علیٰ: عَلٰی دو قسم پر ہے:

1۔ حرفیہ 2۔ اسمیہ

عَلٰی حرفیہ آٹھ معانی کے لیے آتا ہے: (1) استعلاء کے لیے پھر استعلاء عام ہے حسی ہو، جیسے: {وعليها وعلى الفلك تحملون}، یا معنوی ہو جیسے: {فضلنا بعضهم على بعض} (2) مصاحبت کے لیے یعنی معنی مع میں ہو جیسے: {وأتي المال على حبه} أي مع حبه (3) مجاوزت کے لیے یعنی معنی عن میں جیسے:

شعر إِذَا رَضِيَتْ عليَّ بنُو قشير لَعَمْرُ اللهِ أَعجمني رَضَاهَا أي رَضِيَتْ عَنِّي

(4) تعلیل کے لیے یعنی معنی لام میں یعنی علت کے معنی میں ہو جیسے: {ولتكبر الله على ما هداكم} أي لهدايتكم. (5) ظرفیت کے لیے، جیسے: {دخل المدينة على حين غفلة} أي في غفلةٍ (6) بمعنی مِنْ کے لیے یعنی معنی مِنْ میں ہو جیسے: {إذا اكتالو على الناس يستوفون} أي من الناس. (7) بمعنی باء یعنی باء کے معنی مین ہو جیسے: {حقيق على أن لا أقول} أي بأن لا أقول۔ (8) استدراک کے لیے یعنی ماقبل سے استدراک کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: فلانٌ لا يدخل الجنة لسُوء صنيعه على أنه لا ييأس من رحمة الله أي لكنه أنه لا ييأسُ.

اور عَلٰی اسمیہ یہ اسم ہوتا ہے بمعنیٰ فوق ہو جب اس پر "مِنْ" داخل ہو، جیسے مِنْ عَلَيْهِ، أَيْ مِنْ فَوْقِهٖ۔

(مغنی اللبیب: 1/ 166)

12- تحقیق کاف: قاعدۂ کاف

کاف کی دو قسمیں ہیں: اسمی حرفی

کاف اسمی: کاف اسمی وہ ہے جو مثل کے معنیٰ میں ہو۔ اور یہ متعلق نہیں چاہتا۔ جیسے ﴿ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ ﴾، أيْ مِثْلَ هَيْئَةِ الطَّيْرِ۔

کاف حرفی: کاف حرفی کی دو قسمیں ہیں: زائد غیر زائد

1: زائد: وہ ہے جو متعلق نہیں چاہتا اور یہ تاکید کے لیے آتا ہے جیسے ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ﴾۔

2: غیر زائد: کاف جارہ غیر زائد کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ تشبیہ کے لیے ہو جیسے زَيْدٌ كَالْأَسَدِ۔

2۔ تعلیل کے لیے ہو جیسے ﴿ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾۔

3۔ استعلاء کے لیے ہو یعنی بمعنی علی کے جیسے کوئی کہے: كيفَ أصبحتَ؟ جواب میں کہے: كخيرٍ أي على خيرٍ.

ترکیب کاف: کاف کو دیکھیں گے کہ اس پر حرف ما داخل ہے یا نہیں۔ اگر داخل ہو جیسے: "كَمَا" یہ دو لفظوں سے مرکب ہیں: (۱) ک، (۲) ما۔

اور لفظ "ک" میں دو احتمال ہیں تشبیہ، اور تعلیل کا، تشبیہ کے لیے، جیسے: ﴿ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ ﴾ تعلیل کے لیے جیسے: ﴿ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾۔

اور لفظ "مَا" کے اندر بھی دو احتمال ہیں (۱) اسمیہ (۲) حرفیہ

اسمیہ: میں دو احتمال ہیں: ۱۔ موصولہ، ۲۔ نکرہ موصوفہ، جیسے: ما عندي كما عند أخي أي كالذي عند أخي أو كشيءٍ عند أخي. پہلی مثال موصولہ کی ہے اور ثانی موصوفہ کی ہے۔

حرفیہ: کے اندر تین احتمال ہیں: ۱۔ مصدریہ ہو، جیسے: {أنؤمن كما امن السفهاء} ۲۔ کافہ جیسے: {كما لهم آلهة} ۳۔ زائدہ ملغی جیسے: "وننصر مولانا ونعلم أنه كما الناس مجروم عليه وجارم" یعنی الناس کو مجرور پڑھے تاکہ "ما" زائدہ ہو جائے اور "کما" جملہ کے بعد واقع ہو، خواہ حقیقتاً جملہ یا تقدیراً

ہو، تو دونوں صورتوں میں اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں، یا مفعول مطلق بنیگا باعتبار موصوف محذوف کے یا حال واقع ہو گا، جملہ حقیقی کی مثال: {امنوا كما آمن الناس} مفعول مطلق کی صورت میں عبارت یوں ہو گی : امنوا إيمانا ثابتا كما آمن الناس. حال کی صورت میں یوں ہو گی: أي امنوا مماثلا كما آمن الناس. جملہ تقدیری کی مثال: {كما بدأنا أول خلق نعيده}۔ مفعول مطلق کی صورت میں عبارت یوں ہو گی: أي نعيد أول خلق إعادة مثل ما بدأنا، اور حال کی صورت میں عبارت یوں ہو گی: أي نعيده مماثلا كما بدانا أول خلق.

اور اگر اس پر حرف "ما" داخل نہ ہو تو پھر دیکھیں گے اسم ظاہر پر داخل ہو گا یا اسم اشارہ پر؟ اگر اسم ظاہر پر داخل تھا، جیسے:" كسمك " تو اس صورت میں خبر ہو گا مبتداء محذوف کے لیے: مثاله كسمك، اگر اسم اشارہ پر داخل تھا تو اس کا مابعد اسم ہو گا یا فعل؟۔ اگر اسم ہو تو خبر مقدم بنے گا جیسے ﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ﴾۔ اور اگر فعل ہو تو "كما" والی ترکیب ہو گی، یعنی مفعول مطلق یا حال ہو گا، جیسے ﴿وَ كَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا﴾۔ اور کبھی اس پر ماکافہ داخل ہو کر اس کو عمل سے روک دیتا ہے جیسے أَنْتَ كَمَا الْبَدْرُ۔ (موسوعہ:535، مغنی اللبیب:1/ 199)

مذ و منذ کی تحقیق:

اس کی تحقیق و تفصیل اسمائے ظروف میں گزر چکی ہے۔(النحو الوافی:2/ 431)

تحقیق حاشا: حاشا کی تین حالتیں ہیں۔

حاشا فعلی	حاشا اسمی	حاشا حرفی

1۔ حاشا فعلی: فعل متعدی متصرف ہوتا ہے، اس صورت میں "حَاشَا يُحَاشَا مُحَاشَاةً" کے باب سے ہو گا، بمعنی استثناء کرنا، جیسے حدیث شریف میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتا ہے: "أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ" راوی نے کہا مَا حَاشَا فَاطِمَةَ رضي الله عنها أَيْ مَا اسْتَثْنِي فَاطِمَةَ رضي الله عنها. "یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی استثناء نہیں کیا۔

2۔ حاشا اسمی: اس صورت میں تنزیہ کے معنی میں ہوتا ہے، اور مصدر "بَرَاءَةٌ" بمعنی بری ہونے کے مترادف ہو گا اور استثناء کی معنی میں نہیں ہو گا، اور ترکیب میں فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق ہو گا اور اس کے مابعد اسم مجرور ہو گا لام "كَيْ" کی وجہ سے، جیسے: ﴿قُلْنَ حَاشَا لِلّٰهِ﴾ یا اضافت کی وجہ سے، جیسے: {حَاشَ اللهِ}، اگر

مضاف اور تنوین دونوں نہیں تھا جیسے: {حَاشَا للهِ} تو اس وقت مبنی ہو گا بنا بر شبہ وضعی کے؛ کیونکہ اس صورت میں حَاشَا حرفی کے ساتھ وزن میں مشابہت ہو گا۔

3۔ حاشا حرفی: اس صورت میں استثناء کے لیے آتا ہے اور "إِلاَّ" کے معنی کو متضمن ہو گا، اور معنی یہ ہو گا، کہ مستثنیٰ خالی ہے مستثنیٰ منہ کی اُس مشارکت سے جو فعل کیساتھ ہے، جیسے: أَهْمَلَ الطُّلاَّبُ حَاشَا زَيْدٍ ترجمہ: زید پاک ہے طلباء میں مہمل ہونے سے۔

اس طرح نہیں کہ سکتے کہ: صَلَّى الطُّلاَّبُ حَاشَا زَيْدٍ ترجمہ: زید نماز ہونے میں پاک ہے باقی طلاب سے، یہ صحیح نہیں ہے، اور بصریین کے نزدیک یہ حرف ہے بمعنی "إلاَّ" کے، لیکن مابعد اس کا مجرور ہو گا، لیکن اس صورت میں متعلق نہیں چاہتا ہے شبہ زائد ہونے کی وجہ سے باقی مبرد وزجاج وغیرہما کے نزدیک اکثر حرف جر ہو گا، لیکن کبھی فعل متعدی جامد بھی ہوتا ہے فعل کی صورت میں اس کا فاعل ضمیر ہو گا جو کہ راجع ہوتا ہے ما قبل فعل کے مصدر کی طرف اور جملہ مستانفہ یا حالیہ بنے گا۔ (حاشیۃ الصبان: ۲/۲۴۵)

تحقیق خلا وعدا: خلا وعدا کی دو قسمیں ہیں۔ خلا وعدا حرفی خلا وعدا فعلی۔

1: خلا وعدا حرفی: خلا وعدا حرف جار ہونے کی صورت میں اِلّا کی جگہ مستثنیٰ متصل کے لیے آتیں ہیں۔ اور انکا مابعد لفظاً مجرور اور بناء بر استثناء محلاً منصوب ہو گا جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَعَدَا زَيْدٍ۔ اس وقت متعلق نہیں چاہتا ہے ؛بوجہ شبہ زائد۔

2: خلا وعدا فعلی: ان میں سے خلا جب فعل ہو تو متعدی بمن استعمال ہوتا ہے جیسے خَلَتِ الدِّيَارُ مِنَ الْأَنِيْسِ۔ اور خلا فعل کی صورت میں استثناء کے لیے بھی آتا ہے تو اس وقت تین باتوں کا ہونا ضروری ہے جن کی وجہ سے خلا میں ایک قسم کی خصوصیت آجاتی ہے۔

1: خَلَا، جَاوَزَ کے معنیٰ میں ہو، جس کی وجہ سے یہ متعدی بلاواسطہ ہو کر اپنے مابعد کو نصب دے گا۔

2: اس کا فاعل اسم ظاہر نہ ہو بلکہ اس کا فاعل ہمیشہ ضمیر ہو۔ اور اس کا مرجع ما قبل والے فعل کا مصدر رہو۔

3: خلا کو قد کے بغیر لایا جائے جیسے جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا۔

عدا بھی خلا کی طرح ہے لیکن متعدی بمن استعمال نہیں ہوتا، خلا اور عدا دالا جملہ، جملہ مستانفہ ہو گا یا جملہ حالیہ ہو گا محلاً منصوب ہو گا، اس وقت جب اس سے پہلے "ما" نہ ہو، اگر "ما" تھی تو اس وقت جملہ فعلیہ ہو گا محلا منصوب

ہو گا بنابر حالیت یابنابر ظرفیت، جیسے: قاموا خلا زیدٌ۔

(موسوعہ:361، مغنی اللبیب:1/ 153، جامی:155)

دوم حروف مشبہ بالفعل

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف عاملہ کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: وجہ تسمیہ حروف مشبہ بالفعل

ان حروف کو حروف مشبہ بالفعل اس لیے کہتے ہیں کہ ان حروف کی مشابہت فعل متعدی کے ساتھ تین چیزوں میں ہے۔

وزن میں　　معنیٰ میں　　عمل میں

1۔ وزن میں مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی، رباعی اور مدغم ہوتا ہے اسی طرح حروف مشبہ بالفعل بھی ثلاثی، رباعی اور مدغم ہوتے ہیں۔ مثلاً إِنَّ بروزن فِرَّ، أَنَّ بروزن مَدَّ، كَأَنَّ اصل میں كَأَنْنَ تھا بروزن ضَرَبْنَ، لٰكِنَّ اصل میں لٰكِنْنَ تھا بروزن ضَارِبْنَ، لَيْتَ جیسے لَيْسَ، لَعَلَّ اصل میں لَعَلَلَ تھا۔ جیسے دَحْرَجَ۔

2۔ معنیٰ: معنیٰ میں مشابہت اس طرح ہے کہ اِنَّ اور اَنَّ بمعنیٰ حَقَّقْتُ، كَأَنَّ بمعنیٰ تَشَبَّهْتُ، لٰكِنَّ بمعنیٰ اِسْتَدْرَكْتُ، لَيْتَ بمعنیٰ تَمَنَّيْتُ، اور لَعَلَّ بمعنیٰ تَرَجَّيْتُ ہیں۔

عملاً: عملاً مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل متعدی دو اسموں پر داخل ہو کر پہلے اسم کو رفع اور دوسرے اسم کو نصب دیتا ہے تو اسی طرح حروف مشبہ بالفعل بھی دو اسموں پر داخل ہو کر پہلے اسم کو نصب اور دوسرے اسم کو رفع دیتا ہے۔ لیکن چوں کہ فعل متعدی اصل ہے تو اس لیے رفع مقدم اور نصب مؤخر ہے۔ اور حروف مشبہ بالفعل فرع ہیں تو نصب مقدم اور رفع مؤخر ہے تاکہ اصل اور فرع میں فرق ہو جائے۔

(جہد قصیر:42، جامع الدروس:2/ 214)

وآن شش است: اِنّ واَنّ ولکنّ ولیت ولعل-این حروف را اسمی باید منصوب و خبری مرفوع چون اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ، زید را اسم اِنّ گویند، و قائم را خبر اِن

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف مشبہ بالفعل کی تعداد اور حکم کو بیان کرنا ہے۔

تعداد: حروف مشبہ بالفعل کل چھ ہیں۔

1. إنّ	2. أنّ	3. کأنّ
4. لکنّ	5. لیت	6. لعلّ

(جہد قصیر:42)

ان حروف کا حکم: یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتداء کو نصب دے کر اپنے لیے اسم بناتے ہیں اور خبر کو رفع دے کر اپنے لیے خبر بناتے ہیں جیسے إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔ زیداً، إنّ کا اسم اور قائم، إنّ کی خبر ہے۔

لیکن بعض لغات میں دونوں کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔ جیسے إِنَّ جَهَنَّمَ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔

(جہد قصیر:42، جامع الدروس:2/ 214)

> بدانکہ اسم إن (وإنّ حروف تحقیق است، وکأنّ حرف تشبیہ، لکنّ حرف استدراک، ولیت حرف تمنی، ولعلّ حرف ترجی۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف مشبہ بالفعل کے معانی کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: إنّ اور أنّ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تحقیق کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔ بشرطیکہ "ما" کافہ اس پر داخل نہ ہو، اگر ما کافہ داخل تھا تو پھر حصر کے لیے آئیگا، جیسے: {إنما إلهكم إلهٌ واحدٌ}۔

فائدہ:

مضمون جملہ بنانے کا طریقہ:

1۔ جملہ فعلیہ کا مضمون نکالنے کا طریقہ:

جملہ فعلیہ کا مضمون نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جملہ فعلیہ کے جزو اول کا مصدر نکال کر دوسرے جزء کی طرف مضاف کرنے سے اس جملے کا مضمون نکل آئے گا۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔ کا مضمون ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا ہے۔

2۔ جملہ اسمیہ کا مضمون نکالنے کا طریقہ: جملہ اسمیہ کا مضمون نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کے دوسرے جزو کا مصدر نکال کر جزو اول کی طرف مضاف کرنے سے اس جملے کا مضمون نکل آئے گا۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کا مضمون

قِیَامُ زَیْدٍ ہے۔

لیکن اگر جملہ اسمیہ کا جزو ثانی جامد ہو تو پھر اس کا مضمون نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جزو ثانی کا مصدر جعلی بنا کر جزو اول کی طرف مضاف کرنے سے اس جملے کا مضمون نکل آئے گا۔ جیسے ھٰذَا زَیْدٌ کا مضمون زیدیۃ ھذا ہے۔

3۔ کَاَنَّ حرف تشبیہ ہے، یعنی اپنے اسم کو خبر کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے آتا ہے جیسے کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ۔

4۔ لکنّ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی ما قبل والے کلام سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے لکنّ اس شبہ اور وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ مثلاً زید اور عمرو گہرے دوست ہیں تو کسی نے کہا کہ ذَھَبَ زَیْدٌ۔ تو اس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ عمرو بھی ساتھ گیا ہوگا۔ لیکن حقیقت میں وہ نہیں گیا ہے تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہا کہ لٰکِنَّ عَمْرًا لَمْ یَذْھَبْ۔

5۔ لیت تمنی کے لیے آتا ہے یعنی حصول خبر کی آرزو کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ۔

6۔ لعلّ ترجّی کے لیے آتا ہے، یعنی حصول خبر کی امید کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَعَلَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

فائدہ: اِنّ اور اَنّ میں فرق:

اِنّ اور اَنّ میں فرق دو طرح سے ہے۔

فرق معنوی فرق لفظی

1: فرق معنوی: اِنّ اور اَنّ دونوں تحقیق کے لیے آتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ اِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر مستقل جملہ بنتا ہے، کسی کا جزء نہیں بنتا۔ اور اَنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہو کر ما قبل کے لیے جزء بنتا ہے۔

2: فرق لفظی: بارہ (12) جگہوں میں اِن مکسورہ پڑھا جاتا ہے۔

1: ابتدائے کلام میں، جیسے ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝﴾۔

2: ابتدائے صلہ میں جیسے ﴿وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ﴾۔

3: جواب قسم میں، جیسے ﴿حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾۔

4: قال یقول (باب) کے بعد ہو بشرطے کہ ظن کے معنیٰ میں نہ ہو، جیسے ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ﴾۔

5: ابتدائے جملہ حالیہ میں ہو جیسے ﴿كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

تَكْرَهُوْنَ ﴿۵﴾۔

6: ابتدائے صفت میں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اِنَّهٗ فَاضِلٌ۔

7: مقصود بالنداء میں جیسے ﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ﴾۔

8: جب خبر پر لام ابتدائی یا لام مزحلقہ داخل ہو جیسے ﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ﴾۔

9: اِذ، اِذا اور حیث کے بعد۔ جیسے: جَلَسْتُ حَیْثُ اِنَّهٗ زَیْدٌ جَالِسٌ۔

10: حروف تنبیہ کے بعد، جیسے: ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾﴾۔

11: حروف ایجاب کے بعد جیسے ﴿بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ﴿۱۵﴾﴾۔:

12: جب اسم ذات سے خبر واقع ہو جیسے زید انّه فاضل۔ کیونکہ اگر أنّ پڑھا جائے، تو اس کا مابعد بتاویل مصدر ہو کر حمل ہو گا ذات محض پر یہ صحیح نہیں ہے اس لیے اِنّ پڑھا جاتا ہے۔

(جہد قصیر: 43، جامع الدروس: 2/ 235)

2۔ دس جگہوں پر اَنّ مفتوحہ پڑھا جاتا ہے۔

1. جب فاعل واقع ہو جیسے ﴿اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ﴾۔
2. جب نائب فاعل واقع ہو جیسے ﴿وَاُوْحِیَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ﴾۔
3. مفعول بہ واقع ہو جیسے ﴿وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ﴾۔
4. مضاف الیہ واقع ہو لیکن شرط یہ ہے کہ مضاف ایسا اسم نہ ہو جو جملہ کی طرف مضاف ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ۔
5. مبتدا واقع ہو جیسے ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً﴾۔
6. اس پر حرف جر داخل ہو جیسے ﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾﴾۔
7. لولا امتناعیہ یا تحضیضیہ کے بعد ہو جیسے: لَوْلَا اَنَّكَ مُنْطَلِقٌ اِنْطَلَقْتُ۔
8. لو کے بعد ہو جیسے ﴿وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ﴾۔
9. مبتدا، فاعل یا مفعول بہ وغیرہ میں سے کسی کا تابع ہو جیسے: ﴿اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾﴾۔

10. جب مصدر کے لیے خبر واقع ہو جیسے: اِعْتِمَادِیْ أَنَّكَ فَاضِلٌ۔ کیونکہ أَنَّ کے مابعد بتاویل مصدر ہو گا، تاکہ حمل مصدر علی المصدر ہو جائے اس لیے أَنَّ پڑھا جاتا ہے۔
(جہد قصیر:43، جامع الدروس:2/ 227)

3۔ نو جگہوں میں إِنّ اور أَنّ دونوں مشترک ہیں۔

1. إذا مفاجاتیہ کے بعد جیسے إِذَا إِنَّهٗ عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِمِ۔ (اگر إِنّ پڑھا جائے تو مستقل جملہ ہو گا اور اگر أَنّ پڑھا جائے تو مابعد بتاویل مصدر کے کر کے مبتداء ہو گا اور خبر اس کے لیے محذوف ہو گی)۔
2. فاجزائیہ کے بعد ہو جیسے مَنْ تُكْرِمْنِیْ فَأَنِّیْ أُكْرِمُهٗ۔ (اگر إِنّ پڑھا جائے تو پھر مستقل جملہ ہو گا اور اگر أَنّ پڑھا جائے تو پھر خبر ہے مبتداء محذوف کے لیے)۔
3. قول سے خبر واقع ہو، اور خبر بھی قول ہو اور دونوں قولوں کا فاعل بھی ایک ہو۔ جیسے أَوَّلُ قَوْلِیْ إِنِّیْ أَحْمَدُ اللّٰهَ۔ (اگر أَن پڑھا جائے تو بتاویل مصدر ہو کر أول قولی کے لیے خبر ہو گا اور اگر إِن پڑھا جائے تو جملہ اس کے لیے خبر بنے گا۔)
4. جب حتیٰ کے بعد واقع ہو جیسے عَرَفْتُ أُمُوْرَكَ حَتّٰی أَنَّكَ فَاضِلٌ۔ (اگر حتی ابتدائیہ ہو تو إِن ہو گا اور اگر حتّٰی عاطفہ یا جارہ ہو تو أَنّ پڑھا جائے گا)۔
5. جب فعل قسم کے بعد ہو بشرطے کہ اس کے بعد لام نہ ہو۔ جیسے أُقْسِمُ إِنَّ الدَّارَ مِلْكُ سَلِیْمٍ۔ (اگر إِن پڑھا جائے تو جواب قسم ہو گا اور اگر أَنّ پڑھا جائے تو حرف جر مقدر ہو گا۔ یہ اس کے لیے مجرور بنے گا)۔
6. جب واؤ کے بعد واقع ہو اور اس سے پہلے ایسا مفرد ہو جس پر اس کا عطف کرنا درست ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ شانہ کا قول ہے: ﴿إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝﴾۔ (اگر إِنَّ پڑھا جائے تو جملہ مستانفہ ہو گا اور اگر أَنَّ پڑھا جائے تو مفرد پر عطف ہو گا)۔
7. جب لا جرَم کے بعد ہو جیسے ﴿لَا جَرَمَ أَنَّ اللّٰهَ﴾۔ (اگر أَن پڑھا جائے تو جَرَمَ کے لیے فاعل ہو گا اور اگر إِن پڑھا جائے تو لَا جَرَمَ قسمیہ اور یہ جواب قسم بنے گا۔
8. جب مواضع تعلیل میں ہو جیسے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ﴾۔ (اگر أَن پڑھا جائے تو

لام جارہ تعلیلیہ مقدر ہو گا اور یہ اس کے لیے مجرور بنے گا، اگر اِنَّ پڑھا جائے تو جملہ معللہ ہو گا)۔

9۔ جب أمَّا کے بعد ہو جیسے أمَّا أنَّكَ فَاضِلٌ۔ (اگر أمَّا استفتاحیہ ہو تو اِنَّ ہو گا، اور اگر بمعنی حقًا ہو تو أنَّ ہو گا اور اسکی علت حروف غیر عاملہ کے بحث أمَا میں آئیگی۔ (جہد قصیر:44، جامع الدروس:2/ 229)

فائدہ: انَّ مکسورہ اور مفتوحہ کی پہچان کا طریقہ: ہر وہ مقام جہاں أنَّ کے مدخول کو مؤول بالمفرد کرنا درست ہو یعنی اس جگہ مفرد واقع ہو سکتا ہو تو أنَّ پڑھا جائے گا اور اگر ایسا کرنا درست نہ ہو تو اِنَّ مکسورہ پڑھا جائے گا نیز جہاں دونوں صورتیں ممکن ہو تو دونوں صورتیں پڑھنا جائز ہے۔

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل میں سے اِنَّ وغیرہ کے ساتھ کبھی ماکافّہ لاحق ہوتی ہے اور ان کو عمل سے روک دیتی ہے۔ جیسے: ﴿ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾۔ اس وقت یہ فعل پر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسے ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾۔

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل کے بعد اگر ما موصولہ یا مصدریہ ہو تو یہ ما اُن کو عمل سے نہیں روکتا۔ لہٰذا اگر ان کے ساتھ ماء موصولہ لاحق ہو تو یہ ما موصولہ محلاً منصوب اِنَّ کا اسم ہو گا۔ جیسے ﴿ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴾۔ اور اگر ما مصدریہ اِنَّ کے ساتھ لاحق ہو تو اس کا مابعد بتاویل مصدر اِنَّ کا اسم ہو گا۔ جیسے ﴿اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ﴾، أيْ إنَّ صُنْعَهُمْ۔

(جامع الدروس:2/ 221، شرح شذور الذہب:255)

فائدہ: جاننا چاہیے کہ حروف مشبہ بالفعل کے بعد جو ماکافہ، مامصدریہ اور ماموصولہ لاحق ہوتے ہیں ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ ماموصولہ اور مصدریہ حروف مشبہ بالفعل سے جدا لکھے جاتے ہیں۔ بخلاف ماکافہ کے کہ وہ متصل ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار ماموصولہ بھی متصل لکھا جاتا ہے، جیسے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ﴾ الآیۃ۔

قاعدہ: حروف مشبہ بالفعل میں سے اِن کی خبر پر لام داخل ہوتا ہے یہ لام مزحلقہ کہلاتا ہے۔ جیسے ﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ﴾۔

اور یہ اس کے اسم پر داخل نہیں ہوتا۔ مگر جب اسم مؤخر اور خبر ظرف جار مجرور مقدم ہو، جیسے: ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً﴾، اور جیسے: ﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ﴾۔ اس وقت اس کو لام تاکید کہتے ہیں۔

(موسوعہ:560)

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل میں سے لیت پر کبھی یاء تنبیہ داخل ہوتی ہے جیسے: ﴿یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ﴾، ﴿یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾۔

قواعدِ حروف مشبہ بالفعل

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل میں چار حروف (اِنّ، اَنّ، کاَنّ اور لکنّ) کو نحوی حضرات ذانون کہتے ہیں۔ نیز یہ حروف کبھی مخففہ بھی ہوتے ہیں جن کے قواعد مندرجہ ذیل ہیں۔

قاعدہ 1: اِن مخففہ من الثقلہ

اِنْ کبھی بغیر تشدید کے آتا ہے اس کو اِنْ مخففہ من الثقلہ کہتے ہیں۔ یہ اِنْ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے، اگر اسم پر داخل ہو تو اس کو عمل دینا بھی درست ہے۔ مگر اہمال (عمل نہ دینا) کثیر ہے، یعنی کبھی عمل کرتا ہے اور کبھی عمل نہیں کرتا۔ عمل کرتا ہو، جیسے ﴿وَاِنَّ كُلًّا(1) لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ﴾۔ اور اگر نہ کرتا ہو تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی خبر پر لام مفارقہ داخل ہو جیسے ﴿اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ﴾۔ لیکن اگر قرینہ لفظیہ موجود ہو یہ "اِنْ" نافیہ نہیں ہے بلکہ ان مخففہ ہے تو لام مفارقہ لانے کی ضرورت نہیں جیسے: اِنِ الْحَقُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی ذِیْ بَصِیْرَةٍ۔ یہاں "لا" نافیہ دلیل ہے کہ یہ اِنْ نافیہ نہیں ہے، بلکہ اِنْ مخففہ من الثقلہ ہے؛ کیونکہ پھر معنی غلط ہوتا ہے۔

اگر فعل پر داخل ہو تو اس وقت اہمال یعنی عمل نہ دینا واجب ہے۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1۔ افعال ناسخہ پر داخل ہو اور یہ تین ہیں۔ 1: افعال ناقصہ جیسے: ﴿وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ﴾۔ 2: افعال مقاربہ جیسے ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ﴾۔ 3: افعال قلوب جیسے ﴿وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ﴾۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی خبر پر لام مفارقہ داخل ہو تاکہ اِنْ مخففہ من الثقلہ اور اِنْ نافیہ میں فرق ہو جائے، جیسے ﴿وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ﴾۔

مختصر علامات: اِنْ مخففہ من الثقلہ: اگر اِنْ داخل تھا اسم پر یا افعال ناقصہ یا افعال مقاربہ یا افعال قلوب پر اور

---

(1): ایک قراءت میں ﴿اِنْ كُلًّا﴾ مخفف ہے۔

اس کے بعد لام مفتوحہ تھا تو إنْ مخففہ من الثقلہ ہے، جیسے: {إن هذان لسحران} {إن كنت من قبله لمن الغافلين}۔

(النحو الوافي: 1/ 548، جامع الدروس: 2/ 330، مغنی اللبیب: 1/ 31)

قاعدہ أن مخففہ من الثقلہ:

أن کبھی بغیر تشدید کے آتا ہے اس کو أن مخففہ من الثقلہ کہتے ہیں۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ افعال یقین کے بعد ہو اور اس کا اسم محذوف ضمیر شان اور خبر جملہ ہو جیسے ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾، أي أنّهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

پھر اس کی خبر کو دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ ہے یا جملہ فعلیہ، اگر جملہ اسمیہ ہو تو دیکھیں گے کہ مثبت ہے یا منفی۔

اگر مثبت ہو تو أن اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ نہیں آتا، جیسے ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔ اگر منفی ہو تو أن اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ آئے گا جیسے: ﴿وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ﴾۔

اور اگر خبر جملہ فعلیہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ فعل متصرف ہے یا غیر متصرف۔ اگر غیر متصرف ہو تو أن اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ نہیں آتا۔ جیسے ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾۔

اور اگر فعل متصرف ہو تو پھر دیکھیں گے کہ جملہ دعائیہ ہے یا نہیں۔ اگر جملہ غیر دعائیہ ہو تو مثبت ہو گا یا منفی۔

اگر مثبت ہو تو فاصلہ سین، سوف، قد یا لو کے ساتھ آئے گا۔

سین کی مثال: ﴿عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى﴾۔

قد کی مثال: «عَلِمَ أَنْ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا»۔

لو کی مثال: ﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ﴾۔

اگر منفی ہو تو فاصلہ لا، لن، اور لم کے ساتھ آئے گا۔ لا کی مثال جیسے ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ﴾۔

لن کی مثال جیسے ﴿اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ﴾۔

لم کی مثال جیسے ﴿اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ﴾۔

اور اگر جملہ دعائیہ ہو تو فاصلہ نہیں آتا جیسے:(وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين)[1]۔

مختصر علامات "اَن مخففہ من الشقلہ"

اگر اَنْ کے بعد سین، سوف، قد، لو، لا، لم اور لن میں سے کوئی ہو تو اَن مخففہ ہو گا۔ اور اسی طرح اگر لائے نفی جنس، لیس، عسٰی یا جملہ اسمیہ میں سے کوئی اَن کے بعد واقع ہو تو یہ اَن مخففہ من الشقلہ ہو گا۔ جیسے وَأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، أَنْ لَّا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(النحو الوافی:1/ 552، جامع الدروس:2/ 231، مغنی اللبیب:1/ 39)

قاعدہ کاَن مخففہ من الشقلہ

یہ بھی اَن کی طرح مخففہ من الشقلہ آتا ہے لیکن عند الجمہور کَاَنْ کا عمل باقی رہتا ہے پھر اس کا اسم کبھی مذکور ہوتا ہے، اور کبھی محذوف ہوتا ہے۔ اگر مذکور ہو تو اسم ظاہر ہو گا اور خبر اس کا مفرد ہوتا ہے جیسے: كأنْ زيدٌ أسدٌ اور اگر اس کا اسم محذوف ہو تو وہ ضمیرِ شان ہو گی اور اس وقت اس کا خبر ہمیشہ جملہ ہو گی۔ اگر جملہ اسمیہ ہو تو بغیر فاصلہ کے اور اگر فعلیہ ہو تو فاصلہ قَدْ اور لَمْ کے ساتھ آتا ہے، تاکہ ممتاز ہو جائے یہ اَنْ مصدریہ نہیں ہے بلکہ "کأَنْ مخففہ من الشقلہ ہے۔

(النحو الوافی:1/ 557، جامع الدروس:2/ 236)

قاعدہ لٰکِنْ مخففہ من الشقلہ

لٰکِنْ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ لٰکِنْ مخففہ من الشقلہ 2۔ لٰکِنْ مخففہ اصلًا

لکن مخففہ من الشقلہ وہ ہے جو لکن مثقلہ سے مخفف ہو اور ہمیشہ غیر عامل ہوتا ہے۔ اور لکن مخففہ اصلًا کی دو قسمیں ہیں: 1۔ عاطفہ 2۔ ابتدائیہ۔ لکن عاطفہ کی تفصیل حروفِ عطف میں آئے گا۔ اور لکن ابتدائیہ استدراک کے لیے آتا ہے اور اس کے لیے تین شرائط ہیں:(1) مابعد جملہ ہو (2) مقترن بالواؤ ہو (3) اثبات کے بعد ہو۔

---

(1): **فائدۃ:** کبھی کبھار أنَّ مثقلہ کا اسم ضمیر شان بھی حذف ہوتا ہے، جس کی تصریح علامہ شامیؒ نے کی ہے، اور کتب فقہ وغیرہ میں بکثرت اس کی مثالیں موجود ہیں۔

(موسوعہ: 580)

سوم ماولا المشبہتان بلیس

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف عاملہ کی تیسری قسم ماولا المشبہتان بلیس کو بیان کرنا ہے۔

ماولا المشبہتان بلیس کی تعریف

ماولا المشبہتان بلیس وہ ماولا ہیں جو لیس کی طرح مسند الیہ سے مسند کی نفی کے لیے آتے ہیں۔

وہ حروف جو لیس کے مشابہت رکھتے ہیں وہ کل چار ہیں۔ ان میں دو یعنی (ماولا) مشہور ہیں اور دو یعنی (اِن ولات) غیر مشہور ہیں۔ صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور کو ذکر کیا ہے اور غیر مشہور کو ترک کیا ہے۔

(جہد قصیر: 44)

وآن عمل لیس می کنند چنانکہ گوئی ما زید قائما، زید اسم مااست و قائما خبر او

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ان کے عمل کو بیان کرنا اور وجہ مشابہت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: ما ولا المشبہتان کا عمل: یہ حروف لیس کی طرح جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتداء کو بناء بر اسمیت رفع اور خبر کو بناء بر خبریت نصب دیتے ہیں۔ جیسے ﴿مَا هٰذَا بَشَرًا﴾۔

وجہ مشابہت: ماولا لیس کے ساتھ دو چیزوں میں مشابہت رکھتے ہیں۔ 1: معنیٰ میں 2: دخول مبتداء و خبر پر۔

1: معنیٰ میں مشابہت: معنیٰ میں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح لیس نفی کے لیے آتا ہے اسی طرح ماولا بھی نفی کے لیے آتے ہیں۔

2: دخول میں مشابہت: دخول میں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح لیس مبتداء و خبر پر داخل ہوتا ہے، اسی طریقہ ما اور لا بھی مبتداء و خبر پر داخل ہوتا ہے۔

1۔ ما کے عمل کے لیے شرائط:

ما کے عمل کے لیے چار شرائط ہیں:

1. ترتیب باقی ہو یعنی اسم مقدم اور خبر مؤخر ہو۔ اگر ترتیب باقی نہ ہو تو پھر عمل نہیں کرے گا۔ جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ۔
2. ما کے ساتھ اِن زائدہ متصل نہ ہو۔ اگر متصل ہو تو پھر عمل نہیں کرے گا۔ جیسے مَا اِنْ فِی الدَّارِ زَیْدٌ، مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ۔ (اوضح المسالک: ۲/۲۴۲)
3. ما کے اسم و خبر میں فاصلہ اِلا کے ساتھ نہ ہو۔ اگر فاصلہ ہو تو عمل نہیں کرے گا۔ جیسے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾۔
4. ما کے خبر کا معمول ما کے ساتھ متصل نہ ہو۔ اگر متصل ہو تو عمل نہیں کرے گا۔ جیسے مَا طَعَامَكَ زَیْدٌ اٰکِلٌ۔

اگر یہ چار شرائط موجود ہوں تو عمل کرے گا جیسے ﴿مَا هٰذَا بَشَرًا﴾۔

2۔ لا کے عمل کے لیے شرائط:

تین پہلے والے ہیں:

1. ترتیب باقی ہو
2. اسم و خبر میں فاصلہ اِلّا کے ساتھ نہ ہو۔
3. لا کے خبر کا معمول لا کے ساتھ متصل نہ ہو۔
4. اور چوتھی شرط یہ ہے کہ لا کا اسم و خبر دونوں نکرہ ہوں۔ احترازی مثال جیسے: ﴿وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾۔

اتفاقی مثال جیسے: لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ۔

3۔ اِنْ کے عمل کے لیے شرائط:

اِنْ کے عمل کے لیے تین شرائط ہیں:

1. ترتیب باقی ہو۔

2. اس کے اسم و خبر میں فاصلہ نہ ہو اِلّا کے ساتھ۔

3. اِنْ کی خبر کا معمول اِنْ کے ساتھ متصل نہ ہو۔ اتفاقی مثال: ﴿إِنِ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ﴾۔ (فِيْ قِرَاءَةِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ)۔

4۔ لات کے عمل کرنے کے لیے شرائط:

لات اصل میں لا تھا۔ پھر اس کے ساتھ تاء کو ملا دیا تاکید کے لیے یا مبالغہ کے لیے یا تانیث کے لیے تو لاتَ ہو گیا۔ لات کے عمل کرنے کے لیے ایک شرط ہے۔ وہ یہ ہے کہ ظروف زمان میں سے "الْحِيْنَ، السَّاعَة اور الْآنَ پر داخل ہو۔ اس کا اسم و خبر دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اکثر اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔ اگر اسم محذوف نہ ہو تو پھر اس کی خبر محذوف ہو گی۔ جیسے ﴿فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ﴾، أَيْ لَاتَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصٍ۔

(جہد قصیر:44، جامع الدروس:2/ 209 موسوعہ:566-594، شرح شذور الذہب:181)

قاعدہ: اگر لات کے بعد اسم مجرور ہو تو اس وقت یہ حروف جارہ میں سے ہو گا۔ اور اگر مجرور نہ ہو تو لات حروف ماولا المشبہتان بلیس میں سے ہو گا۔

قاعدہ: ماولا المشبہتان بلیس کی خبر پر کبھی کبھار بازائدہ داخل ہوتی ہے۔ جیسے مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ۔

چہارم لائے نفی جنس

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف عاملہ کی چوتھی قسم لائے نفی جنس کو بیان کرنا ہے۔

لائے نفی جنس کی تعریف

لائے نفی جنس وہ لا ہے جو اپنی خبر کو اسم کی پوری جنس سے نفی کرنے میں نص ہو۔ یعنی وحدت کی نفی کا بلکل احتمال نہ رکھے، بخلاف لا مشبہ بلیس۔ اس لیے کہ یہ جنس کی نفی میں نص نہیں۔ بلکہ اس میں وحدت کی نفی کا احتمال بھی ہے اور جنس کی نفی کا بھی ہے۔ جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ۔ اس میں جنس رجل کی نفی ہے، نہ کہ فردِ رجل کی۔

اس کے چار نام ہیں:

1. لائے نفی جنس	2. لائے تبریہ

3. لائے تنزیہ	4. لا التی لنفی الجنس

(جہد قصیر:45، جامع الدروس:2/ 237)

اسم این لا اکثر مضاف باش منصوب و خبرش مرفوع، چون لا غلام رجل

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض لائے نفی جنس کے عمل اور اس کے اسم کی پہلی صورت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

لائے نفی جنس کا عمل

لائے نفی جنس حروف مشبہ بالفعل میں سے اِنّ کے ساتھ تاکید میں مشابہت رکھتا ہے۔ یعنی جیسے اِن اثبات تاکید کے لیے آتا ہے اسی طرح لائے نفی جنس نفی تاکید کے لیے آتا ہے۔

تو اس لیے اس کا عمل بھی حروف مشبہ بالفعل کے عمل کی طرح ہے۔ یعنی لائے نفی جنس بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب دے کر اپنے لیے اسم، اور خبر کو رفع دے کر اپنے لیے خبر بنا دیتا ہے۔

(مغنی اللبیب:2/ 47، موسوعہ:568)

لائے نفی جنس کے عمل کے لیے شرائط:

اس کے عمل کے لیے چار شرائط ہیں۔

1. جنس کی نفی میں نص ہو۔ واحد کی نفی کا احتمال نہ ہو۔
2. اسم و خبر دونوں نکرہ ہو اگر اسم معرفہ ہو تو لا مہملہ ہو گا اور دوسرے معرفہ کے ساتھ لا کا تکرار لانا واجب ہے۔ جیسے: لَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو۔
3. اس کے اسم اور خود لا کے درمیان فاصل نہ ہو۔ اگر فاصلہ ہو، اگرچہ خبر کے ساتھ ہو تو اس وقت لا مہملہ ہو گا اور تکرار لا واجب ہے۔ جیسے لَا فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَۃٌ۔
4. لائے نفی جنس پر حرف جر داخل نہ ہو، اگر داخل ہو تو لا مہملہ ہو گا اور اس کا مابعد مجرور ہو گا۔ جیسے بِلَا زَادٍ۔

(جہد قصیر:45، موسوعہ:568، جامع الدروس:2/ 238)

لائے نفی جنس کے اسم کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: اسم لا نکرہ متصل مضاف یا شبہ مضاف ہو تو اس صورت میں معرب منصوب ہو گا۔

مضاف کی مثال جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِيْهَا۔

شبہ مضاف کی مثال جیسے: لَا طَالِعًا جَبَلًا ظَاهِرٌ۔

فائدہ: شبہ مضاف وہ ہے جس کا معنیٰ دوسرے اسم کے ملائے بغیر تام نہ ہو یعنی دوسرا اسم پہلے اسم کے لیے تتمہ ہو۔ پھر لائے نفی جنس کا شبہ مضاف دو قسم پر ہے۔

1: دونوں آپس میں عامل و معمول ہو جیسے لَا طَالِعًا جَبَلًا حاضرٌ پھر عامل عام ہے رافع ہو، جیسے: لا حسناً فَعْلُه مذمومٌ یا ناصب ہو، جیسے: لاِ طالعاً جبلاً حاضرٌ یا ظرف جار مجرور متعلق ہو، جیسے: لا خیراً من زید عندنا۔

2: یا معطوف علیہ ہو ایسے معطوف کہ دونوں کا حکم ایک اسم کا ہو، جیسے: لا ثلثة و لا ثلثين لیکن دونوں کا کسی غیر معین فوج کے ایک دستہ کا نام ہو اگر معین چیز کا نام ہو تو "لا" ملغی ہو گا۔

(جہد قصیر:46، مغنی اللبیب:۲/ ۷۳)

ونکرہ مفرد باشد بر فتحہ چون لا رجل فی الدار

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض کی لا کے اسم کی دوسری صورت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: دوسری صورت: اسم لا نکرہ متصل مفرد غیر مکرر ہو تو اس صورت مین مبنی علی النصب ہو گا جیسے: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ۔ یہ مبنی اس لیے ہے کہ یہ من استغراقیہ کے معنیٰ کو متضمن ہے تو اس میں شبہ معنوی (تضمنی) پایا گیا۔

پھر ہم نے مبنی بر فتح کی جگہ مبنی علی النصب کہا، یہ اس لیے کہ بعض صورتیں مبنی بر فتح کہنے کی صورت میں نکل رہی تھیں۔ ان کو داخل کرنے کے لیے ایسے کہا۔ صاحب کافیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ وہ صورتیں یہ ہیں۔

1. رَجُلَيْنَ کا یاء	2. مُسْلِمِيْنَ کا یاء	3. مُوْسٰی کا اعراب تقدیری

(جامع الدروس:2/ 240)

واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولا ملغی باشد یعنی عمل نہ کنند وآن معرفہ مرفوع باشد با بتداء چون لا زید عندی ولا عمرو

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض لائے نفی جنس کے اسم کی تیسری صورت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: تیسری صورت:

لا کا اسم اگر معرفہ ہو تو لا ملغیٰ عن العمل ہو گا اور لا کا تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ لانا ضروری ہے۔ اور لا کا مدخول پہلے کی طرح مبتداء اور خبر بنیں گے۔

جیسے: لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو۔ (اس صورت میں لا کے لیے اسم و خبر نہیں ہوں گے)۔

اسی طرح اگر لا کا اسم نکرہ غیر متصل ہو تو اس وقت بھی لا ملغیٰ عن العمل ہو گا جیسے ﴿لَا فِیْھَا غَوْلٌ﴾۔

واگر بعد آن لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرہ دیگر در پنج وجہ رواست چون لا حولَ ولا قوۃَ إلا باللہ۔ لا حولٌ ولا قوۃٌ إلا باللہ، ولا حولَ ولا قوۃً إلا باللہ، ولا حولٌ ولا قوۃَ إلا باللہ، ولا حولَ ولا قوۃٌ إلا باللہ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض لائے نفی جنس کے اسم کی چوتھی صورت کو بیان کرنا ہے۔

چوتھی صورت کی تشریح: لا کا اسم نکرہ متصل مفرد مکرر ہو تو اس وقت اس کے اسم میں پانچ وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللہِ۔

اس صورت میں پانچ وجوہ کی تفصیل:

1۔ پہلی وجہ: دونوں پر فتحہ پڑھنا۔ جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللہِ۔

اس صورت میں دونوں اسم مبنی بر فتح ہوں گے۔ اور دونوں جگہ لائے نفی جنس کا ہو گا۔ اور عامل ہو گا۔ لہٰذا دونوں اسم محلاً منصوب لا کے اسم ہوں گے اور خبر محذوف ہو گی۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللہِ۔ اور تقدیری عبارت اس طرح ہو گی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدَانِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللہِ۔

یہاں باعتبار ترکیب دو صورتیں ہو سکتی ہے۔

عطف المفرد علی المفرد عطف الجملہ علی الجملہ

1: پہلی صورت کی مثال (عطف المفرد علی المفرد): لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدَانِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللہِ۔

ترکیب: لا لنفی الجنس (حول) معطوف علیہ، (و) حرف عطف، لا زائدہ۔ (قوۃ) معطوف۔ معطوف اور معطوف علیہ مل کر منصوب محلاً اسم برائے لائے نفی جنس (موجودان) صیغہ اسم مفعول ہما ضمیر مستتر (راجع بسوئے اسم لائے نفی جنس) مرفوع محلاً نائب فاعل برائے موجودان (بأحد) میں باء حرف جار، أحد مستثنیٰ منہ، (إلا) حرف استثناء (باللہ) باء حرف جار لفظ اللہ مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ۔ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مل کر مجرور برائے باء جارہ۔ جار مجرور مل کر متعلق برائے موجودان۔ موجودان اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر مرفوع لفظاً (بالالف) خبر برائے لائے نفی جنس۔ لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری صورت: عطف الجملہ علی الجملہ کی مثال:

لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ مَوْجُوْدٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَةٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترجمہ: اللہ کی مدد کے سوا کسی دوسرے کی مدد سے گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ اور اللہ کی مدد کے سوا کسی دوسرے کی مدد سے طاعت پر قوت نہیں۔

ترکیب: (لا) لنفی الجنس (حول عن المعصیۃ) میں (عن المعصیۃ) جار مجرور متعلق برائے حول۔ حول مصدر اپنے متعلق سے مل کر اسم برائے لائے نفی جنس۔

(موجود) صیغہ اسم مفعول (ھو) ضمیر مستتر نائب فاعل برائے (موجود)۔ (بأحد) باء جارہ أحدٍ مستثنیٰ منہ۔ (إلا) حرف استثناء (باللہ) جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ۔

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مل کر مجرور برائے جار۔ جار مجرور مل کر متعلق برائے (موجود) موجود اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر مرفوع لفظاً خبر برائے لائے نفی جنس۔ لائے نفی اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ۔ (و) حرف عطف (لا) نفی جنس (قوۃ) اس کا اسم۔ (علی الطاعۃ) جار مجرور متعلق برائے قوۃ۔ (قوۃ) اپنے متعلق سے مل کر لائے نفی جنس کا اسم۔ (موجودۃٌ) صیغہ اسم مفعول، (ھو) ضمیر مستتر نائب فاعل برائے (موجودۃ)۔ بأحد میں باء حرف جار (أحد) مستثنیٰ منہ، حرف استثناء، (باللہ) میں باء حرف جار لفظ اللہ مجرور۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ، مستثنیٰ منہ سے مل کر مجرور برائے جار۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے موجودۃ کے ساتھ۔ موجودۃ صیغہ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر مرفوع خبر برائے لائے نفی جنس، (لا) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

دوسری وجہ رفعہما: (دونوں کا رفع پڑھنا)

لا حولٌ ولا قوةٌ إلا باللہ۔ دونوں اسم مرفوع ہوں گے اور دونوں جگہ لا ملغیٰ عن العمل ہوگا، یعنی عمل نہیں کرے گا۔ اور دونوں میں عامل معنوی (ابتداء) ہے۔ لہٰذا یہ دونوں مبتدا اور خبر محذوف ہوگی۔ یہاں بھی ترکیب کے اعتبار سے دو صورتیں بنتی ہیں۔

عطف المفرد علی المفرد، عطف الجملہ علی الجملہ

پہلی صورت کی مثال جیسے: لَا حَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَانِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔

دوسری صورت کی مثال جیسے: لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ مَوْجُوْدٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ، وَلَا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَةٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔ دونوں کی ترکیبیں ما قبل پر قیاس کرو۔

تیسری وجہ فتح الاول ورفع الثانی: (پہلے کا فتحہ اور دوسرے کا رفع پڑھنا)۔

تیسری صورت کی مثال جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللهِ۔ اسم اول مبنی بر فتح ہو۔ اور پہلا لا نفی جنس ہو اور اسم دوم مرفوع ہو تنوین کے ساتھ، اور دوسرا لا زائد برائے تاکید نفی ہو۔

اس صورت میں دوسرے اسم کے مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عطف ہے لا کے اسم کے محل بعید پر اور وہ رفع ہے۔ کیوں کہ لائے نفی کا اسم اصل میں مبتدا ہے اور مبتداء مرفوع ہوتا ہے۔۔

اور اب (لائے نفی جنس کے دخول کے بعد) لائے نفی جنس کے اسم کا جو اعراب ہے وہ نصب ہے محلاً۔

اس کو محل قریب کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی ترکیب کے اعتبار سے دو صورتیں بنتی ہیں:

1- عطف المفرد علی المفرد 2- عطف الجملہ علی الجملہ

پہلی صورت عطف المفرد علی المفرد کی مثال: جیسے لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَانِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔ (اس کی ترکیب ما قبل پر قیاس کرو)۔

دوسری صورت عطف الجملہ علی الجملہ کی مثال جیسے: لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ مَوْجُوْدٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ، وَلَا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَةٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔ (اس کی ترکیب بھی ما قبل پر قیاس کرو)۔

4۔ چوتھی وجہ رفع الاول وفتح الثانی: (پہلے کو مرفوع پڑھنا اور دوسرے کو مفتوح پڑھنا) جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ اسم اول کے مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس پر جو لا داخل ہے یہ لا مشبہ بلیس ہے۔ اور اسم دوم مبنی بر فتح اس

لیے ہو گا کہ اس میں لائے نفی، جنس کے لیے ہو گا۔ لہٰذا اسم دوم محلاً منصوب ہو گا اور لا کا اسم ہو گا۔ اس صورت میں صرف ایک ترکیب جائز ہے۔ یعنی عطف الجملہ علی الجملہ۔ اس لیے کہ اگر عطف المفرد علی المفرد جائز ہو جائے تو پھر ایک ہی حالت میں خبر کا مرفوع اور منصوب ہونا لازم آئے ا۔ جو کہ محال ہے کیوں کہ لا مشبہ بلیس یہ تقاضا کرتا ہے کہ میری خبر منصوب ہو۔ اور لائے نفی تقاضا کرتا ہے کہ میری خبر مرفوع ہو۔ یعنی ایک خبر منصوب اور دوسرا خبر مرفوع کا تقاضا کرتے ہیں۔ (باقی ترکیب ماقبل کی طرح ہے)۔

5۔ پانچویں وجہ فتح الاول و نصب الثانی: (پہلے کو فتحہ اور دوسرے کا نصب پڑھنا)

جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً إِلَّا بِاللهِ۔ پہلا اسم مبنی بر فتح اس لیے ہے کہ لائے نفی جنس ہے اور دوسرا اسم منصوب اس لیے ہے کہ اس کا عطف حول کے محل قریب پر ہے۔ اور لا زائدہ برائے تاکید نفی ہے۔ اس صورت میں بھی دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں: 1- عطف المفرد علی المفرد 2- عطف الجملہ علی الجملہ

1: پہلی صورت کی مثال جیسے لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةً عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَانِ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔

2: دوسری صورت (عطف الجملہ علی الجملہ) کی مثال جیسے لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ مَوْجُوْدٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ، وَلَا قُوَّةً عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَةٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللهِ۔ دونوں صورتوں کی ترکیب ماقبل پر قیاس کرو۔

فائدہ: اس صورت میں صاحب متوسط نے کہا ہے کہ صرف ایک احتمال یعنی عطف المفرد علی المفرد درست ہے۔ مگر شرح جامی میں ہے کہ عطف الجملہ علی الجملہ بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر فرماتے ہیں کہ عطف الجملہ علی الجملہ کی صورت میں قُوَّةً کے نصب کی وجہ معلوم نہیں ہے۔ اس لیے صرف عطف المفرد علی المفرد درست ہے۔

(موسوعہ: 569، جامع الدروس: 2/ 242)

فائدہ: حولَ کے لیے دو محل ہیں۔

محل قریب محل بعید

حول محل قریب کے اعتبار سے منصوب ہے لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے۔ اور محل بعید کے اعتبار سے مرفوع ہے۔ عامل معنوی (ابتداء) کی وجہ سے۔

اسی وجہ سے جب باعتبار محل قریب معطوف علیہ منصوب ہو تو معطوف بھی منصوب ہو گا اور معطوف علیہ مرفوع ہو تو معطوف بھی مرفوع ہو گا تا کہ معطوف، معطوف علیہ میں موافقت ہو۔

قاعدہ: لا کا ملغیٰ ہونا:

لا تین جگہوں میں ملغیٰ عن العمل ہو گا۔

1. جب اس پر حرف جر داخل ہو، جیسے بِلَازَادٍ۔
2. جب لا اور اس کے درمیان فاصلہ ہو جیسے ﴿لَا فِيْهَا غَوْلٌ﴾۔
3. جب لا کے بعد معرفہ ہو جیسے لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو۔

علامت لائے نفی جنس:

اس کی علامت یہ ہے کہ یہ لا اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور مصدر وغیرہ پر داخل ہو گا۔ جیسے: ﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾، لَا غَالِبَ، لَا مَعْبُوْدَ إِلَّا هُوَ، لَا حَكِيْمَ إِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ۔ (روضۃ الہادیہ:79)

قواعد برائے لائے نفی جنس:

قاعدہ 1: لائے نفی جنس کا اسم کبھی حذف ہوتا ہے جیسے لَا عَلَيْكَ، أَيْ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ۔ اس مثال میں لائے نفی جنس کے اسم کے حذف ہونے پر قرینہ لا کا حرف جر پر داخل ہونا ہے۔ اگر خبر مجہول تھا تو ذکر کرنا واجب ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے "لا أحدَ أغيَرُ مِنَ اللهِ" اگر خبر معلوم تھا تو حذف کرنا اس کا کثیر ہے جیسے، قولہ تعالی: ﴿ولو تري إذ فزعوا فلا فوتَ﴾۔

(موسوعہ:569، النحو الوافی:1/ 578)

قاعدہ 2: برائے توابع لائے نفی جنس:

لائے نفی جنس کے اسم کو دیکھیں گے کہ معرب ہے یا مبنی ہے۔ اگر معرب ہو تو پھر اس کی صفت میں دو وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔ یعنی رفع اور نصب، جیسے: لا غلام رجلٍ ظريفٌ وظريفاً۔

اگر مبنی ہو تو پھر صفت دیکھیں گے کہ مفرد ہے، مضاف یا شبہ مضاف ہے۔ اگر مفرد ہے تو پھر دیکھیں گے کہ متصل ہے یا غیر متصل، اگر متصل ہو تو اس میں تین وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔ یعنی رفع، نصب اور فتحہ۔ جیسے: لَا رَجُلَ ظَرِيْفٌ وَظَرِيْفًا وَظَرِيْفَ۔

اگر مفرد غیر متصل، یا مضاف شبہ مضاف ہو تو پھر دو وجہیں پڑھنی جائز ہیں۔ یعنی معرب مرفوع اور معرب منصوب۔ جیسے: لَا رَجُلَ ذُوْ شَرٍّ وَذَا شَرٍّ۔ لا تلمیذَ في المدرسةِ کسولاً أو کسولٌ۔
(موسوعہ:569، النحو الوافی:1/ 574)

قاعدہ 3: برائے وقوع خبر لا بعد إلّا۔

لائے نفی جنس کے بعد اگر إلّا واقع ہو تو إلّا کے بعد والے اسم کو مرفوع و منصوب دونوں پڑھنا جائز ہے جیسے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ لفظ اللہ رفع کی صورت میں ما قبل سے بدل واقع ہو گا اور نصب کی صورت میں ما قبل سے مستثنیٰ واقع ہو گا۔
(النحو الوافی:1/ 580)

قاعدہ 4 برائے عطفیت بر اسم لا:

اگر لائے نفی جنس کے اسم پر بغیر تکرار لا کے عطف کیا جائے تو پہلا اسم مفتوح ہو گا اور معطوف میں دو وجہیں پڑھنا جائز ہیں۔ جیسے لَا أَبَ وَابْنًا مِثْلَ مَرْوَانَ۔ اس مثال میں ابنًا کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ یعنی ابنٌ اور ابنًا۔

قاعدہ 5: جب لا نفی جنس پر ہمزہ داخل ہو جائے ہمزہ تو ان کے عمل باطل نہیں ہو گا پہلے کے طرح عمل کرے گا، اور وہی احکام جاری ہونگے۔ اور یہ ہمزہ تین معانی کے لیے آتا ہے۔

1. ہمزہ استفہام انکاری توبیخ کے لیے ہو کوئی بخیل آدمی کو کہیں، جیسے: أَلَا إِحْسَانَ مِنْكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ۔
2. استفہام حقیقی کے لیے ہو، جیسے: ألا رجلَ قائمٌ۔
3. ألا تمنی کے معنٰی میں ہو۔ امام سیبویہ اور خلیل کے نزدیک بمعنیٰ أَتَمَنّٰى ہو کر خبر سے مستغنی ہو گا۔ اور امام مازنی کے نزدیک اس کا عمل بر قرار رہے گا۔ یعنی اسم و خبر کا تقاضا کرے گا، جیسے أَلَا مَالَ فَأُسَاعِدُ الْمُحْتَاجَ۔ اس وقت امام مازنی کے نزدیک اس کی خبر (مَوْجُوْدٌ) محذوف ہو گی۔ عرض کی مثال: {ألا تحبون أن يغفر اللهُ لكم}، تحضیض کی مثال: {ألا تقاتلون قوماً نكثوا أيمانهم}.

پنجم حروف نداء و آن پنج است: یا و أیا و ہیا و أی، و ہمزہ مفتوحہ۔ این حروف منادی مضاف را بنصب کنند چون یا عبدَ اللہ، و شبہ مضاف را چون یا طالعاً جبلاً، و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمی گوید: یا رجلاً خذ بیدی و منادی

مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چون یا زید، یا زیدان، یا زیدون، یا مسلمون، یا موسی، یا قاضی۔ بدانکہ اِی و ہمزہ برائی نزدیک است، و اَیا و ہیا برائی دور، و یا (برائی مشترک) عام است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف عاملہ کی پانچویں قسم حروف نداء کو بیان کرنا ہے۔

حروف نداء کی تعریف

نداء لغت میں آواز دینے کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں حروف نداء ان حروف کو کہتے ہیں جن کے ذریعے منادیٰ کی توجہ کو طلب کیا جائے۔

تعداد: حروف نداء کل پانچ ہیں:

1. یا	2. اَیا	3. ہیا	4. اَی	5. ہمزہ مفتوحہ

حروف نداء کا عمل: یہ حروف منادیٰ کو نصب دیتے ہیں۔ لفظاً یا محلاً۔

جو منادیٰ لفظاً منصوب ہوتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ تین شرائط میں سے ایک شرط ان میں موجود ہو۔

1. شرط اول یہ ہے کہ منادیٰ مضاف ہو جیسے یَاعَبْدَ اللہِ۔
2. شرط ثانی یہ ہے کہ منادیٰ شبہ مضاف ہو جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا۔
3. شرط ثالث یہ ہے کہ منادیٰ نکرہ غیر مقصودہ (غیر معین) ہو جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

اور جو منادیٰ محلاً منصوب ہوتا ہے اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1۔ پہلی شرط یہ ہے کہ منادیٰ مفرد ہو یعنی مضاف و شبہ مضاف نہ ہو۔ کیوں کہ یہاں مفرد مضاف یا شبہ مضاف کے مقابلے میں ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ منادیٰ معرفہ ہو چاہے پہلے سے معرفہ ہو یا منادیٰ بننے کے بعد معرفہ بن گیا ہو۔

جب منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اور محلاً منصوب ہوگا۔ جیسے یَا زَیْدُ۔ یہ اس منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے جو پہلے سے معرفہ ہو اور علامت رفع ضمہ لفظی پر مبنی ہے۔

یا زیدان: یہ اس منادیٰ مفرد کی مثال ہے جو حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو گیا ہو۔ اس لیے کہ

علم کا تثنیہ اس کو نکرہ کرنے کے بعد آتا ہے۔ پھر حرف نداء کے داخل ہونے سے معرفہ بن گیا۔ اور یہ زیدان علامت رفع (الف) پر مبنی ہے۔

یا مسلمون: یہ اس منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے جو حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو۔ اور علامت رفع (واوَ) پر مبنی ہے۔

یا موسیٰ: یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو حرف نداء داخل کرنے سے پہلے ہی معرفہ ہو۔ اور یہ مبنی ہے علامت رفع (ضمہ تقدیری) پر۔

یا قاضی: یہ اس مفرد معرفہ کی مثال ہے جو حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو گیا ہو۔ اور مبنی ہے علامت رفع (ضمہ تقدیری) پر۔ (موسوعہ:675)

فائدہ: منادیٰ کے عامل میں اختلاف ہے۔ علامہ سیبویہ کے نزدیک اَدعوا فعل مقدر اس کو نصب دیتا ہے۔ علامہ مبرد فرماتے ہیں کہ یا اس کو نصب دیتا ہے جو اَدعوا کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اور ابو علی فرماتے ہیں کہ یا اسمائے افعال میں سے ہو کر خود منادیٰ میں عامل ہے۔

صاحب نحو میر، شیخ عبد القاہر رحمہا اللہ نے مبرد ؒ کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ یا کو ناصب مانتے ہیں۔ (جہد قصیر: 47)

منادیٰ کی تعریف

منادیٰ وہ اسم ہے جس کی توجہ کو ایسے حروف کے ذریعے طلب کیا جائے جو اَدعوا فعل کے قائم مقام ہو۔ جیسے یَا زَیْدُ۔ (جامع الدروس: 1 / 109)

باعتبار اعراب منادیٰ کی قسمیں:

اعراب کے اعتبار سے منادیٰ کی چھ قسمیں ہیں۔

1۔ پہلی قسم: منادیٰ معرب منصوب: منادیٰ اس وقت معرب منصوب ہو گا جب منادیٰ مضاف یا شبہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو۔ جیسے یَا عَبْدَ اللہِ۔ یَا طَالِعًا جَبَلًا، یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

فائدہ: شبہ مضاف وہ ہے جس کا معنیٰ دوسرے اسم کے ملائے بغیر تام نہ ہو، یعنی دوسرا اسم پہلے اسم کے لیے تتمہ

ہو۔

شبہ مضاف کی چار قسمیں ہیں۔

1. دونوں عامل و معمول ہوں جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا حاضِرْ۔

2. دونوں معطوف علیہ اور معطوف ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک اسم کے حکم میں ہو جیسے: یا ثَلَاثَةً وَثَلَاثِیْنَ۔

3. موصوف بجملہ ہو یعنی اس کی صفت جملہ ہو جیسے یَا حَلِیْمًا لَا تَعْجَلُ۔

4. موصوف بظرف ہو جیسے یَا نَخْلَةٌ بِذَاتِ عِرَاقٍ۔ (جہد قصیر:48، شرح شذور الذہب:113)

سوال: صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے نکرہ کی تفسیر غیر معین سے کی ہے اور غیر معین تو در حقیقت نکرہ ہی کا نام ہے۔ لہذا نکرہ کی غیر معین سے تفسیر کرنا لغو ہے؟۔

جواب: منادیٰ نکرہ کی دو قسمیں ہیں۔

نکرہ مقصودہ نکرہ غیر مقصودہ

1: نکرہ مقصودہ وہ ہے کہ بوقت نداء ایک معین شخص کا ارادہ ہو جیسے یا رجل۔ اور یہ حرفِ نداء کے دخول سے معرفہ ہو تا ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ علامتِ رفع پر مبنی ہو تا ہے۔

2: نکرہ غیر مقصودہ وہ ہے جو بوقت نداء ایک معین شخص کا ارادہ نہ ہو جیسے اندھے کا قول: یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔ یہاں بوقت نداء عند المتکلم مخصوص بالخطاب معین شخص نہیں ہے۔ اور یہ نکرہ حروف نداء کے دخول کے بعد بھی نکرہ رہتا ہے۔

اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ منصوب ہو تا ہے۔ صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی قسم کو نکالنے کے لیے غیر معین کی قید لگائی۔

2۔ دوسری قسم: منادیٰ مبنی بر علامت رفع: منادیٰ مبنی بر علامت رفع اس وقت ہو گا جب منادیٰ مفرد معرفہ ہو جیسے یَا زَیْدُ، یَا زَیْدَانِ، یَا زَیْدُوْنَ، یَا مُسْلِمُوْنَ، یَا مُوْسٰی، یَا قَاضِیْ۔ (شرح شذور الذہب:112)

سوال: منادیٰ مبنی کیوں ہو گا، حالانکہ اصل اسم میں معرب ہونا ہے؟

جواب: منادیٰ مفرد معرفہ اُدعوک کے کاف اسمی کی جگہ واقع ہو تا ہے۔ اور کاف اسمی لفظاً و معنیً کاف حرفی کے

ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ اور کاف حرفی مبنی الاصل ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ کوئی اسم ایسے کلمہ کی جگہ میں واقع ہو جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو تو یہ مبنی ہو گا۔

سوال: مبنی میں تو اصل سکون ہے اس کو سکون کیوں نہیں دیا؟

جواب: مبنی الاصل میں اصل سکون ہے اور یہ مبنی غیر الاصل ہے۔

سوال: مبنی بر علامت رفع کہا، مبنی بر ضم کیوں نہیں کہا؟

جواب: مبنی بر رفع اس لیے کہا تاکہ مسلمون کے واؤ، رجلان کے الف اور قاضی کے اعراب تقدیری کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

سوال: مضاف و شبہ مضاف بھی کاف کی جگہ میں واقع ہیں۔ تو ان کو بھی منادیٰ مفرد معرفہ کی طرح مبنی بر رفع ہونا چاہیے۔ حالانکہ یہ معرب ہیں؟

جواب: یہ معرب اس لیے ہے کہ ان کو اُدعوک کے کاف سے مشابہت نہیں۔ اس لیے کہ یہ مرکب ہیں اور أُدْعُوْكَ کا کاف مفرد ہے۔ (جہد قصیر: 48، جامع الدروس: 3/ 110)

3۔ تیسری قسم منادیٰ معرب مجرور:

منادیٰ اس وقت معرب مجرور ہو گا جب اس پر لام استغاثہ، لام تعجبیہ اور لام تہدیدیہ داخل ہو۔

لام استغاثہ کی تعریف: وہ لام ہے جو منادیٰ مستغاث پر داخل ہو جیسے يَا لَزَيْدٍ لِلْعَمْرٍو۔

لام تعجبیہ کی تعریف: وہ لام ہے جو بوقت تعجب منادیٰ پر داخل ہو جیسے يَا لَلْمَاءِ۔

لام تہدیدیہ کی تعریف: لام تہدیدیہ وہ ہے جو ڈانٹ (تہدید) کے وقت منادیٰ پر داخل ہو جیسے يَا لَزَيْدٍ لَأَقْتُلَنَّكَ۔

4۔ چوتھی قسم منادیٰ مبنی بر فتح: منادیٰ مبنی بر فتحہ اس وقت ہو گا جب اس کے آخر مین الف استغاثہ لاحق ہو۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں لام استغاثہ نہ ہو۔ جیسے يَا زَيْدَاهُ۔

(جہد قصیر: 48- 49)

5۔ پانچویں قسم: وہ منادیٰ ہے جس پر رفع اور نصب پڑھنا دونوں جائز ہیں۔ اس کے لیے آٹھ شرائط ہیں۔

1. مفرد ہو۔ احترازی مثال: يَا زَيْدَانِ اِبْنَا بَكْرٍ۔

2. علم ہو۔ احترازی مثال: یَا رَجُلُ اِبْنُ عَمْرٍو۔
3. موصوف ہو احترازی مثال: یَاعُمَرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔ (جب بدل کا ارادہ ہو، نہ کہ موصوف کا)۔
4. موصوف بابن یا ابنۃ ہو۔ احترازی مثال: یَا زَیْدُ الْعَاقِلُ۔
5. ابن یا ابنۃ علم آخر کی طرف مضاف ہوں۔ احترازی مثال: یَا زَیْدُ ابْنُ فَاضِلٍ۔
6. متصل ہو موصوف کے ساتھ۔ جیسے یَا زَیْدُ الْفَاضِلُ ابْنُ بَکْرٍ۔
7. بنوّت حقیقی ہو۔ احترازی مثال: جیسے یَا زَیْدُ ابْنُ سِیْبَوَیْہٗ۔ (جب استاد مراد ہو)
8. منادیٰ کا اعراب لفظی ہو تقدیری نہ ہو۔ احترازی مثال: یَا عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ۔ اتفاقی مثال: یَا زَیْدٌ ابْنُ عَمْرٍو۔

فائدہ: جب یہی آٹھ شرائط موجود ہوں اور نویں شرط (یعنی ابن کے بعد والا علم عورت کا نام نہ ہو) اور دسویں شرط (لفظ ابن سطر کی ابتدا میں نہ ہو) موجود ہوں تو ابن کے الف کو کتابۃً حذف کرنا واجب ہے۔

اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مفقود ہو تو ابن کا الف لکھا جائے گا۔ جیسے عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ۔ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ، مَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ۔

فائدہ: وہ عَلَم جو موصوف بابن ہو تو اس کا تنوین بھی حذف کیا جاتا ہے، جیسے: زَیْدُ بنُ عَبْدِ اللّٰہِ، عام ہے نداء میں ہو یا غیر نداء میں ہو۔

(جہد تقصیر:49، شرح شذور الذہب:116، جامع الدروس:3/ 111-112)

بدانکہ اِی و ہمزہ برائی نزدیک است، وایا وہیا برائی دور است، و یا: عام است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف نداء کے استعمال کے طریقے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

1. اَی اور ہمزہ مفتوحہ (اَ) دونوں قریب شخص کو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔
2. اَیا اور ہیا دونوں دور آدمی کو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔
3. یا قریب و بعید دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (جہد تقصیر:50)

قواعد منادیٰ

اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو فاصلہ چار چیزوں کے ساتھ آئے گا۔

اَیٌّ کے ساتھ	اَیَّتُہا کے ساتھ	ہذا کے ساتھ	اَیُّہذا کے ساتھ
یَا اَیُّھَا النَّاسُ	یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ	یَا اَیُّھٰذَا الرَّجُلُ	یَا ھٰذَا الرَّجُلُ

(جامع الدروس: 3/ 113)

قاعدہ 1: پانچ جگہوں میں الف لام پر حرف نداء کا داخل کرنا جائز ہے۔

1. اسم جلالہ (اللہ) میں۔ جیسے یَا اَللہُ۔
2. منادیٰ وہ علم ہو جو منقول ہو ایسے جملے سے جس کے شروع میں الف لام ہو جیسے اَلرَّجُلُ زَارِعٌ، أَیْ یَا اَلرَّجُلُ زَارِعٌ سَمعَلٰی بَرَکَۃِ اللہِ۔
3. اسم موصول میں جیسے یَا اَلَّتِیْ۔
4. ضرورت شعری کی وجہ سے۔ جیسے فَیَا الْغُلَامَانِ اللَّذَانِ فَرَّا۔
5. منادیٰ جب مشبہ بہ واقع ہو لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وجہ تشبیہ ذکر ہو۔ جیسے یَا اَلْخَلِیْفَۃُ عَدْلاً، أَیْ یَا مِثْلَ الْخَلِیْفَۃِ عَدْلاً۔ (النحو الوافی: ۴/ ۳۴، شرح التصریح علی التوضیح: ۳/ ۵۶۴)

قاعدہ 3: حرف نداء کو چار جگہوں میں حذف کرنا جائز ہے۔

1. منادیٰ جب علم واقع ہو۔ جیسے ﴿یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا﴾، أَیْ یَا یُوْسُفُ اَعْرِضْ۔
2. جب منادیٰ لفظ اَیٌّ کی صفت اور معرف باللام ہو جیسے ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ﴾، أَیْ یَا اَیُّھَا الثَّقَلَانِ۔
3. منادیٰ جب معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اِفْعَلْ کَذَا، أَیْ یَا غُلَامُ زَیْدٍ۔
4. جب منادیٰ اسم موصول ہو جیسے مَنْ لَا یَزَالُ مُحْسِنًا اَحْسِنْ اِلَیَّ، أَیْ یَا مَنْ لَا یَزَالُ الخ۔

(جامع الدروس: 3/ 115، جامی: 116)

قاعدہ 4: کبھی لفظ اللہ سے پہلے حرف نداء کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں میم مشدد لایا جاتا ہے۔ جیسے

اَللّٰهُمَّ۔

فائدہ: اَللّٰهُمَّ تین قسم پر استعمال ہوگا: ۱۔ خالص نداء کے لیے، جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، ۲۔ مجیب اس کو ذکر کرتا ہے ممکن بنانے کے لیے جواب کو نفس سامع میں، جیسے کوئی کہے أخالدٌ فَعَلَ كَذَا؟ مجیب جواب کہتا ہے: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، ۳۔ دلیل ہونے کے لیے کلام مذکور کے ندرۃ وقلۃ وقوع کے جیسے کوئی بخیل آدمی کو کہے: إن الأمة تعظمك اَللّٰهُمَّ ان بذلتَ شطرا من مالك في سبيلها اور اَللّٰهُمَّ کے ذریعے یہ بتانا کہ بخیل سے مال کا حرج کرنا بہت نادر و قلیل ہے۔ (جامع الدروس: ۳/ ۱۱۴، شرح التصریح علی التوضیح ۳/ ۵۳۸)

قاعدہ5: جہاں بھی حرف نداء کو حذف کیا گیا ہو تو وہاں محذوف صرف (یا) ہوگا۔ کیوں کہ کثیر الاستعمال ہے۔

قاعدہ6: آٹھ جگہوں میں حرف نداء کا حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

1. منادیٰ مندوب میں۔ جیسے یَا زَیْدَاهُ۔
2. منادیٰ مستغاث میں۔ جیسے یَا لَلْفَقِیْرِ۔
3. منادیٰ بعید میں۔ جیسے: یا زیدُ جب زید آپ سے بہت دور ہو۔
4. منادیٰ اسم جنس غیر معین میں۔ جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔
5. منادیٰ اسم اشارہ میں۔ جیسے یَا هٰذَا۔ لیکن اس کا حذف قلیل ہے۔
6. منادیٰ اسم جلالہ میں بشرطے کہ اس کا آخر مشدد نہ ہو جیسے یَا اللّٰهُ۔
7. منادیٰ اسم جنس معین میں۔ جیسے یَا رَجُلُ۔ لیکن اس کا حذف قلیل ہے۔
8. منادیٰ ضمیر مخاطب ہو جیسے یَا أَنْتَ۔

اور کبھی کبھار منادیٰ بھی حذف ہوتا ہے جب اس کے حذف پر قرینہ موجود ہو۔ جیسے أَلَا يَا اسْجُدُوْا، أَيْ أَلَا يَا قَوْمِ اسْجُدُوْا۔

(النحو الوافی: 4/ 7 جامع الدروس: 3/ 115)

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع و آن بر دو قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ان حروف عاملہ کو بیان کرنا ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔

تشریح: وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

1- حروف نواصب 2- حروف جوازم

قسم اول حرونی کہ فعل مضارع را بنصب کنند وآن چہار است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف نواصب کی تعداد اور اس کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

حروف نواصب

تعداد: حروف نواصب کل چار ہیں:

1. أَنْ	2. لَنْ	3. کَیْ	4. إِذَنْ

حروف نواصب کا عمل

یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہو کر اس میں لفظاً و معنیً عمل کرتے ہیں۔ لفظاً عمل تو یہ ہے کہ فعل مضارع کے پانچ صیغوں کو نصب دیتے ہیں۔ اور سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی کو گرا دیتے ہیں، اور دو صیغوں میں مبنی ہونے کی وجہ سے کچھ بھی عمل نہیں کرتے۔ اور معنیً عمل ہر ایک کا الگ الگ ہے۔

اول اِن، چون اِرید اِن تقوم، واِن بمعنی مصدر باشد، یعنی اِرید قیامک، وبدین سبب اورا مصدریہ گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف نواصب میں سے پہلے حرف (اَن) کو بیان کرنا ہے اور اس کی شرائط کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: حروف نواصب میں پہلا حرف اَن ہے۔ یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو لفظاً نصب دیتا ہے اور معناً فعل مضارع کو مستقبل اور بتاویل مصدر کر دیتا ہے۔ جیسے أُرِيْدُ أَنْ تَقُوْمَ، (أُرِيْدُ قِيَامَكَ) کے معنیٰ میں ہے۔ اس وجہ سے اس کو اَن مصدریہ کہتے ہیں۔

شرائط برائے عمل اَن:

اَن کے چھ قسمیں ہیں۔

1. اَن مصدر	2. مخففہ من الثقلہ	3. اَن زائدہ
4. اَن شرطیہ	5. اَن تفسیریہ	6. اَن نافیہ

أَن مصدریہ، یہ فعل غیر یقین کے بعد واقع ہوتا ہے اور اپنے مدخول کو خواہ ماضی ہو یا امر یا مضارع بتاویل مصدر کر دیتا ہے اور مضارع کو بمعنی مستقبل کر کے اس کو منصوب کرتا ہے اور اگر مضارع معرب ہو تو منصوب لفظاً یا تقدیراً ہو گا اگر مبنی ہو تو محلاً ہو گا۔

أَنْ مصدریہ اس وقت عمل کرے گا بشرطیکہ ان چھ میں سے ہو (۱) أنْ مصدریہ ہو، (۲) أنْ مخففہ من الثقلہ نہ ہو، (۳) أنْ زائدہ نہ ہو، (۴) أنْ تفسیریہ نہ ہو، (۵) أنْ نافیہ نہ ہو، (۶) أنْ شرطیہ نہ ہو۔

1. أنْ مصدریہ دو جگہ میں واقع ہوتا ہیں: (۱) ابتداء میں تو اس وقت موضع مرفوع میں ہو گا بنابر مبتداء جیسے: {أن تصوموا خيرٌ لكم} (۲) فعل غیر یقین کے بعد تو اس وقت موضع مرفوع ہو گا بنابر فاعل، جیسے: {ألَمْ يأنِ للذين امنوا أنْ تخشعَ قلوبُهمْ} یا موضع نصب کا ہو گا بنابر مفعول، جیسے: {فأردتُّ أنْ أعيبَها} یا موضع جر ہو گا جیسے: مِنْ قبلِ أن يأتِيَ يوم" (شرح التصریح علی التوضیح: ۴/۱۲۹)
2. اَن مخففہ من الثقلہ: اس کی تفصیل حروف مشبہ بالفعل میں گزر چکی ہے۔
3. اَن زائدہ: اس کی تفصیل حروف غیر عاملہ (حروف زائدہ) میں آئے گی (ان شاء اللہ)۔
4. اَن تفسیریہ: اس کی تفصیل حروف غیر عاملہ (حروف تفسیریہ) میں آئے گی۔ (ان شاء اللہ)۔
5. اَن شرطیہ: یہ دو جملوں یعنی شرط و جزا پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے ﴿وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ﴾ (یہ ایک مذہب کے مطابق انْ شرطیہ ہے)۔
6. اَن نافیہ: جیسے ﴿اَنۡ یُّؤۡتٰۤی اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ﴾۔ (یہ عند البعض اَن نافیہ ہے)۔

(جہد قصیر:50)

دوم لَن چون لن یخرج زید، ولن برائی تاکید نفی است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض حروف نواصب میں سے لن اور اس کے معنیٰ عمل کو

بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف نواصب میں سے دوسرا حرف لن ہے۔ یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو لفظاً نصب دیتا ہے اور معناً فعل مضارع کو مستقبل منفی معنی میں کر کے اس کی تاکید کرتا ہے۔ جیسے لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ۔(زید ہرگز نہیں نکلے گا)۔

قاعدۃ: "لن" کے مدخول کا متعلق لن سے مقدم بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے زَیْدًا لَنْ أَضْرِبَ۔

(جہد تقصیر:51، موسوعہ:583)

سوم: کی، چون أسلمت کی أدخل الجنة

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف نواصب میں سے کَی کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف نواصب میں سے تیسرا کَی ہے۔ یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو لفظاً نصب دیتا ہے اور معناً فعل مضارع کو مستقبل اور بتاویل مصدر کر دیتا ہے اور اس کا ما قبل ما بعد کے لیے سبب ہوتا ہے۔ جیسے أَسْلَمْتُ کَیْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔(میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں)۔

قاعدہ برائے کَی:

کَی کی تین قسمیں ہیں۔

1. کَی اسمیہ	2. کَی جارہ	3. کَی ناصبہ

1. کَی اسمیہ: کَی اسمیہ وہ ہے جو کیف استفہامیہ سے مخفف ہو۔ جیسے کَیْ تَنْجَحُوْنَ، أَیْ کَیْفَ تَنْجَحُوْنَ۔
2. کی جارہ: یہ معنیً و عملاً لام تعلیلیہ کا مترادف ہے۔ یہ ما مصدریہ، ما استفہامیہ یا أن مصدریہ پر داخل ہو گا۔ جیسے کَیْمَا بمعنیٰ لِمَا۔
3. کَی ناصبہ: یہ معنیٰ اور عمل میں أن مصدریہ کا مترادف ہوتا ہے جیسے ﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ﴾

فائدہ: اگر کَی کے شروع میں لام آ جائے تو کَی مصدریہ اور لام تعلیلیہ ہو گا جیسے ﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ﴾۔ اور اگر لام کَی کے بعد واقع ہو تو کَیْ تعلیلیہ ہو گا اور لام تاکید یہ زائدہ ہو گا اور أنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دے گا۔ جیسے: جِئْتُكَ کَیْ لِأَقْرَأَ۔ اگر کَی کے بعد أن آ جائے تو کی جارہ برائے تعلیل ہو گا اور أن مصدریہ ہو گا۔

جیسے جِئْتُ کَیْ أَنْ تُکْرِمَنِیْ۔ اور اس کے علاوہ میں (یعنی نہ اس سے پہلے لام اور أَنْ ہو اور نہ بعد میں) تو پھر دونوں احتمال ہیں۔ کَیْ جارہ بھی بن سکتا ہے اور ناصبہ بھی بن سکتا ہے۔ اگر اس سے پہلے لام مقدر ہو جائے تو کَیْ مصدریہ ہو گا اور اگر لام مقدر نہ ہو تو کَیْ تعلیلیہ بنے گا۔ مصدریہ کی صورت میں کَیْ خود نصب دیتا ہے اور تعلیلیہ کی صورت میں أَنْ مقدرہ نصب دیتا ہے۔ (جہد قصیر: 51، شرح التصریح علی التوضیح: 4/ 123)

چہارم إذن چون إذن أُکْرِمَكَ در جواب کسی کہ گوید: أَنَا آتِیْكَ غَدًا

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف نواصب میں سے إذن کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

إذن یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو لفظاً نصب دیتا ہے، اور معنیً استقبال اور جواب اور جزاء کے لیے آتا ہے۔ جواب بننے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایسے کلام میں واقع ہو جس کے ذریعے کسی کلام کا جواب دیا جاتا ہو۔ جیسے أَنَا آتِیْكَ غَدًا (میں تیرے پاس کل آؤں گا) تو جواب میں کہا جائے گا: إِذَنْ أُکْرِمُكَ۔ (میں اس وقت تیرا اکرام کروں گا)۔ جزاء بننے کا مطلب یہ ہے کہ جس کلام میں یہ استعمال ہوتا ہے اس کا مضمون دوسرے کلام کے مضمون کا سبب اور اثر ہے۔

إذن اکثر لَو اور إِنْ شرطیہ کے جواب میں آتا ہے۔ خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔

فائدہ: اختلاف:

اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا إذن حرف ناصب ہے یا نہیں۔

کوفیین حضرات فرماتے ہیں: کہ یہ اصل میں اسم ظرف شرطیہ ہے جو کہ اصل میں إذا تھا۔ یہ جملہ کی طرف مضاف تھا۔ پھر جملہ (مضاف الیہ) کو حذف کر دیا۔ اس کے عوض میں تنوین لائی گئی اور اس کے بعد أن مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ (یعنی یہ خود ناصب نہیں ہے)۔

جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ یہ خود حرف ناصب ہے فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو نصب دیتا ہے۔

صاحب نحو میرؒ نے جمہور کے مذہب کو پسند کیا ہے۔

فائدہ: إذن کے نصب دینے کے لیے چار شرائط ہیں۔

1. صدارت کلام میں ہو۔

2. اِذن اور فعل مضارع کے درمیان قسم اور لائے نفی کے علاوہ فاصلہ نہ ہو۔

3. اِذن کا مابعد ما قبل کے لیے معمول نہ ہو۔

4. اِذن جس فعل پر داخل ہو وہ فعل مستقبل کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے إِذَنْ أُكْرِمَكَ۔

فائدہ: اِذن اگر واؤ اور فاء عاطفہ کے بعد واقع ہو تو اہمال یعنی رفع پڑھنا اغلب اور عمل دینا یعنی نصب پڑھنا بھی جائز ہے۔ جیسے ﴿وَ اِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾۔ (یہاں واؤ عاطفہ کے بعد واقع ہے اور عمل نہیں کیا ہے)

اِذن تنوین اور الف دونوں کی صورت میں لکھا جاتا ہے، جیسے إذًا۔ اور نون ساکن کی شکل میں بھی کبھی کبھار لکھا جاتا ہے، جیسے إِذَنْ۔ (جہد تقصیر:52)

وبدانکہ اِن بعد از شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کنند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فائدہ:

اَن چھ چیزوں کے بعد مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

1. حتّٰی کے بعد	2. لام جحد کے بعد
3. واؤ بمعنیٰ اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے بعد	4. واؤ صرف کے بعد
5. لام کَی کے بعد	6. اس فاء کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو۔ (یعنی امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض)

ان میں سے حتّٰی، لام جحد، لام کَی تینوں حروف جارہ میں سے ہیں۔ اور باقی تین حروف عاطفہ میں سے ہیں۔

(جہد تقصیر:52)

حتّٰی نحو مررت حتی أدخل البلد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اَنْ مقدرہ کی پہلی جگہ حتّٰی کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حتّٰی جارہ کے بعد اَن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ حتی جارہ دو حال سے خالی نہیں ہیں

مفرد پر داخل ہو گا یا فعل مضارع پر، اگر مفرد پر داخل تھا تو شرط یہ ہے کہ حتی کے مابعد ماقبل کا جزء آخر ہو یا متصل جزء آخر ہو، جیسے: أكلتُ السَّمَكَةَ حتي رأسِها ،یعنی میں نے مچھلی دم کی جانب سے کھایا اور سر تک کھایا اور سر اس اعتبار جزء آخر ہے مچھلی کا جو کہ مدخول ہے حتی کا، اور متصل جزء آخر ہو جیسے: {سلامٌ هي حَتّي مَطلَعِ الفَجرِ}، یعنی لیلۃ القدر طلوع فجر تک ہوتا ہے اور طلوع فجر رات کا جزء آخر نہیں بلکہ متصل ہے جزء آخر کا جو کہ مدخول ہے حتی کا، اگر فعل مضارع پر داخل تھا تو شرط یہ ہے کہ فعل مضارع استقبال کی معنی میں ہو گا پھر استقبال دو حال سے خالی نہیں ہے یا استقبال کی نسبت زمانہ تکلم سے ہو گا یا استقبال نسبت ماقبل کے لفظ سے ہو گا، اگر استقبال کی نسبت زمانہ تکلم سے ہو، تو پھر "أن" مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب پڑھنا واجب ہے جیسے: {لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عكِفِيْنَ حَتّي يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسي} اور "يَرْجِعَ" میں استقبال زمانہ تکلم کے اعتبار سے ہے، اگر استقبال کی نسبت ماقبل لفظ کے اعتبار سے تھا تو پھر "أن" مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب پڑھنا جائز ہے اور رفع پڑھنا بھی جائز ہے، جیسے: {زلزلوا حَتّي يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ} یہاں "يَقُوْلُ" میں استقبال "زِلزال" کے اعتبار سے اور زالزال کے بعد یہ قول کیا ہے لیکن اس اعتبار سے ان کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے تو زمانہ ماضی ہے۔

(حاشیۃ الصبان:۳/۴۲۱)

معانی حتّی:

اگر مفرد پر داخل تھا تو غایت کے لیے آتا ہے، جیسے:{حتيّ مطلع الفجر} ،اگر فعل مضارع پر داخل تھا تو تین معانی کے لیے آتا ہے:۱۔غایت کے لیے ، جیسے:لَأَسِيْرَنَّ حَتّي أَدْخُلَ الْبَلَدَ. ۲۔تعلیل کے لیے، جیسے:{قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عكِفِيْنَ حَتّي يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسي} ۳۔استثناء کے لیے، جیسے: لَيْسَ الْعَطَاءُ مِنَ الْفُضُوْلِ سَمَاحَةً حَتّي تَجُوْدَ لَدَيْكَ قَلِيْلٌ.

(حتّی کی مزید تفصیل حروف جارہ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

ولام جحد، نحو ما كان الله ليعذبهم، ولام كي

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض أن مقدرہ کی دوسری اور تیسری جگہ کو بیان کرنا ہے۔ وہ لام مکسورہ ہے۔

تشریح: لام مکسور کے بعد بھی اَن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

قاعدہ لام مکسور: لام مکسور کی چار قسمیں ہیں:

1. لام تعلیلیہ	2. لام زائدہ	3. لام عاقبت	4. لام جحد

1. لام تعلیلیہ: لام تعلیلیہ وہ ہے جس کا ما قبل مابعد کے لیے علت ہو جیسے أَسْلَمْتُ لِأَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

(ترجمہ: میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں)۔ ابھی اسلام لانا دخول جنت کے لیے علت ہے۔ اس کو لام کَی بھی کہتے ہیں۔

2. لام زائدہ: لام زائدہ وہ ہے جو فعل متعدی کے مفعول پر داخل ہو صرف عامل کی تقویت کے لیے، جیسے: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ﴾۔

3. لام عاقبت: لام عاقبت وہ ہے جو نتیجہ پر داخل ہو جس کے مابعد کا مقتضی ما قبل کی نقیض ہو جیسے: ﴿فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا﴾۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آل فرعون نے فائدے کے لیے اٹھایا تھا، لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان کے لیے دشمن ثابت ہوا جو کہ فائدے کی نقیض ہے۔

4. لام جحد: وہ ہے جو کان منفیہ کی خبر پر داخل ہو۔ جیسے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ﴾، یکُن منفیہ کے خبر پر داخل ہو جیسے: {لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ}.

اختلاف: کوفی حضرات فرماتے ہیں کہ لام کا مدخول کان کے لیے خبر ہے اور لام تاکید کے لیے ہے۔ بصری حضرات فرماتے ہیں کہ کان کی خبر مرید اُ مقدر ہے اور یہ لام اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جیسے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ﴾، أَیْ مَا كَانَ اللّٰهُ مُرِیْدًا لِیُعَذِّبَهُمْ۔ (جہد قصیر:52، موسوعہ:563)

وأَوْ بمعنى إلى أن يا إلّا أن نحو: لألزمنّك أو تعطيني حقّي

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اَن مقدرہ کی چوتھی جگہ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: چوتھی جگہ جہاں اَن مقدر ہوتا ہے وہ اَوْ بمعنیٰ اِلیٰ اَن یا اِلّا اَن ہے اس کے بعد اَن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

قاعدہ برائے اَو: اَو کی دو قسمیں ہیں۔

عاطفہ محضہ   اَو بمعنیٰ اِلیٰ اَن یا اِلّا اَن

(1) اَوْ عاطفہ محضہ: اَوْ عاطفہ محضہ وہ ہے جس کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف اسم صریحی پر ڈالا جائے۔ جیسے:

﴿اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا﴾۔

اَو یرسل میں اَو کے بعد اَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے یرسل، ارسال (مصدر) کی تاویل میں ہے۔ اور

اِرسال مصدر مؤول کا عطف اسم صریح (وحیا) پر ہے۔

(2) اَوْ بمعنی اِلٰی اَن یا اِلا اَن: اَو بمعنی اِلٰی اَن یا اِلا اَن اس وقت ہوگا جب مصدر مؤول کا عطف مصدر متوہم یا متصید پر ہو۔ جیسے: لَاَلْزِمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ۔ اس مثال میں "اَوْ" کے بعد اَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے تُعْطِیَنِیْ فعل اِعطاء مصدر کی تاویل میں ہے۔ اور اِعطاء مصدر کا عطف لَاَلْزِمَنَّکَ کے مصدر متوہم یا متصید پر ہے۔

تو معنی یہ ہوگا: اَلْاِلْزَامُ مِنِّیْ اِلٰی اِعْطَائِکَ۔

فائدہ: مصدر کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مصدر مؤول 2۔ مصدر متصید۔

(1) مصدر مؤول وہ ہے کہ فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کیا جائے۔

(2) مصدر متصید وہ ہے کہ فعل مضارع سے مصدر کو شکار کیا جائے، جیسے لَاَلْزِمَنَّکَ سے مصدر اِلزام کو شکار کیا گیا ہے (یعنی نکالا گیا ہے)۔

(جہد تقصیر: 52- 53، موسوعہ: 170)

و واؤ الصرف

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اَنْ مقدرہ کی پانچویں جگہ "واؤ صرف" کو بیان فرماتا ہے۔

تشریح:

واؤ صرف کے بعد بھی اَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

قاعدہ واؤ صرف: واؤ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ عاطفہ محضہ 2۔ واؤ صرف

(1) واؤ عاطفہ محضہ: واؤ عاطفہ محضہ وہ ہے کہ جس کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف اسم صریح پر ڈالا جائے۔ جیسے: وَلُبْسُ عَبَاءَۃٍ وَتَقَرَّ عَیْنِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ لُبْسِ الشُّفُوْفِ۔ یہاں «وَتَقَرَّ» میں واؤ کے بعد اَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے فعل مضارع تَقَرَّ مصدر کی تاویل میں ہے۔ اور تَقَرَّ مصدر کا عطف اسم صریح (لُبْسُ عَبَاءَۃٍ) پر ہے۔

(2) واؤ صرف: واؤ صرف وہ واؤ ہے جو فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے، جس کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف

مصدر متوہم و متصید پر ڈالا جائے۔ جیسے: ﴿يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ﴾۔ اس مثال میں ((ولا نکذب)) کے واؤ کے بعد أَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے اور مصدر تکذیب کی تاویل میں ہے۔ اور تکذیب مصدر کا عطف ((نرد)) کے مصدرِ متصید (الرَّدُّ) پر ہے۔ تو معنی یہ ہو گا: فَلْيَكُنِ الرَّدُّ مِنْكَ وَعَدَمُ تَكْذِيبٍ۔

واؤ صرف کے بعد فعل مضارع کے منصوب ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

(1) پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے ما قبل اور ما بعد دونوں کے مضمون کا حصول ایک زمانہ میں ہو۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ واؤ صرف نو (9) چیزوں میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہو۔ وہ نو (9) چیزیں یہ ہیں:

1۔ امر 2۔ نہی 3۔ نفی 4۔ استفہام 5۔ تمنی 6۔ ترجّی 7۔ عرض 8۔ تحضیض 9۔ دعا

جن کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) امر، جیسے: أَقْبِلْ وَأُحْسِنَ إِلَيْكَ	أَيْ فَلْيَكُنْ إِقْبَالٌ مِنْكَ مَعَ إِحْسَانٍ مِنِّيْ
(2) نہی، جیسے: لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ	أَيْ لَا يَكُنْ مِنْكَ أَكْلُ السَّمَكِ مَعَ شُرْبِ اللَّبَنِ
(3) نفی، جیسے: مَا تَأْتِيْنَا وَتُحَدِّثَنَا	أَيْ لَيْسَ مِنْكَ إِتْيَانٌ مَعَ تَحْدِيْثٍ مِنِّيْ
(4) استفہام، جیسے: هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ وَأَشْرَبَهُ	أَيْ يَكُوْنُ مِنْكُمْ مَاءٌ مَعَ شُرْبٍ مِنِّيْ
(5) تمنّی، جیسے: لَيْتَ لِيْ مَالًا وَأَتَصَدَّقَ بِهِ	أَيْ لَيْتَ لِيْ ثُبُوْتُ مَالٍ مَعَ تَصَدُّقٍ مِنِّيْ
(6) ترجّی، جیسے: لَعَلِّيْ أَرْجِعُ الشَّيْخَ وَيُفْهِمَنِيْ	أَيْ لَعَلِّيْ إِرْجَاعٌ مِنِّيْ إِلَى الشَّيْخِ مَعَ إِفْهَامٍ مِنْهُ
(7) عرض، جیسے: أَلَا تَنْزِلُ عِنْدَنَا وَتُصِيْبَ عِلْمًا	أَيْ أَلَا نُزُوْلٌ لَكَ عِنْدَنَا مَعَ إِصَابَةِ عِلْمٍ
(8) تحضیض، جیسے: هَلَّا أَكْرَمْتَ وَيَشْكُرَ	أَيْ هَلَّا يَكُوْنُ إِكْرَامٌ مِنْكَ مَعَ الشُّكْرِ مِنْهُ
(9) دعا، جیسے: رَبِّ وَفِّقْنِيْ وَأَعْمَلَ صَالِحًا	أَيْ رَبِّ تَوْفِيْقٌ مِنْكَ مَعَ أَعْمَالٍ صَالِحٍ مِنِّيْ

(جہد تقصیر: 52، موسوعہ: 758)

وفاء کہ در جواب شش چیز است: امر و نہی و استفہام، تمنی و عرض و امثلتها مشهورة

غرض مصنفؒ: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اَن مقدرہ کی چھٹی جگہ کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

چھٹی جگہ: وہ فاء ہے جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو۔ اس کے بعد بھی اَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ (جہد قصیر:52)

قاعدہ برائے فاء:

فاء کی دو قسمیں ہیں: 1۔ فاء عاطفہ محضہ 2۔ فاء سببیہ

(1) فاء عاطفہ محضہ: فاء عاطفہ محضہ وہ ہے کہ جس کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف اسم صریح پر ڈالا جائے۔ جیسے: لَوْلَا تَوَقُّعُ مُعْتَرٍّ فَأُرْضِيَهِ۔ اس مثال میں «فَأُرْضِيَهِ» کے فاء کے بعد أَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے «أُرْضِيَهِ»، إِرْضَاءٌ مصدر کی تاویل میں ہے۔ اور اس کا عطف لَوْلَا کے اسم صریح تَوَقُّعُ پر ہے۔

(2) فاء سببیہ: فاء سببیہ وہ ہے، جس کے ذریعے مصدر مؤول کا عطف مصدر مقیّد پر ڈالا جائے۔ جیسے: لَا تَشْتِمْنِيْ فَأَضْرِبَكَ۔ اس مثال میں یہ "فاء" سببیہ ہے اور اس کے بعد أَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے اور مصدر کی تاویل میں ہے۔ اور ضَرْبٌ مصدر تاویلی کا عطف تَشْتِمْنِيْ کے مصدر متصید (شَتْمٌ) پر ہے۔ تو اس کا معنی یہ ہو گا: لَا يَكُنْ شَتْمٌ مِنْكَ فَضَرْبٌ مِنِّيْ۔

فاء سببیہ کے بعد فعل مضارع کے منصوب ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

(1) اس کا ما قبل، ما بعد کے لیے سبب ہو۔

(2) نو (9) چیزوں کے بعد ہو۔ صاحب نحو میرؒ نے چھ کو ذکر کیا ہے اور تین کو بناء بر اختصار ترک کیا ہے۔ وہ نو چیزیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ امر، جیسے: زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ (تو میری زیارت کر؛ تاکہ میں تیرا اکرام کروں)۔

اس مثال میں زُرْنِيْ (امر) کے جواب میں فاء آئی ہے۔ اس کے بعد أَنْ مقدر ہے، جس کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے۔

(2) نہی، جیسے: لَا تَشْتِمْنِيْ فَأَضْرِبَكَ (تو مجھے گالی مت دے؛ تاکہ میں تجھے ماروں)۔ اس مثال میں لَا تَشْتِمْنِيْ

(نہی) کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔ تو یہ اصل میں ہے: فَأَنْ أَضْرِبَكَ۔

(3) نفی، جیسے: مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا (تو ہمارے پاس نہیں آتا؛ تاکہ ہمارے ساتھ بات کرتا)۔ اس مثال میں نفی کے بعد فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔ یہ اصل میں فَأَنْ تُحَدِّثَنَا ہے۔

(4) استفہام، جیسے: هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ فَأَشْرَبَهُ (کیا تمہارے پاس پانی ہے تاکہ میں پی لوں)۔ اس مثال هَلْ استفہام کے لیے ہے، اس کے جواب میں فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور اس کی وجہ سے أَشْرَبَهُ منصوب ہے۔

(5) تمنّی، جیسے: لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْهُ (کاش میرے پاس مال ہوتا؛ تاکہ میں اس کو خرچ کروں)۔ اس مثال میں تمنّی (لیت) کے بعد فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔ اصل میں ہے: فَأَنْ أُنْفِقَ۔

(6) عرض، جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا۔ اس مثال میں «أَلَا تَنْزِلُ» عرض ہے، اس کے جواب میں فاء آئی ہے اور فعل مضارع «تُصِيْبَ» کو نصب دیا ہے۔ یہ اصل میں ہے: فَأَنْ تُصِيْبَ۔

(7) تحضیض، جیسے: هَلَّا أَكْرَمْتَ زَيْدًا فَيَشْكُرَ (آپ نے زید کا اکرام کیوں نہیں کیا تاکہ وہ شکر کرتا)۔ اس مثال میں «هَلَّا أَكْرَمْتَ» تحضیض ہے، اس کے جواب میں فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔ یہ اصل میں ہے: فَأَنْ يَشْكُرَ۔

(8) دعا، جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ فَأَفُوْزَ (اے اللہ مجھے بخش دے تاکہ میں کامیاب ہو جاؤں)۔

اس مثال میں «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ» دعا ہے، اس کے جواب میں فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع «أَفُوْزَ» کو نصب دیا ہے۔ یہ اصل میں ہے: فَأَنْ أَفُوْزَ۔

(9) ترجّی، جیسے: لَعَلِّيْ أَرْجِعُ الشَّيْخَ فَيُفْهِمَنِيْ (شاید کہ میں رجوع کرتا شیخ کی طرف تاکہ مجھے سمجھائے)۔

اس مثال میں «لَعَلِّيْ» ترجّی ہے، اس کے جواب میں فاء آئی ہے، اس کے بعد أَنْ مقدر ہے۔ اور فعل مضارع «يُفْهِمَ» کو نصب دیا ہے۔ یہ اصل میں ہے: فَأَنْ يُفْهِمَنِيْ۔

(جہد قصیر: 54، موسوعہ: 478)

طریقہ عطف:

(1) امر، جیسے: زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ	اَیْ لِیَکُنْ مِنْکَ زِیَارَۃٌ فَاِکْرَامٌ مِنِّیْ
(2) نہی، جیسے: لَا تَشْتِمْنِیْ فَاَضْرِبَکَ	اَیْ لَا یَکُنْ مِنْکَ شَتْمٌ فَضَرْبٌ مِنِّیْ
(3) نفی، جیسے: مَا تَأْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا	اَیْ لَیْسَ مِنْکَ اِتْیَانٌ فَتَحْدِیْثٌ مِنِّیْ
(4) استفہام، جیسے: هَلْ عِنْدَکُمْ مَاءٌ فَاَشْرَبَهٗ	اَیْ هَلْ یَکُوْنُ مِنْکُمْ مَاءٌ فَشُرْبٌ مِنِّیْ
(5) تمنّی، جیسے: لَیْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَ مِنْهُ	اَیْ لَیْتَ لِیْ ثُبُوْتُ مَالٍ فَاِنْفَاقٌ مِنِّیْ
(6) عرض، جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا	اَیْ اَلَا یَکُوْنُ مِنْکَ نُزُوْلٌ فَاِصَابَةُ خَیْرٍ مِنِّیْ
(7) تحضیض، جیسے: هَلَّا اَکْرَمْتَ زَیْدًا فَیَشْکُرَ	اَیْ هَلَّا تَکُوْنُ مِنْکَ اِکْرَامٌ فَشُکْرٌ مِنْهُ
(8) دعا، جیسے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ فَاَفُوْزَ	اَللّٰهُمَّ یَکُوْنُ مِنْکَ غُفْرَانٌ فَفَوْزٌ لِیْ
(9) ترجّی، جیسے: لَعَلِّیْ اُرَاجِعُ الشَّیْخَ وَیُفْهِمَنِیْ	اَیْ لَعَلِّیْ اِرْجَاعُ الشَّیْخِ مِنِّیْ فَاِفْهَامٌ مِنْهُ

حروف جوازم:

قسم دوم حروفی کہ فعل مضارع را بجزم کنند و آن پنجست: لم، لمّا، لام امر، لائی نہی، واِن شرطیہ- چون لم یضرب، لمّا یضرب، لیضرب، لا تضرب، واِن تضرب اضرب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ان حروف کی دوسری قسم کو بیان کرنا ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔ وہ حروف جوازم ہیں۔

تشریح:

حروف جوازم کل پانچ ہیں:

1. لم	2. لمّا	3. لام امر	4. لائے نہی	5. اِن شرطیہ

یہ حروف فعلِ مضارع پر داخل ہو کر لفظاً اس کو جزم دیتے ہیں۔

جزم کی کیفیت یہ ہے کہ پانچ صیغوں کو جزم دیتے ہیں۔ اگر ان کے آخر میں حرف علت ہو تو جزم حذفِ علت کے ساتھ ہو گا، اور سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ اور دو صیغوں میں مبنی ہونے کی وجہ سے کچھ بھی عمل نہیں کرتے۔ جیسے:

لَمْ يَنْصُرْ	لَمَّا يَنْصُرْ	لِيَنْصُرْ	لَاتَنْصُرْ	إِنْ تَنْصُرْ أَنْصُرْ

اور معنوی عمل ہر ایک کا الگ الگ ہے۔

ان حروف میں سے ہر ایک کا معنوی اثر اور اس کی تفصیل:

1۔ لم کا معنوی اثر: لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسے لَمْ يَضْرِبْ بمعنیٰ مَا ضَرَبَ۔

2۔ لمّا کا معنوی اثر: لَمَّا فعل مضارع کو ماضی منفی استغراق کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ نفی زمانہ تکلم کو بھی شامل ہوتی ہے۔

لمّا اور لم کے درمیان اشتراک:

لَمَّا پانچ چیزوں میں لم کی طرح ہے۔

1. نفی میں	2. مختص بالمضارع ہونے میں
3. فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دینے میں	4. جزم دینے میں
5. ہمزہ کے داخل ہونے میں	

لم اور لمّا کے درمیان فرق:

دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے۔

1. لما ماضی منفی استغراق کے لیے آتا ہے۔ یعنی نفی فعل زمانہ تکلم تک ہوتی ہے۔ جیسے لَمَّا یَضْرِبْ یعنی اس نے
اب تک نہیں مارا۔ بخلاف لم کے کہ اس میں یہ بات نہیں۔
2. لَمَّا کا مدخول حذف ہو سکتا ہے بخلاف لم کے۔ یعنی اس کا مدخول حذف نہیں ہوتا۔ جیسے قَارَبْتُ الْمَدِیْنَةَ
لَمَّا، أَیْ لَمَّا أَدْخُلْ۔
3. لَمَّا میں فعل منفی کی آئندہ زمانے میں ہونے کی امید ہوتی ہے۔ اور لم میں یہ بات نہیں ہوتی۔
4. لَمَّا پر حرف شرط داخل نہیں ہوتا جب کہ لم پر حرف شرط داخل ہو سکتا ہے۔

نیز لَمَّا کا قاعدہ اسمائے ظروف میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (موسوعہ:581)

3۔لام مکسور کا معنوی اثر:

لام امر مکسور کا معنوی اثر یہ ہے کہ اس سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے جیسے لِیَنْصُرْ۔

فائدہ: لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔ مگر واؤ، فاء اور ثمّ کے بعد ساکن ہوتا ہے۔ جیسے ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ﴾، ﴿فَلْيَعْبُدُوْا﴾، ﴿وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ﴾۔

فائدہ: لام امر مضارع مجہول پر مطلقاً داخل ہوتا ہے۔ اور مضارع معلوم کے غائب پر اکثر وعموماً۔ اور متکلم پر قلیلاً داخل ہوتا ہے اور مخاطب پر داخل نہیں مگر نادراً۔ (جہد قصیر:52)

قاعدہ: قل کے جواب میں لام امر حذف ہوتا ہے اور عمل باقی رہتا ہے۔ جیسے: ﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ﴾، أَیْ لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ۔ (موسوعہ:561)

لائے نہی کا معنوی اثر:

لائے نہی کا معنوی اثر یہ ہے کہ یہ ترک فعل کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَا تَنْصُرْ۔

فائدہ: لائے نہی متکلم پر داخل نہیں ہوتا مگر نادراً۔

(جہد قصیر:56، موسوعہ:565، جامع الدروس:2/ 107)

ابر باران گر نہ بارد بوستان گل کے کند   رنج محنت گر نہ بیند مرد کامل کے شود

بدانکه اِن در دو جملہ رود: اِن تضرب اِضرب۔ جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم را جزاء۔ و اِن برائی مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چون اِن ضربتَ ضربتُ۔ و این جاجزم تقدیری بود، زیراکہ ماضی معرب نیست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف جوازم کی تقسیم کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: حروف جوازم دو قسم پر ہیں۔

1۔ پہلی قسم وہ ہیں جو ایک فعل میں عمل کرتے ہیں۔ وہ کل چار ہیں:

1. لم	2. لمّا	3. لام امر	4. لائے نہی

2۔ دوسری قسم صرف حرف اِن ہے جو دو فعلوں میں عمل کرتا ہے۔

پھر اِن کی دو قسمیں ہیں۔ اِن ظاہرہ اِن مقدرہ

صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے اِن ظاہرہ کو بیان کیا ہے اور اِن مقدرہ کو بناء بر اختصار چھوڑ دیا ہے۔

اِن ظاہرہ: دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جس میں ایک سبب ہوتا ہے دوسرے کے لیے۔ اور پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔ شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہو گا۔ اور جزاء کبھی جملہ فعلیہ اور کبھی جملہ اسمیہ ہو گا۔

فائدہ: جو جملہ شرط واقع ہو عام ہے کہ ادات شرط اِنْ ہو یا اس کا غیر ہو اس جملہ شرطیہ کے لیے چھ شرائط ہے جو درجہ ذیل ہیں:

1. معنًا ماضی نہ ہو۔ جیسے اِنْ قَامَ زَیْدٌ۔
2. شرط طلب نہ ہو جیسے اِنْ قُمْ۔
3. شرط افعال جوامد میں سے نہ ہو جیسے اِنْ عَسیٰ۔
4. شرط مصدّر بحرف تنفیس نہ ہو جیسے اِنْ سَوْفَ تقُمْ۔
5. شرط مقارن بقد نہ ہو جیسے اِنْ قَدْ ضَرَبَ۔
6. شرط منفی "بلَنْ، وَمَا اور لمّا" نہ ہو (سوائے لم اور لا کے) جیسے اِنْ لَنْ تَضْرِبْ۔ (یہ تمام مثالیں احترازی ہیں)

(جامع الدروس، 2/ 129۔133)

ان شرطیہ کا لفظی عمل: 1. اگر شرط و جزاء دونوں مضارع ہوں تو جزم دینا واجب ہے۔ جیسے: ﴿اِنْ یَّنْتَهُوْا

یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾۔
2. اگر شرط و جزاء دونوں ماضی ہوں تو جزم محلی ہو گا جیسے: ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ﴾۔
3. اگر شرط فعل ماضی اور جزاء مضارع ہو تو جزاء میں رفع اور جزم دونوں پڑھنا جائز ہیں۔ مگر رفع کی صورت میں بھی یہ جملہ محلاً مجزوم ہو گا۔ اس لیے کہ شرط کی جزاء ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ جزم اس صورت میں احسن اور رفع حسن ہے۔ جیسے ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ﴾۔
4. اگر شرط و جزاء دونوں مضارع ہوں لیکن شرط پر لم داخل ہو تو اس صورت میں جزاء پر جزم اور رفع دونوں جائز ہیں۔ جیسے: اِنْ لَمْ تَقُمْ اَقُمْ۔
5. اگر شرط مضارع ہو اور جزاء ماضی ہو تو شرط پر لفظاً جزم واجب ہے۔ جیسے: «مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ»۔
6. اگر جزاء مضارع ہو مگر اس پر فاء داخل ہو تو جزاء پر لفظاً جزم ممتنع ہے مگر محلاً مجزوم ہو گا۔ جیسے: ﴿وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ﴾۔
7. اگر جزاء جملہ ہو اور مقترن ہو فاء یا اِذا کے ساتھ تو اس صورت میں محلاً مجزوم ہو گا۔ جیسے ﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ﴾۔ ﴿وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾۔
(جامع الدروس:2/ 139، جہد قصیر:56)
اِن کا معنوی اثر: اِن استقبال کے لیے آتا ہے حتّٰی کہ اگر ماضی پر بھی داخل ہو جائے تو اس کو بھی مستقبل کے معنٰی میں کر دیتا ہے۔ جیسے ﴿وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا﴾، اوراِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔ (اگر تو مارے گا تو میں بھی ماروں گا)۔ اس صورت میں جزم محلی ہو گا۔ کیوں کہ فعل ماضی مبنی ہے، معرب نہیں۔
نوٹ: صاحب نحو میرؒ نے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ میں فرمایا کہ اس کا اعراب تقدیری ہے۔ ان کا یہ ارشاد مجاز پر محمول ہے کیوں کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ اعراب لفظی و تقدیری صرف اسم معرب یا فعل معرب کو ملتا ہے۔
اسم مبنی یا فعل مبنی کو نہ لفظاً اعراب ملتا ہے اور نہ ہی تقدیراً۔ بلکہ ان کا اعراب محلی ہوتا ہے۔
کَانَ اگر شرط واقع ہو تو تب بھی ماضی والے معنٰی میں ہو گا۔ جیسے: ﴿اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ﴾۔
(جہد قصیر:58)

ونیز بدانکہ چون جزائی شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا، فاء در جزاء آوردن لازم بود، چنانکہ گوئی: ان تاتینی فانت مکرم- وان رأیت زیداً فاکرمه، وان أتاك عمرو فلا تهنه، وان أکرمتنی فجزاك الله خیرا۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض فاء جزائیہ کے قانون کو بیان کرنا ہے۔

تشریح قانون فاء جزائیہ:

شرط کی جزاء پر فاء کا دخول تین قسم پر ہے۔

1. واجب	2. جائز	3. ممتنع

1۔ پہلی قسم واجب: دس مقامات میں جزاء پر فاء کا دخول واجب ہے۔

1. جزاء جب جملہ اسمیہ ہو جیسے: ﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔
2. جزاء افعال جوامد میں سے ہو جیسے: ﴿اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ﴾۔
3. جزاء جملہ انشائیہ ہو جیسے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾۔
4. جزاء فعل ماضی مقرون بقد ہو، خواہ مذکور ہو جیسے: ﴿وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾۔ یا محذوف ہو جیسے: ﴿وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾۔
5. جزاء فعل ماضی ہو اس کے شروع میں حرف نفی ہو جیسے ﴿وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾۔
6. جزاء فعل مضارع ہو جس کے شروع میں حرف سین ہو جیسے ﴿وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى﴾۔
7. جزاء فعل مضارع ہو اس کے شروع میں سوف ہو جیسے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ﴾۔
8. جزاء کے شروع میں کانما ہو جیسے ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾۔
9. جزاء فعل مضارع مؤکد بلن الناصبہ ہو جیسے ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾۔
10. جزاء کے شروع میں ادوات شرط ہوں جیسے ﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ﴾ الآیة۔

خلاصہ:۔ ہر وہ جملہ جو شرط نہیں بن سکتا اگر جزاء کی جگہ میں واقع ہو جائے تو جزاء پر "فاء" کا دخول واجب ہے۔

(جامع الدروس:2/ 133)

2۔ دوسری قسم جائز:

دو مقامات میں شرط کی جزاء پر فاء کا دخول جائز ہے یعنی فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔

1. جزاء فعل مضارع مثبت بغیر سین وسوف ہو۔ جیسے ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا﴾۔

2. جزاء فعل مضارع منفی بلا ہو جیسے ﴿وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا﴾۔

3۔ تیسری قسم ممتنع:

تین مقامات میں شرط کی جزاء پر فاء کا دخول ممتنع ہے۔

1. جزاء ماضی مثبت بغیر قد ہو۔ یعنی قد نہ ملفوظ ہو نہ مقدر ہو جیسے ﴿إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ﴾۔

2. جزاء مضارع مقرون بلم ہو (جحد ہو)۔ جیسے: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ۔

3. جزاء مصدّر بہمزہ استفہام ہو۔ جیسے: ﴿أَرَءَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝ أَلَمْ يَعْلَمْ﴾۔

قاعدہ: فاء جزائیہ کی جگہ میں "إذا" مفاجاتیہ بھی آتا ہے، اس وقت جب أدات شرط میں سے "إنْ، یاإذا" ہو اور جزاء جملہ اسمیہ خبریہ غیر مقترن ہو ادات نفی اور إنَّ سے جیسے: {أَنْ تُصِيبَهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ}، {وَإِذَا دُعُوْا إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ}۔

قاعدہ: جملہ شرطیہ ہمیشہ لا محل لھا من الاعراب ہوتا ہے اور اعراب لفظاً یا محلاً فعل شرط پر واقع ہوتا ہے اور جملہ جزائیہ لا محل لہا من الاعراب ہے۔ لیکن اگر شرط جازم کی جزاء مصدّر بالفاء یا إذا مفاجاتیہ ہو تو محلاً مجزوم ہوتا ہے صاحب "المغنی اللبیب اور علامہ دمامیؒ کے نزدیک پھر بھی لا محل لہا من الاعراب ہے۔

(جامع الدروس:2/ 134، موسوعہ:409، جہد قصیر: ص:۸۵)

قاعدہ برائے إنْ مع الشرط مقدر:

اگر فعل مضارع سات چیزوں یعنی:

امر نہی استفہام تمنی عرض تحضیض دعا

کے جواب میں واقع ہو اور ان سات چیزوں سے شرطیت وسببیت اور مضارع سے جزائیت اور مسببیت کا ارادہ

ہو، اور دوسری بات یہ ہے کہ مضارع ایسی فاء سے خالی ہو جس کے بعد اَن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دے تو
اس صورت میں مضارع مجزوم ہو گا۔ اور اس سے پہلے اِن مع الشرط مقدر ہو گا۔ اور شرط مقدر انہی سات چیزوں
سے بنائی جائے گی۔ اور مضارع مجزوم ان کی جزاء بنے گا۔ جیسے: قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرٰی۔ اس مثال میں قِفَا امر ہے اور
اس کے جواب میں نَبْكِ فعل مضارع مجزوم واقع ہے۔ اور یہی فعل مجزوم جزاء ہے شرط مقدر کے لیے جو قِفَا سے بنتی
ہے۔ أَيْ إِنْ تَقِفَا نَبْكِ۔

اور اگر ان سات چیزوں سے شرطیت اور مضارع سے جزائیت کا ارادہ نہ ہو تو مضارع مرفوع ہو گا۔ پھر اگر اس
میں صفت کی صلاحیت ہو تو صفت ہو گا۔ جیسے ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ﴾۔ اس مثال میں يَرِثُنِيْ صفت ہے
وَلِيًّا کے لیے۔

یا جملہ مستانفہ ہو گا جیسے: قَالَ رَائِدُهُمْ: أَرْسُوْا نُزَاوِلُهَا۔ اس میں نُزَاوِلُهَا جملہ مستانفہ ہے اگرچہ امر کے جواب
میں ہے۔

یا کبھی جملہ حالیہ ہو گا جیسے ﴿فَذَرْهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝﴾۔ اس مثال میں يَعْمَهُوْنَ فعل مضارع اگرچہ
امر کے جواب میں واقع ہے لیکن حال بن رہا ہے۔ (جہد تقصیر: 57، جامع الدروس: 3/ 137)

سات چیزوں کے بعد اِن مع الشرط کی مثالیں:

1	امر	زُرْنِيْ أُكْرِمْكَ	إِنْ تَزُرْنِيْ أُكْرِمْكَ
2	نہی	لَا تَفْعَلِ الشَّرَّ يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ	إِنْ لَمْ تَفْعَلْهُ يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ
3	استفہام	هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ أَشْرَبْهُ	إِنْ يَكُنْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ أَشْرَبْهُ
4	تمنی	لَيْتَ لِيْ مَالًا أُنْفِقْهُ	إِنْ يَكُنْ لِيْ مَالٌ أُنْفِقْهُ
5	عرض	أَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا	إِنْ تَنْزِلْ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا
6	تحضیض	هَلَّا تَأْتِيْنِيْ أُكْرِمْكَ	إِنْ تَأْتِنِيْ أُكْرِمْكَ
7	دعاء	أَبْقَاكَ اللهُ أَزُرْكَ	إِنْ أَبْقَاكَ اللهُ أَزُرْكَ

قواعد برائے شرط و جزاء:

قاعدہ 1: جب فعل شرط اور حرف شرط دونوں مکرر آجائیں اور کوئی حرف عطف بھی نہ ہو تو جزاء پہلے جملہ شرطیہ کے لیے ہوگی، اور دوسرا جملہ پہلے جملہ شرطیہ کے لیے معنیً قید ہوگی اور دوسرے جملے کے لیے جزاء کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جیسے:

إِنْ تَسْتَغِيْثُوْا بِنَا إِنْ تَذْعَرُوْا، تَجِدُوْا مِنَّا مَعَاقِلَ عِزٍّ زَانَهَا كَرَمٌ

اس مثال میں تَجِدُوْا شرط اول کے لیے جزاء ہے اور شرط ثانی یعنی "إِنْ تَذْعَرُوْا" قید ہے، شرط اول یعنی "إِنْ تَسْتَغِيْثُوْا" کے لیے تو ترجمہ یہ ہوگا:

اگر تم ہم سے مدد چاہو گے بوقت خوف تو پاؤ گے ہم سے عزت کے ایسے قلعے جن کو احسان نے مزین کیا ہے۔

قاعدہ 2: جب فعل شرط اور حرف شرط واؤ عاطفہ کے ساتھ مکرر آجائیں تو جزاء دونوں کے لیے ایک ہوگی، جیسے إِنْ تَدْرُسْ وَإِنْ تَنْتَبِهْ تَنْجَحْ۔

اور اگر حرف عطف (فاء) کے ساتھ ہو تو جزاء شرط ثانی کے لیے ہوگی۔ پھر یہ شرط و جزاء مل کر ماقبل والی شرط کے لیے جزاء بنے گی۔ جیسے إِنْ دَرَسْتَ فَإِنْ نَجَحْتَ أُكَافِئْكَ۔

أُكَافِئْكَ یہ جزاء ہے إِنْ نَجَحْتَ کے لیے۔ پھر شرط و جزاء مل کر پھر جزاء ہے شرط اول (إِنْ دَرَسْتَ) کے لیے۔ (النحو الوافی: 4/ 314، قدیمی کتب خانہ)

قاعدہ 3: کبھی قسم اور شرط دونوں ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ اور ان کے بعد ایک جملہ ہو تو اب قسم، جواب قسم چاہتی ہے اور شرط جزاء چاہتی ہے۔ تو اس میں قانون یہ ہے کہ ان میں سے جو مقدم ہو تو مابعد اس کے لیے جواب بنے گا، یعنی اگر قسم مقدم ہو تو مابعد اس کے لیے جواب ہوگا۔ اور جزاء محذوف ہوگی۔

اور اگر شرط مقدم ہو تو مابعد اس کے لیے جزاء (جواب) بنے گا۔ اور جواب قسم محذوف ہوگا۔ تقدیم قسم کی مثال جیسے ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾۔

لئن میں لام مفتوحہ قسمیہ ہے، اصل میں اس طرح ہے: وَاللهِ لَئِنْ أَشْرَكْتَ۔ اب اس مثال میں قسم مقدم ہے اور اس کے بعد والا جملہ اس کے لیے جواب ہے۔ اور جزاء کے لیے بعینہ یہی عبارت محذوف ہے۔

تقدیم شرط کی مثال جیسے: إِنْ ضَرَبْتَ وَاللهِ أَضْرِبْ۔ اب اس مثال میں شرط مقدم ہے اور قسم مؤخر ہے، تو مابعد

والا جملہ اس کے لیے جزاء ہے اور جواب قسم کے لیے یہی عبارت محذوف ہوگی۔

(جامع الدروس:2/ 136، النحو الوافی:4/ 227)

قاعدہ4: کبھی إن شرطیہ کے بعد تاکید کے لیے ما زائدہ کو لایا جاتا ہے اور وہاں اکثر نون تاکید ثقیلہ لایا جاتا ہے۔ جیسے:﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ﴾۔(جمع الھوامع:2/ 63)

قاعدہ5: جب شرط اور جزاء کے درمیان فعل مضارع مقرون بالفاء یا بالواؤ واقع ہو تو اس کو مجزوم پڑھنا بھی جائز ہے اور منصوب پڑھنا بھی جائز ہے جیسے إِنْ يَقُمْ زَيْدٌ وَيَخْرُجْ خَالِدًا أُكْرِمْكَ۔

(النحو الوافی:4/ 362، جامع الدروس:2/ 141)

قاعدہ6: کبھی کبھار فعل شرط کو حذف کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ إن شرطیہ کے بعد لَا واقع ہو۔ جیسے: وَإِلَّا فَتَتَصَوَّرْ، أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِذْعَانٌ لِلنِّسْبَةِ فَتَتَصَوَّرْ۔ اور کبھی کبھار جزاء حذف ہوتی ہے، لیکن اس کے لیے دو شرطیں ہیں: 1۔ جزاء پہلے سے معلوم ہو 2۔ فعل شرط ماضی ہو۔ جیسے: أَنْتَ ظَالِمٌ إِنْ فَعَلْتَ، أَيْ إِنْ فَعَلْتَ فَأَنْتَ ظَالِمٌ۔ اور کبھی کبھار دونوں حذف ہوتے ہیں، جیسے: وَإِلَّا فَلَا۔

فائدہ: شرط و جزاء کے عامل میں اختلاف:

سیرانی کے نزدیک دونوں میں عامل کلمہ شرط ہے۔

امام خلیل اور مبرد کے نزدیک فعل شرط میں عامل اداۃ شرط ہے۔ اور جزاء میں عامل کلمہ شرط و فعل شرط دونوں ہیں۔

امام اخفش کے نزدیک فعل شرط میں عامل اداۃ شرط ہے اور جزاء میں عامل فعل شرط ہے۔

کوفیین حضرات کے نزدیک فعل شرط میں عامل اداۃ شرط ہے اور جزاء میں جزم جوار کی وجہ سے ہے۔

(شرح رضی:2/ 254)

باب دوم در عمل افعال: بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض عامل لفظی کی دوسری قسم افعال عاملہ کو بیان کرنا ہے۔ اور ایک سوال مقدر کے جواب کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

سوال: مصنفؒ نے باب اول کو بیان کرتے وقت باب اول در حروف عاملہ کہا تھا اور یہاں عنوان کو تبدیل کر کے باب دوم در عمل افعال کیوں کہا؟ (یعنی باب اول کی طرح در افعال عاملہ کیوں نہیں کہا؟)

جواب: اگر مصنفؒ باب دوم کے عنوان کو تبدیل نہ کرتے اور در افعال عاملہ کہتے جیسے باب اول میں حروف عاملہ کہا تھا۔ تو شبہ پیدا ہوتا کہ افعال بھی حروف کی طرح دو قسم پر ہیں: عاملہ اور غیر عاملہ۔ حالانکہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہے۔

فائدہ: بعض حضرات کے نزدیک بعض افعال غیر عاملہ ہیں جیسے قَلَّ، کَثُرَ، طَالَ۔ لیکن ان کے لیے شرط یہ ہے کہ ان کے بعد ما آجائے۔ اس کے بعد جو ما ہے اس میں دو مذاہب ہیں۔

1: اول یہ ہے کہ یہ ماء مصدریہ ہے۔ یہ اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے اور پھر ما قبل فعل کے لیے معمول بنے گا۔ اس صورت میں یہ تینوں افعال عاملہ ہوں گے۔

2: دوم مذہب بعض کا ہے۔ ان کے نزدیک ماکافہ ہے اور ان افعال کو عمل سے روک دیتا ہے۔

چوتھا فعل غیر عامل کان زائدہ ہے۔ اور پانچویں وہ افعال ہیں جو تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں، وہ بھی غیر عاملہ ہوتے ہیں۔ جیسے ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ﴾۔ (جہد قصیر:59)

وافعال در اعمال بر دو گونہ است

غرض مصنف: اس عبارت سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل کے عمل کی تقسیم کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

تشریح: فعل دو قسم پر ہے: فعل تام فعل قاصر

1۔ فعل تام کی تعریف: فعل تام وہ ہے جو اپنے مرفوع سے نسبت تام رکھے، یعنی اپنے مرفوع سے مل کر جملہ بنے۔ (موسوعہ:491)

2۔ فعل قاصر کی تعریف: فعل قاصر وہ ہے جو اپنے مرفوع سے نسبت تام نہ رکھے، یعنی اپنے مرفوع سے مل کر جملہ نہ بنے، بلکہ پہلے سے موجود نسبت کی تعیین کرتا ہے کہ دائمی ہے یا جوازی ہے۔ زمانہ ماضی میں ہے یا زمانہ حال میں ہے۔

فعل تام کی قسمیں:

فعل تام کی دو قسمیں ہیں: فعل معروف فعل مجہول

فعل معروف کی تعریف

فعل معروف وہ ہے جو نسبت قیامی پر دلالت کرے، یعنی اس کی نسبت فاعل کی طرف ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

فعل مجہول کی تعریف

فعل مجہول وہ ہے جو نسبت وقوعی پر دلالت کرے۔ یعنی اس کا فاعل معلوم نہ ہو اور اس کی نسبت نائب فاعل کی طرف ہو۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ

- فعل معروف کی قسمیں: 1۔ فعل لازمی 2۔ فعل متعدی

1۔ فعل لازمی کی تعریف: فعل لازمی وہ ہے جس کا معنیٰ اکیلے فاعل سے تام ہو جائے۔ اور مفعول بہ کا تقاضا نہ کرے۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ۔ (موسوعہ:493)

2۔ فعل متعدی کی تعریف: فعل متعدی وہ ہے جس کا معنیٰ اکیلے فاعل سے تام نہ ہو بلکہ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے، جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

(جہد قصیر:59، موسوعہ:498)

قسم اول معروف: بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر فع کند، چون قام زید، وضرب زیدٌ عمرواً۔ و شش اسم را بنصب کند: اول مفعول مطلق راچون قام زید قیاماً۔ وضرب زید ضرباً۔ دوم مفعول فیہ: چون صمت یومَ الجمعة، وجلست فوقك۔ سوم: مفعول معہ را: جاء البرد والجبات، أی مع الجبات۔ چہارم مفعول لہ را، چون قمت إکراماً لزید، وضربته تأدیباً۔ پنجم راحال چون جاء زید راکباً۔ ششم راتمیز، چون طاب زیدٌ نفساً۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل تام کی پہلی قسم فعل معروف کا عمل اور اس کے معمولات کو بیان کرنا ہے۔

فعل معروف کا عمل

فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی، ایک اسم (فاعل) کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ۔ اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. مفعول مطلق جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا۔
2. مفعول فیہ جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔
3. مفعول معہ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔
4. مفعول لہ جیسے قُمْتُ إِکْرَامًا لِزَیْدٍ۔
5. حال جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا۔
6. تمیز جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔

(جہد قصیر:59)

وقتی کہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد، چون طاب زید نفساً

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض تمیز میں فعل کے عمل کرنے کے لیے شرط کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: تمیز میں فعل اس وقت عمل کرے گا جب رفع ابہام اجمالِ نسبت سے کرے۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔ اگر رفع ابہام ذات سے کرے تو پھر فعل اس میں عامل نہیں بن سکتا۔ بلکہ اس وقت اسم تام اس میں عمل کرے گا جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْھَمًا۔ (جہد قصیر:60)

إما فعل متعد، مفعول بہ را بنصب کند چون ضرب زید عمرواً، واین عمل فعل لازم را نباشد۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل لازم و فعل متعدی کے درمیان فرق کو بیان کرنا ہے۔

فعل لازم و متعدی کے درمیان فرق یہ ہے کہ فعل متعدی چھ اسموں کے ساتھ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ اور فعل لازم چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ اور مفعول بہ میں عمل نہیں کرتا۔

فصل: بدانکہ فاعل اسمیست کہ پیش از وی فعلی باشد مسند بدان اسم بر طریق قیام فعل بدان اسم، چون زید

درضرب زید۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل معلوم کے پہلے معمول یعنی فاعل کو بیان کرنا ہے۔

فاعل کی تعریف

فاعل وہ اسم ہے کہ اس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کا اسناد اس اسم کی طرف بطور قیام کے ہو نہ کہ بطور وقوع یعنی بشکل معلوم ہو نہ بشکل مجہول۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔

فائدہ: یہاں شبہ فعل سے مراد اسمِ فاعل، صفت مشبہ، اسم تفضیل، اسم مبالغہ، ظرف، مصدر اور اسم فعل ہے۔ اور ظرف سے مراد ظرف مستقر ہے نہ کہ صیغہ ظرف، اس لیے کہ وہ غیر عامل ہے۔

(جہد قصیر:60، موسوعہ:480)

قواعد فاعل

قاعدہ 1: مجروریت فاعل: فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے لیکن چند جگہوں میں مجرور ہوگا۔

1. جب اس پر باء زائدہ داخل ہو۔ جیسے ﴿كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾۔
2. جب اس پر من جارہ زائدہ داخل ہو جیسے ﴿مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ﴾۔
3. جب اس پر لام زائدہ داخل ہو۔ جیسے ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ﴾۔
4. مصدر مضاف ہو اپنے فاعل کی طرف۔ جیسے ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا۔
5. اسم مصدر مضاف ہو اپنے فاعل کی طرف۔ جیسے سَلِّمْ عَلٰى فَقِيْرٍ سَلَامِكَ۔
اس مثال میں ”سَلَامَکَ“ اسم مصدر ہے جو کہ فاعل کی طرف مضاف ہے۔
6. اسم فاعل لازمی اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو جیسے قَائِمُ الْأَبِ۔ (لازمی کی قید سے متعدی کو خارج کر دیا، کیوں کہ متعدی فاعل کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔

(النحو الوافی:2/ 58، جامع الدروس:2/ 164)

قاعدہ 2: حذفیت فاعل:

چند جگہوں میں فاعل حذف ہوگا۔

1. فعل مجہول میں فاعل حذف ہوتا ہے۔ اور مفعول اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اس کو نائب فاعل کہتے ہیں۔ جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ۔

2. مصدر کے بعد جب فاعل ذکر نہ ہو اور مفعول کی طرف مضاف ہو۔ کیوں کہ مصدر میں ضمیر نہیں مانی جاسکتی۔ جیسے يُعْجِبُنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ۔ (اس مثال میں زید مفعول بہ ہے اور فاعل حذف ہے)

3. فعل تعجب کا فاعل جب کہ اس سے پہلے مذکور فعل تعجب اس پر دلالت کرے۔ جیسے ﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ﴾۔

4. فاعل واؤ جمع یا یائے مخاطبہ ہو، اور فعل مؤکد بنون تاکید ہو۔ جیسے لَتَهْزِمُنَّ أَعْدَاءَكُمْ، یا لَتَسْمَعُنَّ أَخْبَارَ النَّصْرِ۔ (النحو الوافی:2/ 59، المنہاج فی القواعد والإعراب:81)

قاعدہ3: تقدیم فاعل:

چند جگہوں میں فاعل کو مفعول سے مقدم کرنا واجب ہے۔

1. جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا۔

2. جب فاعل و مفعول دونوں کا اعراب تقدیری ہو۔ اور فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر کوئی قرینہ بھی نہ ہو جیسے ضَرَبَ مُوْسٰى عِيْسٰى۔

اگر قرینہ موجود ہو تو پھر مفعول کی تقدیم بھی جائز ہے، جیسے أَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى۔ کھایا امرود کو یحییٰ نے

3. جب مفعول إلّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے مَا ضَرَبَ زَيْدٌ إِلَّا عَمْرًا۔

4. جب مفعول معنیٰ إلّا کے بعد واقع ہو جیسے إِنَّمَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔

(کافیہ:13، النحو الوافی:2/ 72)

قاعدہ4: عطفیت بر فاعل:

جب فاعل معطوف علیہ ہو اور اس پر من زائدہ داخل ہو تو اس کے معطوف کو دیکھیں گے کہ معرفہ ہے یا نکرہ۔ اگر نکرہ ہو تو دو وجہیں (یعنی رفع اور جر دونوں) پڑھنی جائز ہیں۔ اگر رفع پڑھیں تو عطف ہو گا محل پر اور اگر جر پڑھیں تو عطف ہو گا لفظ پر۔ جیسے مَا جَاءَنَا مِنْ أَحَدٍ وَلَا رَجُلٍ۔

اور اگر معرفہ ہو تو پھر رفع پڑھنا واجب ہے۔ جیسے مَا جَاءَنَا مِنْ أَحَدٍ وَلَا زَيْدٌ۔ کیونکہ اس صورت میں عطف ہو گا محل پر نہ کہ لفظ پر

اور اگر فاعل پر باء زائدہ داخل ہو تو معطوف میں مطلقاً دو وجہیں (یعنی رفع اور جر) پڑھنا جائز ہیں۔ جیسے كَفٰى بِالْحَقِّ وَالْأَخْلَاقِ۔ (المنہاج فی القواعد والاعراب اردو: 870، النحو الوانی: 2/ 64)

قاعدہ 5: اتصال فاعل بالفعل:

فاعل کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے فعل سے متصل ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ، قَامَ زَيْدٌ، ضَرَبْتُ وغیر ہم۔ (کافیہ: 13)

ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلی وآن مصدر بمعنی آن فعل باشد، چون ضرباً در ضربت ضرباً، وقیاماً در قمتُ قیاماً۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق کو بیان کرنا ہے۔

مفعول مطلق کی تعریف

مفعول مطلق اس مصدر فضلہ غیر حال کا نام ہے جو فعل مذکور کا ہم معنیٰ ہو اور اپنے عامل کی تاکید یا نوع یا عدد بیان کرے۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا، ضَرَبْتُ ضَرْبَ الْأَمِيْرِ، ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ۔

مفعول مطلق کی علامت: مفعول مطلق کے اردو ترجمہ میں ؛نا؛ کا لفظ آتا ہے اور یہ مصدر فعل کا ہم معنی ہوتا ہے جیسے ضربت ضربا ؛مارا میں نے مارنا

مفعول مطلق کی تقسیمات: مفعول مطلق کی دو تقسیمیں ہیں۔

1: پہلی تقسیم باعتبار معنیٰ 2: دوسری تقسیم باعتبار لفظ

1۔ پہلی تقسیم باعتبار معنیٰ: باعتبار معنیٰ مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں۔

1. تاکیدی	2. نوعی	3. عددی

مفعول مطلق تاکیدی: مفعول مطلق تاکیدی وہ ہے جو زائد معنیٰ پر دلالت نہ کرے۔ اور اپنے ماقبل فعل کی تاکید کرے۔ جیسے جلست جلوسا ؛میں بیٹھا اچھی طرح بیٹھنا

مفعول مطلق نوعی: مفعول مطلق نوعی وہ ہے جو اپنے عامل کی نوع بیان کرے۔ جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةً میں بیٹھا ایک قسم کا بیٹھنا۔

مفعول مطلق عددی: مفعول مطلق عددی وہ ہے جو اپنے عامل کے فعل کی تعداد کو بیان کرے۔ جیسے جَلَسْتُ جَلْسَۃً۔ میں بیٹھا ایک مرتبہ بیٹھنا

فائدہ: مفعول مطلق کی تینوں قسموں (تاکیدی، نوعی، عددی) کی پہچان کا طریقہ:

1. مفعول مطلق نوعی: اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مصدر مضاف یا مقترن بالف لام عہدی ہو یا مصدر موصوف ہو یا صفت ہو یا فِعلۃ کے وزن پر ہو تو جان لو کہ یہ مفعول مطلق نوعی ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِیْدًا، صَنَعْتُ صُنْعَ الْحُکَمَاءِ، دَفَعْنَا عَنْ عَلِیٍّ الدِّفَاعَ۔
2. مفعول مطلق تاکیدی: اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مصدر نکرہ غیر مضاف و غیر موصوف ہو تو مفعول مطلق تاکیدی ہوگا۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔
3. مفعول مطلق عددی کی پہچان:

اس کے چار طریقے ہیں:

1. مصدر علامت تثنیہ و جمع کے ساتھ ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبَتَیْنِ۔
2. مفعول مطلق اسم عدد ہو اور مصدر کے ساتھ اس کی تمیز لائی گئی ہو جیسے أَشَرْتُ إِلَیْہِ عَشَرَ إِشَارَاتٍ۔
3. مصدر تائے وحدت کے ساتھ استعمال ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبَۃً۔
4. فَعْلَۃٌ کے وزن پر ہو، جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَۃً۔

دوسری تقسیم باعتبار لفظ:

باعتبار لفظ مفعول مطلق کی دو قسمیں ہیں۔

من لفظہ　　من غیر لفظہ

1۔ مفعول مطلق من لفظہ وہ ہے جو مادہ اور باب میں اپنے عامل (فعل) کے ساتھ شریک ہو۔ (یعنی دونوں کا مادہ اور باب ایک ہو) جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

2۔ مفعول مطلق من غیر لفظہ وہ ہے جو اپنے فعل کے ساتھ باب یا مادہ میں شریک نہ ہو۔ (یعنی باب یا مادہ دونوں کا الگ الگ ہو)۔ یا باب اور مادہ دونوں اپنے فعل سے جدا ہوں۔

1. باب الگ ہو جیسے ﴿أَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا﴾۔
2. مادہ الگ ہو جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔
3. باب اور مادہ دونوں جدا ہوں جیسے ﴿فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى﴾۔

فائدہ: مصدر کی دو قسمیں ہیں۔　حقیقی　حکمی

مصدر حقیقی عام مصادر کو کہتے ہیں۔ اور مصدر حکمی کی چند قسمیں ہیں۔

1. لفظ کل یا بعض مصدر کی طرف مضاف ہو جیسے ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ﴾، وَسَعَيْتُ بَعْضَ السَّعْيِ۔
2. مصدر صفت واقع ہو جیسے ﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا﴾، أَيْ ضِحْكًا قَلِيْلًا۔
3. مصدر کا عدد واقع ہو۔ جیسے ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾۔
4. أَيّ استفہامیہ مصدر کی طرف مضاف ہو جیسے ﴿أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾۔
5. مصدر کی ضمیر واقع ہو۔ یعنی ایسی ضمیر ہو جو راجع ہو مصدر کی طرف جیسے ﴿فَإِنِّيْٓ أُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهٗٓ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔ لَا أُعَذِّبُهٗ کی ضمیر غائب (ہ) مصدر مذکور (عذابا) کی طرف راجع ہے۔ اور یہ حکماً مصدر ہے۔

فائدہ: کبھی کبھار مفعول مطلق کا فعل حذف ہوتا ہے۔

پھر یہ حذف دو قسم پر ہے۔　حذف جوازی　حذف وجوبی

1۔ حذف جوازی یہ ہے کہ اس کے حذف پر قرینہ موجود ہو جیسے کوئی شخص جو سفر سے واپس آئے، اور آپ اس سے کہے: "خَيْرَ مَقْدَمٍ أي قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَيْرَ مَقْدَمٍ" یہاں مخاطب کے حال قرینہ ہے۔

2۔ حذف وجوبی: دو قسم پر ہیں: سماعی، قیاسی، سماعی مندرجہ ذیل ہیں: سَقْيًا، رَعْيًا، خَيْبَةً، جَدْعًا حَمْدًا شُكْرًا عَجَبًا۔ قیاسی سات جگہوں میں جو کہ کافیہ مذکور ہیں۔

فائدہ: کچھ الفاظ ایسے ہیں جو ہمیشہ فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق بنتے ہیں۔

1. سُبْحَانَ	2. خِلَافًا	3. مُطْلَقًا	4. عُمُوماً

5. خُصُوصاً	6. عَامَّةً	7. خَاصَّةً	8. قَطْعًا
9. حَقًّا	10. بِنَاءً	11. اَلْبَتَّةَ	12. أَيْضًا
13. فَضْلاً	مُعَاذًا	وغیرہ	

(جامی:94،جہد قصیر:60،جامع الدروس:3/ 26)

ومفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور دروواقع شود، واوراظرف گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض منصوبات کی دوسری قسم مفعول فیہ کو بیان کرنا ہے۔

مفعول فیہ کی تعرف

مفعول فیہ اس زمان یامکان کانام ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو۔اور اس کو ظرف بھی کہتے ہیں۔

مفعول فیہ کی علامت: یہ ہے کہ اکثر اس کے اردو ترجمہ میں لفظ"میں" آتا ہے،اور "کس میں"کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ ترجمہ: میں نے روزہ رکھا، کس میں؟ جمعہ کے دن میں)

اسی طرح دوسری علامت یہ ہے کہ جہاں بھی فعل یاشبہ فعل وفاعل کے بعد ظرف آجائے خواہ ظرف زمان ہو یاظرف مکان توترکیب میں مفعول فیہ بنے گا۔

وظرف بردوگونہ است: ظرف زمان چون: یوم، درصمتُ یوم الجمعۃ، وظرف مکان چون: عند، درجلست عندک

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ظرف کی باعتبار معنیٰ تقسیم کو بیان کرنا ہے۔

ظرف کی پہلی تقسیم باعتبار معنیٰ

باعتبار معنیٰ ظرف کی دو قسمیں ہیں۔1:ظرف زمان 2:ظرف مکان

ظرف زمان کی تعریف: ظرف زمان وہ ہے جس میں زمانے کا معنیٰ موجود ہو۔ جیسے زَمَانًا۔

ظرف مکان کی تعریف: ظرف مکان وہ ہے جس میں مکان کا معنیٰ موجود ہو جیسے مَکَانًا۔

ظرف کی دوسری تقسیم باعتبار ابہام وعدم ابہام

باعتبار ابہام وعدم ابہام ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ 1: مبہم 2: محدود

ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

1. ظرف مکان مبہم	2. ظرف مکان محدود
3. ظرف زمان مبہم	4. ظرف زمان محدود

1. ظرف مکان مبہم: ظرف مکان مبہم وہ ہے جس کے لیے کوئی حد معین نہ ہو جیسے جہات ستہ۔

2. ظرف مکان محدود: ظرف مکان محدود وہ ہے جس کے لیے حد معین ہو جیسے مَسْجِدٌ، مَدْرَسَةٌ۔

3. ظرف زمان مبہم: وہ ہے جس کے لیے حد معین نہ ہو۔ جیسے دَهْرًا۔

4. ظرف زمان محدود: وہ ہے جس کے لیے حد معین ہو جیسے یَوْمٌ وَلَیْلٌ۔

ظرف کی تیسری تقسیم باعتبار تصرف وعدم تصرف

باعتبار تصرف وعدم تصرف ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ 1: متصرف 2: غیر متصرف

1۔ ظرف متصرف: وہ ہے جو ظرف کے علاوہ فاعل، مفعول، مبتداء وغیرہ بھی واقع ہو سکتا ہے جیسے یَوْمٌ، مَكَانٌ، أَیْ اَلْیَوْمُ مُبَارَكٌ، وَالْمَكَانُ طَاهِرٌ۔

2۔ ظرف غیر متصرف: ظرف غیر متصرف وہ ہے جو صرف ظرف ہی واقع ہوتا ہے۔

پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی یہ ہے کہ صرف ظرف واقع ہوتا ہے، (یعنی اس پر حرف جر لفظاً داخل نہیں ہو سکتا)۔ جیسے قَطُّ، عَوْضُ

دوسری یہ ہے کہ اس پر حرف جر داخل ہو سکتا ہو۔ جیسے قَبْلُ، بَعْدُ، لَدٰی، لَدُنْ، عِنْدَ۔

فائدہ: مفعول فیہ میں فی کبھی ذکر ہو گا اور کبھی مقدر ہو گا۔ لفظ فی کے ذکر اور تقدیر کے لیے قانون یہ ہے کہ اگر ظرف غیر متصرف ہو تو اس میں فی کی تقدیر واجب ہے۔ جیسے مَا ضَرَبْتُ زَیْدًا قَطُّ۔ اور ظرف زمان متصرف خواہ مبہم ہو یا محدود ہو۔ اور ظرف مکان مبہم میں تقدیر فی واجب ہے۔ ظرف زمان متصرف محدود کی مثال جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ مبہم کی مثال جیسے سِرْتُ دَهْرًا۔ ظرف مکان مبہم کی مثال جیسے جَلَسْتُ یَمِیْنَكَ۔ اور ظرف مکان محدود میں

نی کا ذکر کرنا واجب ہے۔ جَلَسْتُ فِی الْمَسْجِدِ۔

(جہد قصیر: 61، شرح شذور الذہب: 214، جامع الدروس: 3/ 37)

ومفعول معہ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واؤ بمعنی مع، چون والجبّات در جاء البرد والجبّات، أی مع الجبات

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر "منصوبات کی تیسری قسم مفعول معہ کو بیان کر رہے ہیں۔

مفعول معہ کی تعریف:

مفعول معہ ہر وہ اسم فضلہ ہے جو واؤ بمعنیٰ مع کے بعد واقع ہو۔ اور ما قبل کے معمول کی مصاحبت پر دلالت کرے۔ اگر ما قبل فعل کا معمول فاعل ہو تو اس کے ساتھ صدور فعل میں شریک ہو گا۔ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَاتِ، أَیْ مَعَ الْجُبَاتِ۔ اور اگر ما قبل فعل کا معمول مفعول بہ ہو تو اس کے ساتھ وقوع فعل میں شریک ہو گا۔ جیسے کَفَاكَ وَزَیْدًا دِرْهَمٌ۔

علامات مفعول معہ

مفعول معہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں لفظ ساتھ آتا ہے۔ اور دوسری علامت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ واؤ کے بعد واقع ہو گا۔ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَاتِ۔ (آئی سردی جبوں کے ساتھ)۔

مفعول معہ کے عامل میں اختلاف:

مفعول معہ کے عامل میں اختلاف ہے۔

عند الجمہور مفعول معہ میں عامل فعل یا شبہ فعل ہے بواسطہ واؤ کے۔

اور عبد القاہر جرجانی کے نزدیک اس کا عامل واؤ ہے۔

(جہد قصیر: 63، جامع الدروس: 3/ 53۔57، شرح شذور الذہب: 219)

ومفعول لہ اسمیست کہ دلالت کند بر چیزی کہ بسبب فعل مذکور باشد چون اکراماً در قمت إکراماً لزید۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض منصوبات کی چوتھی قسم مفعول لہ کو بیان کرنا ہے۔

مفعول لہ کی تعریف

مفعول لہ وہ مصدر ہے جو اپنے ما قبل فعل (عامل) کی علت کو بیان کرے۔ اور اپنے عامل کے ساتھ زمانہ اور فاعلیت میں شریک ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً تَأْدِیْباً۔ (میں نے مارا زید کو ادب کے لیے)۔

علامات مفعول لہ:

مفعول لہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں کے لیے آتا ہے۔ اور کس کے لیے کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً تَأْدِیْباً۔ (میں نے مارا زید کو کس کے لیے؟ ادب کے لیے)۔

فائدہ 1: مفعول لہ کے منصوب اور لام کے مقدر ہونے کے لیے پانچ شرائط ہیں۔

1: مصدر ہو۔ (احتراز کیا اسم جامد سے) جیسے ﴿وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝﴾۔

2: مصدر قلبی ہو یعنی ایسے فعل کا مصدر ہو جس کا منشا حواس باطنی ہو جیسے حبّ، تعظیم، بغض، خوف وغیرہ۔

اور اگر مصدر غیر قلبی ہو تو اس کو منصوب پڑھنا جائز نہیں۔ جیسے جِئْتُكَ لِلْقِرَاءَةِ۔

3: مفعول لہ اور فعل معلل بہ کا فاعل ایک ہو۔ احتراز کیا جِئْتُكَ لِمَجِيْئِكَ إِيَّايَ سے۔ (یہاں فعل کا فاعل متکلم اور مفعول لہ کا فاعل مخاطب ہے)۔

4: مفعول لہ اور فعل مذکور یعنی اس کے عامل کے وجود کے زمانے میں مقارنت ہو پھر اس کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ دونوں کے وجود کا زمانہ ایک ہو، جیسے ضَرَبْتُكَ تَأْدِیْباً۔

2۔ فعل کا زمانہ مفعول لہ کے زمانے کا جزء ہو جیسے قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْناً۔ (اس مثال میں قعدت (فعل) کا زمانہ جبناً (مفعول لہ) کے زمانے کا جزء ہے)۔

3۔ مفعول لہ کا زمانہ فعل مذکور کے زمانے کا جزء ہو۔ جیسے شَهِدْتُ الْحَرْبَ إِيْقَاعاً لِلصُّلْحِ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ۔ (ایقاعاً مفعول لہ کا زمانہ شہود عن الحرب (فعل) کے زمانے کا جزء ہے۔

5: ما قبل کے لیے علت ہو جائے احتراز کیا جیسے: عَظَّمْتُ الْعُلَمَاءَ تَعْظِيْماً۔

اگر ان پانچ شرائط میں سے کوئی نہ ہو تو مجرور ہو گا بحرف جار۔ باء، لام، من، فی "باء" کی مثال ﴿انکم ظلمتم

نفسكم باتخاذكم العجل﴾ "لام" كي مثال ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ﴾ "من" کی مثال ﴿مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ﴾ "في" کي مثال ﴿أُحِبُّ فِي اللهِ﴾

(جہد قصیر:63، جامع الدروس:3/ 33، شرح شذور الذہب:211)

فائدہ2: مفعول لہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: حصولی 2: وجودی

مفعول لہ حصولی کی تعریف: مفعول لہ حصولی وہ ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے فعل کیا گیا ہو۔ جیسے ضَرَبْتُهُ تَأْدِيباً۔

مفعول لہ وجودی کی تعریف: مفعول لہ وجودی وہ ہے جو پہلے سے حاصل ہو لیکن اس کے وجود کی وجہ سے فعل صادر ہو۔ جیسے قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْناً۔ جبن پہلے سے پیدائش کے وقت سے حاصل ہے لیکن حرب کے وقت اس کے وجود ظاہر ہوا۔ (جامع الدروس:3/ 35)

فائدہ3: مفعول لہ کی تین صورتیں ہیں۔

1. الف لام اور اضافت سے خالی ہو۔ یہ اس صورت میں اکثر منصوب ہوتا ہے جیسے ﴿وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾۔
2. الف لام کے ساتھ مستعمل ہو۔ اور یہ اکثر حرف جر کے ساتھ مجرور ہوتا ہے جیسے اِصْفَحْ عَنْهُ؛ لِلشَّفَقَةِ عَلَيْهِ۔ اور کبھی منصوب بھی آتا ہے جیسے ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾۔
3. اضافت کے ساتھ مستعمل ہو اور منصوب اور مجرور ہونے میں برابر ہو۔ منصوب کی مثال جیسے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾۔ مجرور کی مثال، جیسے ﴿وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ﴾۔ (جامع الدروس:3/ 36، النحو الوافی:2/ 188)

وحال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئات فاعل چون راکبا در جاءنی زید راکبا، یا بر ہیئات مفعول چون مشدودا در ضربت زیدا مشدودا۔ یا بر ہیئت ہر دو چون راکبین در لقیت زیدا راکبین۔ وفاعل و مفعول

رازو الحال گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض منصوبات کی پانچویں قسم حال کو بیان کرنا ہے۔

حال کی تعریف

حال وہ صفت فضلہ ہے جو اپنے ذو الحال کی ہیئت کو بیان کرے خواہ ذو الحال فاعل ہو یا مفعول بہ ہو یا فاعل و مفعول بہ دونوں ہوں۔ حقیقۃً ہو یا حکماً۔ حقیقتاً ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، ضَرَبْتُ زَيْداً مَشْدُوْدًا۔

فائدہ: حکماً سے مراد نو چیزیں ہیں:

1. نائب فاعل جیسے ﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾۔ (ضَعِيْفًا یہ الْإِنْسَانُ سے حال واقع ہے جو کہ نائب فاعل ہے اور حکماً فاعل ہے)۔
2. مبتداء بشرطے کہ فاعل یا مفعول کے معنیٰ میں ہو جیسے ﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً﴾۔ (اِمَامًا وَّ رَحْمَةً یہ كِتٰبُ مُوْسٰى سے حال واقع ہے جو کہ مبتدا ہے)۔
3. خبر بشرطے کہ فاعل یا مفعول کے معنیٰ ہو جیسے ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً﴾۔ (اٰيَةً یہ حال ہے نَاقَةُ اللّٰهِ سے جو کہ خبر ہے)۔
4. مفعول مطلق جیسے سِرْتُ السَّيْرَ حَثِيْثاً۔ (حَثِيْثاً یہ السَّيْرَ سے حال واقع ہے جو کہ مفعول مطلق ہے اور حکماً مفعول بہ ہے)۔
5. مفعول فیہ۔ جیسے سِرْتُ اللَّيْلَ مُظْلِماً۔ (مُظْلِمًا یہ اللَّيْلَ سے حال واقع ہے جو کہ مفعول فیہ ہے اور حکماً مفعول بہ ہے)۔
6. مفعول لہ جیسے اِفْعَلِ الْخَيْرَ مَحَبَّةَ الْخَيْرِ مُجَرَّدَةً عَنِ الرِّيَاءِ۔ (مُجَرَّدَةً یہ مَحَبَّةَ الْخَيْرِ سے حال واقع ہے جو کہ مفعول لہ ہے اور حکماً مفعول بہ ہے)۔
7. مفعول معہ جیسے لَا تَسِيْرُ وَاللَّيْلُ رَاجِيًا۔ (رَاجِيًا، وَاللَّيْلُ سے حال واقع ہے جو کہ مفعول معہ ہے اور حکماً مفعول بہ ہے)۔
8. مجرور بحرف الجر جیسے ﴿وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾۔ (اس میں نَبِيًّا، بِاِسْحٰقَ سے حال واقع

ہے جو کہ مجرور بحرف الجر ہے)۔

9. مضاف الیہ جیسے ﴿فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا﴾۔(حَنِیْفًا، اِبْرٰهِیْمَ سے حال واقع ہے جو کہ مضاف الیہ ہے)۔

فائدہ: مضاف الیہ سے حال بنانے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1۔ مضاف فاعل یا مفعول ہو۔

2۔ مضاف مضاف الیہ کا جزء حقیقی ہو جیسے ﴿اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ ۝﴾۔(مُّصْبِحِیْنَ، هٰٓؤُلَآءِ سے حال واقع ہے اور دَابِرَ، هٰٓؤُلَآءِ کا جزء حقیقی یا بمنزلہ جزء حقیقی ہو۔یعنی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ پر رکھنا صحیح ہو، جیسے:﴿فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا﴾۔(یہاں ملۃ کو حذف کر کے اِبْرٰهِیْمَ کو اس کی جگہ پر رکھنا صحیح ہے)۔

یا مضاف ذوالحال میں عامل ہو۔یعنی صیغہ صفت اور مصدر مضاف ہو اپنے فاعل یا مفعول یا نائب فاعل کی طرف۔ جیسے:﴿اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا﴾۔(یہاں جَمِیْعًا، کُمْ ضمیر سے حال واقع ہے جو کہ مضاف الیہ ہے اور مصدر کا فاعل ہے)۔ (جہد قصیر:63، جامع الدروس:3/ 58-59، النحو الوافی:2/ 83)

علامات حال

1. حال کے اردو ترجمے میں لفظ حال اور ہو کر آتا ہے۔ نیز (کس حال میں) کے جواب میں آتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً۔(آیا زید کس حال میں؟ سوار ہو کر)۔

2. فعل کے بعد نکرہ منصوبہ اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ آجائے تو عام طور پر حال واقع ہوتا ہے۔ بشرطے کہ افعال ناقصہ کی خبر نہ ہو۔ اسم فاعل کی مثال جیسے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا﴾۔ اسم مفعول کی مثال جیسے ﴿وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾۔

3. شرط اور جزاء کے درمیان جملہ اسمیہ آجائے جیسے إِنْ مَاتَ الْمَرِیْضُ أَوِ الْمُسَافِرُ وَهُمَا عَلَى حَالِهِمَا لَمْ یَلْزَمْهُمَا الْقَضَاءُ۔

4. لفظ وَحْدَهٗ جہاں بھی آجائے تو بتاویل منفرداً ہو کر ما قبل سے حال واقع ہو گا جیسے مَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهٗ صَامَ، أي مَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ مُنْفَرِدًا صَامَ۔

5. فعل کا مصدر آ جائے بشرطے کہ مفعول مطلق اور مفعول لہ نہ بن سکتا ہو تو عام طور پر مشتق کی تاویل میں ہو کر حال واقع ہوتا ہے۔ جیسے أَرْسَلَهُ هُدىً، أَيْ هَادِياً۔

6. فعل کے بعد جملہ اسمیہ آ جائے اور اس کی ابتداء میں واؤ اور ضمیر آ جائیں یا اکیلا واؤ ہو تو یہ جملہ حالیہ واقع ہو گا جیسے ﴿مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا﴾۔ اکیلے واؤ کی مثال جیسے كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔

7. معرفہ کے بعد جملہ فعلیہ آ جائے تو وہ بھی جملہ حالیہ واقع ہو گا جیسے ﴿نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾۔ (يَسُوْمُوْنَكُمْ حال ہے اٰلِ فِرْعَوْنَ سے)۔

وآن غالباً معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دادند چون جاءنی راکباً رجل

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ذوالحال کی شرائط کو بیان کرنا ہے۔

شرائط ذوالحال: ذوالحال غالباً معرفہ ہوتا ہے۔ اگر نکرہ ہو تو وجوہِ تخصیص میں سے کسی ایک سے تخصیص حاصل کرے گا۔ وجوہِ تخصیص کل سات ہیں۔

1. تخصیص حاصل کی ہو تقدیم حال سے جیسے جَاءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ۔
2. تخصیص حاصل کی ہو وصف سے جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رَاكِبًا۔
3. تخصیص حاصل کی ہو اضافت سے جیسے ﴿فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾۔
4. تخصیص حاصل کی ہو استفہام سے جیسے هَلْ أَتَاكَ رَجُلٌ رَاكِبًا۔
5. تخصیص حاصل کی ہو نفی اور إلّا کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے، جیسے مَا جَاءَنِيْ رَجُلٌ إِلَّا رَاكِبًا۔
6. تخصیص حاصل کی ہو ایسے جملے سے جو مقرون بالواو ہو جیسے ﴿مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا﴾۔ (حاشیۃ الصبان: 2/ 260)
7. تخصیص حاصل کی ہو ذوالحال کے نکرہ مستغرقہ ہونے سے، جیسے ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا﴾۔

(شرح جامی: ص333، بحث حال)

شرائط حال:

حال بننے کے لیے چار شرائط ہیں۔

1. یہ ہے کہ صفت منتقلہ ہو اور یہی اصل ہے حال میں، جیسے: جَاءَ زَيدٌ رَاكِباً، مگر کبھی حال صفت ثانیہ بھی ہوتی ہے، جیسے: هذا أبوك رحيماً ، {خُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفاً}.
2. میں اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو۔ اگر معرفہ ہو پھر اس میں تاویل کی جائے گی جیسے آمَنْتُ بِاللهِ وَحْدَهُ، أيْ مُنْفَرِداً۔
3. حال کا معنیٰ ذوالحال کی ذات میں ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً۔ (رَاكِباً کا معنیٰ اعتباراً عین زید میں ہے)۔
4. حال مشتق ہو جامد نہ ہو۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً۔ (جہد قصیر:64، جامع الدروس:3/ 61)

قواعد حال:

قاعدہ: برائے تقدیم حال

تین مقامات میں حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

1. جب ذوالحال نکرہ ہو اور وجہ تخصیص بھی نہ ہو، جیسے: جَاءَنِیْ مُسْرِعًا رَسُوْلٌ۔
2. جب ذوالحال محصور ہو حال میں، جیسے: مَا جَاءَ مَاشِيًا إِلَّا سَلِيْمٌ۔
3. جب ذوالحال ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہو جو حال کے ملابس کی طرف لوٹ رہی ہو، جیسے: قَامَ زَائِراً فاطمة أبُوْهَا۔

(حاشیۃ الصبان:2/ 260، جامع الدروس:3/ 68، النحو الوافی:2/ 296 - 313)

قاعدہ: کبھی کبھار عدد حال واقع ہوتا ہے۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

1) عدد معدود کے ساتھ ہو۔ جیسے ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾۔

2) عدد صیغہ اسم فاعل کے ساتھ مستعمل ہو جیسے ﴿إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ الآية۔

(النحو القرآنی)

قاعدہ: اگر اِمّا کے بعد حال واقع ہو تو حال کو مکرر لانا واجب ہے جیسے ﴿إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّ إِمَّا كَفُورًا﴾۔ اور اگر لائے نفی جنس کے بعد حال واقع ہو تو اس کو اکثر مکرر لایا جاتا ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا رَاكِبًا وَّلَا مَاشِيًا۔

(النحو الوافی: 2/ 362)

قاعدہ: عربی لغت میں چار الفاظ ایسے ہیں کہ اگر منون بالفتح ہو تو حال واقع ہوں گے۔

1. كُلًّا	2. جَمِيْعًا	3. سَوِيًّا	4. مَعًا

مثالیں جیسے:

1. ذَكَرْنَا كُلًّا	2. نَجَّيْنَا جَمِيْعًا
3. حَمِدْنَا اللهَ سَوِيًّا	4. تَعَاهَدْنَا عَلَى الصَّدَاقَةِ مَعًا۔

(المنہاج فی القواعد والإعراب: 205)

قاعدہ: حال جب قول کے بعد واقع ہو تو اس کو حذف کرنا جائز ہے ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾۔ أَيْ قَائِلِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔

(جامع الدروس: 3/ 71، منہاج الکامل: 429)

قاعدہ: حال میں عامل فعل، شبہ فعل یا معنیٰ فعل ہے۔

معنیٰ فعل سے مراد نو چیزیں ہیں۔

1. اسم فعل جیسے نَزَالِ مُسْرِعًا۔	2. اسم اشارہ جیسے ﴿وَهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾۔
3. حروف تشبیہ جیسے كَأَنَّهٗ أَسَدٌ صَائِلًا۔	4. حروف تمنی جیسے وَلَيْتَكَ عِنْدَنَا مُقِيْمًا۔
5. حروف استفہام جیسے مَا شَأْنُكَ وَاقِفًا۔	6. حروف تنبیہ جیسے هَا هُوَ ذَا الْبَدْرُ طَالِعًا۔
7. جار مجرور جیسے اَلْفَرَسُ لَكَ وَحْدَكَ۔	8. ظرف جیسے لَدَيْنَا الْحَقُّ خَفَّاقًا لِوَاؤُهٗ۔
9. حروف نداء جیسے يَا زَيْدُ قَائِمًا۔	

(جامع الدروس: 3/ 63)

قاعدہ: حال کے عامل کے حذف دو قسم پر ہیں: جوازی، وجوبی۔ جوازی وہاں ہو گا جہاں قرینہ ہو جیسے کوئی شخص ارادہ کرے سفر کا، اور آپ اس کو کہے: رَاشِدًا مَهْدِيًا، حذف وجوبی چار مقامات میں ہوتے ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں: 1. جب حال سے مقدار میں تدریجاً کمی یا زیادتی بیان کرنا مقصود ہو اور اس حال کے لیے شرط یہ ہے کہ اس پر فاء یا ثمّ داخل ہو۔ اور فاء کا دخول بنسبت ثمّ کے اکثر ہے۔ جیسے تَصَدَّقَ بِدِرْهَمٍ فَصَاعِداً، أَيْ ذَهَبَ الْعَدَدُ صَاعِداً۔

2. جب حال توبیخ کے لیے ہو جیسے أَقَاعِداً عَنِ الْعَمَلِ وَقَدْ قَامَ النَّاسُ، أَيْ تُوجَدُ قَاعِداً۔

3. جب حال قائم مقام خبر ہو۔ جیسے: تَأْدِيبِيْ الْغُلَامَ مُسِيْئاً، أَيْ تَأْدِيبِيْ إِيَّاهُ حَاصِلٌ إِذْ يُوجَدُ مُسِيْئاً۔

4. جب حال مضمون جملہ کی تاکید ہو: زَيْدٌ أَبُوْكَ عَطُوْفاً، أَيْ أُحِقُّهُ عَطُوْفاً۔

(جامی: 143، جامع الدروس: 3/ 72)

وحال نیز جملہ باشد، چنانچہ رایت الامیر وہو راکب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض جملہ حالیہ کو بیان کرنا ہے۔

تقسیمات حال:

تشریح: حال کے چھ تقسیمات ہیں (۱) تقسیم باعتبار صورت، (۲) تقسیم باعتبار بیان، (۳) تقسیم باعتبار انتقال وصف ولزوم، (۴) تقسیم باعتبار ذوالحال، (۵) تقسیم باعتبار قصد ذات، (۶) تقسیم باعتبار زمانہ۔

پہلی تقسیم باعتبار صورت: حال تین قسم پر ہیں: مفرد، شبہ جملہ، جملہ۔

۱۔ مفرد سے مراد یہ ہے کہ جملہ، شبہ جملہ نہ ہو، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا.

۲۔ شبہ جملہ سے مراد یہ ہے کہ ظرف وجار مجرور ہو جیسے: رَأَيْتُ الْهِلَالَ بَيْنَ السَّحَابِ، میں السَّحاب ثابتا سے متعلق ہو کر حال ہوتا ہے ہلال سے، یا جیسے: {فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِيْ زِيْنَتِهٖ} فی حرف جار ثابتا سے متعلق ہو کر حال بنتا ہے خرج کی ضمیر سے۔

۳۔ جملہ سے مراد اسمیہ وفعلیہ ہیں۔ اور جب جملہ حال واقع ہو تو اس کے لیے تین شرائط ہیں۔

1. جملہ خبریہ ہو۔ چاہے اسمیہ ہو، جیسے ﴿مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾، یا فعلیہ ہو جیسے

﴿ أَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ﴾۔

2. جملہ ایک رابط پر مشتمل ہو۔ اگر جملہ اسمیہ ہو تو رابط واؤ اور ضمیر دونوں ہوں جیسے وہم اُلوف، یا صرف واؤ ہو گا۔ جیسے «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ»۔ اگر فعلیہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ مضارع ہے یا ماضی۔ اگر مضارع مثبت قد سے خالی ہو تو رابط اکیلی ضمیر ہو گی۔ جیسے ﴿ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ﴾۔ اگر ماضی مثبت یا منفی یا مضارع منفی بلم یا لما ہو تو رابط اکیلی ضمیر یا واؤ یا واؤ اور ضمیر دونوں ہوں گے۔

ماضی مثبت کی مثال، جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَقَدْ خَرَجَ غُلَامُهٗ، قَدْ خَرَجَ غُلَامُهٗ، وَقَدْ خَرَجَ غُلَامُ عَمْرٍو۔

ماضی منفی کی مثال، جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَمَا خَرَجَ غُلَامُهٗ۔

مضارع منفی کی مثال جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ غُلَامُهٗ۔

3. جملہ حروف استقبالیہ یعنی سین، سوف، لن اور ادوات شرط سے خالی ہو۔ جیسے ﴿ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا ﴾۔ (جامع الدروس:3/ 74، النحو الوافی:2/ 306)

قاعدہ: چار مقامات میں واؤ حالیہ کا لانا واجب ہے۔

ا۔ جب جملہ اسمیہ حال واقع ہو اور ضمیر رابط سے خالی ہو جیسے ﴿ لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ﴾۔

۲۔ جب جملہ حالیہ ایسی ضمیر سے مصدّر ہو جس کا اور ذوالحال کا مصداق ایک ہو جیسے: ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾ اور جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَهُوَ رَاكِبٌ۔

۳۔ جب جملہ حالیہ فعل ماضی ہو اور رابط سے خالی ہو خواہ مثبت ہو یا منفی ہو۔ اگر مثبت ہو تو قد کا لانا ضروری ہے چاہے مقدر ہو جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ﴾، أَيْ قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ۔ یا مذکور ہو جیسے جِئْتُ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

۴۔ مضارع مثبت جب قد کے ساتھ مستعمل ہو جیسے: ﴿ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ ﴾۔

(جامع الدروس:2/ 76، موسوعہ:340)

قاعدہ: چھ مقامات میں واؤ حالیہ کا لانا ممتنع ہے اور ضمیر رابط کا لانا ضروری ہے۔

ا۔ جب جملہ حالیہ مضمون جملہ کی تاکید کرے۔ جیسے ﴿ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾۔ (لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ حال ہے اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کے مضمون کی تاکید کر رہا ہے)

۲۔جب جملہ حالیہ فعل ماضی ہو اور اِلّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے ﴿وَ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾۔

۳۔جملہ جب حالیہ فعل ماضی ہو اور اس کے بعد اَو ہو۔ جیسے: لَأَضْرِبَنَّهُ عَاشَ أَوْ مَاتَ۔

۴۔جب جملہ حالیہ فعل مضارع مثبت ہو اور قد کے ساتھ مقترن نہ ہو، جیسے: ﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾۔

۵۔جب جملہ حالیہ فعل مضارع ہو اور منفی ہو مایالا کے ساتھ۔ جیسے: ﴿وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ﴾۔

۶۔جب جملہ حالیہ حرف عطف کے بعد واقع ہو۔ جیسے: ﴿فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ﴾۔

(النحو الوافی:2/ 309، موسوعہ:340، جامع الدروس:3/ 76)

دوسری تقسیم حال باعتبار بیان: باعتبار بیان و توکید حال دو قسم پر ہے۔

1. حال مبینہ: حال مبینہ وہ ہے کہ جس کا معنیٰ اس کے ذکر کیے بغیر سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً۔ (یہاں رکوب والا معنیٰ راکباً کے ذکر بغیر سمجھ میں نہیں آتا)۔

2. حال مؤکدہ: حال مؤکدہ وہ ہے کہ جس کا معنیٰ اس کے ذکر کیے بغیر سمجھ میں آجائے لیکن اس کو فقط تاکید کے لیے ذکر کیا جائے۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

1- حال اپنے عامل کی تاکید کرے۔ جیسے ﴿وَلّٰى مُدْبِرًا﴾۔

2- ذوالحال کی تاکید کرے جیسے ﴿لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾۔

3- مضمون جملہ کی تاکید کرے جیسے زَيْدٌ أَبُوْكَ عَطُوْفاً۔

تیسری تقسیم باعتبار انتقال وصف ولزوم: باعتبار انتقال وصف ولزوم حال چار قسم پر ہے۔

1- حال متنقلہ	2- حال لزومیہ	3- حال مشتقہ	4- حال جامدہ

1. حال متنقلہ: حال متنقلہ وہ ہے کہ اپنے ذوالحال سے جدا ہوسکے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً۔ (رکوب زید سے جدا ہوسکتا ہے)۔

2. حال لزومیہ: حال لزومیہ وہ ہے جو اپنے ذوالحال سے کبھی بھی جدا نہ ہوسکے جیسے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا۔

3. حال مشتقہ: حال مشتقہ وہ ہے جو مشتق ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِباً۔

4. حال جامدہ: حال جامدہ وہ ہے کہ اسم جامد حال واقع ہو جیسے ﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾۔

پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ جامد کو مشتق کی تاویل میں کیا جائے گا۔ پھر اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ حال تشبیہ پر دلالت کرے جیسے هٰذَا خَالِدٌ أَسَدًا۔ (اسداً خالد سے حال واقع ہے، جو کہ مُشَابِهاً لِلأَسَدِ کے معنیٰ میں ہے)۔

۲۔ مفاعلت پر دلالت کرے جیسے بِعْتُكَ الْفَرَسَ يَدًا بِيَدٍ، أَيْ مُتَقَابِضَيْنِ۔ (بالتثنیہ)

۳۔ حال ترتیب کا فائدہ دیتا ہو۔ جیسے أُدْخُلُوْا رَجُلاً رَجُلاً، أَيْ مُتَرَتِّبِيْنَ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حال بغیر کسی تاویل کے اسم جامد ہو گا، پھر اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

۱۔ حال جامد موصوف ہو۔ جیسے ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا﴾۔

۲۔ حال عدد پر دلالت کرتا ہو جیسے ﴿فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً﴾۔

۳۔ حال اپنے ذوالحال کی اصل ہو جیسے ﴿ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا﴾۔ (طِيْنًا، مَنْ سے حال واقع ہے جو کہ مَنْ کی اصل ہے)۔

۴۔ حال اپنے ذوالحال کی فرع ہو جیسے ﴿وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا﴾۔ (بُيُوْتًا، الْجِبَالِ سے حال واقع ہے جو کہ الْجِبَالِ کی فرع ہے)۔

۵۔ حال اپنے ذوالحال کی نوع ہو۔ جیسے هٰذَا مَالُكَ ذَهَبًا۔

(حاشیۃ الصبان: 2/ 263، موسوعہ: 336، جامع الدروس: 3/ 62، النحو الوافی: 2/ 287)

چوتھی تقسیم باعتبار ذوالحال: حال باعتبار ذوالحال چار قسم پر ہے:

1. حال حقیقیہ	2. حال سببیہ	3. حال مترادفہ	4. حال متداخلہ

1. حال حقیقیہ: حال حقیقیہ وہ ہے جو اپنے ذوالحال کی حالت کو بیان کرے۔ جیسے جِئْتُ مَاشِياً۔
2. حال سببیہ: حال سببیہ وہ ہے جو اپنے ذوالحال کے متعلق کی حالت کو بیان کرے۔ جیسے كَلَّمْتُ هِنْدًا حَاضِرًا أَبُوْهَا۔
3. حال مترادفہ: حال مترادفہ وہ ہے کہ ذوالحال ایک ہو اور حال متعدد ہو جیسے: سِرْ رَاشِدًا مَهْدِيًا۔ یہاں

ذوالحال أَنْتَ ضمیر ہے اور رَاشِدًا مَهْدِيًّا حال ہے۔

4. حال متداخلہ: حال متداخلہ وہ ہے کہ حال ثانی حال اول کی ضمیر سے حال واقع ہو جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا ضَاحِكًا۔ (ضاحکا یہ راکبا کی ضمیر سے حال واقع ہے اور راکبا زید سے حال واقع ہے)۔

پانچویں تقسیم باعتبار قصد ذات: حال اپنی ذات کے قصد کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

حال مقصودہ اور حال موطئہ۔

1. حال مقصودہ: حال مقصودہ وہ حال ہے جو مقصود بالذات ہو۔ جیسے جاء زید راکباً۔

2. حال موطئہ: حال موطئہ وہ حال ہے جو جامد ہو اور اپنی صفت کے اعتبار سے حال واقع ہو۔ جیسے ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾۔ (بَشَرًا باعتبار صفت سَوِيًّا حال واقع ہے)۔

چھٹی تقسیم باعتبار زمانہ: باعتبار زمانہ حال کی دو قسمیں ہیں۔

حال مقارنہ، حال مقدرہ

1. حال مقارنہ: حال مقارنہ وہ ہے جس کا زمانہ ذوالحال کے زمانہ سے مقارن ہو۔ جیسے ﴿وَأَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا﴾۔

2. حال مقدرہ: حال مقدرہ وہ ہے کہ خبر دیتے وقت بالفعل موجود نہ ہو۔ بلکہ مستقبل میں ہو۔ جیسے: ﴿فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾۔

(حاشیۃ الصبان:2/ 287، جامع الدروس:3/ 73، النحو الوافی:2/ 285، جہد قصیر:64)

و تمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چون عندی احد عشر درھماً، یا از وزن چون عندی رطل زیتاً، یا از کیل چون عندی قفیزان برّاً، یا از مساحت چون مافی السماء قدر راحۃ سحاباً۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض منصوبات کی چھٹی قسم تمیز کو بیان کرنا ہے۔

تمیز کی تعریف

تمیز وہ اسم نکرہ فضلہ ہے جو مِن بیانیہ کا معنٰی دے کر رفع ابہام کرے اسم ذات سے یا اجمال نسبت سے۔ اسم ذات کی مثال جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زیتاً۔ نسبت کی مثال جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔

علامت تمیز: تمیز کے اردو ترجمہ میں از روئے یا از اعتبار یا از حیثیت وغیرہ جیسے الفاظ آتے ہیں۔ نیز تمیز "کس حیثیت سے" اور "کس اعتبار سے" کے جواب میں آتی ہے۔

فائدہ: تمیز دو قسم پر ہے:

1. پہلی قسم وہ ہے جو ذات مفرد سے ابہام کو دور کرے۔
2. دوسری قسم وہ ہے جو اجمال نسبت سے ابہام کو دور کرے۔

پھر پہلی قسم کہ جس ذات مفرد سے ابہام کو دور کیا جائے، اس کے چار قسمیں ہیں: ۱۔ عدد سے، ۲۔ مقدار سے، ۳۔ شبہ مقدار سے، ۴۔ اصل بعد الفرع سے۔

(1). عدد دو قسم پر ہیں: ۱۔ عدد صریح ہو، جیسے: {إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً} ۲۔ عدد کنائی وہ کَمْ، کَذَا اور کَأَیِّن ہیں، جیسے: كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ؟.

(2). مقدار کے چار قسمیں ہیں: ۱۔ مقدار وزن حقیقی ہو، جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتاً، ۲۔ مقدار کیل حقیقی ہو، جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا، ۳۔ مقدار مساحت ہو، جیسے: عِنْدِيْ شِبْرًا أَرْضًا، ۴۔ مقدار مقیاس ہو، جیسے: عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زَبْداً۔

(3). شبہ مقدار کے چار قسمیں ہیں: ۱۔ مقدار شبہ وزن ہو، جیسے: {مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه}، ۲۔ مقدار شبہ کیل ہو، جیسے: عِنْدِيْ رَاقُوْدًا خَلاًّ، ۳۔ مقدار شبہ مساحت ہو، جیسے: مَا فِي السَّمَآءِ قَدْرَ رَاحَةٍ سَحَابًا، ۴۔ مقدار شبہ مقیاس ہو، جیسے: عِنْدِيْ مَدُّ يَدِكَ حَبْلاً۔

(4). وہ ہے جو فرع بنے اور اصل آکر اس سے رفع ابہام کرے۔ جیسے عِنْدِیْ خَاتَمٌ فِضَّۃً۔

دوسری قسم جو اجمال نسبت کو دور کرے۔ یعنی فعل یا شبہ فعل یا اضافت کے نسبت میں۔ جیسے: {رَبِّ زِدْنِيْ

عِلْمًا﴾، اَلْحَوْضُ مُمْتَلِیٌٔ مَاءً۔ لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِساً۔

اس تمیز کی چار قسمیں ہیں۔

1. محوّل عن الفاعل 2. محول عن المفعول 3. محول عن المبتدا 4. غیر محول

1. محوّل عن الفاعل: محوّل عن الفاعل وہ تمیز ہے جو اصل میں فاعل ہو۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْساً۔ (یہ اصل میں طَابَ نَفْسُ زَیْدٍ تھا)۔

2. محول عن المفعول: محول عن المفعول وہ تمیز ہے جو اصل میں مفعول ہو جیسے ﴿وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا﴾۔ (یہ اصل میں فَجَّرْنَا عُيُوْنَ الْاَرْضِ تھا)۔

3. محوّل عن المبتداء: محول عن المبتدا ہو تمیز ہے جو اصل میں مبتداء ہو، جیسے: ﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا﴾۔ (یہ اصل میں مَالِیْ اَكْثَرُ مِنْ مَالِكَ تھا)۔

4. غیر محول: وہ تمیز ہے جو ان تینوں کے علاوہ ہو جیسے لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِساً۔

(شرح رضی: 2/ 98، جامع الدروس: 3/ 84، موسوعہ: 271، شرح شذور الذہب: 233)

فائدہ: صفت اور تمیز کے درمیان فرق:

تمیز رفع ابہام ذات سے کرتی ہے اور صفت رفع ابہام وصف سے کرتی ہے۔ مثلاً زید نے کسی پھل فروش سے کہا کہ مجھے ایک کلو دے دو۔ اب اس کے پاس مختلف قسم کے پھل رکھے ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سا پھل مانگ رہا ہے۔ تو یہاں پھل کی ذات میں ابہام ہوا کہ آیا وہ مالٹا مانگ رہا ہے، سیب مانگ رہا ہے یا انار؟ مگر جب اس نے کہا کہ ایک کلو انار دے دو تو یہاں انار تمیز ہے جس نے رفع ابہام کیا ذات سے (پھل کی ذات سے)۔

صفت کی مثال: جیسے کسی نے وٹہ فروش سے کہا کہ مجھے ایک وٹہ دے دو۔ اب اس کے پاس مختلف ممالک کے وٹے پڑے ہوئے ہیں۔ اب اس کے وصف میں ابہام ہے کہ کون سا کلو دوں۔ پاکستانی، افغانی یا ایرانی۔ لیکن جب زید نے کہا کہ پاکستانی کلو دے دو تو یہ صفت ہے اور اس سے ابہام کو دور کیا۔

فائدہ: حال اور تمیز کے درمیان اشتراک وافتراق

حال اور تمیز پانچ چیزوں میں مشترک ہیں۔

1. اسم ہونے میں
2. نکرہ ہونے میں
3. فضلہ ہونے میں
4. منصوب ہونے میں
5. ابہام کو رفع کرنے میں

فائدہ: حال اور تمیز کے درمیان فرق:

1. تمیز رفع ابہام ذات سے کرتی ہے اور حال رفع ابہام وصف سے کرتا ہے۔
2. حال جار مجرور، ظرف اور جملہ واقع ہو سکتا ہے، لیکن تمیز نہیں۔
3. حال اکثر مشتق ہوتا ہے اور تمیز اکثر جامد ہوتی ہے۔
4. حال اپنے ذوالحال کی تاکید کرتا ہے لیکن تمیز اپنے ممیز کی تاکید نہیں کرتی۔
5. حال اپنے ذوالحال سے مقدم ہو سکتا ہے جب کہ تمیز اپنے ممیز سے مقدم نہیں ہو سکتی۔
6. کلام کا معنی کبھی کبھار حال پر موقوف ہوتا ہے، نہ کہ تمیز پر۔
7. حال بغیر عطف کے متعدد آ سکتا ہے، نہ کہ تمیز۔(حاشیۃ الصبان:2/ 301)

قواعد تمیز:

قاعدہ1: تمیز ہمیشہ جامد ہوتی ہے۔ اگر مشتق ہو تو تمیز ہونے کے ساتھ حال بھی بن سکتی ہے۔ جیسے لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِساً۔

اگر تمیز مصدر واقع ہو تو بتاویل مشتق بنا کر اس کو حال بنانا بھی صحیح ہے۔ جیسے :وَحُکْمُہٗ: اَنْ یَّخْتَلِفَ آخِرُہٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ لَفْظاً، اَیْ مَلْفُوْظاً۔(جامع الدروس:3/ 92، جامی:151)

قاعدہ2: پہلی قسم کی تمیز میں عامل اسم ہے یعنی جب تمیز ذات سے ہو تو اس کا عامل وہی ذات ہے جس کو اسم تام کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم کی تمیز میں عامل کبھی فعل ہوتا ہے۔ جیسے ربِّ زدنی علماً۔ اور کبھی شبہ فعل ہوتا ہے۔ جیسے الحوض ممتلئ ماء۔ اور کبھی معنیٰ فعل ہوتا ہے جیسے حَسْبُکَ زَیْدٌ رَجُلاً۔
(جامی:148، جامع الدروس:3/ 91)

قاعدہ3: اگر ممیز جامد ہو تو قسم اول ہے اور اگر ممیز مشتق ہو تو قسم ثانی ہے۔

قاعدہ4: تمیز غیر محول عن الفاعل والمفعول ہو اور عدد نہ ہو تو اس کو مِنْ کے ساتھ مجرور پڑھنا بھی جائز ہے،

جیسے لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِساً، أَیْ مِنْ فَارِسٍ۔ پھر اس مِنْ میں تین مذاہب ہیں۔

1. امام سیبویہ کے نزدیک یہ مِنْ زائدہ ہے۔
2. عند البعض یہ مِنْ تبعیضیہ ہے۔
3. اور عند البعض مِنْ بیانیہ ہے۔ اور یہی قول راجح ہے۔(المنہاج فی القواعد والإعراب:310)

قاعدہ5: اگر تمیز اسم تفضیل کے بعد واقع ہو اور ماقبل کی جنس سے ہو تو مجرور ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ أَفْضَلُ رَجُلٍ۔ اور اگر ماقبل کی جنس سے نہ ہو تو منصوب ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ أَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً۔ لیکن اگر اسم تفضیل مضاف ہو غیر تمیز کی طرف، تو تمیز کو منصوب پڑھنا واجب ہے۔ جیسے: أَنْتَ أَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلًا۔

قاعدہ6: تمیز میں اصل جامد ہونا ہے اور کبھی کبھار مشتق بھی آتی ہے۔ بشرطے کہ تمیز قائم مقام ہو موصوف کے، جیسے لِلّٰہِ دَرُّہٗ عَالِماً۔ أَیْ رَجُلاً عَالِماً۔(جامع الدروس:3/ 85،النحو القرآني)

مختصر بحث اسمائے عدد:

اسمائے عدد میں دو باتیں ہیں۔

تعریف اسمائے عدد　　　　تقسیمات اسمائے عدد

اسم عدد کی تعریف: اَللَّفْظُ الَّذِیْ تُعَدُّ بِهَا الْأَشْیَاءُ۔

یعنی وہ لفظ ہے جس کے ذریعے چیزوں کو شمار کیا جاتا ہے۔

تقسیمات اسمائے عدد

اسمائے عدد میں کل تقسیمات تین ہیں۔

پہلی تقسیم باعتبار مرتبہ: اسمائے عدد باعتبار مرتبہ تین قسم پر ہیں۔

1:عدد اقل　　2:عدد أوسط　　3:عدد اعلیٰ

1. عدد اقل تین سے لے کر دس تک کو کہتے ہیں۔
2. عدد اوسط گیارہ سے لے کر ننانوے تک کو کہتے ہیں۔
3. اور عدد اعلیٰ پانچ الفاظ ہیں:

مِائَةٌ مِائَتَانِ أَلْفٌ أَلْفَانِ آلَافٌ

دوسری تقسیم باعتبار تذکیر و تانیث:

عدد باعتبار تذکیر و تانیث تین قسم پر ہیں۔

1. پہلی قسم وہ ہے جو مذکر کے لیے مذکر اور مؤنث کے لیے مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ یہ کل تین ہیں۔

1: واحد 2: اثنان 3: ہر وہ عدد جو فاعل کے وزن پر ہو۔ جیسے ثانی ثالث وغیرہ۔

یعنی اگر مذکر ہو تو واحد، اثنان، اور فاعل کے وزن پر۔ اور اگر مؤنث ہو تو واحدۃ، اثنتان اور فاعلۃ کے وزن پر آئے گا۔

2. دوسری قسم وہ ہیں جو مذکر کے لیے مؤنث اور مؤنث کے لیے مذکر استعمال ہوتے ہیں۔[1] یہ تین سے لے کر نو تک کے اعداد ہیں خواہ عشرہ کے ساتھ مرکب ہوں جیسے ثَلَاثَةُ رِجَالٍ، ثَلَاثُ اِمْرَأَةٍ، ثَلَاثَةُ عَشَرَ رَجُلاً، ثَلَاثُ عَشَرَةَ اِمْرَأَةً۔

3. تیسری قسم: لفظ عشرۃ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر غیر مرکب ہو تو تین سے لے کر نو تک کی طرح ہے، یعنی مذکر کے لیے مؤنث اور اور مؤنث کے لیے مذکر استعمال ہوتا ہے۔

اگر مرکب ہو تو پھر مؤنث کے لیے مؤنث اور مذکر کے لیے مذکر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے أحد عشر کوکباً، اثنتا عشرۃ عیناً۔

(النحو الوافی:4/ 403)

تیسری تقسیم باعتبار تمیز:

عدد باعتبار تمیز چار قسم پر ہیں:

1. وہ عدد جو تمیز کی طرف محتاج نہ ہوں، وہ واحد اور اثنان ہیں۔

2. وہ عدد جن کی تمیز جمع مجرور آتی ہے، وہ تین سے لے کر دس تک کے عدد ہیں بشرطے کہ ان کی تمیز میں لفظ

---

(1): لیکن اس کے لیے دو شرط ہیں: 1- معدود مذکور ہو، اور 2- یا عدد اس کی طرف مضاف ہو۔ اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ ہو تو پھر مذکر و مؤنث دونوں لانا جائز ہے۔ (یعنی اگر معدود حذف ہو تو پھر مذکر و مؤنث دونوں لانا جائز ہے، جیسے حدیث میں ہے: "بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا" الخ. معدود محذوف ہے۔

مِائَۃٌ نہ ہو۔ اگر لفظ مِائَۃٌ ہو تو پھر تمیز مفرد مجرور آئے گی۔ جیسے ثَلَاثُ مِائَۃِ دِرْہَمٍ۔

3. وہ عدد جن کی تمیز مفرد منصوب آتی ہے۔ یہ گیارہ سے لے کر ننانوے تک کے عدد ہیں۔ جیسے: أحد عشر کوکباً۔

4. وہ عدد جن کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے۔ وہ أَلْفٌ اور مِائَۃٌ ہیں جیسے مِائَۃُ رجل۔

(علامات نحویہ: 97)

قاعدہ برائے بِضع: بضع سے مراد تین سے لے کر نو تک کوئی غیر معین عدد ہے۔ مذکر کے لیے بضعة کا لفظ اور مؤنث کے لیے بضع کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

مذکر کی مثال جیسے بضعة رجال۔ مؤنث کی مثال جیسے بضع نساء۔ کیوں کہ تین سے لے کر دس تک ممیز تمیز کے خلاف ہوتا ہے۔

اور بضع کا لفظ عدد سے پہلے آتا ہے۔ جیسے: «اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً» الحدیث۔

اگر اس کی تمیز علیحدہ ہو تو عدد کے بعد بھی آتا ہے جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَبِضْعَةَ دَنَانِيْرَ۔

قاعدہ برائے نیّف: نیّف کسی دہائی، سینکڑہ یا ہزار کے بعد استعمال ہوتا ہے، جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَنَيِّفٌ۔
اور اس سے مراد بیس اور تیس کا درمیانی عدد ہے۔ (مشکل ترکیبوں کا حل: 233)

مفعول بہ اسمیست کہ فعل فاعل بروواقع شود، چون ضرب زید عمراً

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض منصوبات کی ساتویں قسم مفعول بہ کو بیان کرنا ہے۔

مفعول بہ کی تعریف

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

فائدہ: مفعول بہ دو قسم پر ہے: صریحی غیر صریحی

1۔ مفعول بہ صریحی: وہ ہے جو بغیر واسطہ اور تاویل کے مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا۔

2۔ مفعول بہ غیر صریحی: وہ ہے جو بواسطہ حرف جر یا تاویل کے مفعول بہ واقع ہو۔
پھر اس کی تین قسمیں ہی۔

1. جملہ مؤول بالصدر ہو۔ جیسے عَرَفْتُ أَنَّكَ مُجْتَهِدٌ۔

2. جملہ مؤول بالمفرد ہو جیسے ظَنَنْتُكَ تَجْتَهِدُ۔ (یہاں تجتھد بتأویل مُجْتَهِدًا کے ہے، یعنی ظَنَنْتُكَ مُجْتَهِدًا)۔

3. مفرد بواسطہ حرف جر کے مفعول بہ ہو۔ جیسے أَمْسَكْتُ بِيَدِكَ۔

اور کبھی حرف جر کو حذف کر کے مجرور کی جگہ منصوب پڑھا جاتا ہے۔ اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔ جیسے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾، أَيْ نَسْتَعِيْنُ مِنْكَ۔ (جامع الدروس: 3/ 5)

علامات مفعول بہ: مفعول بہ کے اردو ترجمہ میں "کو" یا "سے" کا لفظ آتا ہے، جیسے: ضربت زیدًا۔ مارا میں نے زید کو ﴿اتّقوا الله﴾۔ ڈرو اللہ سے اور "کس کو" یا "کس سے" کے جواب میں واقع ہوتا ہے۔

فائدہ: مفعول بہ کا عامل ہمیشہ ذکر ہوتا ہے اور کبھی کبھار حذف بھی ہوتا ہے۔

پھر حذف عامل دو قسم پر ہے۔ 1: حذف جوازی 2: حذف وجوبی

حذف جوازی وہاں ہو گا جہاں اس کی حذفیت پر قرینہ موجود ہو۔

پھر قرینہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1: قرینہ حالیہ 2: قرینہ مقالیہ

قرینہ حالیہ کی مثال، جیسے کوئی آدمی مکہ کی طرف ساز وسامان لے کر جا رہا ہو اور اس سے کہا جائے: مَكَّةَ مَكَّةَ، أَيْ تُرِيْدُ مَكَّةَ۔ (یہاں قرینہ مسافر کی حالت ہے)۔

قرینہ مقالیہ کی مثال جیسے کسی نے سوال کیا: مَنْ تَضْرِبُ؟ تو اس کے جواب میں کہا: زَيْدًا، أَيْ أَضْرِبُ زَيْدًا۔ (یہاں قرینہ سائل کا سوال ہے)۔

(جامی: 101)

حذف وجوبی کے چند مقامات:

- منادیٰ: منادیٰ اس اسم کو کہا جاتا ہے جس کی توجہ طلب کی جائے۔ ایسے حرف کے ذریعے جو أَدْعُو فعل کے قائم مقام ہو۔ پھر توجہ عام ہے خواہ قلبی ہو یا حسّی ہو۔ حقیقی ہو یا حکمی۔ جیسے یَا زَيْدُ، أَيْ أَدْعُو زَيْدًا۔ (جامی: 101)

- تحذیر: تحذیر کا لغوی معنی ہے: ڈرانا۔

تحذیر کے اندر تین باتیں ہیں:

- محذِّر
- محذَّر
- محذَّر منہ

محذِّر ڈرانے والے کو کہتے ہیں۔ محذَّر جس کو ڈرایا جائے۔ اور محذَّر منہ اس کو کہتے ہیں کہ جس سے ڈرایا جائے، جیسے: زید عمرو کو شیر سے ڈراتا ہے، اس کو کہے: إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ تو زید محذِّر ہے، عمرو محذَّر اور شیر محذَّر منہ ہے۔

تحذیر کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں تحذیر اس مفعول کو کہتے ہیں جو بَعِّدْ یا اِتَّقِ فعل مقدر کا معمول ہو۔ اور یہ معمول محَذَّر ہو، اور اس کے بعد محذَّر منہ کو ذکر کیا جائے، یا یہ معمول محذَّر منہ ہو تو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ جیسے إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ۔ اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ۔

ان مثالوں میں إِيَّاكَ محذَّر ہے جو کہ بَعِّدْ فعل مقدر کا معمول ہے اور اس کے بعد الأسد محذَّر منہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ محذَّر منہ ہے جو کہ اتق فعل مقدر کا معمول ہے اور تکرار کے ساتھ لایا گیا ہے۔

تحذیر کی اقسام: تحذیر کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ محذَّر مفعول بہ واقع ہو اور محذَّر منہ کا ذکر وجوباً کیا گیا ہو۔ جیسے إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ۔ اصل میں بَعِّدْ نَفْسَكَ مِنَ الْأَسَدِ وَالْأَسَدَ مِنْ نَفْسِكَ تھا۔ الأسد کا عطف نفسك پر ہے اور من نفسك کا عطف من الأسد پر ہے۔ من الأسد کو حذف کیا اس لیے کہ معطوف علیہ میں نفسك قرینہ اس پر موجود ہے تو بعد نفسك والأسد رہ گیا۔ پھر چوں کہ نفس کی ضرورت نہ رہی کیوں کہ نفس اس لیے لایا گیا کہ ضمیر فاعل و مفعول کا اتصال نہ ہو۔ کیوں کہ یہ اتصال جائز نہیں، اس لیے نفس کو حذف کیا۔ اور ضمیر متصل کو منفصل سے تبدیل کیا تو إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ ہو گیا۔

2۔ محذَّر منہ مفعول بہ واقع ہو تو پھر محذر منہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کرنا واجب ہے۔ جیسے اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ، أَیْ اِتَّقِ اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ۔ پھر اِتَّقِ کو تنگی وقت کی وجہ سے حذف کیا تو اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ رہ گیا۔

(جامع الدروس: 3/ 13، جامی: 135)

اضمار علیٰ شریطۃ التفسیر:

اضمار علیٰ شریطۃ التفسیر وہ اسم ہے کہ اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل نے اس اسم سے اعراض کیا ہو بسبب اس کے کہ اس کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرتا ہو۔ بایں طور اگر یہ فعل یا شبہ فعل یا اس کے مترادف یا متلازم اس سم پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ، ضربتہ نے زیداً سے اعراض کیا بسبب اس کے کہ اس کی ضمیر "ہ" میں عمل کر رہا ہے۔ اگر ضربت کو زیداً پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے گا۔ (جامی:117)

- منصوب علیٰ سبیل الاغراء:

منصوب علی سبیل الاغراء وہ اسم ہے کہ متکلم مخاطب کو کسی فعل محمود پر برانگیختہ کرنے کے لیے ذکر کرے۔ اور تکرار یا عطف کے ساتھ ہو۔ جیسے زید اپنے بھائی کو مار رہا ہو تو کسی نے کہا: أَخَاكَ أَخَاكَ، أَيْ اَلْزِمْ أَخَاكَ۔ (جامع الدروس:3/ 14)

- منصوب علیٰ سبیل التخصیص:

وہ ہے جو أَخُصُّ فعل محذوف کے لیے مفعول بنے، اس کے چند مقامات ہیں۔

1. ضمیر متکلم کے بعد اسم معرف باللام آ جائے۔ جیسے نَحْنُ الْعَرَبُ أَقْرَى النَّاسِ، أَيْ نَخُصُّ الْعَرَبَ أَقْرَى النَّاسِ۔
2. ضمیر متکلم کے بعد کوئی اسم مضاف معرف باللام آ جائے جیسے نَحْنُ مَعَاشَرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ، أَيْ نَخُصُّ مَعَاشَرَ الْأَنْبِيَاءِ۔
3. ضمیر متکلم کے بعد اَیٌّ آ جائے، جیسے أَنَا أَفْعَلُ كَذَا أَيُّهَا الرَّجُلُ۔ أَيْ أَخُصُّ أَيُّهَا الرَّجُلُ۔

فائدہ: منصوب علی سبیل الاختصاص تین چیزوں کے لیے لایا جاتا ہے۔

1: فخر کے لیے　2: تواضع کے لیے　3: بیان کے لیے

فائدہ: اہل عرب اختصاص کے باب میں اکثر مندرجہ ذیل اسماء کو نصب دیتے ہیں۔

1. معشر 2. آل 3. أہل 4. بنوان

(جامع الدروس:3/ 15)

- منصوب علیٰ سبیل المدح والذم:

منصوب علیٰ سبیل المدح والذم اس کو کہتے ہیں کہ کسی صفت مجرور کو جر سے نقل کر کے مرفوع یا منصوب پڑھا جائے۔ اگر منصوب پڑھا جائے تو فعل محذوف کے لیے مفعول بہ ہو گا۔ اگر مقام مدح ہو تو أَمْدَحُ فعل محذوف کے لیے مفعول بہ ہو گا۔ اگر مقام ذم میں ہو تو أَذُمُّ فعل محذوف کے لیے مفعول بہ ہو گا۔

قاعدہ: جب لَو کے بعد مفعول بہ محذوف ہو تو اکثر اس کا ذکر جواب میں ہوتا ہے۔

﴿وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾، أیْ لَوْ شَاءَ رَبُّكَ إِيْمَانًا۔

اور کبھی کبھار ذکر نہیں ہوتا۔ جیسے ﴿قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً﴾۔

فائدہ: بعض فعلوں کے مفعول بہ پر باء زائدہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾۔

(المنہاج فی القواعد والاعراب:153-154)

قواعد مفعول بہ

قاعدہ برائے تقدیم مفعول بہ عامل پر:

چار جگہوں میں مفعول بہ کی تقدیم واجب ہے۔

1. جب مفعول بہ اسم شرط واقع ہو جیسے ﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ﴾۔
2. جب مفعول بہ اسم استفہام واقع ہو جیسے ﴿فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝﴾۔
3. جب کم اور کأین مفعول بہ واقع ہوں جیسے ﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾۔
4. مفعول بہ کا ناصب جواب أمّا ہو جیسے ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝﴾۔

(موسوعہ:639، جامع الدروس:3/ 8)

قاعدہ: چند جگہوں میں مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے۔

1. جب مفعول بہ ضمیر منصوب متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے ضَرَبَکَ زَیْدٌ۔
2. جب فاعل کے اندر ایسی ضمیر ہو جو مفعول کی طرف راجع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدًا غُلَامُہٗ۔
3. جب فاعل اِلّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا ضَرَبَ عَمْرًا اِلَّا زَیْدٌ۔
4. جب فاعل معنیً اِلّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے اِنَّمَا ضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ۔

(کافیہ:13)

قاعدہ:

چند جگہوں میں مفعول بہ کا حذف کرنا جائز نہیں۔

1. جب نائب فاعل واقع ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔
2. جب مفعول بہ متعجب منہ واقع ہو جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔
3. جب مفعول بہ سوال کے جواب میں واقع ہو جیسے زَیْدًا، اس شخص کے جواب میں جو کہے: مَنْ رَاَیْتَ؟
4. جب مفعول بہ محصور ہو جیسے مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا۔

(النحو الوافی:2/ 142)

وجہ حصر مفاعیل

فعل و فاعل کے بعد والے اسم منصوب کو دیکھیں گے کہ وہ اسم مصدر ہے یا غیر مصدر۔
اگر مصدر ہو تو پھر دیکھیں گے کہ مصدر ما قبل والے فعل کا ہم معنٰی ہے یا نہیں؟۔
اگر ہم معنٰی ہو تو مفعول مطلق ہو گا جیسے ضربت ضربا۔ اگر ہم معنٰی نہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ اس مصدر میں علت والا معنٰی ہے یا نہیں؟۔
اگر ہو تو مفعول لہ ہے جیسے ضَرَبْتُ تَاْدِیْبًا۔
اور اگر علت والا معنٰی نہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ وہ اسم مصدر ہے یا غیر مصدر؟۔
ان دونوں صورتوں میں دیکھیں گے کہ ما قبل سے ابہام کو دور کر رہا ہے یا نہیں؟۔
اگر کر رہا ہو تو پھر دیکھیں گے کہ ذات و نسبت سے ابہام کو دور کر رہا ہے یا وصف و ہیئت سے؟۔
اگر ذات و نسبت سے دور کر رہا ہو تو تمیز ہے۔ ذات کی مثال جیسے عندی رطلٌ زیتًا۔ نسبت کی مثال جیسے:

وَحُكْمُهُ أَنْ يَّخْتَلِفَ آخِرُهُ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ لَفْظًا أَوْ تَقْدِيْرًا۔

اور اگر وصف وہیئت سے دور کر رہا ہو تو حال ہے جیسے أَرْسَلَهُ هُدًى یا جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا۔

اور اگر رفع ابہام نہ کر رہا ہو تو پھر مفعول بہ ہو گا۔ جیسے: عَجَبْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ۔

اور اگر مصدر نہیں ہے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ بعد والا اسم ظرف زمان ومکان ہے یا نہیں۔

اگر ہو تو مفعول فیہ ہو گا۔ اگر نہیں تو پھر دیکھیں گے کہ وہ اسم واؤ بمعنی مع کے بعد ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو مفعول معہ ہو گا۔ جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔ اور اگر نہیں ہے تو مفعول بہ ہو گا۔ جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا۔

بدانکہ این ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند، وجملہ بفعل وفاعل تمام شود، بدین سبب گویند کہ المنصوب فضلة

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

فائدہ: جملہ فعلیہ فعل وفاعل سے تام ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اجزائے اصلی دو ہوتے ہیں۔ مسند ومسند الیہ۔ لہٰذا تمام منصوبات اصل جملہ سے زائد ہیں۔ اس لیے منصوبات کو فضلہ کہتے ہیں۔ (جہد قصیر:67)

فصل: بدانکہ فاعل بر دو قسم است: مظہر چون ضرب زیدٌ، ومضمر بارز چون ضربتُ، ومستتر چون زیدٌ ضرب عمروًا کہ فاعل ضرب "ہو" است در ضرب مستتر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فاعل کی انواع کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

قاعدہ: فاعل کی تین قسمیں ہیں۔

1: فاعل اسم صریح ہو 2: فاعل اسم ضمیر ہو 3: فاعل اسم مؤول ہو۔

1. فاعل اسم صریح ہو جیسے ضرب زیدٌ۔

2. فاعل اسم ضمیر ہو۔ پھر ضمیر دو قسم پر ہے۔ 1: ضمیر بارز جیسے ضَرَبْتُ۔ 2: ضمیر مستتر۔ پھر ضمیر مستتر دو قسم پر ہے۔ جائز الاستتار جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا۔ واجب الاستتار جیسے اِضْرِبْ زَيْدًا۔

3. فاعل اسم مؤول ہو، اسم مؤول وہ ہے کہ کسی جملہ پر ما، حروف مصدریہ وغیرہ میں سے کسی ایک نے داخل ہو کر اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیا ہو، پھر اس کو فاعل بنایا، جیسے: یحسن أنْ تَجتَهِدَ، یہاں أنْ نے تجهدَ کو بتاویل مصدر کر دیا، پھر اس کو فاعل بنایا یحسن کے لیے۔

حروف مصدریہ تین ہیں: أنْ، أنَّ، لَوْ مَا:

ان میں سے ہر ایک مثال: {أولم يكفهم إنا أنزلنا}، {ألم يأن للذين أمنوا أن تخشع قلوبهم} أي خشوع قلوبهم . سير المرء ما ذهب الليالي أي ذهابها.

قاعدہ: جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ، زَيْدَانِ، زَيْدُوْنَ۔ اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو مفرد، تثنیہ، جمع میں فاعل کے موافق لایا جائے گا۔ جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ، زَيْدَانِ ضَرَبَا، زَيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔
(جامع الدروس: 2/ 173)

بدانکہ چون فاعل مونث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد، چون: قامت ہند، وہند قامت، إلی ہی۔ ودر مظہر مؤنث غیر حقیقی ودر مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد، چون طلع الشمس وطلعت الشمس، وقال الرجال، وقالت الرجال

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل کی تذکیر و تانیث باعتبار فاعل ذکر کرنا ہے۔

تذکیر و تانیث فعل باعتبار فاعل

فعل کی تذکیر و تانیث باعتبار فاعل تین قسم پر ہے۔

1. پہلی قسم وہ ہے جہاں فعل کو مذکر لانا واجب ہے۔
2. دوسری قسم وہ ہے جہاں فعل کو مؤنث لانا واجب ہے۔
3. تیسری قسم وہ ہے جہاں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح سے لانا جائز ہے۔

1۔ پہلی قسم: فعل کو تین جگہ مذکر لانا واجب ہے۔

1. فاعل معنًا مذکر ہو خواہ لفظًا مذکر ہو یا مؤنث۔ جیسے جَاءَ طَلْحَةُ۔
2. جب فاعل اِلاّ سے مفصول ہو۔ جیسے مَا قَامَ اِلَّا فَاطِمَةُ۔

3. جب فاعل جمع مذکر سالم ہو جیسے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾۔

2۔ دوسری قسم: فعل کو چہار جگہ مؤنث لانا واجب ہے۔

1. جب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو اور فعل کے ساتھ متصل ہو جیسے ﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ﴾۔

2. جب فاعل ضمیر متصل ہو اور مؤنث حقیقی یا مؤنث مجازی کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾۔

3. جب فاعل ضمیر مستتر ہو اور جمع مؤنث مکسر یا سالم کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے ﴿اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا﴾۔

4. جب فاعل ضمیر مستتر ہو جو جمع تکسیر غیر ذوی العقول کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے ﴿وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾۔

3۔ تیسری قسم: نو جگہ فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح سے لانا جائز ہے۔

1. جب فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ أَوْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

2. فاعل مونث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان بغیر اِلّا کے فاصلہ آجائے جیسے حَضَرَ أَوْ حَضَرَتِ الْمَجْلِسَ اِمْرَأَةٌ۔

3. جب فاعل مذکر ہو اور اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لائی گئی ہو۔ جیسے حَضَرَ أَوْ حَضَرَتِ الطَّلْحَاتُ۔

4. فاعل اسم ظاہر مؤنث ہو اور فعل نعم، بئس یا ساء ہو۔ جیسے بِئْسَ أَوْ بِئْسَتِ الْمَرْأَةُ هِنْدٌ۔

5. فاعل جمع مکسر مؤنث ہو یا جمع مکسر مذکر ہو۔ جیسے حَضَرَ أَوْ حَضَرَتِ الْفَوَاطِمُ أَوِ الرِّجَالُ۔

6. فاعل ضمیر ہو اور جمع مذکر مکسر ذوی العقول کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جیسے اَلرِّجَالُ جَاؤُوْا أَوْ جَاءَتْ۔

7. فاعل ملحق بجمع مذکر سالم یا ملحق بجمع مؤنث سالم ہو۔ جیسے: جَاءَ الْبَنُوْنَ أَوْ جَاءَتِ الْبَنُوْنَ۔ یا جیسے قَامَ أَوْ قَامَتِ الْبَنَاتُ۔

8. فاعل اسم جمع یا اسم جنس ہو جیسے جَاءَ أَوْ جَاءَتِ النِّسَاءُ۔ یا قَالَ أَوْ قَالَتِ الْعَرَبُ۔

9. جب فاعل ضمیر مرفوع منفصل مؤنث ہو اور اِلّا کے ساتھ مفصول ہو جیسے: مَا قَامَ أَوْ قَامَتْ إِلَّا هِيَ۔ س

(جہد قصیر: 67، جامع الدروس: 2/ 170)

قسم دوم مجہول

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل تام کی دوسری قسم فعل مجہول کے مصداق کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل مجہول کی تعریف:

فعل مجہول اس فعل کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم نہ ہو اور اس کی نسبت نائب فاعل کی طرف ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ۔

(جہد قصیر:67، جامع الدروس:1/ 38)

بدانکہ فعل مجہول بجائی فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بنصب کند چون ضرب زید یوم الجمعۃ امام الأمیر ضرباً شدیداً فی دارہ تأدیباً والخشبۃ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل مجہول کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل مجہول کا عمل

فعل مجہول اپنے فاعل کی جگہ مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی اسموں کو نصب دیتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَأْدِیْبًا وَالْخَشَبَةَ۔ (جہد قصیر:67)

و فعل مجہول را فعل مالم یسمّ فاعلہ گویند، و مرفوعش را مفعول مالم یسمّ فاعلہ گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل مجہول اور اس کے مرفوع کے نام کو ذکر کرنا ہے۔

تشریح: فعل مجہول کو فعل مالم یسمّ فاعلہ بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے جزء یعنی مرفوع کے نام میں اختلاف ہے۔ متقدمین حضرات اس کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ اور متاخرین حضرات اس کو نائب فاعل کہتے ہیں۔ صاحب نحو میرؒ نے متقدمین کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مفعول مالم یسمّ فاعلہ سے تعبیر کیا ہے۔

مفعول مالم یسمّ فاعلہ کی تعریف

مفعول مالم یسمّ فاعلہ وہ مفعول ہے کہ فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو فاعل کا قائم مقام کر دیا جائے نسبت اور اعراب میں۔ بشرطے کہ فعل معلوم کو مجہول سے تبدیل کیا جائے۔ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا سے ضُرِبَ عَمْرٌو پڑھا جائے۔

قاعدہ: چار چیزیں نائب فاعل بن سکتی ہیں۔

1. مفعول بہ 2. مفعول مطلق 3. مفعول فیہ 4. جار مجرور

ان چار میں سے سب سے زیادہ مستحق مفعول بہ ہے۔ اگر مفعول بہ موجود نہ ہو تو پھر مفعول مطلق ہو گا۔ بشرطے کہ مصدر متصرف ہو۔ اور مسند مسند الیہ بن سکتا ہو۔ جیسے: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ﴾۔

اگر مصدر غیر متصرف ہو تو نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ جیسے: سُبْحَانَ، مُعَاذَ۔

اگر مفعول مطلق بھی نہ ہو تو پھر ظرف نائب فاعل بنے گا بشرطے کہ متصرف ہو جیسے: صِيمَ رَمَضَانَ۔

اگر غیر متصرف ہو جیسے معک، لدیٰ، لدن اور عند وغیرہ، تو پھر نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ اور اس کے بعد حق جار مجرور کا ہے، جار مجرور نائب فاعل بنائے، جیسے: {وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ}.

جار مجرور کے نائب فاعل بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

1. رُبّ اور حروف استثناء نہ ہوں۔
2. حرف جار تعلیل کا نہ ہو۔
3. حروف قسم نہ ہوں۔ (جہد قصیر:68)

قاعدہ: اگر جار مجرور واقع ہو تو ان کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے بِهِنْدٍ مَرَّ۔

قاعدہ: اگر جار مجرور نائب فاعل مؤنث ہوں تو فعل کو مذکر لایا جا سکتا ہے جیسے مَرَّ بِهِنْدٍ۔

قاعدہ: جمہور بصریین کے نزدیک جب جار مجرور نائب فاعل واقع ہوں تو نائب فاعل صرف مجرور ہو گا۔ جار مجرور دونوں نائب فاعل نہیں بن سکتے (اس قول کے مطابق جار مجرور متعلق ہوتے ہیں۔ اور ابن مالک کا قول یہ ہے کہ دونوں (جار اور مجرور) نائب فاعل واقع ہوں گے (اس قول کے مطابق جار، مجرور متعلق نہیں ہوں گے اور متعلق نہیں چاہتے)۔

قاعدہ: جملہ نائب فاعل بن سکتا ہے یا نہیں؟ مغنی اللبیب (۴۹۸/۲) میں ہی کہ جملہ فاعل اور نائب فاعل نہیں بن سکتا یہی مسلک مشہور ہے، جبکہ امام ثعلبؒ اور ہشامؒ جملہ کے فاعل اور نائب فاعل بننے کے قائل ہیں مطلقا، لیکن امام فراءؒ اور امام سیبویہؒ دونوں حضرات اس میں تفصیل کرتے ہے: کہ اگر اس میں دو شرطیں پائیں جائیں تو نائب فاعل بن سکتے ہے نمبر ا۔ فعل قلبی ہو، نمبر ۲۔ جملہ فعل سے معلق ہو، جیسے: ظَهَرَ لِيْ أَقَامَ زَيْدٌ؟ اس مثال میں أَقَامَ زَيْدٌ نائب فاعل ہے؛ کیونکہ اس کے شروع میں ہمزہ استفہام کا ہے؛ جس کی وجہ سے یہ جملہ معلق ہے، اگر یہ شرائط نہ تو نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ باقی اگر جملہ محکی بالقوم ہو یا جملہ کے الفاظ مراد ہو تو وہ جملہ اتفاقا نائب فاعل بن سکتا ہے؛ کیونکہ یہ تو جملہ نہ رہا بلکہ مفرد ہے، اس کی وضاحت مغنی اللبیب کے مذکورہ صفحہ اور صفحہ نمبر ۴۴۰ میں ملاحظہ فرمائے!

(حاشیۃ الصبان: 2/ 96، لواء الہدی: 177، مغنی اللبیب: 2/ 498)

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض فعل متعدی کی اقسام باعتبار مفعول کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل متعدی باعتبار مفعول چار قسم پر ہے۔

متعدی بیک مفعول	متعدی بدو مفعول کہ ایک پر اکتفاء جائز ہو
متعدی بدو مفعول کہ ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو	متعدی بسہ مفعول کہ دو مفعولوں پر اکتفاء جائز نہ ہو

اول متعدی بیک مفعول، چون ضرب زید عمرًا

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض قسم اول متعدی بیک مفعول کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: پہلی قسم متعدی بیک مفعول اس کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں بلا واسطہ۔ جیسے افعال حواس ظاہرہ۔

افعال حواس ظاہرہ کل پانچ ہیں:

1. رَأَيْتُ 2. شَمَمْتُ 3. ذُقْتُ 4. سَمِعْتُ 5. لَمَسْتُ

دوسری قسم: وہ ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں بواسطہ حرف جر کے۔ جیسے: غَضِبْتُ وَمَرَرْتُ۔ غَضِبْتُ بِزَيْدٍ، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔

تیسری قسم: وہ ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی بواسطہ اور کبھی بلاواسطہ، جیسے شَکَرَ، قَصَدَ، نَصَحَ۔ جیسے شَکَرْتُهٗ وَشَکَرْتُ لَهٗ۔

چوتھی قسم: وہ ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی متعدی اور کبھی لازمی مستعمل ہوتے ہیں۔ جیسے فَغَرَ، جب لازمی مستعمل ہو جیسے فَغَرَ فُوْهُ (کھل گیا اس کا منہ)۔ متعدی مستعمل ہو جیسے فَغَرَ فَاهُ، (کھول دیا اس نے اپنا منہ)۔ (جہد قصیر:67)

> قسم دو متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بریک مفعول روا باشد۔ چون إعطی۔ وآنچہ در معنی او باشد چون أعطیت زیداً درھماً۔ وانجا أعطیت زیداً نیز جائز ست

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض قسم دوم متعدی بدو مفعول (کہ ایک پر اکتفاء جائز ہو) کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: قسم دو متعدی بدو مفعول کہ ایک پر اکتفاء جائز ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ پہلی قسم: وہ ہے جو کبھی متعدی اور کبھی لازمی مستعمل ہوں جیسے: نَقَصْتُ۔ لازمی مستعمل ہو مثلاً نَقَصَ الْمَالُ۔ کم ہو مال؛ متعدی مستعمل ہو مثلاً: قولہ تعالیٰ ثُمَّ لَمْ ینقصوکم شیئاً۔ پھر انھوں نے تمھارے حق میں کوئی کمی نہیں کی

2۔ دوسری قسم وہ ہے جو ہمیشہ متعدی مستعمل ہوں۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

1: پہلی قسم وہ ہیں کے ان کا مفعول ثانی کبھی بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ مستعمل ہوں۔ پھر اس کی دس قسمیں ہیں:

1. أمریأمر	2. استغفر	3. اختار	4. کنّیٰ	5. سمّٰی
6. دعا	7. صدق	8. زوّج	9. کال	10. وزن

جیسے: أَمَرْتُكَ بِالْخَيْرِ۔ أَمَرْتُكَ الْخَيْرَ۔ وفی الحدیث: «مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ»۔

2: دوسری قسم وہ ہیں کہ جن کا پہلا مفعول معنیً فاعل ہو جیسے کَسَوْتُهٗ جُبَّةً۔ أَعْطَيْتُهٗ دِرْهَمًا۔

(جہد قصیر:68، جامع الدروس:1 / 25)

سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بریک روانہ باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض قسم سوم متعدی بدو مفعول کہ ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہ ہونے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: تیسری قسم وہ افعال ہیں جو متعدی بدو مفعول ہوں اور ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو۔ اس لیے کہ ان کے دونوں مفعولین آپس میں مبتدا و خبر بنتے ہیں۔

واین افعال قلوب است۔ چون: علمتُ، ظننت، حسبت، خلت، زعمت، رایت، وجدت۔ چون: علمتُ زیدًا فاضلًا، وظننتُ زیداً عالماً

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ان افعالِ متعدیہ بدو مفعول (کہ ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو) کی اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: قسم سوم متعدی بدو مفعول کہ ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو، وہ دو قسم پر ہیں۔

1۔ افعال قلوب 2۔ افعال تصییر

افعال قلوب

افعال قلوب باعتبار معنیٰ تین قسم پر ہیں۔

پہلی قسم وہ افعال قلوب جو یقین کا معنیٰ دیتے ہیں۔ یہ کل چھ ہیں:

1. عَلِمْتُ	2. رَأَيْتُ	3. وَجَدْتُ
4. دَرَيْتُ	5. أَلْفَيْتُ	6. تَعَلَّمْ بمعنیٰ اعلم

یعنی صرف امر کا معنیٰ دے۔ ان میں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تینوں کو ذکر کیا ہے اور باقی تینوں کو بناء براقتصار ترک کیا ہے۔ تفصیل:

1. علمتُ: علمت یہ متعدی بدو مفعول اسی وقت ہو گا جب اعتقدت کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: ﴿عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ﴾۔ اگر بمعنیٰ عرف کے ہو تو متعدی بیک مفعول ہو گا۔ جیسے ﴿لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾۔ اور اگر بمعنیٰ

أدرکتُ کے ہو تو بھی متعدی بیک مفعول ہو گا۔ پھر کبھی بلا واسطہ متعدی ہو گا۔ جیسے عَلِمْتُ شَیْئًا۔ اور کبھی بالواسطہ متعدی ہو گا جیسے عَلِمْتُ بالشَّیْءِ۔

2. رأیت: رَأَیْتُ متعدی بدو مفعول اس وقت ہو گا جب بمعنیٰ عَلِمْتُ، اِعْتَقَدْتُ یا رؤیت منامی کے ہو۔ اگر بمعنیٰ رؤیت بصری یا بمعنیٰ فکری کے ہو تو پھر متعدی بیک مفعول ہو گا۔ جیسے رَأَیْتُ الشَّمْسَ، یا رَأَی أَبُوْحَنِیْفَةَ رَأْیِی۔

3. وجدتُ: وَجَدْتُ اگر علمتُ واعتقدتُ کے معنیٰ میں ہو تو متعدی بدو مفعول ہو گا۔ جیسے: ﴿وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ﴾۔ اگر بمعنیٰ علمت واعتقدت کے نہ ہو تو متعدی بدو مفعول نہ ہو گا۔

4. دریتُ: دَرَیْتُ اس کا اکثر استعمال متعدی بیک مفعول بواسطہ باء میں ہوتا ہے۔ جیسے: دَرَیْتُ بِكَ۔ اگر بمعنیٰ خَدَعَ (دھوکہ) کے ہو تو متعدی بیک مفعول بلاواسطہ ہو گا۔ جیسے دَرَیْتُ الصَّیْدَ۔

5. اَلفیتُ: أَلْفَیْتُ جب علمتُ اور اعتقدتُ کے معنیٰ میں ہو تو متعدی بدو مفعول ہو گا جیسے أَلْفَیْتُ قَوْلَكَ صَوَابًا۔ اگر بمعنیٰ أصاب کے ہو تو متعدی بیک مفعول ہو گا جیسے: ﴿وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ﴾۔

6. تعلّم: تَعَلَّمْ اگر بمعنیٰ اعتقد کے ہو تو متعدی بدو مفعول ہو گا۔ اگر تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ سے ہو تو پھر متعدی بیک مفعول ہو گا جیسے: تَعَلَّمُوْا الْعَرَبِیَّةَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ۔

فائدہ: اکثر اوقات افعال قلوب کا استعمال أنّ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس وقت یہ (أنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر) دو مفعولوں کا قائم مقام ہو گا۔ جیسے تَعَلَّمُوْا أَنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِأَعْوَرَ۔ یہاں أَنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِأَعْوَرَ۔ دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ (النحو الوافی: 2/ 6، جامع الدروس: 1/ 26)

2۔ دوسری قسم: وہ افعال قلوب جو ظن کے معنیٰ میں ہیں۔ یہ کل پانچ ہیں:

1. زَعَمْتُ
2. جَعَلْتُ
3. عَدَدْتُ
4. هَبْ (بلفظ الأمر)
5. حَجَوْتُ

ان میں سے صاحب نحو میرؒ نے صرف پہلے کو ذکر کیا ہے، باقی کو بناء بر اختصار ترک کیا ہے۔

تفصیل:

1. زعمت: زَعَمْتُ یہ متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اور اکثر ظن فاسد کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ﴿زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا﴾۔

2. جعلت: جَعَلْتُ اگر بمعنیٰ ظَنَنْتُ کے ہو تو متعدی بدو مفعول ہوگا۔ اور اگر بمعنیٰ خلق کے ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا۔ جیسے ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾۔

3. عددتُ: یہ بھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے، جیسے فَلَا تَعْدُدِ الْمَوَالِیْ شَرِیْکَکَ فِی الْغِنٰی۔ اگر بمعنیٰ اَعطیٰ کے ہو تو پھر متعدی بیک مفعول ہوگا۔ جیسے عَدَدْتُ دِرْهَمًا۔

4. هب: هَبْ بصیغہ امر بمعنیٰ ظن، یہ بھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے فَهَبْنِیْ اِمْرَأً هَالِکًا۔ اگر هب امر بمعنیٰ ہبہ کے ہو تو پھر افعال قلوب میں سے نہ ہوگا۔ بلکہ ان افعال میں سے ہوگا جو متعدی بدو مفعول ہوتے ہیں۔ اول کی طرف بلا واسطہ اور دوسرے کی طرف بالواسطہ۔

5. حَجَوْتُ: اگر ظن کے معنیٰ میں ہو تو وہ متعدی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے قَدْ کُنْتُ أَحْجُوْ أَبَا عَمْرٍو أَخَا ثِقَةٍ۔ لیکن اگر بمعنیٰ غلب، ساق، کتم یا حفظ، منع یا قصد کے ہو تو پھر متعدی بیک مفعول ہوگا۔ بمعنیٰ غلب کے ہو جیسے: هَاجَیْتُهٗ فَهَجَوْتُهٗ، أَیْ فَاظَنَنْتُهٗ فَغَلَبْتُهٗ۔ یا بمعنیٰ ساق کے ہو۔ جیسے: حَجَتِ الرِّیْحُ سَفِیْنَةً، أَیْ سَاقَهَا۔ یا بمعنیٰ کتم یا حفظ کے ہو جیسے: حَجَوْتُ السِّرَّ، أَیْ حَفِظْتُ أَوْ کَتَمْتُ السِّرَّ۔ یا بمعنیٰ منع کے ہو جیسے: حَجَوْتُ فُلَانًا، أَیْ مَنَعْتُهٗ۔

تیسری قسم: وہ افعال قلوب جو ظن و یقین میں مشترک ہیں، لیکن اکثر ظن میں استعمال ہوتے ہیں۔

یہ کل تین ہیں۔

1. ظَنَنْتُ 2. خِلْتُ 3. حَسِبْتُ

صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں کو ذکر کیا ہے۔ تفصیل:

1. ظننت: ظَنَنْتُ یہ ظن و یقین کے معنیٰ میں مشترک ہے۔ یہ بھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ یقین کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: ﴿الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾۔ ظن کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: ظَنَنْتُكَ إِنْ شَبَّتْ لَظَى الْحَرْبِ صَالِيًا۔ اگر بمعنیٰ اِتَّهَمَ کے ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے ظَنَّ الْقَاضِیْ فُلَانًا، أَیْ اِتَّهَمَ الْقَاضِیْ

قُلْنَ۔

2. خِلتُ: خِلْتُ یہ بھی ظن و یقین کے معنی میں مشترک ہے۔ اور متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ ظن کے معنیٰ میں ہو، جیسے خِلْتُ اِبْنَهٗ تَغِيضَ الطَّرْفِ ذَا هَوَی۔ یقین کے معنیٰ میں ہو جیسے وخِلْتُنِيْ لِيْ اِسْمٌ۔ (مفعول اول ضمیر متکلم ہے اور مفعول ثانی لِيْ اِسْمٌ پورا جملہ ہے)۔

3. حسب: حَسِبْتُ یہ بھی ظن و یقین کے معنیٰ میں مشترک ہے اور متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ ظن کے معنیٰ میں ہو جیسے ﴿وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا﴾۔ یقین کے معنیٰ میں ہو جیسے حَسِبْتُ التُّقٰى وَالْجُوْدَ خَيْرَ تِجَارَةٍ۔

(النحو الوافی: 2/ 8، جامع الدروس: 1/ 26)

3۔ افعال تصییر:

افعال تصییر: جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مبتدا و خبر کو نصب دے کر بالترتیب اپنے لیے مفعول اول و مفعول ثانی بناتے ہیں۔ یہ کل سات ہیں۔

1. صیّر	2. ردّ	3. ترك	4. تخذ	5. اتخذ	6. جعل	7. وهب

لیکن یہ اس وقت اپنے دو مفعولوں کو نصب دیں گے جب صیّر کے معنیٰ میں ہوں۔ امثلہ:

1. صَيَّرَ، جیسے صَيَّرْتُ عَدُوًّا صِدِّيْقًا۔
2. رَدَّ، جیسے ﴿لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا﴾۔ (اس میں کم ضمیر مفعول اول اور کفاراً مفعول ثانی ہے)۔
3. تَرَكَ جیسے ﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ﴾۔ (اس میں بَعْضَهُمْ مفعول اول اور يَمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ جملہ مفعول ثانی ہے)۔
4. تَخِذَ، جیسے تَخِذْتُ تَ صِدِّيْقًا۔
5. اِتَّخَذَ، جیسے ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾۔
6. جَعَلَ، جیسے ﴿فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾۔
7. وَهَبَ، جیسے وَهَبَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ الْمُخْلِصِيْنَ۔ (جہد قصیر: 68، جامع الدروس: 1/ 33-34)

فائدہ: افعال قلوب باعتبار عمل:

افعال قلوب باعتبار عمل تین قسم پر ہیں۔

1. اعمال 2. اِلغاء 3. تعلیق

ا۔ پہلی قسم اِعمال یعنی عمل دینا:

اس وقت یہ (افعال قلوب) جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا و خبر کو نصب دیں گے۔ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا۔
اگر جملہ فعلیہ پر داخل ہوں تو مفعول اول ضمیر شان مقدر ہو گی جیسے حَسِبْتُ يَقُوْلُ زَيْدًا، أَيْ حَسِبْتُهُ۔

اس (اعمال) کے لیے تین شرائط ہیں۔

1. ترتیب باقی ہو یعنی فعل مقدم اور مفعول مؤخر ہو۔
2. موانع عشرہ مفعولین میں سے کسی ایک پر داخل نہ ہوں۔
3. ان کے معانی اپنی حالت پر بر قرار ہوں جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا۔

2۔ دوسری قسم الغاء:

یعنی لفظاً و معناً ان کے عمل کو باطل کرنا۔

اس کے لیے ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ ترتیب باقی نہ ہو۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

1. فعل قلب مفعولین (مبتدا و خبر) کے درمیان واقع ہو۔ جیسے زَيْدٌ عَلِمْتُ قَائِمٌ۔ اس صورت میں عمل دینا قوی ہے الغاء سے، اگر عمل نہ دیا جائے تو علمت جملہ معترضہ بنے گا۔
2. فعل قلب مفعولین (مبتدا و خبر) کے بعد واقع ہو۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ۔

اس صورت میں الغاء قوی ہے اعمال سے، اگر نہ دیا جائے تو ظَنَنْتُ جملہ مستانفہ بنے گا۔

3۔ تیسری قسم تعلیق:

تعلیق یعنی ان کا عمل صرف لفظاً باطل ہو اور معنیً باقی ہو۔ یعنی معنٰی کے اعتبار سے تو دونوں مفعول ہوں۔ لیکن لفظاً منصوب نہیں ہوں گے۔ تو اس کے لیے ایک شرط ہے کہ ان کے مفعولین پر موانع عشرہ میں سے کوئی ایک داخل ہو۔

فائدہ: موانع عشرہ

موانع عشرہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. لام ابتدائیہ مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾۔
2. استفہام مفعولین پر داخل ہو خواہ حرف استفہام ہو یا اسم استفہام ہو جیسے: ﴿وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾۔
3. لام جواب قسم مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے عَلِمْتُ لَيَقُوْمَنَّ زَيْدٌ۔
4. ما نافیہ مفعولین پر داخل ہو جیسے ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ﴾۔
5. لا نافیہ جواب قسم مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے وَاللهِ عَلِمْتُ لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو۔
6. ان نافیہ جواب قسم مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے وَاللهِ عَلِمْتُ إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ۔
7. لعل مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے ﴿وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ﴾۔
8. لو شرطیہ مفعولین پر داخل ہو۔ جیسے قَدْ عَلِمَ الْأَقْوَامُ لَوْ أَنَّ الشَّمْسَ طَالِعَةٌ فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔
9. اِنّ حروف مشبہ بالفعل مفعولین پر داخل ہو بشرطے کہ اس کی خبر پر لام مزحلقہ داخل ہو جیسے: ﴿وَاللهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ﴾۔
10. کم خبریہ مفعولین پر داخل ہو جیسے ﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ﴾۔

(شرح شذور الذہب: ص: 193)

فائدہ: الغاء و تعلیق کے درمیان فرق

الغاء و تعلیق کے درمیان دو طریقوں سے فرق ہے۔

1. الغاء جائز ہے بخلاف تعلیق کے کہ وہ واجب ہے۔
2. الغاء عبارت ہے ابطال عمل سے لفظاً و معناً بخلاف تعلیق کے کہ وہ عبارت ہے ابطال عمل سے لفظاً نہ کہ معناً۔ (جہد قصیر: 69، روضۃ الہادیہ: 96، جامع الدروس: 1 / 26)

فائدہ: افعال قلوب کے دونوں مفعولوں کو حذف کرنا یا ان میں سے ایک کو حذف کرنا جائز ہے بشرطے کہ اس

پر قرینہ موجود ہو۔

اگر قرینہ موجود نہ ہو تو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اقتصار بر یکے جائز نیست۔ (یعنی در حالت عدم قرینہ)۔

(شرح شذور الذہب: ص:192)

چہارم متعدی بسہ مفعول، چون اعلم، اری، اخبر، خبر، نبأ، حدث۔ چون أعلم اللہ زیداً عمرواً فاضلاً۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض قسم چہارم متعدی بسہ مفعول کو بیان کرتا ہے۔

تشریح: قسم چہارم وہ افعال قلوب ہیں جو متعدی بسہ مفعول ہوتے ہیں۔ یہ کل سات ہیں:

1. أَعْلَمَ	2. أَرىٰ	3. أَخْبَرَ	4. خَبَّرَ	5. نَبَّأَ	6. حَدَّثَ	7. أَنْبَأَ

1۔ أعلم و أریٰ: ان دونوں کا معنیٰ ہے یقین دلانا۔ جیسے: أَعْلَمَ اللهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا۔ (اللہ نے زید کو عمر کی فضیلت کا یقین دلایا)۔

2۔ أنبأ، أخبر، خبّر، نبّأ، حدّث: ان پانچوں کا معنیٰ ہے خبر دلانا۔ جیسے أَنْبَأَ زَيْدٌ عَمْرًا بَكْرًا فَاضِلًا۔ (زید نے عمرو کو بکر کی فضیلت کی خبر دلائی)۔

قاعدہ: أنبأ، أخبر، خبّر، نبّأ، حدّث۔ ان پانچ فعلوں میں اصل متعدی بدو مفعول ہونا ہے۔ پہلے مفعول کی طرف بنفسہ اور دوسرے مفعول کی طرف بواسطہ باء یا عن کے۔ بواسطہ باء متعدی ہو۔ جیسے ﴿اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ﴾۔

بواسطہ عن متعدی ہو، جیسے ﴿وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝﴾۔

اور کبھی کبھار دوسرے مفعول سے حرف جر حذف ہوتا ہے۔ جیسے ﴿مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا﴾۔ اور ان کے متعدی بسہ مفعول ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ أَعْلَمَ وَأَرىٰ کے معنیٰ میں ہوں۔

(جہد قصیر: 69، جامع الدروس: 1/ 34)

قاعدہ: أعلم و أریٰ کے تینوں مفاعیل کو ثابت رکھنا بھی جائز ہے اور مفعول اول کو حذف کر کے دوسرے اور تیسرے کو ثابت رکھنا بھی جائز ہے اور یا آخری دو مفعولوں کو حذف کر کے پہلے مفعول کو ثابت رکھنا بھی جائز ہے۔

لیکن آخری دو مفعولوں میں سے ایک حذف کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ آپس میں [illegible]۔

قاعدہ: فعل لازم کو سات طریقوں سے متعدی بنایا جاتا ہے۔

1. حرف جر کے ذریعے سے۔ جیسے ذَهَبَ سے ذَهَبَ بِزَيْدٍ۔
2. باب افعال کے ہمزہ کے ذریعے سے جیسے خَرَجَ سے أَخْرَجَ۔
3. باب تفعیل کے عین کلمہ کی شد سے۔ جیسے فَرِحَ سے فَرَّحَ۔
4. باب مفاعلہ کے ذریعے سے۔ جیسے مَشَيْتُ سے مَاشَيْتُ۔
5. باب استفعال کے ذریعے سے۔ جیسے خَرَجَ سے اِسْتَخْرَجَ۔
6. جب فعل لازمی دوسرے فعل متعدی کو متضمن ہو، جیسے: ﴿مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾، أَيْ خَافَ نَفْسَهٗ۔
7. حرف جر کی سقوط کی وجہ سے، جیسے ﴿اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ﴾، أَيْ عَنْ أَمْرِهٖ۔

(حاشیۃ الصبان:2/ 140، مغنی اللبیب:2/ 161)

قاعدہ: فعل متعدی کو چھ طریقوں سے لازم یا بحکم لازم بنایا جاتا ہے۔

1. باب انفعال سے۔ جیسے قَطَعَ سے اِنْقَطَعَ۔
2. باب تفعّل سے۔ جیسے قَطَعَ سے تَقَطَّعَ۔(النحو الوافی:2/ 138)
3. متعدی متضمن ہو معنی لازمی کو، جیسے: ﴿يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ﴾، أَيْ يَخْرُجُوْنَ۔
4. مطاوعہ ہو متعدی بیک مفعول کی، جیسے مَدَدْتُ الْحَبْلَ فَامْتَدَّ۔
5. تحویل کرنا فعل متعدی کو فَعُلَ کی طرف مبالغہ اور تعجب کی وجہ سے، جیسے ضَرَبَ سے ضَرُبَ اور فَهِمَ سے فَهُمَ۔
6. عمل میں ضعف آجائے تاخیر کی وجہ سے، جیسے ﴿اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ﴾۔ یا فرع فی العمل کی وجہ سے، جیسے: ﴿مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ﴾۔ (حاشیۃ الصبان: 2/ 138)

بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب علمت۔ و مفعول سوم در باب اعلمت۔ و مفعول لہ

ومفعول معہ را بجائی فاعل نتوانند نہاد، ودیگر ہارا شاید، ودر باب اِعطیت۔ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو اور ان مفاعیل کو بیان کرنا ہے جو کہ فاعل کے نائب نہیں بن سکتے۔

تشریح: فائدہ:

انفعال متعدی کے تمام مفاعیل مفعول بہ ہوتے ہیں۔

وہ مفاعیل جو نائب فاعل نہیں بن سکتے وہ کل چار ہیں۔

1. باب علمتُ کا دوسرا مفعول: باب علمت کا دوسرا مفعول نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ یہ مسند ہوتا ہے اور نائب فاعل مسند الیہ ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو نائب فاعل بنایا جائے تو ایک ہی چیز کا مسند و مسند الیہ ہونا لازم آتا ہے۔ اور یہ جائز نہیں۔
2. باب اَعلمت کا تیسرا مفعول بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا (بدلیل سابق)۔
3. مفعول لہ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ مفعول لہ ما قبل والے فعل کی علت کو بیان کرتا ہے۔ اور اس کا نصب اس کی علت بیان کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اگر نائب فاعل بنایا جائے تو اس کا نصب ختم ہو گا تو اس کی علت پر دلالت کرنا بھی ختم ہو جائے گا۔
4. مفعول معہ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ اس کی اقامت (یعنی نائب فاعل بنانا) مع الواو ہو گی یا بغیر واؤ۔ اگر مع الواو نائب فاعل بن جائے تو واؤ عاطفہ ہو گا تو اس صورت میں مسند و مسند الیہ کے درمیان واؤ عاطفہ آئے گا۔ اور یہ جائز نہیں ہے۔

اگر بغیر واؤ کے نائب فاعل بن جائے تو مفعول معہ نہیں رہتا۔ اور باقی مفاعیل نائب فاعل بن سکتے ہیں۔ لیکن باب اَعطیت میں مفعول اول کو نائب فاعل بنانا مفعول ثانی کے نائب فاعل بنانے سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ ان میں معنیٰ فاعلیت موجود ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ہو گا جب التباس نہ ہو۔ اگر التباس ہو تو مفعول اول کو نائب فاعل بنانا واجب ہے۔

فائدہ: جمہور حضرات کے نزدیک حال، تمیز، مستثنیٰ اور لازم النصب اسم نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

(جہد قصیر:69، جامی:76)

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

فـصـل: بدانکہ افعال ناقصہ کان، صار، ظلّ، بات، اِصبح، اِضحیٰ، اِمسی، عاد، آض، غدا، راح، مازال، ما انفک، مابرح، مافتی، مادام، لیس۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض فعل کی دوسری قسم افعال ناقصہ اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل دو قسم پر ہے: 1۔ فعل تام 2۔ فعل قاصر۔

مصنف نے اس سے پہلے فعل تام کی مباحث کو ذکر کیا۔ اب یہاں سے فعل قاصر کی مباحث کو بیان فرمارہے ہیں۔

فعل قاصر کی دو قسمیں ہیں۔

افعال ناقصہ افعال مقاربہ

1۔ پہلی قسم افعال ناقصہ

افعال ناقصہ میں تین باتیں ہیں۔

1. تعداد 2. معانی 3. عمل

1: تعداد: افعال ناقصہ کل چوبیس 24 ہیں۔ لیکن صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے سترہ 17 کو ذکر کیا ہے۔ اور بقیہ کو بناء بر اختصار ترک کیا ہے۔

پھر ان چوبیس میں اصل افعال ناقصہ کل تیرہ ہیں:

1. كَانَ	2. صَارَ	3. ظَلَّ	4. بَاتَ	5. أَصْبَحَ
6. أَضْحىٰ	7. أَمْسٰى	8. مَازَالَ	9. مَاانْفَكَّ	10. مَابَرِحَ
11. مَافَتِئَ	12. مَادَامَ	13. لَيْسَ		

اور باقی گیارہ ملحقات صار ہیں:

1. آضَ	2. عَادَ	3. غَدَا	4. رَاحَ	5. رَجَعَ	6. اِسْتَحَالَ
7. اِرْتَدَّ	8. تَحَوَّلَ	9. حَارَ	10. اِنْقَلَبَ	11. تَبَدَّلَ	

معانی افعال ناقصہ

1. کان: کان کا معنٰی ہے مسند الیہ کو مسند کے ساتھ زمانہ ماضی میں متصف کرنا پھر اتصاف کرنا کبھی علی وجہ العموم ہوتا ہے اگر قرینہ ہو، جیسے: ﴿كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾۔ یا عارضا متصف کرنا، جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا۔

2. صار: صار کا معنٰی ہے "ہونا" یہ ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف انتقال کے لیے آتا ہے، جیسے صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا۔ یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف انتقال کے لیے آتا ہے، جیسے: صَارَ الطِّيْنُ خَزَفًا۔

3. بات: بات کا معنی ہے "رات گزارنا"، یعنی مسند الیہ کو مسند کے ساتھ رات کے وقت میں متصف کرنا جیسے۔ : بات زید نائما" زید کو رات میں نیند آئی"۔

4. اَصبح: اَصبح کا معنٰی ہے "صبح" یعنی مسند الیہ کو مسند کے ساتھ صبح کے وقت میں متصف کرنا۔ جیسے اصبح زید غنیا" صبح کے وقت زید کو غنا حاصل ہوا"

5. اَضحٰی: اَضحٰی کا معنی ہے "چاشت" یعنی مسند الیہ کو مسند کے ساتھ چاشت کے وقت میں متصف کرنا۔ اضحٰی زید حاکما" چاشت کے وقت زید کو حکومت حاصل ہوئی"

6. مَازَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ: یہ چاروں افعال میں سے ہر ایک مسند کو بطریقہ استمرار اور دوام اپنے مسند الیہ کیلئے ثابت کرتا ہے۔ جیسے: ما زال زید عالماً "زید برابر عالم رہا۔ ما انفکّ بکر عاقلاً "بکر ہمیشہ عاقل ہے۔ ما برح زید صائماً" زید برابر روزہ دار رہا۔ ما فتئ زید فاضلاً۔ زید برابر فاضل رہا اور ما دام: یہ بھی مسند الیہ کو مسند کے ساتھ متصف کرنا استمرار کے ساتھ، جیسے: "أَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا"

7. لیس: لیس کا معنٰی ہے النفی فی الحال، یعنی یہ حال کی نفی کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن جب ایسی قید کے ساتھ

مقید کیا جائے جو ماضی یا استقبال کا معنیٰ دے۔ جیسے لَيْسَ عَلِيٌّ مُسَافِرًا غَدًا أَوْ أَمْسِ۔

(جامع الدروس:2/ 192)

واین افعال بفاعل تنہا تمام نہ شود، ومحتاج باشند بخبری، بدین سبب اینہا را ناقصہ گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ

افعال ناقصہ کو ناقصہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اکیلے فاعل کے ساتھ تام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔

ودر جملہ اسمیہ روند، ومسند الیہ را برفع کنند ومسند را بنصب کنند، چون کان زید قائماً۔ ومرفوع را اسم کان گویند ومنصوب را خبر کان، وباقی را برین قیاس کن

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض افعال ناقصہ کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: افعال ناقصہ کا عمل

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو بنا بر اسمیت رفع اور خبر کو بنا بر خبریت نصب دیتے ہیں۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا۔ زید کو اسم کان اور قائما کو خبر کان کہتے ہیں۔

فائدہ: ان افعال کے اسم میں اصل یہ ہے کہ فعل کے ساتھ متصل ہو۔ یعنی ان کے اسم کو پہلے اور ان کی خبر کو بعد میں ذکر کیا جائے۔ لیکن کبھی کبھار خبر کو مقدم اور اسم کو مؤخر بھی کیا جاتا ہے جیسے: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾۔

فائدہ: خود ان افعال پر ان کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے بشرطے کہ لیس اور وہ افعال نہ ہوں جو شروع میں ما نافیہ یا ما مصدریہ ہو۔ جیسے مُصْبِحَةً كَانَتِ السَّمَاءُ۔ اور کبھی کبھار خبر کے معمول کو بھی ان پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے: ﴿وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴾۔

فائدہ: افعال ناقصہ باعتبار عمل تین قسم پر ہیں۔

پہلی قسم: وہ ہیں جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہیں۔ وہ کل آٹھ افعال ہیں۔

1. كَانَ	2. صَارَ	3. ظَلَّ	4. بَاتَ

5. أَصْبَحَ	6. أَضْحىٰ	7. أَمْسىٰ	8. لَيْسَ

دوسری قسم: وہ افعال ناقصہ ہیں جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ ان سے پہلے نفی، نہی یا دعا ہو۔ یہ کل چار ہیں:

1. زَالَ	2. فَتِئَ	3. بَرِحَ	4. اِنْفَكَّ

تیسری قسم: وہ فعل ناقص ہے جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتا ہے کہ اس سے پہلے ما ظرفیہ ہو۔ وہ صرف دام ہے۔

فائدہ: افعال ناقصہ باعتبار تصرف وعدم تصرف تین قسم پر ہیں۔

پہلی قسم: وہ افعال ناقصہ ہیں جو مطلقاً غیر متصرف ہوں، یعنی صرف ماضی مستعمل ہوں۔ یہ دو افعال ہیں: مَادَامَ اور لَيْسَ۔ عند فراءٗ اور عند متاخرین۔ ماشاءاللہ

دوسری قسم: افعال ناقصہ ہیں جن میں تصرف ناقص ہو۔ یہ کل چار ہیں۔

1. مَازَالَ	2. مَاانْفَكَّ	3. مَافَتِئَ	4. مَابَرِحَ

یعنی یہ افعال ماضی اور مضارع مستعمل ہوتے ہیں۔

تیسری قسم: وہ افعال ناقصہ ہیں جن میں تصرف تام ہو۔ یہ باقی سات افعال ہیں۔

(النحو الوافی: 1/ 443، جہد تقصیر: 71، جامع الدروس: 2/ 196)

بدانکہ بعضی ازین افعال در بعضی احوال بفاعل تنہا تمام باشد چون: کان مطر (شد باران) بمعنی حصل واو را کان تامہ گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ایک قاعدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: قاعدہ: افعال ناقصہ ماسوائے تین افعال یعنی مَازَالَ، مَافَتِئَ، اور لیس کے کبھی کبھار فاعل کے ساتھ تام ہوتے ہیں۔ خبر کا تقاضا نہیں کرتے۔ جیسے مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ۔ اور کان جب تامہ ہو تو حَصَلَ یا وُجِدَ کے معنی میں ہوگا۔ جیسے کان مَطَرٌ، أَيْ حَصَلَ مَطَرٌ۔

(النحو الوافی: 1/ 449، جہد تقصیر: 71، جامع الدروس: 2/ 195)

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض کان کی خصوصیات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فائدہ: کان کی چھ خصوصیات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

خاصہ نمبر 1: کان کبھی زائد ہوتا ہے یعنی نہ عامل بنتا ہے نہ معمول۔ لیکن زائد ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

1: کان ماضی کا صیغہ ہو۔

2: مندرجہ ذیل پانچ جگہوں میں سے کسی ایک جگہ میں واقع ہو۔

1. ما اور فعل تعجب کے درمیان ہو۔ جیسے مَا كَانَ أَضْرَبَهُ۔
2. موصوف اور صفت کے درمیان میں ہو۔ جیسے رَجُلٌ كَانَ عَالِمٌ۔
3. حرف عطف اور معطوف کے درمیان میں ہو۔ جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَكَانَ عَمْرٌو۔
4. نعم اور اس کے فاعل کے درمیان میں ہو۔ جیسے نِعْمَ كَانَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ۔
5. فعل اور فاعل کے درمیان ہو۔ جیسے ضَرَبَ كَانَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔

خاصہ نمبر 2: کبھی کبھار کان اور اس کے اسم کو حذف کیا جاتا ہے اور صرف اس کی خبر کو باقی رکھا جاتا ہے۔ یہ اکثر إنْ شرطیہ اور لَوْ شرطیہ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے اَلنَّاسُ مُجْزِيُّوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ: إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ أَيْ إِنْ كَانَ عَمَلُهُمْ خَيْرًا فَكَانَ جَزَاؤُهُمْ خَيْرًا، وَإِنْ كَانَ عَمَلُهُمْ شَرًّا فَكَانَ جَزَاؤُهُمْ شَرًّا۔

خاصہ نمبر 3: کبھی کبھار کان کو حذف کیا جاتا ہے اور اس کے اسم و خبر دونوں کو باقی رکھا جاتا ہے۔ اور ما زائدہ اس کے عوض میں لائی جاتی ہے ایسا أنْ مصدریہ کے بعد ہوتا ہے۔ أَمَّا أَنْتَ ذَا مَالٍ تَفْتَخِرُ، أَيْ لِأَنْ كُنْتَ ذَا مَالٍ تَفْتَخِرُ۔ وضاحت: لام تعلیل کو حذف کرنے کے بعد پھر کَانَ کو حذف کیا اور اس کے عوض "ما" زائدہ لایا، پھر کَانَ کے حذف ہونے کے بعد ضمیر متصل تبدیل ہوا منفصل سے، تو «أَنْ مَا أَنْتَ» ہوا، پھر نون کو میم کیا، پھر ادغام کیا تو «أَمَّا أَنْتَ» إلخ ہوا)۔

خاصہ نمبر 4: کبھی کبھار کان بمع اپنے اسم اور خبر تینوں کو حذف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے عوض "ما" زائدہ لایا جاتا ہے اور یہ إِنْ شرطیہ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: اِفْعَلْ هٰذَا إِمَّا لَا، أَيْ اِفْعَلْ هٰذَا، إِنْ كُنْتَ لَا تَفْعَلُ غَيْرَهُ۔ (مثال کی

وضاحت: اِفْعَلْ هٰذَا اِلخ: ابتداءً کَانَ کو حذف کیا اپنے اسم و خبر کے ساتھ، تو صرف "لا" نافیہ جو خبر «لَا تَفْعَلُ غَیْرَہٗ» پر داخل تھا باقی چھوڑ دیا، پھر اِنْ شرطیہ کے بعد "ما" زائدہ لایا گیا اس کے عوض میں، تو «إِنْ مَا» ہوا، پھر ادغام ہوا تو «إِمَّا» ہو گیا)۔

خاصہ نمبر 5: کبھی کبھار کان بمع اپنے اسم و خبر تینوں کو حذف کیا جاتا ہے اور اس کے عوض کچھ بھی نہیں لایا جاتا۔ جیسے لَا تُعَاشِرْ فُلَانًا، فَإِنَّهٗ فَاسِدُ الْأَخْلَاقِ۔ (ج) إِنِّیْ أُعَاشِرُہٗ وَإِنْ، أَیْ وَإِنْ کَانَ فَاسِدَ الْأَخْلَاقِ۔

(جامع الدروس: 2/ 282)

خاصہ نمبر 6: کبھی کبھار کان سے تخفیفاً نون کو حذف کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لیے چار شرائط ہیں۔

1. فعل مضارع ہو	2. مجزوم ہو
3. اس کے بعد ساکن نہ ہو	4. اس کے بعد ضمیر متصل نہ ہو

جیسے: ﴿لَمْ أَكُ بَغِيًّا﴾، ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾۔ (شرح شذور الذہب: ص: 102)

(نوٹ: اس قاعدے کی مزید وضاحت حاشیۃ الصبان اور شرح ابن عقیل میں موجود ہے)۔

فائدہ: افعال ناقصہ میں سے لیس اور کان کی خبر پر باء زائدہ داخل ہوتی ہے، لیکن کان کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِينَ﴾۔ اور مَا كُنْتَ بِحَاضِرٍ وَلَا تَكُنْ بِغَائِبٍ۔

فائدہ: اگر كَانَ، أَصْبَحَ، أَمْسٰى اور ظَلَّ، صَارَ کے معنی میں ہوں تو اس کی خبر ماضی نہیں آسکتا ہے۔

فائدہ: زَالَ، اِنْفَكَّ، بَرِحَ اور فَتِیَٔ۔ ان چاروں میں سے کوئی ایک اگر قسم کے جواب میں واقع ہو اور اس سے پہلے حرف نفی ہو تو اس کو حذف کر دینا جائز ہے۔ جیسے ﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ﴾، أَیْ تَاللّٰهِ لَا تَفْتَؤُ۔

فائدہ: ابو حبان اور ابو علی فارسی کے نزدیک افعال ناقصہ کا مجہول نہیں آتا۔ جب کہ عند الجمہور ان کا مجہول آتا ہے۔ بشرطے کہ کلام میں ان کے بعد ظروف و جار مجرور واقع ہوں تاکہ نائب فاعل بن سکے۔

فائدہ: کان جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کے استمرار کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اگر اس سے پہلے قد ہو تو ماضی کے بعید ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔

(شرح شذور الذہب: ص: 100، النحو الوافی: 1/ 473، جہد قصیر: 71، جامع الدروس: 2/ 198)

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چار است: عسیٰ، کاد، کرُب، اوشک

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض افعال قاصرہ کی دوسری قسم افعال مقاربہ اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

افعال قاصرہ کی دوسری قسم افعال مقاربہ

افعال مقاربہ میں پانچ باتیں ہیں۔

1. تعریف 2. تعداد 3. اقسام
4. عمل 5. شرائط برائے خبر افعال مقاربہ

1۔ افعال مقاربہ کی تعریف:

افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو اپنی خبر کو اسم کے قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

2۔ افعال مقاربہ کی تعداد

افعال مقاربہ کل تیرہ ہیں۔

عسیٰ	1. كَادَ	2. كَرُبَ	3. أَوْشَكَ	4. حَرٰى	5. اِخْلَوْلَقَ	6. أَخَذَ
7. طَفِقَ	8. جَعَلَ	9. عَلِقَ	10. هَبَّ	11. أَنْشَأَ	12. هَلْهَلَ	

ان میں صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے اول چار کو ذکر کیا ہے جو کہ مشہور ہیں، اور باقی کو بناء بر اختصار ترک کیا ہے۔

3۔ افعال مقاربہ کی قسمیں

افعال مقاربہ باعتبار معنیٰ تین قسم پر ہیں۔

پہلی قسم: وہ افعال ہیں جو قرب کا معنیٰ دیں۔ یعنی اس بات پر دلالت کریں کہ خبر کا حصول اسم (مبتدا) کے لیے قریب ہے۔ جیسے كَادَ زَيْدٌ أَنْ يَخْرُجَ۔ یعنی زید خروج کے لیے قریب ہے، یعنی زید نکلنے کو ہے۔ یا زید نکلنے لگا ہے۔ یہ کل تین ہیں۔

1. کَادَ	2. کَرُبَ	3. أَوْشَکَ

دوسری قسم: وہ افعال جو رجاء اور امید کا معنیٰ دیتے ہیں۔ یعنی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسم کے لیے خبر کے حصول کی امید ہے۔ جیسے عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَّخْرُجَ۔ (امید ہے کہ زید نکلے)۔ یہ کل تین افعال ہیں:

1. عَسٰی	2. حَرٰی	3. اِخْلَوْلَقَ

تیسری قسم: وہ افعال ہیں جو شروع کا معنیٰ دیتے ہیں۔ یعنی یہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس نے خبر کو حاصل کرنا شروع کر دیا ہے۔ جیسے أَخَذَ زَیْدٌ أَنْ یَّخْرُجَ۔ یعنی زید نے نکلنا شروع کر دیا۔ یہ کل سات افعال ہیں۔

1. أَخَذَ	2. طَفِقَ	3. جَعَلَ	4. عَلِقَ
5. هَبَّ	6. أَنْشَأَ	7. هَلْهَلَ	

(جہد قصیر:73، جامع الدروس:2/ 203)

وایں افعال در جملہ اسمیہ روند چون "کان" اسم رارفع کنند و خبر رانصب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض افعال مقاربہ کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: افعال مقاربہ کا عمل

افعال مقاربہ کان کی طرح جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو بناء بر اسمیت رفع اور خبر کو بناء بر خبریت نصب دیتے ہیں۔ جیسے عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَّخْرُجَ۔ (جامع الدروس:2/ 203)

نہ کر رشک آج میری راحتوں پر یہ دور گزار آیا ہوں میں درد و ستم کا

الاآنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد باان چون عسی زید أن یخرج، یا بی ان چون عسی زید یخرج

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض دو چیزوں کو بیان کرنا ہے۔

1۔ افعال ناقصہ و مقاربہ کے درمیان فرق

2۔ افعال مقاربہ کی خبر کے لیے شرائط

تشریح: افعال مقاربہ و افعال ناقصہ کے درمیان فرق

افعال مقاربہ کے لیے شرط یہ ہے کہ ان کی خبر فعل مضارع مع اَن یا بغیر اَن ہو گی۔ جیسے عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَّخْرُجَ، عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ۔ بخلاف افعال ناقصہ کے کہ ان کی خبر کے لیے یہ شرط نہیں۔

افعال مقاربہ کی خبر کے لیے شرائط

افعال مقاربہ کی خبر کے لیے تین شرائط ہیں۔

1. پہلی شرط یہ ہے کہ ان کی خبر فعل مضارع ہو۔ اور اس میں ایسی ضمیر ہو جو ان کے اسم کی طرف لوٹ رہی ہو، پھر عام ہے خبر اس کی اَن کے ساتھ مقترن ہو یا نہ ہو۔ مقترن ہو جیسے: أَوْشَكَ النَّهَارُ أَنْ يَّنْقَضِى، نہ ہو جیسے ﴿لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝﴾۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ عسٰی کے بعد فعل کا اسناد اسم ظاہر کی طرف ہو اور وہ اسم ظاہر مشتمل ہو ضمیر پر، جو راجع ہو اسم کی طرف۔ جیسے: عَسٰی الْعَامِلُ أَنْ يَّنْجَحَ عَمَلُهٗ ۔
2. دوسری شرط یہ ہے کہ خبر مؤخر اور مذکور ہو۔ اور کبھی کبھار افعال مقاربہ اور ان کے اسم کے درمیان بھی خبر واقع ہوتی ہے۔ جیسے طَفِقَ يَنْصَرِفُوْنَ النَّاسُ۔ الناس اسم ہے فعل مقارب کے لیے۔ اور ینصرفون ان کے خبر ہے درمیان میں آیا ہے۔
3. تیسری شرط یہ ہے کہ ان کی خبر اَنْ کے ساتھ مقترن ہو جب کہ حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ کے بعد واقع ہو۔

فائدہ: افعال مقاربہ باعتبار دخول اَن تین قسم پر ہیں۔

پہلی قسم: وہ افعال ہیں جن کی خبر پر اَن کا داخل کرنا واجب ہے۔ وہ دو ہیں۔ جیسے حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ۔

دوسری قسم: وہ افعال ہیں جن کی خبر کو اَنْ سے خالی کرنا واجب ہے۔ وہ افعال شروع ہیں:

1. أَخَذَ
2. طَفِقَ
3. جَعَلَ
4. عَلِقَ
5. هَبَّ
6. أَنْشَأَ
7. هَلْهَلَ

تیسری قسم: وہ افعال ہیں جن کی خبر پر اَن کا دخول و عدم دخول دونوں جائز ہیں۔ وہ افعال یہ ہیں۔

1. كَادَ
2. كَرُبَ
3. أَوْشَكَ
4. عَسٰی

لیکن کاد اور کرُب میں تجرّدِ اَن غالب ہے۔ اور اَوشک اور عسٰی میں دخول اَن غالب ہے۔

فائدہ: اگر خبر مقترن بانْ تھا، جیسے: أَوْشَكَتِ السَّمآءُ أَنْ تَمْطُرَ تو خبر نفس فعل مضارع نہیں ہے، بلکہ بتاویل مصدر ہو کر خبر بنا ہے، اگر بغیر أنْ تھا جیسے: أَوْشَكَتِ السَّمآءُ تَمْطُرُ تو اس وقت نفس فعل مضارع خبر بنا ہے۔ (جہد قصیر: 72، جامع الدروس: 2/ 204، أوضح المسالک: 1/ 128)

وشاید کہ فعل مضارع باإن فاعل عسی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چون عسی إن یخرج زید

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: افعال مقاربہ میں سے عَسیٰ، اِخْلَوْلَقَ، اور أَوْشَكَ کبھی تامہ ہوتے ہیں یہ اس وقت جب أنْ مع المضارع اس کے ساتھ متصل ہو، جیسے: {وعَسیٰ أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسیٰ أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ} کہ فعل مضارع باَن ان کے لیے فاعل ہوتا ہے، اور اس صورت میں ان کو خبر کی حاجت نہیں ہوگی۔ (یعنی فاعل پر تام ہوں گے)

فائدہ: یہ افعال مقاربہ صرف ماضی کے صیغے کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ماسوائے أوشک، کاد، طفق اور جعل کے۔ یہ چاروں مضارع کی صورت میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے يُوْشِكُ أَنْ يُّنْزَلَ عَلَيْكُمْ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ۔ اور ﴿وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾۔

سوال: کبھی عسیٰ کے ساتھ کاف ضمیر کو ملایا جاتا ہے۔ جیسے عَسَاكَ أَنْ يَّخْرُجَ۔ اور کاف ضمیر یا تو منصوب متصل ہوتی ہے یا مجرور متصل، مرفوع نہیں ہوگی۔ حالانکہ عسیٰ کا اسم تو مرفوع ہوتا ہے۔ تو یہ ضمیر اسم تو نہیں بن سکتی، البتہ اگر عَسَيْتُ أَنْ أَخْرُجَ یا عَسَيْتَ أَنْ تَخْرُجَ ہوتا تو پھر تُ یا تَ ضمیر اسم بن سکتا تھا!۔

جواب: سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: کہ یہ عسیٰ حروف مشبہ بالفعل کے معنیٰ میں ہو کر لعلّ کی طرح عمل کرے گا۔ یعنی اسم کو نصب اور خبر کو رفع دے گا۔ تو کاف ضمیر منصوب اس کا اسم اور أن یخرج اس کی خبر مرفوع ہوگی۔

مبرّدؒ نے فرمایا ہے: کہ عسیٰ لعلّ کے معنیٰ میں نہیں ہے، بلکہ یہاں خبر اسم اور مخبر عنہ کا قائم مقام ہے۔ اس لیے خبر والا اعراب (نصب) اسم کو دیا گیا جو کہ کاف ہے۔ اور اسم خبر کا قائم مقام ہے۔

اس لیے اسم والا اعراب (رفع) خبر (أن یخرج) کو دیا گیا۔ یعنی مسند مسند الیہ اپنی جگہ پر قائم ہیں، صرف اعراب میں قلب کیا گیا۔ یعنی اسم کا رفع خبر کو اور خبر کا نصب اسم کو دیا گیا۔

اور امام اخفشؒ نے فرمایا ہے: عسی اپنے معنی ہے، لیکن یہ ضمائر اس کے لیے اسم ہے، اور ضمیر نصب قائم مقام

ہے ضمیر رفع کا؛ کیونکہ بعض ضمائر، بعض کا قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

(النحو الوافی:1/ 501، جہد قصیر:72، جامع الدروس:2/ 207)

فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہار است: نعم، وحبذا برائی مدح وبئس وساء برائی ذم

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض افعال مدح وذم کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم وہ ہے جو وضع ہو اخبار یا انشاء یعنی معنٰی عام کے لیے۔ اور دوسری قسم جو وضع ہو انشاء کے لیے۔

اس کی دو قسمیں ہیں: 1: افعال مدح وذم　　2: افعال تعجب

افعال مدح وذم کی تعریف: افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح یا انشاء ذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

افعال مدح وذم کی تعداد: افعال مدح وذم کل چار ہیں:

1. نِعْمَ　　2. حَبَّذَا　　3. بِئْسَ　　4. سَآءَ

ان میں نعم اور حبذا انشاء مدح کے لیے ہیں اور بئس اور ساء انشاء ذم کے لیے ہیں۔

وہر چہ مابعد فاعل باشد آن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فائدہ:

افعال مدح وذم کے فاعل کے بعد جب کوئی اسم مرفوع واقع ہو تو اگر فعل مدح کے بعد ہو تو اس کو مخصوص بالمدح اور اگر فعل ذم کے بعد ہو تو اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ میں زید مخصوص بالمدح اور بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو میں عمرو مخصوص بالذم ہے۔

فائدہ: مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کا معرفہ یا نکرہ مخصصہ ہونا ضروری ہے۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا نِعْمَ الرَّجُلُ رَجُلٌ یُحَاسِبُ نَفْسَہٗ۔ پس نِعْمَ الْعَامِلُ رَجُلٌ کہنا درست نہیں ہے۔

فائدہ: کبھی کبھار مخصوص بالمدح یا بالذم کو فعل المدح یا فعل الذم پر مقدم کیا جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ترکیبی اعتبار سے صرف ایک توجیہ ہو سکتی ہے کہ مخصوص بالمدح یا بالذم مبتدا اور مابعد والا جملہ اس کے لیے خبر ہے

گی۔

فائدہ: کبھی کبھار مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کو حذف کیا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید میں اکثر مقامات میں مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿إِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ﴾، أَیْ نِعْمَ الْعَبْدُ أَیُّوْبُ، یا ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝﴾، أَیْ نِعْمَ الْوَكِيْلُ هُوَ۔

(جامع الدروس:1/ 56، النحو الوافی:3/ 378)

وشرط آنست کہ فاعل معرف باللام باشد چون نعم الرجل زید، ومضاف بسوئی معرف باللام باشد چون نعم صاحب القوم زید، تا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ باشد چون نعم رجلاً زیدٌ۔ فاعل نعم "ھو" است، مستتر در نعم، رجلاً منصوب است بر تمییز، زیراکہ ھو مبہم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حبّذا کے علاوہ باقی تین افعال کے فاعل کی شرائط کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: نِعم، بئس اور ساء کے فاعل کی شرائط

ان تینوں کے فاعل کی چار شرائط ہیں۔

1. ان کا فاعل معرف باللام ہو۔ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ۔
2. ان کا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ۔
3. ان کا فاعل ضمیر مستتر مبہم ممیز ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لائی گئی ہو۔ جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ۔
4. ان کا فاعل ضمیر مستتر مبہم ممیز ہو جس کی تمیز "ما" نکرہ منصوبہ کے ساتھ لائی گئی ہو (علیٰ مذہب المحققین) جیسے نِعِمَّا هِيَ۔

ترکیب: نعم میں ھو ضمیر مستتر مبہم ممیز اور ما بمعنیٰ شیئاً منصوب بناء بر تمیز۔ پھر کبھی اسم اس کے بعد آتا ہے۔ جیسے نِعِمَّا هِيَ۔ اور کبھی اس کے بعد فعل آتا ہے جیسے ﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ﴾۔ اور کبھی کچھ بھی نہیں آتا ہے، جیسے: دَقَقْتُ دَقًّا نِعِمَّا۔

اگر اس کے بعد اسم آیا ہو، جیسے: نِعِمَّا هِيَ، تو اس ما میں تین قول ہیں:

(1) مامعرفہ تامہ اس کے لیے فاعل بنے گا۔ یہ مذہب سیبویہ کا ہے۔ اور اس کے لیے یہ اسم مخصوص بالمدح اوالذم بنے گا۔

(2) مَا نکرہ تامہ تمیز اور ضمیر مستتر ممیز اس کے لیے فاعل اور مابعد والا اسم اس کے لیے مخصوص بالمدح اوالذم بنے گا۔

(3) مَا مرکبہ ہے فعل مدح یاذم کے ساتھ، یعنی دونوں ایک کلمہ ہے۔ اور مابعد والا اسم اس کے لیے فاعل بنے گا، مخصوص بالمدح اوالذم محذوف ہو گا۔

اور اگر اس کے بعد فعل آیا ہو، جیسے: ﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ﴾ تو اس مَا میں چار قول ہیں:

(1) مَا نکرہ موصوفہ منصوب ہو کر تمیز ہے، اور فعل اس کے لیے صفت اور ضمیر مستتر ممیز اس کے لیے فاعل اور مخصوص بالمدح اوالذم محذوف ہو گا، یا فعل مخصوص بالمدح، والذم محذوف کے لیے صفت بنی گی۔

(2) مَا موصولہ اور فعل اس کے لیے صلہ ہے، دونوں مل کر فاعل اور مخصوص بالمدح اوالذم محذوف ہے۔

(3) مَا مخصوص بالمدح یاذم موصولہ ہے اور فاعل ضمیر مستتر ہے یہ قول امام کسائی کا ہے۔

(4) مَاکافہ ہے، اس کو روک دیا ہے عمل سے، قَلَّ اور طَالَ کی طرح۔

(اوضح المسالک:۳/۲۳۹، ھکذا فی حاشیۃ الصبان)

اور اگر اس مَا کے بعد کچھ بھی نہ ہو، جیسے: دَقَقْتُ دَقًّا نِعِمَّا۔ تو اس مَا میں دو قول ہیں:

(1) مَا معرفہ تامہ فاعل بنے گا، جیسے: نعم الشيء الدق.

(2) مَا نکرہ تامہ تمیز اور ضمیر مستتر ممیز فاعل جیسے: نعم الشيء الدق اور مخصوص بالمدح او الذم دونوں صورتوں میں محذوف ہو گا۔ (حاشیۃ الصبان:3/ 50، شرح التصریح:3/ 322)

فائدہ: افعال مدح وذم غیر متصرف یعنی جامد ہیں اور اپنے جمود میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کبھی کبھار ان پر حرف جر بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسے نِعْمَ السَّیْرُ عَلٰی بِئْسَ الْعِیْرُ۔ (جامع الدروس:1/ 59)

| وحَبَّذَا زَیْدٌ: حب فعل مدح است، وذا فاعل او، وزیدٌ مخصوص بالمدح، وہم چنین بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو |

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض حَبَّذَا کی ترکیب کو بیان کرنا ہے۔ ترکیب حَبَّذَا زَیْدٌ:

حَبَّذَا میں حبّ فعل مدح، ذَا فاعل برائے حبّ (فعل مدح) اور زیدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ بِئْسَ اور سَاءَ بھی اسی طرح ہیں۔

فائدہ: اگر حَبَّذَا سے پہلے نفی آجائے تو یہ پھر بِئْسَ کی طرح فعل ذم ہوگا۔ جیسے: لَاحَبَّذَا۔

فائدہ: حَبَّذَا کا مخصوص اس سے مقدم نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: حَبَّ کے فاعل پر کبھی باء زائدہ بھی داخل ہوتی ہے۔ جیسے: حَبَّ بِہٖ رَجُلًا۔

فائدہ: افعال مدح وذم کی دو ترکیبیں ہیں:

- نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: نِعْمَ فعل مدح، الرجل فاعل برائے نعم، فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم اور زیدٌ مبتداء مؤخر (عند سیبویہ)، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
- نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: نِعْمَ فعل مدح، الرجل اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ہوا۔ اور زیدٌ خبر ہوا برائے مبتداء محذوف، أَیْ ھُوَ زَیْدٌ۔ یہ الگ جملہ ہے (عند السیرانی ابو علی)۔

فصل بدان کہ افعال تعجب

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض افعال انشاء کی دوسری قسم افعالِ تعجب کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: دوسری قسم فعل تعجب:

فعل تعجب میں تین باتیں ہیں:

1۔ تعریف 2۔ شرائط برائے فعل تعجب 3۔ ترکیب

(1) فعل تعجب کی تعریف: فعل تعجب اس فعل کو کہتے ہیں جو انشاء تعجب یا اظہار تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

کلام عرب میں تعجب کے لیے بہت سارے الفاظ مستعمل ہیں، مثلًا: کیف تکفرون باللہ الآیۃ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجَسُ۔ لِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ۔

لیکن قیاسًا صرف دو صیغے: «مَا أَفْعَلَہٗ» و «أَفْعِلْ بِہٖ» استعمال ہوتے ہیں۔

دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض فعلِ تعجب کی شرائط کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

فعل تعجب کی شرائط:

جس فعل سے فعل تعجب مشتق ہوتا ہے اس فعل کی کل آٹھ شرائط ہیں۔ ان میں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک کو ذکر کیا ہے اور باقی کو بناء بر اختصار ترک کیا ہے۔

1. فعل ہو۔ احتراز آیا حمار سے۔ کہ ما أحمرہ کہنا درست نہیں ہے۔
2. ثلاثی مجرد ہو۔ احتراز آیا دحرج سے، کہ ما أدحرج وأدحرج بہ کہنا درست نہیں۔
3. متصرف ہو۔ احتراز آیا بئس اور نعم وغیرہ سے۔
4. اس کے معنیٰ میں زیادتی کی صلاحیت ہو۔ احتراز آیا فنیَ اور مات سے۔
5. فعل تام ہو۔ احتراز آیا فعل قاصر سے، مثلاً ما أکونہ وأکون بہ کہنا درست نہیں ہے۔
6. مثبت ہو۔ احتراز آیا ما قام سے۔
7. لون اور عیب کے معنیٰ میں نہ ہو۔ احتراز آیا أسود اور أعور سے۔
8. فعل مجہول نہ ہو۔ احتراز آیا ضُرِبَ سے۔ (جہد قصیر: 75، جامع الدروس: 1 / 49)

اول ما افعلہ چون ما احسن زیدا۔ (چہ نیکوست زید)

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض فعل تعجب کے پہلے صیغے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: فعل تعجب کا پہلا صیغہ ما أفعلہ ہے۔ جیسے مَا أَحْسَنَ زَیْدًا۔ (کس چیز نے زید کو اچھا کیا)۔

تقریر ش: أیّ شيء أحسن زیدا۔ ما بمعنی أيّ شيء است در محل رفع بابتداء وأحسنُ در محل رفع خبر مبتدا، وفاعل أحسن ھو است در و مستتر، وزیداً مفعول بہ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض امام فراء کے مذہب پر مَا أَحْسَنَ زَیْدًا کی ترکیب کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اس بات میں سب نحاۃ حضرات کا اتفاق ہے کہ ما اسمیہ اور مبتدا واقع ہے۔
لیکن اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ ما اسمیہ کی کون سی قسم ہے۔ تو اس میں نحاۃ حضرات کے تین مذاہب ہیں۔
1۔ پہلا مذہب امام فراء کا ہے۔
امام فراءؒ کے نزدیک ما استفہامیہ بمعنیٰ أَيُّ شَيْءٍ مبتداء ہے۔ اور اُحسن زید اُجملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ہے برائے

أَحْسَنَ۔ معنیٰ یہ ہو گا کہ (کس چیز نے زید کو حسین بنایا؟) جواب: (شئ عظیم نے زید کو حسین بنایا ہے)۔
2۔ دوسرا مذہب امام سیبویہؒ کا ہے۔
امام سیبویہؒ کے نزدیک ما نکرہ تامہ بمعنیٰ شَيْءٌ کے ہے مبتداء ہو گا تعجب کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے اور جملہ فعلیہ (أَحْسِنْ زَيْدًا) اس کے لیے خبر ہے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ معنیٰ یہ ہو گا کہ ایک شئے نے زید کو حسین بنا دیا۔
3۔ تیسرا مذہب امام اخفشؒ کا ہے۔
امام اخفشؒ کے نزدیک ما موصولہ بمعنیٰ الذی کے ہے، یا نکرہ موصوفہ ہے اور جملہ خبر یہ أَحْسَنَ زَيْدًا صلہ ہوا موصول کے لیے، یا صفت ہوئی موصوف کے لیے موصول صلہ مل کر یا موصوف صفت مل کر مبتداء، اور شَيْءٌ عَظِيْمٌ خبر اس کے لیے محذوف ہو گی۔ معنیٰ یہ ہو گا کہ وہ چیز جس نے اچھا کیا زید کو وہ شے عظیم ہے۔
شیخ رضی نے فرمایا ہے کہ ان تینوں مذاہب میں سے امام فراء کا مذہب تعجب کے معنیٰ کے ساتھ زیادہ موافق ہے۔
اور صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔
(جہد قصیر: 75، جامع الدروس: 1 / 49، اوضح المسالک: 3/216)

دوم اِفعل بہ، چون: أحسن بزیدٍ، أحسن صیغہ امر ست بمعنی خبر، تقدیرش أحسن زید۔ أی صار ذا حسن۔
وباء زائدہ است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض فعل تعجب کے دوسرے صیغے اور اس کے ساتھ ایک فائدہ کو بیان کرنا ہے۔
تشریح: فعل تعجب کا دوسرا صیغہ اَفعل بہ ہے۔ جیسے أَحْسِنْ بِزَيْدٍ۔

فائدہ: اَفعِل بہ لفظاً امر کا صیغہ ہے۔ اور معناً خبر ہے یعنی اصل میں یہ ماضی کا صیغہ ہے۔ اس کا ہمزہ صیرورت کے لیے ہے۔ یہ بمعنیٰ صَارَ ذَاحُسْنٍ کے ہے۔ پھر صیغے میں تبدیلی کی گئی۔ یعنی ماضی کو امر سے تبدیل کر دیا گیا۔

اور امر حاضر کا اسناد چونکہ اسم ظاہر کی طرف قبیح ہے تو اس قباحت کی وجہ سے فاعل پر باء جارہ زائدہ کو داخل کیا گیا تاکہ مفعول بہ کی صورت پیدا ہو جائے لیکن یہ فاعل ہے نہ کہ مفعول۔

ترکیب: اس کی ترکیب میں بصریین و کوفیین کا اختلاف ہے۔

1۔ بصریین کے نزدیک أحسن صیغہ امر بمعنیٰ ماضی ہے۔ اور زیدًا اس کے لیے فاعل ہے۔ اور اس میں باء زائدہ ہے اور ہمزہ صیرورت کے لیے۔ اس کا معنیٰ ہو گا: صَارَ ذَاحُسْنٍ۔

2۔ کوفیین کے نزدیک اُحسن صیغہ امر ہے اور اپنے معنیٰ میں ہے۔ اور ضمیر مستتر اس میں فاعل ہے اور باء تعدیہ کے لیے ہے۔ زید مفعول بہ ہے۔ تو معنیٰ یہ ہو گا: أَحْسِنْ زَيْدًا۔

فائدہ: اگر ایسے ابواب سے معنیٰ تعجب حاصل کرنا ہو جن سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے تو ان ابواب سے فعل تعجب کا پہلا صیغہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مَا أَشَدَّ یا اس جیسے دوسرے کلمات مثلاً مَا أَحْسَنَ یا مَا أَقْبَحَ یا مَا أَضْعَفَ لا کر ان کے بعد اس فعل کے مصدر کو ذکر کیا جائے جس سے معنیٰ تعجب کو حاصل کرنا ہو۔ جیسے استخرج سے مَا أَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا۔

اور دوسرا صیغہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ أشدد یا اس جیسے دوسرے کلمات لا کر اس کے بعد مصدر کو ذکر کیا جائے۔ اور اس پر باء زائدہ کو داخل کیا جائے۔ جیسے أَشْدِدْ بِهِ اِسْتِخْرَاجًا۔

(جهد قصیر: 75، جامع الدروس: 1/ 50)

باب سوم در عمل اسماء عاملہ، وآن یازدہ قسم است: اول اسماء شرطیہ بمعنیٰ إن، وآن نہ است: من، ما، أین، متیٰ، أیّ، أنّیٰ، إذما، حیثما، مهما۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمہ اللہ کی غرض عامل لفظی کی تیسری قسم اسماء عاملہ اور اس کی اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: اسمائے عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم اسمائے شرطیہ ہیں۔ جو إنْ شرطیہ کے معنیٰ میں

ہوتے ہیں۔

اسمائے شرطیہ کی تعریف

اسمائے شرطیہ وہ اسماء ہیں جو اِن شرطیہ کے معنیٰ کو متضمن ہوں۔ یعنی اِن شرطیہ کی طرح دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزاء کہتے ہیں۔

اسمائے شرطیہ کی تعداد:

اسمائے شرطیہ کل نو ہیں: 1- مَنْ 2- مَا 3- أَيْنَ 4- مَتٰى 5- أَيٌّ 6- أَنّٰى 7- إِذْمَا 8- حيثُمَا 9- مَهْمَا۔
اور عند البعض اسمائے شرطیہ نو سے زیادہ ہیں، یعنی أَيَّانَ بھی اس میں داخل ہے۔

فعل را بجزم کنند، چوں مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ، أَيْنَ تجْلِسْ أَجْلِسْ، مَتَى تَقُمْ أَقُمْ، أَيَّ شيءٍ تَأْكُلْ آكُلْ، أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ، إِذْ مَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ، حَيْثُمَا تَقْصُدْ أَقْصُدْ، مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے شرطیہ" کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اسمائے شرطیہ کا عمل:

اسمائے شرطیہ اِن شرطیہ کی طرح عمل کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح اِن شرطیہ دو جملوں (یعنی شرط، وجزاء) پر داخل ہو کر ان کو جزم دیتا ہے، تو اسی طرح یہ اسماء بھی دو جملوں (یعنی شرط، وجزاء) پر داخل ہو کر ان کو جزم دیتے ہیں۔

مثالیں، جیسے: «مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ»، «مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ»، «أَيْنَ تجْلِسْ أَجْلِسْ»، «مَتَى تَقُمْ أَقُمْ»، «أَيَّ شيءٍ تَأْكُلْ آكُلْ»، «أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ»، «إِذْ مَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ»، «حَيْثُمَا تَقْصُدْ أَقْصُدْ»، «مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ»۔

اسمائے شرطیہ کی تقسیم باعتبار معنیٰ

اسمائے شرطیہ باعتبار معنیٰ چار قسم پر ہیں:

(1) پہلی قسم: وہ اسمائے شرطیہ ہیں جو ظرف والے معنی سے خالی ہوں۔ وہ کل تین ہیں: مَن، مَا، مَهمَا۔ [1] ان میں سے مَن ذوی العقول کے لیے آتا ہے اور مَا و مَهمَا غیر ذوی العقول کے لیے آتے ہیں۔

ترکیب: ان تینوں کی ترکیب اس طرح ہوگی کہ اگر ان کے بعد ایسا فعل متعدی ہو جو قابلِ عمل ہو، یعنی اس کا مفعول بہ ذکر نہ ہو تو اس صورت میں اسمائے شرطیہ ان کے لیے مفعول بہ واقع ہوں گے۔ جیسے: «مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ»۔ اور اگر ان کے بعد فعل لازم یا ایسا فعل متعدی ہو جو قابلِ عمل نہ ہو، یعنی اس کا مفعول بہ ذکر ہو تو اس صورت میں اسمائے شرطیہ مبتدا واقع ہوں گے اور مابعد ان کے لیے خبر ہوگا۔

اور عند البعض صرف شرط ان کے لیے خبر بنے گی۔ اور عند البعض جزاء ان کے لیے خبر ہوگی اور عند البعض شرط و جزاء دونوں ان کے لیے خبر بنیں گے۔

(2) دوسری قسم: وہ اسمائے شرطیہ ہیں جس میں ظرف زمان والا معنی ہو۔ یہ دو ہیں:

1- مَتٰی 2- إِذْمَا۔ إِذْمَا میں اختلاف ہے۔ امام سیبویہ اور جمہور کے نزدیک یہ حرف ہے۔

امام مبرّد، ابن سراج اور فارسی کے نزدیک اسم ہے۔

صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے امام مبرّد وغیرہ کے مذہب کو اختیار کر کے اس کو اسمائے شرطیہ میں شمار کیا ہے۔

(3) تیسری قسم: وہ اسمائے شرطیہ ہیں جو ظرف مکان کا معنی دیں۔ یہ کل تین ہیں: 1- أَيْنَ 2- أَنّٰى 3- حَيْثُمَا۔

دوسری اور تیسری قسم کی ترکیب

ان اسماء کے مابعد کو دیکھیں گے کہ فعل تام ہے یا قاصر۔ اگر فعل تام ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ واقع ہوں گے۔ اور اگر فعل قاصر ہو تو اس کی خبر کو دیکھیں گے کہ مشتق ہے یا جامد، اگر مشتق ہو تو اس کے لیے مفعول فیہ واقع ہوں گے۔ اور اگر جامد ہو تو پھر مجبوراً یہ اسماء فعل ناقص کے لیے مفعول فیہ واقع ہوں گے۔

---

(1): اگرچہ مَهمَا کے بارے میں بعض کے نزدیک ظرف کا معنی موجود ہے، جو کہ ضعیف قول ہے۔

(4) چوتھی قسم: وہ ہے جو مذکورہ اقسام کے درمیان متردّد ہو۔ وہ لفظ «أيّ» ہے۔ اس کا دار و مدار مضاف الیہ پر ہے۔ اگر مضاف الیہ غیر ظرف ہو تو پھر یہ أيّ پہلی قسم میں سے شمار ہوگا۔ اور اگر ظرف زمان ہو تو دوسری قسم میں سے شمار ہوگا اور اگر ظرف مکان ہو تو تیسری قسم میں سے شمار ہوگا۔

ترکیب: أيّ ترکیب میں اپنے مضاف الیہ کے تابع ہوتا ہے۔ اگر مضاف الیہ ظرف ہو تو مفعول فیہ بنے گا۔ جیسے: «أَيَّ يَوْمٍ ضَرَبْتَ أَضْرِبْ»۔ اگر مصدر ہو تو مفعول مطلق بنے گا۔ جیسے: «أَيَّ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ»۔ اور اگر مضاف الیہ ظرف اور مصدر نہ ہو تو پھر مابعد کو دیکھیں گے کہ فعل لازمی ہے یا فعل متعدی ہو جس کا مفعول بہ ذکر نہ ہو تو دونوں صورتوں میں مبتداء و خبر بنے گا۔ اور اگر مفعول بہ ذکر نہ ہو تو یہ اس کے لیے مفعول بہ بنے گا۔

فائدہ: بعض حضرات کے نزدیک إذا شرطیہ جازم ہے اور جزاء کو جزم دیتا ہے۔ اور اس میں جزاء عامل ہوگی، اگر فاء کے بعد جزاء واقع ہو۔ کیوں کہ شرط مضاف ہوتی ہے إذا کی طرف اور مضاف الیہ اپنے مضاف (إذَا) میں عمل نہیں کر سکتا۔

اور عند البعض اس میں عامل شرط ہوگا، اگرچہ مضاف الیہ واقع ہو إذا کے لیے۔ یعنی اضافت اس صورت میں عمل سے مانع نہیں ہے، بلکہ اپنے مضاف (إذَا) میں بھی عمل کرے گی۔

فائدہ: إذا ظرفیہ محضہ ہو یا شرطیہ عند المحققین حتّٰی کی طرح یہ اپنے مابعد کی طرف مضاف نہ ہوگا۔

فائدہ: اسمائے شرطیہ باعتبارِ دخولِ مَا تین قسم پر ہے۔

پہلی قسم: وہ ہیں جن کے ساتھ الحاقِ مَا جائز نہ ہو۔

یہ کل چار ہیں: 1- مَن 2- مَا 3- مَهْمَا 4- أَنّٰى۔

دوسری قسم: وہ ہیں جن کے ساتھ الحاقِ مَا ضروری ہو۔ وہ کل دو ہیں: 1- حَيْثُ اور 2- إِذْ۔ جیسے: «حَيْثُمَا» اور «إِذْمَا»۔

تیسری قسم: وہ ہیں جن کے ساتھ الحاقِ مَا اور عدم الحاقِ مَا دونوں جائز ہوں۔ یہ کل تین ہیں: 1- أَيّ 2- مَتٰى 3- أَيْنَ۔

فائدہ: جزاء میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو اسمائے شرطیہ کی طرف راجع ہو۔ تاکہ جزاء میں شرط کی طرف احتیاج پیدا ہو۔ اگر ضمیر مذکور نہ ہو تو مقدر نکالی جائے گی۔ کیوں کہ اگر جزاء میں ضمیر نہ ہو تو جملہ مستقل ہو جائے

گا اور شرط پر مرتب نہ ہو گی۔ جیسے: «مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ»۔ (فتنہ لامذہبیہ کے نزدیک لَہٗ کی ضمیر کا مرجع اِمام ہے۔ کہ امام کی قراءت امام ہی کی قراءت ہے اور مقتدی الگ قراءت کرے)۔

جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک لَہٗ کی ضمیر کا مرجع «من» ہے۔ کیوں کہ یہ جزاء ہے اور جزاء میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو شرط کی طرف راجع ہو۔ ورنہ جزاء مستقلاً جملہ ہو گی اور شرط پر مرتب نہ ہو گی۔

(جہد قصیر:77، جامع الدروس:2/ 139 – 142، شرح شذور الذہب:309)(مغنی اللبیب:2/ 87)

دوم: اسمائے افعال بمعنی ماضی، چوں: هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ۔ اسم را بنا بر فاعلیت بر فع کنند، چوں «هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ» أَيْ بَعُدَ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی دوسری قسم اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی کل تین ہیں: 1- هَيْهَاتَ 2- شَتَّانَ 3- سَرْعَانَ۔

ان افعال کا عمل:

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی اسم ظاہر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے: «هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ»۔

ترکیب اسمائے افعال: هَيْهَاتَ اسم فعل مرفوع محلاً مبتداء "يَوْمُ" مضاف "الْعِيْدِ" مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، مبتداء اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

فائدہ: اسمائے افعال بمعنی ماضی میں معنی تعجب ہوتا ہے۔

سوم: اسمائے افعال بمعنی امر حاضر، چوں «رُوَيْدَ»، «بَلْهَ»، «حَيَّهَلْ»، «عَلَيْكَ»، «دُوْنَكَ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسمائے عاملہ کی تیسری قسم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چھ ہیں: 1- «رُوَيْدَ» 1- «بَلْهَ» 3- «حَيَّهَلْ» 4- «عَلَيْكَ» 5- «دُوْنَكَ» 6- «هَا»۔

اسم را نصب کنند بنا بر مفعولیت، چوں رُوَیْدَ کَذَا أَیْ أَمْهِلْهُ۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسماء افعال بمعنی امر کے عمل کو بیان کرنا ہے۔

اسمائے افعال بمعنی امر حاضر کا عمل: ان کا عمل یہ ہے کہ ضمیر مستتر کو بنا بر فاعلیت رفع اور اسم ظاہر کو بنا بر مفعولیت نصب دیتے ہیں۔ جیسے: «رُوَیْدَ کَذَا»۔

رُوَیْدَ زَیْداً کی ترکیب: "رُوَیْدَ" اسم فعل مبتداء مرفوع محلاً، "أَنْتَ" ضمیر مستتر واجب الاستتار فاعل قائم مقام خبر "زَیْد" مفعول بہ اسم فعل مبتداء اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

فائدہ: اسمائے افعال کا معمول ہمیشہ ان سے مؤخر ہوگا۔

فائدہ: اسمائے افعال تثنیہ اور جمع کی علامت کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ (تفصیل اسم غیر متمکن میں گزر چکی ہے)۔

(جہد تقصیر: 78، جامع الدروس: 1/ 121، شرح شذور الذہب: 365)

چہارم: اسم فاعل۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی چوتھی قسم اسم فاعل کو بیان کرنا ہے۔

اسم فاعل کی تعریف: اسم فاعل وہ اسم ہے جو مشتق ہو مصدر سے اور وضع ہو ایسی ذات کے لیے جس کے ساتھ معنیٰ مصدری قائم ہو بطور حدوث کے، نہ کہ بطور ثبوت کے۔ جیسے: «ضَارِبٌ» (اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ ضرب والا معنیٰ قائم ہو بطور حدوث کے)۔

بمعنی حال یا استقبال، عمل فعل معروف کند، بشرط آں کہ اعتماد کردہ باشد بر لفظے کہ پیش از و باشد، و آں لفظ مبتداء باشد در لازم، چوں «زَیْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ» و در متعدی، چوں «زَیْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا» یا موصوف، چوں «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْرًا» و موصول، چوں «جَاءَنِيَ الْقَائِمُ أَبُوْهُ» و «جَاءَنِيَ الضَّارِبُ أَبُوْهُ عَمْرًا» یا ذو الحال، چوں «جَاءَنِيْ زَیْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا» یا ہمزہ استفہام، چوں «أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا» یا حرف نفی، چوں «مَا قَائِمٌ زَیْدٌ»۔

ہماں عمل کہ قَامَ و ضَرَبَ میکرد قَائِمٌ و ضَارِبٌ میکند۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم فاعل کے عمل کرنے کے لیے شرائط اور کیفیت عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: کیفیت عمل:

اسم فاعل اپنے فعل معلوم والا عمل کرتا ہے۔ اگر فعل معلوم لازم ہو تو اسم فاعل فعل لازم والا عمل کرے گا اور اگر فعل متعدی ہو تو فعل متعدی والا عمل کرے گا۔ لازم کی مثال، جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ»۔ متعدی کی مثال، جیسے: «زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا»۔

شرائط برائے عمل اسم فاعل

اسم فاعل دو حال سے خالی نہیں۔ مقرون باللام ہو گا یا مجرد عن اللام ہو گا۔ اگر مقرون باللام ہو تو بغیر کسی شرط کے (مطلقا) عمل کرے گا۔ خواہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہو۔ اور منصوب بھی خواہ مفعول بہ ہو یا مفعول فیہ ہو، مفعول معہ یا مفعول لہ ہو، یا مفعول مطلق ہو، یا حال ہو، یا تمیز ہو، یا مستثنیٰ وغیرہ ہو۔ یعنی جتنے معمولات میں فعل معلوم عمل کرتا ہے، ان تمام معمولات میں اسم فاعل بھی عمل کرے گا۔

اور اگر مجرد عن اللام ہو تو اسم فاعل اسم ظاہر اور مفعول بہ کے علاوہ باقی معمولات کے اندر بھی بغیر کسی شرط کے (مطلقا) عمل کرے گا۔ البتہ اسم فاعل اسم ظاہر اور مفعول بہ میں تب عمل کرے گا جب اس میں تین شرائط موجود ہوں:

(1) اسم فاعل مکبّر ہو۔ احتراز آیا تصغیر سے۔ جیسے: «هٰذَا ضُوَيْرِبٌ زَيْدٌ»۔ یہ جائز نہیں۔

(2) اسم فاعل موصوف نہ ہو۔ احتراز آیا «جَاءَنِيْ ضَارِبٌ شَدِيْدٌ» سے۔ یہ موصوف ہے

(3) اسم فاعل کا مندرجہ ذیل پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

1- اسم فاعل کا اعتماد مبتدا پر ہو اور خود اس مبتدا کے لیے خبر ہو۔ جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ» (زید کا باپ کھڑا ہے)۔ یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے اور «زیدٌ» مبتدا پر اس کا اعتماد ہے اور صرف «ابوہ» (فاعل) کو رفع دیا ہے۔

فعل متعدی کی مثال، جیسے: «زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا» (زید کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) اس مثال میں اسم فاعل متعدی کا اعتماد «زیدٌ» (مبتدا) پر ہے۔ اور اپنے فاعل یعنی أبوہ کو رفع اور مفعول بہ یعنی عمرًا کو نصب دیا ہے۔

2- اس کا اعتماد موصوف پر ہو اور خود اسم فاعل اس کی صفت واقع ہو۔ جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ عَمْرًا»۔ ترجمہ: (میں گزرا ایک ایسے آدمی کے پاس سے جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے)۔ یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے اور اس کا اعتماد موصوف (برجلٍ) پر ہے۔ اور اپنے فاعل اسم ظاہر اور مفعول بہ کو نصب دیا ہے۔

3- اسم فاعل کا اعتماد ذوالحال پر ہو اور خود حال واقع ہو۔ جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا» ترجمہ: "آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے"۔ اس مثال میں اسم فاعل متعدی کا اعتماد «زیدٌ» ذوالحال پر ہے اور اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیا ہے۔

4- اسم فاعل کا اعتماد ہمزہ استفہام پر ہو۔ جیسے: «أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا» ترجمہ: (کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے؟) یہ اسم فاعل متعدی کی مثال ہے جس کا اعتماد ہمزہ استفہام پر ہے اور «زیدٌ» فاعل کو رفع اور «عمرًا» مفعول بہ کو نصب دیا ہے۔

5- اسم فاعل کا اعتماد حرفِ نفی پر ہو۔ جیسے: «مَا قَائِمٌ زَيْدٌ» ترجمہ: "زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے"۔ یہ اسم فاعل لازم کی مثال ہے جس کا اعتماد حرفِ نفی پر ہے اور اپنے فاعل «زیدٌ» کو رفع دیا ہے۔

فائدہ: مفعول بہ میں عمل کرنے کے لیے مذکورہ تین شرائط کے علاوہ ایک اور شرط کا موجود ہونا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو، بخلاف امام کسائی کے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر ماضی کے معنی میں ہو تب بھی عمل کرے گا۔ وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ﴾۔ یہاں بَاسِطٌ اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہے، لیکن اس کے باوجود «ذِرَاعَيْهِ» مفعول بہ کو نصب دیا ہے۔

جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ جو شرط لگائی ہے کہ حال کے معنی میں ہو۔ ہماری مراد اس سے عام ہے خواہ حقیقتًا حال ہو یا حکایۃً۔ یہاں «باسطٌ» اگرچہ حقیقتًا حال نہیں ہے، لیکن حکایۃً حال کے معنی میں ہے۔

فائدہ نمبر 1: اسم فاعل جب لازم ہو تو اس کی اضافت اپنے مرفوع (فاعل) کی طرف جائز ہے، جب کہ اس سے دوام واستمرار کا قصد نہ ہو۔ جیسے: «طَائِرُ النَّفْسِ»۔ اگر اسم فاعل متعدی ہو تو پھر دیکھیں گے کہ متعدی بیک مفعول

ہے یا بدو مفعول۔ اگر متعدی بدو مفعول ہو تو اپنے فاعل کی طرف مضاف نہ ہو گا۔ اگر متعدی بیک مفعول ہو تو پھر اس کی فاعل کی طرف اضافت کرنے میں تین اقوال ہیں:

(1) عند الجمہور اس وقت اس کی اضافت فاعل کی طرف جائز نہیں ہے۔

(2) عند البعض اس کی اضافت فاعل کی طرف اس شرط کے ساتھ جائز ہے جب اس کا التباس مفعول کے ساتھ نہ ہو۔ جیسے: «ضَارِبُ أَبِ زَيْدٍ»۔

(3) ابن عصفور کے نزدیک اسم فاعل کی اضافت اپنے فاعل کی طرف اس وقت جائز ہے جب اس کا مفعول بہ محذوف ہو۔

سوال: اسم فاعل کے عامل بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو۔ حالانکہ «يَا طَالِعًا جَبَلًا» میں «طالعا» اسم فاعل ہے اور «جبلًا» میں عامل ہے، یعنی اس کو نصب دیا ہے۔ لیکن اس کا اعتماد چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں ہے؟۔

جواب نمبر 1: "متن متین" والے نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کا اعتماد چھ چیزوں کی بجائے سات چیزوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔ ساتویں چیز "حرفِ ندا" ہے۔ اور «يَا طَالِعًا جَبَلًا» میں اس پر اعتماد ہے۔

جواب نمبر 2: دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں «طالعا» صیغہ صفت ہے اور ہر صیغہ صفت موصوف کا تقاضہ کرتا ہے۔ تو یہاں موصوف محذوف ہے اور اسم فاعل کا اس پر اعتماد ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے: «يَا رَجُلًا طَالِعًا جَبَلًا»۔

فائدہ نمبر 2: اسم فاعل جب مقرون باللام ہو تو نکرہ بنتا ہے۔ جیسے: «اَلضَّارِبُ»۔

فائدہ نمبر 3: اسم فاعل میں ضمیر ما قبل کے اعتبار سے نکالی جائے گی۔ اگر ما قبل میں متکلم کا ذکر ہو تو ضمیر بھی متکلم کی نکالی جائے گی۔ جیسے: «نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ»۔ اگر ما قبل میں مخاطب کا ذکر ہو تو ضمیر بھی مخاطب کی نکالی جائے گی۔ جیسے: «أَنْتَ ضَارِبٌ»۔ اور اگر ما قبل میں ضمیر غائب یا اسم ظاہر مذکور ہو تو ضمیر غائب کی نکالی جائے گی۔ جیسے: «هُوَ ضَارِبٌ»، «زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا»۔

(جہد قصیر: 80، جامع الدروس: 1 / 134، شرح شذور الذہب: 355)

پنجم: اسم مفعول

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی پانچویں قسم اسم مفعول کو بیان کرنا ہے۔

اسمائے عاملہ کی پانچویں قسم اسم مفعول

اسم مفعول کی تعریف: اسم مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات کے لیے وضع ہو جس ذات پر مصدر واقع ہو بطور حدوث کے، نہ کہ بطور ثبوت کے۔ جیسے: «زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ»۔

بمعنی حال واستقبال، عمل فعل مجهول کند بشرط اعتماد مذکور، چوں «زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ» و «عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا» و «بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا» و «خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا»۔ ہماں عمل کہ ضُرِبَ وأُعْطِیَ وعُلِمَ وأُخْبِرَ میکرد مَضْرُوْبٌ ومُعْطًى ومَعْلُوْمٌ ومُخْبَرٌ میکند۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض اسم مفعول کے عمل کرنے کے لیے شرائط اور اس کے عمل کی کیفیت کو بیان کرنا ہے۔

شرائط برائے عملِ اسم مفعول وکیفیت عمل

اسم مفعول کے عمل کرنے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کے عمل کرنے کے لیے ہیں۔ صرف کیفیت عمل میں فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسم فاعل معلوم والا عمل کرتا ہے اور اسم مفعول فعل مجہول والا عمل کرتا ہے۔ اور نائب فاعل کو رفع دیتا ہے۔ پھر اگر متعدی بیک مفعول ہو تو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو رفع دے گا۔ جیسے: «زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ» اور اگر متعدی بدو مفعول ہو تو مفعولِ اول کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دے گا اور دوسرے مفعول کو بنا بر مفعولیت نصب دے گا۔ جیسے: «بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُهٗ فَاضِلًا» و «عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا»۔ اور اگر متعدی بسہ مفعول ہو تو پہلے اسم کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دے گا اور ثانی وثالث کو بنا بر مفعولیت نصب دے گا۔ جیسے: «خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا»۔

فائدہ: اسم مفعول کی اپنے نائب فاعل کی طرف اضافت کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اسم مبالغہ کی تعریف: اس مبالغہ اس اسم کو کہا جاتا ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لیے وضع ہو جس کے ساتھ مصدر کثرت کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے: «غَافِرٌ» کا معنی ہے: "بخشنے والا" اور «غَفَّارٌ» کا معنی ہے: "کثرت سے معاف کرنے والا"۔

اسم مبالغہ کے احکام

اس کے احکام بعینہ اسم فاعل والے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی فعل معلوم والا عمل کرتا ہے۔ جیسے: «زَيْدٌ سَبَّاقٌ إِلَى الْخَيْرِ» یا «زَيْدٌ ضَرَّابٌ عَمْرًا»۔

فائدہ: اسم مبالغہ کے اوزان میں سے تین اوزان، یعنی «فَعَّالٌ، مِفْعَالٌ اور فُعُوْلٌ کو عمل دینا مشہور (کثیر) ہے۔ اور دو اوزان، یعنی فَعِلٌ اور فَعِيْلٌ کو عمل دینا قلیل ہے۔

(جہد تقصیر: 81، جامع الدروس: 1 / 237، شرح شذور الذہب: 322)

ششم: صفت مشبہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی چھٹی قسم صفت مشبہ کو بیان فرمانا ہے۔

صفت مشبہ کی تعریف: صفت مشبہ وہ اسم ہے جو مصدر لازم سے مشتق ہو اور اس ذات کے لیے وضع ہو جس کے ساتھ مصدر قائم ہو بطور ثبوت کے، نہ کہ بطور حدوث کے۔

حدوث و ثبوت میں فرق: حدوث وہ ہے جو زمانہ حال، ماضی واستقبال میں منقطع ہو جائے۔ اور ثبوت وہ ہے جو زمانہ دائم غیر منقطع پر دلالت کرے۔

عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور، چوں «زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ»۔ ہماں عمل کہ «حَسُنَ» می کرد «حَسَنٌ» میکند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض صفت مشبہ کی کیفیت عمل اور عمل کے لیے شرائط کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: کیفیت عمل: اس کے عمل کی کیفیت یہ ہے کہ یہ چوں کہ مصدر لازم سے مشتق ہوتی ہے اس لیے اپنے فعل لازم کی طرح عمل کرے گی۔ یعنی فاعل کو رفع دے گی، لیکن مفعول بہ میں عمل نہیں کرے گی، بلکہ شبہ مفعول بہ میں عمل کرے گی۔

شرائط برائے عمل: فاعل اسم ظاہر اور شبہ مفعول بہ کے علاوہ باقی معمولات میں مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) عمل کرتی ہے۔ مثلاً فاعل ضمیر مستتر ہو یا مفعول لہ ہو یا مفعول معہ ہو یا حال ہے یا تمییز ہو یا مستثنیٰ ہو۔ البتہ مصدر میں اختلاف ہے۔ عند البعض مفعول مطلق (مصدر) میں عمل نہیں کرتی۔ اور عند البعض مفعول مطلق (مصدر) میں بھی عمل کرتی ہے۔

فاعل اسم ظاہر اور شبہ مفعول بہ میں عمل کرنے کے لیے چار شرائط ہیں۔

(1) اسم موصول کے علاوہ باقی پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہو۔ (2) مصغّر نہ ہو۔ (3) موصوف نہ ہو۔ (4) مضمر نہ ہو۔ مضمر کا معنی یہ ہے کہ صفت مشبہ کی طرف لوٹنے والی ضمیر نہ ہو۔ اگر یہ چار شرائط موجود ہوں تو عمل کرے گی، ورنہ عمل نہیں کرے گی۔

فائدہ: تقسیم مسائل صفت مشبہ

صفت مشبہ کو دیکھا جائے گا کہ معرف باللام ہے یا نہیں۔ دونوں میں سے ہر ایک کے معمول کی تین تین صورتیں ہیں: (1) دونوں میں سے ہر ایک کا معمول معرف باللام ہو گا۔ (2) یا مضاف ہو گا۔ (3) یا دونوں سے خالی ہو گا۔ تو یہ کل چھ صورتیں بنتی ہیں۔ پھر ان چھ صورتوں میں سے ہر ایک میں تین تین احمالات ہیں: (1) صفت مشبہ کا معمول فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو گا۔ (2) یا شبہ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہو گا جب معمول معرفہ ہو۔ اگر معمول نکرہ ہو تو بنا بر تمییز منصوب ہو گا۔ (3) یا بنا بر اضافت مجرور ہو گا۔

تو یہ کل اٹھارہ صورتیں ہوئیں۔ (یعنی چھ کو تین میں ضرب دینے سے اٹھارہ (18) صورتیں بن جاتی ہیں)۔

نقشہ اگلے صفحہ میں ملاحظہ فرمائیں:

اس وادی گل کا ہر زرہ خورشید جہاں کہلایا ہے

جو رند یہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے

اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک

ہیں عام ہمارے افسانے دیوارِ چمن سے زنداں تک

سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو

یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

	قسم معمول	حالت رفعی؛ بوجہ فاعلیت	حکم	حالت نصبی؛ بوجہ شبہ مفعول بہ تمیز	حکم	حالت جری؛ بوجہ اضافت	حکم
صفت مشبہ معرف باللام ہو	معمول مضاف ہو	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهُهُ	أحسن	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهَهُ	حسن	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهِهِ	ممنوع
	معمول معرف باللام ہو	زَيْدٌ الْحَسَنُ الْوَجْهُ	قبيح	زَيْدٌ الْحَسَنُ الْوَجْهَ	أحسن	زَيْدٌ الْحَسَنُ الْوَجْهِ	أحسن
	معمول دونوں سے خالی ہو	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهٌ	قبيح	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهًا	أحسن	زَيْدٌ الْحَسَنُ وَجْهٍ	ممنوع
صفت مشبہ غیر معرف باللام ہو	معمول مضاف ہو	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ	أحسن	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهُ	حسن	زَيْدٌ حَسَنُ وَجْهِهِ	مختلف فيه
	معمول معرف باللام ہو	زَيْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهُ	قبيح	زَيْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ	أحسن	زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ	أحسن
	معمول دونوں سے خالی ہو	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ	قبيبح	زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا	أحسن	زَيْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ	أحسن

فائدہ: جب صفت کا معمول مرفوع ہو تو اس کے اندر ضمیر نہ ہو گی۔ اگر اس کا معمول منصوب یا مجرور ہو تو اس میں ضمیر ہو گی۔

ان مذکورہ صورتوں میں سے وہ نو صورتیں جن میں ایک ضمیر ہے، وہ اَحسن ہیں۔ اور وہ دو صورتیں جن میں دو ضمیریں ہوں وہ حسن ہیں۔ اور وہ چار صورتیں جن میں کوئی ضمیر نہ ہوں وہ قبیح ہیں۔

اور دو صورتیں ممتنع ہیں: (1) اول: اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ ہے۔ یہ اس لیے ممتنع ہے کہ اس میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہے جو کہ اضافت معلومہ کا مخالف ہے۔ اضافت معلومہ یہ ہے کہ نکرہ کی اضافت معرفہ کی طرف ہو۔

(2) دوم: اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ ہے۔ یہ اس لیے ممتنع ہے کہ اس میں اضافت کی وجہ سے تخفیف حاصل نہیں ہوئی ہے نہ مضاف میں نہ مضاف الیہ میں؛ کیونکہ مضاف میں الف لام میں سے تخفیف آیا ہے، اور مضاف الیہ میں ضمیر موجود ہے حذف نہیں ہوا۔

اور ایک وجہ (صورت) مختلف فیہ ہے، جو کہ «حَسَنُ وَجْهِهٖ» ہے۔

عند البعض یہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اضافت لفظی تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اس سے اعلی درجہ کی تخفیف ہونی چاہیے، اور اعلی درجہ تخفیف ہو گی، کہ مضاف سے تنوین گری اور مضاف حذف ہو جائے اور ادنی درجہ کی تخفیف ہوئی کہ صرف مضاف سے تنوین گری ہے مضاف الیہ ضمیر حذف نہیں ہوا، اعلی درجے کی تخفیف ہونے کے باوجود تخفیف نہیں کی گئی۔ یعنی ضمیر حذف نہیں کی گئی۔

اور عند البعض یہ جائز ہے؛ اس لیے کہ فی الجملہ تخفیف اس میں کی گئی ہے۔ یعنی اس کی تنوین کو حذف کیا گیا ہے۔

فائدہ: صفت مشبہ اسم فاعل کے ساتھ مندرجہ ذیل امور میں مشترک ہے:

(1) اشتقاق میں (2) قبولِ تثنیہ وجمع اور قبولِ تذکیر وتانیث میں۔ (3) دونوں میں سے ہر ایک کا کسی چیز پر اعتماد کرنے میں۔

فائدہ: اسم فاعل اور صفت مشبہ کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے۔

(1) صفت مشبہ صرف فعل لازم سے مشتق ہوتی ہے اور اسم فاعل فعل لازم ومتعدی دونوں سے مشتق ہوتا ہے، صفت مشبہ کبھی مضارع کے ساتھ حرکات اور سکنات کے ساتھ میں موافق ہوتا ہے، جیسے طاہر یہ موافق ہے یطہر سے اور کبھی موافق نہیں ہوتا ہے، جیسے: حسن، یہ موافق نہیں ہے یحسن سے اسم فاعل وہ ہمیشہ موافق ہوتے ہے۔

(2) صفت مشبہ میں ثبوت ودوام، جب کہ اسم فاعل میں حدوث ہوتا ہے۔

(3) صفت مشبہ کا معمول اس سے مقدم نہیں ہو سکتا، جب کہ اسم فاعل کا معمول اس سے مقدم ہو سکتا ہے۔

(4) صفت مشبہ کا معمول سببی ہوگا، اجنبی نہیں ہو سکتا اور اسم فاعل کا معمول سببی اور اجنبی دونوں ہو سکتا ہے۔

فائدہ: معمول سببی اس کو کہا جاتا ہے کہ ایسا اسم ظاہر ہو جو موصوف کی ضمیر کے ساتھ متصل ہو۔ خواہ ضمیر لفظا مذکور ہو۔ جیسے: «زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ»۔ یا ضمیر مقدر ہو۔ جیسے: «زَيْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ» أَيْ الْوَجْهِ مِنْهُ۔

لیکن « زَيْدٌ حَسَنٌ عَمْرًا» کہنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ عَمْرًا میں ایسی ضمیر نہیں ہے جو موصوف کی طرف راجع ہو۔

(5) اسم فاعل عمل میں اپنے فعل کا مخالف نہیں ہو سکتا، جب کہ صفت مشبہ عمل میں اپنے فعل کے مخالف ہو سکتی ہے۔ یعنی صفت مشبہ فعل لازم سے مشتق ہونے کے باوجود بھی نصب دیتی ہے، حالاں کہ فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا۔

(6) صفت مشبہ کے مرفوع کو نصب اور جر دونوں دینا جائز ہے، بخلاف اسم فاعل کے مرفوع (فاعل) کے۔

(7) صفت مشبہ ماضی منقطع کیلئے نہیں آتا بلکہ ماضی متصل حال یا حال دائم کے لیے آتا ہے بخلاف اسم فاعل کے یہ ماضی، حال اور استقبال تینوں کے لیے آتا ہے۔

(8) صفت مشبہ اور ان کے مرفوع اور منصوب کے درمیان فاصلہ جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے بخلاف اسم فاعل کے۔ (جہد قصیر: 81، جامع الدروس: 1/ 139، موسوعہ: 418 – 420، شرح شذور الذہب: 362)

ہفتم: اسم تفضیل

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی ساتویں قسم اسم تفضیل کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

اسم تفضیل کی تعریف: اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو اور وضع کیا گیا ہو ایسی ذات کے لیے جس میں معنیٰ مصدری دوسری شئے کی بنسبت زیادہ پایا جائے۔ جیسے: «زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو»۔ ترجمہ: (زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے)۔ اس مثال میں أفضلُ اسم تفضیل ہے، جو کہ فضلٌ مصدر سے مشتق ہے۔ اور یہ «أفضلُ» (اسم تفضیل) اس بات کے لیے وضع ہوا ہے کہ زیدٌ میں معنیٰ مصدری یعنی «فضلٌ» والا معنیٰ عمرو کی بنسبت زیادہ ہے۔

فائدہ: اسم تفضیل کا مذکر ہمیشہ «أَفْعَلُ» کے وزن پر آتا ہے، خواہ «أَفْعَلُ» لفظاً ہو یا تقدیراً۔ لفظاً کی مثال، جیسے: «أَضْرَبُ» وغیرہ۔ تقدیراً کی مثال، جیسے: «خَيْرٌ» اور «شَرٌّ» (یہ دونوں اصل میں أَخْيَرُ اور أَشَرُّ تھے)۔

لیکن افعل اسم تفضیل کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث «فُعْلىٰ» بضم الفاء کے وزن پر ہو۔ جیسے أَضْرَبُ کی مؤنث «ضُرْبىٰ» ہے (بروزن فُعلیٰ)۔

اگر اس کی مؤنث فُعلیٰ کے وزن پر نہ ہو تو اسم تفضیل نہ ہوگا۔ جیسے: «أَسْوَدُ» کی مؤنث «سَوْدَاءُ» اور «أَبْيَضُ» کی مؤنث «بَيْضَاءُ» اور «أَحْمَرُ» کی مؤنث «حَمْرَاءُ» ہے۔ لہٰذا یہ اسم تفضیل نہیں ہیں، بلکہ صفت مشبہ ہیں۔ اس لیے کہ «أَسْوَدُ» کا معنیٰ "زیادہ کالا" نہیں ہے، بلکہ مطلق کالا ہے۔

واستعمالِ او بر سہ وجہ است: بہ «مِنْ»، چوں «زیدٌ أفضلُ مِنْ عمرٍو» یا بالف ولام، چوں «جاءنی زیدٌ الأفضلُ» یا باضافت، چوں «زیدٌ أفضلُ القومِ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے کو بیان کرنا ہے۔

اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے

اسم تفضیل تین طریقوں سے استعمال ہوتا ہے: (1) مِن کے ساتھ، جیسے: «زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو»۔ (2) الف لام کے ساتھ، جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ الْأَفْضَلُ»۔ (3) اضافت کے ساتھ، جیسے: «زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ»۔

قاعدہ نمبر 1: اگر اسم تفضیل مِن یا اضافت الی النکرہ کے ساتھ استعمال ہو تو اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر لایا جائے گا۔ جیسے: «زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو» وَ «زَيْدٌ أَفْضَلُ رِجَالٍ»۔ اور اگر الف لام کے ساتھ مستعمل ہو تو اسم تفضیل کا اپنے موصوف کے موافق ہونا ضروری ہے۔ جیسے: «زَيْدٌ الْأَفْضَلُ»، «هِنْدٌ الْفُضْلٰى»۔ اور اگر معرف باللام کی طرف مضاف ہو تو مفرد مذکر لانا بھی جائز ہے اور موصوف کے موافق لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: «الزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ» اور «الزَّيْدُوْنَ أَفْضَلُوْا الْقَوْمِ»۔

قاعدہ نمبر 2: اسم تفضیل جب خبر واقع ہو تو اکثر، اور اگر حال واقع ہو تو قلیلًا (کبھی کبھار) «مِن» محذوف ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ﴾، «اَللّٰهُ اَكْبَرُ»۔ اور کبھی کبھار «مِن» مذکور بھی ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال ہے: ﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا﴾۔ (حاشیۃ الصبان: 3/ 80)

وعمل او در فاعل باشد، وآں ھُواست فاعلِ أفضلُ کہ در و مستتر است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسم تفضیل کی کیفیت عمل بیان فرمانا ہے۔

تشریح: "کیفیت عمل"۔

اسم تفضیل اپنے فعل معلوم والا عمل کرتا ہے، لیکن یہ صرف فاعل مستتر، حال، تمییز اور جار مجرور میں بغیر کسی شرط کے عمل کرتا ہے۔ اور ان کے علاوہ میں عمل نہیں کرتا۔ مگر مسئلہ کحل میں فاعل اسم ظاہر میں بھی عمل کرتا ہے۔

توضیح مسئلہ کحل

مسئلہ کحل کے لیے تین شرائط ہیں: (1) اسم تفضیل لفظ کے اعتبار سے شئے کی صفت ہو اور معنی کے اعتبار سے شئے کے متعلق کی صفت ہو۔ اور یہ متعلق اُسی شئے اور دوسری شئے کے درمیان مشترک ہو۔

(2) وہ متعلق ایک اعتبار سے مفضَّل اور دوسرے اعتبار سے مفضَّل علیہ ہو۔

(3) نفی یا استفہام کے بعد ہو۔ جیسے: «مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ»۔ ترجمہ: "میں نے نہیں دیکھا ایسے آدمی کو جس کی آنکھ میں سرمہ زیادہ اچھا ہو زید کی آنکھ سے"۔ اس مثال میں «أحسنُ»

اسم تفضیل لفظ کے اعتبار سے رجلًا کی صفت ہے اور معنی کے اعتبار سے «الکحلُ» کی صفت ہے، جو "رجل" اور "زید" کی آنکھ میں مشترک ہے۔ اور "کحل" نفی سے پہلے "رجل" کی آنکھ کے اعتبار مفضَّل تھا اور زید کی آنکھ کے اعتبار سے مفضَّل علیہ تھا۔ اور نفی کے بعد معاملہ برعکس ہوا، یعنی جو مفضَّل علیہ تھا وہ مفضَّل بنا اور جو مفضَّل تھا وہ مفضَّل علیہ بنا۔

اب چوں کہ اس مثال میں تینوں شرائط موجود ہیں، اس وجہ سے اسم تفضیل نے «الکحلُ» اسم ظاہر کو رفع دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ مسئلہ "مسئلۃ الکحل" کے نام سے مشہور ہے۔

(جہد قصیر:83، جامع الدروس:1/ 145، شرح شذور الذہب:375)

فوائد اسم تفضیل

فائدہ: اسم تفضیل بنانے کے لیے شرائط۔ یعنی جس فعل سے اسم تفضیل بنتا ہے اس کے لیے پانچ شرائط ہیں:

(1) ثلاثی مجرد ہو۔ احترازی مثال، جیسے: «دَحْرَجَ» سے۔

(2) لون اور عیب پر دلالت نہ کرتا ہو۔ احترازی مثال، جیسے: «سَوَادٌ»، «بَيَاضٌ» وغیرہ۔

(3) زیادتی والا معنی قبول کرتا ہو۔ احترازی مثال، جیسے: «مَاتَ»۔

(4) فعل معلوم مثبت ہو۔ اگر فعل مجہول یا فعل معلوم منفی ہو تو اس سے اسم تفضیل مشتق نہیں ہو گا۔ جیسے: «مَا أُضْرِبَ»۔

(5) فعل تام ہو۔ احترازی مثال، جیسے: «كَانَ»۔

فائدہ: یہ مذکورہ شرائط اگر کسی فعل میں نہ ہوں تو اس سے اسم تفصیل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے شروع میں لفظ أَشَدُّ یا أَكْثَرُ لایا جائے۔ یا اس کے ہم معنی لفظ لایا جائے اور اس کے بعد مصدر کو بطور تمیز لایا جائے۔ جیسے: «أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا» یا «أَكْثَرُ اسْتِخْرَاجًا»۔ (جامع الدروس:1/ 146، موسوعہ: 60)

فائدہ: اسم تفضیل جب مِن کے ساتھ استعمال ہو تو مِن کو مؤخر کرنا واجب ہے، لیکن جب مِن کا مجرور استفہام یا استفہام کی طرف مضاف ہو تو «مِن» کا مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: «أَنْتَ مِنْ مَنْ أَفْضَلُ» یہ اصل میں «أنت أفضلُ مِمَّنْ»؟ تھا۔ یا جیسے: «أنت مِن غلامِ مَن أفضلُ»؟ یہ اصل میں تھا: «أَنْتَ أَفْضَلُ مِنْ غُلَامِ مَنْ»؟۔
(النحو الوافی:3/ 387)

قاعدہ: اسم تفضیل ہمیشہ اسم فاعل کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے: «أَضْرَبُ» کا معنی ہے: "زیادہ مارنے والا"۔ اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: «أشْهرُ» کا معنی ہے: "زیادہ شہرت یافتہ" (مشہور)۔ اور «أَلْوَمُ» کا معنی ہے: "زیادہ ملامت شدہ"۔(کافیہ: 92)

قاعدہ: اسم تفضیل اگر مشتق تھا، مصدر متعدی بنفسہ ہے، اور دال تھا "حُب، بُغض" پر یا ان کے ہم معنی پر تو متعدی بالام ہوگا، بشرط یہ کہ اس کے مجرور معناً مفعول ہوا، اور اسم تفضیل کے ماقبل معناً فاعل ہو، جیسے: الشرقي أحبُّ للدين من الغربي أي يحب الشرقي الدين من الغربی اور کبھی لام کے بدلہ میں "الی" آتا ہے، جب اس کے مجرور فاعل معنوی ہو اور اس کے ماقبل مفعول معنوی ہو جیسے: المؤمن أحبُّ إلي اللهِ أي يحب الله المومن من غيره.

اور اگر فعل متعدّی بنفسہ علم پر دال ہو تو ہمیشہ "با" کے ساتھ متعدی ہوگا۔ جیسے: «صَدِيْقِيْ أَعْلَمُ بِيْ، وأَنَا أَعْرَفُ بِهِ وَبِأَحْوَالِهِ»۔ اور اگر اس کے علاوہ کسی اور معنی پر دال ہو تو "لام" کے ساتھ متعدی ہوگا۔ جیسے: «اَلْحَرُّ أَطْلَبُ لِلثَّأْرِ، وَأَدْفَعُ لِلْإِهَانَةِ»۔

اور اگر متعدی بحرف جر معین سے ماخوذ ہو تو اسی حرف جر کے ساتھ متعدی ہوگا۔ جیسے: «كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَزْهَدُ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَأَسْرَعُ إِلَى الْآخِرَةِ هُوَ أَبْعَدُ مِنَ الذَّنْبِ»۔ (النحو الوافی:3/ 307)

ہشتم: مصدر، بشرط آں کہ مفعول مطلق نباشد، عمل فعلش کند، چوں «أعجبنی ضربُ زيدٍ عمرًا»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "اسمائے عاملہ" کی آٹھویں قسم مصدر، اور اس کی شرائط اور کیفیتِ عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

مصدر کی تعریف

مصدر وہ اسم ہے جو حدوث پر دلالت کرے، اور فعل کے لیے ماخذ اور مشتق منہ ہو، جیسے: ضَرْباً.

مصدر کے عمل کے لیے شرائط: مصدر کے عمل کرنے کے لیے چھ شرائط ہیں۔ لیکن صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کو ذکر کیا ہے اور باقی کو بنابر اختصار ترک کیا ہے۔

(1) مفعول مطلق نہ ہو (2) مصغر نہ ہو (3) ضمیر نہ ہو (4) اس کے آخر میں تائے وحدت نہ ہو (5) فاصلہ نہ ہو (6) تثنیہ و جمع نہ ہو۔

کیفیت عمل: مصدر اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔ اگر فعل لازم ہو تو فعل لازم والا عمل کرتا ہے اور اگر فعل متعدی ہو تو فعل متعدی والا عمل کرتا ہے۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ فعل کے فاعل کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اور مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جائز ہے۔

دوسرا فرق: یہ ہے کہ فعل میں ضمیر مستتر ہو سکتی ہے، لیکن مصدر میں ضمیر نہیں ہو سکتی، البتہ اگر فعل کی نائب ہو تو ضمیر مستتر ہو سکتی ہے۔ (اوضح المسالک: ۲/۵)

فائدہ: مصدر کے عمل کی تین صورتیں ہیں:

(1) پہلی صورت: مصدر مضاف ہو پھر اس کی چار صورتیں ہیں:

1- مصدر مضاف ہو فاعل کی طرف اور مفعول بہ مذکور ہو۔ جیسے: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾۔

2- مصدر مضاف ہو فاعل کی طرف اور مفعول بہ مذکور نہ ہو۔ جیسے: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ﴾ أَيْ اِسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ رَبَّهُ۔

3- مصدر مضاف ہو مفعول کی طرف اور فاعل مذکور ہو۔ جیسے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾۔

4- مصدر مضاف ہو مفعول کی طرف اور فاعل محذوف ہو۔ جیسے: ﴿لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ﴾ أَيْ دُعَائِهِ الْخَيْرَ۔ (التصریح علی التوضیح: 3/ 220)

دوسری صورت: کبھی مصدر منون استعمال ہوتا ہے، جیسے: «ضَرْبًا زَیْدٌ»۔ اس وقت بھی یہ اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔

تیسری صورت: مصدر معرف باللام ہو، اس صورت میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ﴾۔ (شرح شذور الذہب:352)

مصدر کی اقسام: مصدر کی نو قسمیں ہیں:

1-مصدر اصلی 2-مصدر میمی 3-مصدر جعلی (صریحی) 4-مصدر متصرف

5-مصدر غیر متصرف 6-مصدر عدد 7-اسم مصدر 8 مصدر مؤول 9-عَلَم مصدر۔

1-مصدر اصلی: مصدر اصلی اس کو کہا جاتا ہے کہ معنی مصدری پر دلالت کرے اور فعل اس سے مشتق ہو، جیسے عام مصادر (ضَرْبٌ، نَصْرٌ وغیرهما)۔

2-مصدر میمی: مصدر میمی اس کو کہا جاتا ہے جس کے شروع میں میم ہو سوائے میم مفاعلہ کے، جیسے: «مَحْسَبٌ»۔

3-مصدر جعلی: مصدر جعلی (صریحی) اس مصدر کو کہا جاتا ہے کہ کسی اسم کے آخر میں یائے مشدّد اور تاء زائدہ لائی جائے، جیسے: «فَاعِلِیَّةٌ، مَفْعُوْلِیَّةٌ»۔ اس میں مبالغہ والا معنی پایا جاتا ہے۔

4-مصدر متصرف: مصدر متصرف اس مصدر کو کہا جاتا ہے جو ترکیب میں مفعول مطلق، فاعل، نائب فاعل وغیرہ واقع ہو۔

5-مصدر غیر متصرف: مصدر غیر متصرف وہ ہے جو ترکیب میں مفعول مطلق کے سوا کچھ بھی واقع نہ ہو، جیسے: «سَعْدَیْكَ، حَنَانَیْكَ، دَوَالَیْكَ، لَبَّیْكَ، أَیْضًا، أَصْلًا، مُعَاذَ، سُبْحَانَ، مُطْلَقًا»۔ یہ نو الفاظ ہمیشہ مفعول مطلق بنیں گے، صرف مطلقا کبھی کبھار حال بھی بن سکتا ہے۔

6-مصدر عدد: مصدر عدد وہ ہے جو ما قبل فعل کے عدد کو بیان کرے، جیسے: ﴿وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾۔ أول مرة نے دخول کے عدد کو بیان کیا، یعنی دخول ایک بار ہوا۔

7-اسم مصدر: اسم مصدر وہ ہے جو معنیٔ مصدری پر دلالت کرے۔ اور ما قبل والا فعل اس سے مشتق نہ ہو۔ یعنی الفاظ میں فعل سے کم ہو۔ جیسے: «كَلَّمْتُ كَلَامًا، سَلَّمْتُ سَلَامًا»۔

8- عَلم مصدر: علم مصدر وہ ہے جو نہ معنیٰ مصدری پر دلالت کرے اور نہ ماقبل فعل اس سے مشتق ہو، بلکہ کسی اور شے کے لیے علم ہو۔ جیسے: سُبْحَانَ یہ علم ہے تسبیح کا۔

9- مصدر مؤول: مصدر مؤول وہ ہے کہ جملہ پر مذکورہ چھ چیزوں میں سے کسی نے داخل ہو کر اس کو مفرد کی تاویل میں کر دیا ہو۔ 1- مَا 2- أَنْ 3- أَنَّ 4- لَوْ 5- كَيْ 6- ہمزہ تسویہ، جیسے: ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾، یہ صِيَامُكُمْ مصدر کی تاویل میں ہے۔

(موسوعہ: 626، جامع الدروس: 3/ 27)

نہم: اسم مضاف، مضاف الیہ را بجر کند، چوں: غُلَامُ زَيْدٍ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض اسماء عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف اور اس کے عمل کی کیفیت کو بیان کرنا اور ایک اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

مضاف کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ

"مضاف" یہ اضافت سے مشتق ہے۔ اور اضافت کا لغوی معنیٰ ہے "نسبت کرنا" اور "مائل کرنا"۔

اصطلاح میں مضاف وہ ہے جس کی نسبت کسی دوسری چیز کی طرف کی جائے بواسطہ تقدیر حرف جر کے۔

بیان اختلاف: مضاف الیہ کے عامل میں اختلاف ہے۔

سیبویہ اور جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان حرف جر مقدر ہے، لیکن مضاف الیہ میں مضاف عامل ہوتا ہے۔

جب کہ زجاج، ابن حاجب اور باقی حضرات فرماتے ہیں کہ مضاف الیہ میں عامل حرف جر مقدر ہے۔ صاحب نحو میر رحمہ اللہ نے جمہور کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ تو اس لیے کہا کہ مضاف، مضاف الیہ کو جر دے گا، لیکن حرف جر مقدر ہے۔ (النحو القرآنی: 310)

بدانکہ ایں جالام بحقیقت مقدر است؛ زیرا کہ تقدیرش آں ست کہ «غُلَامٌ لِزَيْدٍ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمہ اللہ کی غرض ایک اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

اختلاف: ابو حیان اور ابن درستوئی کے نزدیک مضاف و مضاف الیہ کے درمیان حرف جر مقدر نہیں ہوتا۔

جب کہ جمہور نحاۃ کے نزدیک حرف جر باعتبار مقتضی کے مقدر ہوتا ہے۔یعنی اگر تقدیر لام کا تقاضہ کرتا ہو تو لام مقدر ہو گا۔اگر تقدیر فی کا تقاضہ کرتا ہو تو فی مقدر ہو گا اور اگر تقدیر مِن کا تقاضا کرتا ہو تو مِن مقدر ہو گا۔

صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور نحاۃ کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔تو اس لیے کہا کہ "لام" حقیقتاً مقدر ہو گا۔

(النحو القرانی:310)

دہم: اسم تام تمیز را بنصب کند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اسماء عاملہ کی دسویں قسم "اسم تام" اور اس کی کیفیت عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

اسم تام کی تعریف: اسم تام وہ اسم ہے کہ موجودہ حالت میں اس کی اضافت ممکن نہ ہو۔

کیفیت عمل: اسم تام اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے، کیوں کہ اس کی مشابہت فعل کے ساتھ ہے۔یعنی جس طرح فعل فاعل سے تام ہو کر مفعول کو نصب دیتا ہے، اسی طرح اسم تام بھی مندرجہ ذیل اشیاء سے تام ہو کر شبہ مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

> وتمامی اسم با تنوین باشد، چوں «مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرَ رَاحَةٍ سَحَابًا». یا بتقدیر تنوین باشد، چوں: «عندی أحد عشر رجلًا» و«زید أکثر منك مالًا» یا بنون تثنیہ، چوں: «عندی قفیزان برًّا» یا بنون جمع، چوں: ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾ یا بمشابہ نون جمع، چوں: «عندی عشرون درهمًا» تا «تسعون». یا باضافت «عندی ملؤه عسلًا»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض ان اشیاء کو بیان کرنا ہے جن کے ساتھ اسم تام ہوتا ہے۔

تشریح:

اسم چھ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے۔وہ چھ چیزیں مندرجہ ذیل ہیں:

(1) تنوین ملفوظ کے ساتھ، جیسے: «مَافِي السَّمَاءِ قَدْرَ رَاحَةٍ سَحَابًا». ترجمہ: (آسمان میں ہتھیلی کے برابر بادل نہیں ہیں)۔ اس مثال میں راحۃٍ اسم تام ہے۔ اور اس کا تام ہونا تنوین ملفوظ کے ساتھ ہے اور تمییز سحابًا کو نصب دیا ہے۔

نوٹ: اس مثال میں کاتب سے سہو ہوا ہے، یہ اضافت سے تام ہوا ہے نہ کہ تنوین سے۔

(2) تنوین مقدر کے ساتھ، جیسے: «عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا»۔ ترجمہ: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔ اس مثال میں «أحد عشر» مرکب بنائی ہے اور تام ہوا ہے تنوین مقدر کے ساتھ اور «رجلًا» تمییز کو نصب دیا ہے۔

«زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا»۔ ترجمہ: زید تجھ سے مال کے اعتبار سے زیادہ ہے۔ اس مثال میں «أکثر» اسم تام ہے اور تام ہوا ہے تنوین مقدر کے ساتھ، اور «مالًا» تمییز کو نصب دیا ہے۔ اور تنوین مقدر اس لیے ہے کہ «أکثر» اسم تفضیل ہے اور غیر منصرف ہے۔ اور غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی۔

نوٹ: اس مثال میں کاتب سے سہو ہوا ہے یہاں تمیز نسبت سے رفع ابہام کرتے ہے نہ کہ ذات سے اور اسی طریقہ کا "الأخسرین" میں بھی ہے۔

(3) نون تثنیہ کے ساتھ، جیسے: «عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا». ترجمہ: میرے پاس دو قفیز گیہوں کے ہیں۔ اس مثال میں «قفیزان» اسم تثنیہ ہے اور تام ہوا ہے نون تثنیہ کے ساتھ، اور «بُرًّا» تمییز کو نصب دیا ہے۔

(4) نون جمع حقیقی کے ساتھ، یعنی نون جمع مذکر سالم کے ساتھ تام ہو، جیسے: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾. ترجمہ: کیا ہم نے تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں دی جو از روئے اعمال کے خسارے میں ہیں۔

(5) مشابہ نون جمع مذکر سالم کے ساتھ تام ہو، جیسے: «عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا» تا «تِسْعُوْنَ». ترجمہ: "میرے پاس بیس درہم ہیں"۔ اس مثال میں «عشرونَ» اسم تام ہے، اور اس کا تام ہونا مشابہ بنون جمع مذکر سالم کے ساتھ ہے۔ اور «درهمًا» تمییز کو نصب دیا ہے۔

(6) اضافت کے ساتھ تام ہو، جیسے: «عِنْدِيْ مِلْؤُهُ عَسَلًا». ترجمہ: میرے پاس اس چیز کا بھرا ہوا ہے از روئے شہد کے۔ اس مثال میں «ملؤه» اسم تام ہے اور تام ہوا ہے اضافت کے ساتھ۔ اور «عسلًا» تمییز کو نصب دیا ہے۔ (جہد قصیر: 88)

یازدہم: کنایہ از عدد، وآں دو لفظ است: «کم» اور «کذا»

تنبیہ: اسمائے کنایات کی پوری تفصیل واقسام اسم غیر متمکن میں گزر چکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

قسم دوم در عوامل معنوی

بداں کہ عواملِ معنوی بر دو قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض عامل کی دوسری قسم عاملِ معنوی اور اس کی اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

عامل معنوی کی تعریف: «مَایُعْرَفُ بِالْقَلْبِ، وَلَایُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ».

یعنی: دل سے پہچانا جائے اور زبان سے اس کا تلفظ نہ کیا جائے۔

اقسام عامل معنوی

اول: ابتداء، یعنی خلو اسم از عواملِ لفظی کہ مبتداء وخبر را برفع کند، چوں: «زَيْدٌ قَائِمٌ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض عامل معنوی کی پہلی قسم "ابتدا" کی تعریف اور اس کے عمل کی کیفیت کو بیان کرنا ہے۔

ابتدا کی تعریف: ابتدا کا معنی یہ ہے کہ اسم عواملِ لفظیہ سے خالی ہو۔

کیفیت عمل: ابتدا، یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا۔ پھر یہ عامل لفظی سے خالی ہونا مسند الیہ بننے کے لیے ہوگا یا مسند بننے کے لیے ہوگا۔ اگر مسند الیہ بننے کے لیے ہو تو یہ مبتدا کو رفع دیتا ہے، جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ»۔ اور اگر مسند بننے کے لیے ہو تو یہ خبر اور مبتدا کی قسم ثانی کو رفع دیتا ہے، جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ» یا «مَا قَائِمٌ زَيْدٌ»۔ پہلی مثال میں "زید" مبتدا اور "قائم" خبر دونوں ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہیں اور دوسری مثال میں "قائم" مبتدا کی قسم ثانی مرفوع ہے ابتدا کی وجہ سے۔

واں جا گویند کہ «زیدٌ» مبتدا است مرفوع با بتداء، و«قائمٌ» خبر مبتدا است مرفوع با بتداء۔ واں جا دو مذہب دیگر است، یکے آں کہ ابتدا عامل است در مبتدا، و مبتدا در خبر۔ و دیگر آں کہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل است در دیگر

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مبتدا کے عامل کے بارے میں اختلاف کو بیان کرنا ہے۔

بیان اختلاف

مبتدا کے عامل کے بارے میں اختلاف ہے۔ علامہ جار اللہ زمخشری اور علامہ جزولی کے نزدیک مبتدا و خبر دونوں کا عامل معنوی ہے۔ اور اسی کو صاحب نحو میرؒ نے اختیار کیا ہے۔ اسی وجہ سے کہا کہ عامل معنوی یعنی ابتدا مبتدا اور خبر دونوں کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ»، اس مثال میں زیدٌ مبتدا ہے اور قائمٌ اس کی خبر ہے۔ دونوں مرفوع ہیں ابتدا کی وجہ سے۔

امام کسائی اور امام فراء کے نزدیک مبتدا اور خبر دونوں کا عامل لفظی ہے۔ یعنی مبتدا، خبر میں اور خبر، مبتدا میں عامل ہے۔ جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ» میں زید کا عامل قائمٌ اور قائمٌ میں عامل زیدٌ ہے۔ اور امام سیبویہ کے نزدیک مبتدا کا عامل معنوی (ابتداء) ہے اور خبر کا عامل لفظی یعنی مبتدا ہے۔ جیسے: «زَيْدٌ قَائِمٌ»، اس مثال میں «زیدٌ» مبتدا ہے اور اس کا عامل معنوی یعنی ابتدا ہے۔ اور «قائمٌ» کا عامل لفظی، یعنی «زیدٌ» ہے، جو کہ مبتدا ہے۔ اور امام سیبویہ کا مذہب راجح ہے۔

دوم: خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را رفع کند، چوں: «يَضْرِبُ زَيْدٌ»۔ ایں جا یضربُ مرفوع است؛ زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم

تمام شد عوامل نحو، بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض عامل معنوی کی دوسری قسم: "خلو" اور اس کی کیفیت عمل کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

خلو کی تعریف: "خلو" کا معنی ہے فعل مضارع کا عامل ناصب وجازم سے خالی ہونا۔

کیفیتِ عمل: "خلو" یعنی فعل مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا، فعلِ مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے «یَضْرِبُ» مرفوع ہے عاملِ ناصب وجازم سے خالی ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ کوفیین کا مذہب ہے۔ صاحب نحو میرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

بصریین کے نزدیک «یَضْرِبُ» اس لیے مرفوع ہے کہ اسم کی جگہ واقع ہے۔ اور امام کسائی کے نزدیک اس لیے مرفوع ہے کہ حرفِ «اَتین» اس میں عامل ہیں۔ (جہد قصیر: 91)

تمام شد عواملِ نحو، بتوفیق اللہ تعالی وعونہ

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب است، وآں سہ فصل است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مقصود سے فراغت کے بعد خاتمہ کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: خاتمہ مشتمل ہے ایسے فوائد وقواعد پر جن کا یاد کرنا ضروری ہے۔ خاتمہ میں تین فصلیں ہیں:

(1) فصل اول توابع کے بیان میں ہے۔ (2) فصل دوم انصراف وعدم انصراف کے بیان میں ہے۔

(3) فصل سوم حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے۔

فصل اول: در توابع۔ بداں کہ تابع لفظی است کہ دوم از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت، ولفظ سابق را متبوع گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض "فصل اول در توابع" کو بیان کرنا ہے۔

تشریح توابع

تابع کی لغوی واصطلاحی تعریف: تابع کا لغوی معنی ہے: پیروی کرنا۔

اصطلاح میں: تابع ہر وہ دوسرا لفظ ہے پہلے کے اعتبار سے، جس پر اعراب بھی پہلے کا ہو، دونوں کا اعراب ایک جہت سے ہو۔ یعنی جس اعتبار سے پہلے لفظ کو اعراب ملا ہو، اسی اعتبار سے دوسرے لفظ کو بھی ملا ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ»۔ اس مثال میں "رجل" متبوع ہے، اس کو رفع ملا ہے فاعلیت کی بنا پر، اور "عالم" تابع ہے اس کا، اس کو بھی رفع فاعلیت کی بنا پر ملا ہے، دونوں کے اعراب کی جہت ایک ہے۔ پہلے لفظ کو "متبوع" اور دوسرے لفظ کو "تابع" کہا جاتا ہے۔

وحکم تابع آں ست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض تابع کے حکم کو بیان کرنا ہے۔

تابع کا حکم

تابع اعراب میں ہمیشہ اپنے متبوع کے موافق ہوگا۔ اگر متبوع مرفوع ہو تو تابع بھی مرفوع ہوگا، اگر متبوع منصوب ہو تو تابع بھی منصوب ہوگا، اور اگر متبوع مجرور ہو تو تابع بھی مجرور ہوگا۔ جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ» و «رَأَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا» وَ «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ»۔

وتابع پنج نوع است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض توابع کی اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: توابع کی پانچ قسمیں ہیں:

(1) صفت (2) تاکید (3) بدل (4) عطف بحرف (5) عطف بیان۔

وجہ حصر: مقصود بالنسبۃ تابع ہوگا یا متبوع ہوگا یا دونوں ہوں گے۔ اگر مقصود بالنسبۃ تابع ہو تو یہ "بدل" ہے۔ اور اگر مقصود بالنسبۃ متبوع ہو تو پھر تابع تین حال سے خالی نہیں: یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو نفس متبوع یا اس کے متعلق کے اندر ہو، یا متبوع کی تقریر کرے، یا متبوع کی توضیح کرے۔ اول "صفت" ہے، ثانی "تاکید" ہے اور ثالث "عطف بیان" ہے۔ اور اگر تابع و متبوع دونوں مقصود ہوں تو "عطف بحرف" ہے۔ (جہد قصیر: 92)

اول صفت: واو تابعے است کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد۔ چوں: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ» یا «أَبُوْهُ» مثلًا۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض توابع کی پہلی قسم صفت کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

صفت کی تعریف: صفت اصطلاح میں اس تابع کو کہا جاتا ہے کہ جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو معنی اس کے متبوع یا متعلق متبوع میں موجود ہو۔ اول کو "صفت بحالہ" اور دوسری کو "صفت بحال متعلقہ" کہتے ہیں۔

اول کی مثال، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ»۔ ثانی کی مثال، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ»۔

قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد: در تعریف و تنکیر، وتذکیر و تانیث، وافراد و تثنیہ و جمع، در رفع و نصب وجر۔ چوں: «عندی رجلٌ عالمٌ» و «رجلانِ عالمانِ» و «رجالٌ عالمونَ» و «امرأۃٌ عالمۃٌ» و «امرأتان عالمتان» و «نساءٌ عالماتٌ»

اما قسم دوم: موافق متبوع باشد در پنج چیز: تعریف و تنکیر، رفع، نصب، جر۔ چوں: «جاءنی رجلٌ عالمٌ أبوہٗ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

فائدہ: صفت بحال الموصوف میں موصوف، صفت کے درمیان دس چیزوں میں موافقت ضروری ہے: (1) تعریف (2) تنکیر (3) تذکیر (4) تانیث (5) رفع (6) نصب (7) جر (8) واحد (9) تثنیہ (10) جمع۔ ان میں سے بیک وقت چار چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ یعنی تعریف و تنکیر میں سے ایک، تذکیر و تانیث میں سے ایک، رفع، نصب، جر میں سے ایک، واحد، تثنیہ، جمع میں سے ایک۔ جیسے: «عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ» وَ«رَجُلَانِ عَالِمَانِ» وَ«رِجَالٌ عَالِمُوْنَ» وَ«اِمْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ» وَ«اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ» وَ«نِسَاءٌ عَالِمَاتٌ»۔

اور صفت بحال متعلق الموصوف میں موصوف، صفت کے درمیان پانچ چیزوں میں موافقت ضروری ہے: (1) تعریف (2) تنکیر (3) رفع (4) نصب (5) جر۔ اور ان میں سے بیک وقت دو کا پایا جانا ضروری ہے۔ یعنی تعریف و تنکیر میں سے ایک۔ اور رفع، نصب، جر میں سے ایک۔ جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْہٗ»۔

(جامع الدروس: 3/ 169)

بداں کہ: نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد، چوں: «جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ»۔ ودر جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض صفت کی ایک خاص قسم جملہ خبریہ مقتیہ کو بیان کرنا ہے۔
تشریح: صفت کی کل چار تقسیمات ہیں: (1) پہلی تقسیم باعتبار معنی (2) دوسری تقسیم باعتبار لفظ (3) تیسری تقسیم باعتبار افادہ (4) چوتھی تقسیم باعتبار موافقتِ اعراب موصوف۔

1-صفت کی پہلی تقسیم باعتبار معنی:

صفت کی باعتبار معنی دو قسمیں ہیں: (1) صفت بحالہ (2) صفت بحال متعلقہ۔
صفت بحالہ کی تعریف: صفت بحالہ وہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں موجود ہو۔ جیسے: «جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ»۔
صفت بحال متعلقہ کی تعریف: صفت بحال متعلقہ وہ ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متعلقِ متبوع میں موجود ہو، خواہ تعلق نسبی ہو، جیسے: «جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ»۔ یا تعلق ملکی ہو، جیسے: «جَاءَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ»۔

فائدۃ: علامت صفت بحالہ اور متعلقہ: اگر صفت کی ضمیر راجع تھی موصوف کی طرف تو صفت بحالہ ہے جیسے: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔ اور اگر صفت کی فاعل کی ضمیر راجع تھی تو صفت بحال متعلقہ ہے جیسے: ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾۔

قاعدہ برائے صفت بحال متعلقہ

صفت بحال متعلقہ چار چیزوں کی صورت میں ہوگی: (1) فعل کی صورت میں، جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَكْرَمَنِيْ أَبُوْهُ»۔ (2) اسم فاعل کی صورت میں، جیسے: ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾۔ (3) اسم مفعول کی صورت میں، جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوْبٍ غُلَامُهُ»۔ (4) صفت مشبہ کی صورت میں، جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ كَرِيْمٍ أَبُوْهُ»

2-صفت کی دوسری تقسیم باعتبار لفظ:

صفت باعتبار لفظ تین قسم پر ہے: (1) مفرد (2) جملہ (3) شبہ جملہ۔ یعنی صفت کبھی مفرد، کبھی جملہ اور کبھی شبہ جملہ ہوتی ہے۔

(1) صفت مفردہ: صفت جب مفرد ہو تو اس سے مراد دو چیزیں ہیں: 1- مشتق ہو 2- یا مؤول بالمشتق ہو۔

مشتق سے مراد چار چیزیں ہیں: 1- اسم فاعل، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ مُجْتَهِدٌ» 2- اسم مفعول، جیسے: «جَاءَنِیْ خَالِدٌ الْمَحْبُوْبُ» 3- صفت مشبہ، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ» 4- اسم تفضیل، جیسے: «نَدِیْمٌ تِلْمِیْذٌ أَفْضَلُ مِنْ غَیْرِهٖ»۔

مؤول بالمشتق سے مراد دس چیزیں ہیں: 1- مصدر 2- اسم موصول 3- اسم اشارہ 4- لفظ «ذُوْ»

5- اسم منسوب 6- مَا نکرہ مبہمہ 7- لفظ أَيٌّ اور کلٌّ صفتیہ 8- دال بر تشبیہ ہو 9- اسم جنس

10- اسم عدد جب صفت ہو۔

مثالیں: (1) مصدر اگر صفت ہو تو اس کے لیے تین شرطیں ہیں: 1- فعل ثلاثی کا مصدر ہو یا ثلاثی کے وزن پر ہو۔ 2- مصدر میمی نہ ہو۔ 3- مؤنث اور تثنیہ، جمع نہ ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَدْلٌ»، أی عادلٌ۔

(2) اسم موصول، جیسے: ﴿لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ﴾، أَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ۔

(3) اسم اشارہ، جیسے: ﴿بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ﴾، أَیِ الْمُشَارِ إِلَیْهَا۔

(4) لفظ ذو بمعنی صاحب، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ ذُوْ مَالٍ» أَیْ صَاحِبُ مَالٍ۔

(5) اسم منسوب، جیسے: «رَأَیْتُ رَجُلًا دِمِشْقِیًّا» أَیْ مَنْسُوْبًا إِلٰی دِمِشْقَ۔

(6) ما نکرہ مبہمہ، جیسے: «رَأَیْتُ رَجُلًا مَّا» أَیْ رَجُلًا مُطْلَقًا۔

(7) لفظ أَيٌّ اور کلٌّ صفتی، جیسے: «جَاءَ رَجُلٌ أَیُّ رَجُلٍ» أَیْ کَامِلٌ فِی الرَّجُوْلِیَّةِ۔ «جَاءَ رَجُلٌ کُلُّ رَجُلٍ» أَیْ کَامِلٌ فِی الرَّجُوْلِیَّةِ۔

(8) دال بر تشبیہ ہو، جیسے: «جَاءَ رَجُلٌ أَسَدٌ» أَیْ شُجَاعٌ۔

(9) اسم جنس ہو، جیسے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾ أَیْ ذٰلِكَ الْمَكْتُوْبُ۔

(10) اسم عدد ہو، جیسے: «مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ» أَیْ مَعْدُوْدَاتٍ بِالْأَرْبَعِ۔

(2)صفت جب جملہ ہو: صفت جب جملہ واقع ہو تو اس کے لیے تین شرائط ہیں: 1- موصوف نکرہ ہو 2- جملہ خبریہ ہو 3- جملہ عائد پر مشتمل ہو۔ یعنی جملہ میں ایسی ضمیر ہو جو راجع ہو موصوف کی طرف۔ پھر عائد خواہ ضمیر بارز ہو یا ضمیر مستتر ہو یا ضمیر مقدر ہو۔ یا یہ جملہ قائم مقام عائد پر مشتمل ہو قائم مقام عائد سے مراد الف لام ہے جملہ صفتیہ بھی عام ہے خواہ فعلیہ ہو، جیسے: ﴿جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ﴾۔ یا اسمیہ ہو، جیسے: «جَاءَنِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ»۔

(3)صفت شبہ جملہ ہو: شبہ جملہ سے مراد ظرف اور جار و مجرور ہیں۔ شبہ جملہ جب صفت ہو تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ موصوف نکرہ ہو۔ جیسے: ﴿غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾۔

(جامع الدروس:۳/ ۱۶۷، موسوعہ: ص:۶۸۸، النحو الوافی:۳/ ۳۵۶)

3- صفت کی تیسری تقسیم باعتبار افادہ:

صفت باعتبار افادہ آٹھ قسم پر ہے: (1)صفت مخصصہ (2)صفت موضحہ (3)صفت کاشفہ (4)صفت مادحہ (5)صفت ذامہ (6)صفت مؤکدہ (7)صفت مبینہ (8)صفت مفیدہ للترحم۔

1- صفت مخصصہ: صفت مخصصہ وہ ہے جو اپنے موصوف میں تخصیص پیدا کرے، جیسے: ﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾۔

2- صفت موضحہ: صفت موضحہ وہ ہے جو اپنے موصوف کی وضاحت کرے، جیسے: ﴿وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ﴾۔

3- صفت کاشفہ: صفت کاشفہ وہ ہے جو اپنے موصوف کی تعریف و کشف کرے، جیسے: «اَلْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ يَحْتَاجُ إِلَى الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ»۔

4- صفت مادحہ: صفت مادحہ وہ ہے جو اپنے موصوف کی مدح بیان کرے، جیسے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔

5- صفت ذامہ: صفت ذامہ وہ ہے جو اپنے موصوف کی مذمت بیان کرے، جیسے: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾۔

6- صفت مؤکدہ: صفت مؤکدہ وہ ہے جو اپنے موصوف کی تاکید کرے، جیسے: ﴿نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾۔

7-صفت مبینہ للمقصود: وہ ہے جو متکلم کے مقصود کو بیان کرنے کے لیے لائی جاتی ہے، جیسے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ﴾ میں "دابة" اسم جنس ہے اور اسم جنس میں دونوں احتمال ہوتے ہیں، فردیت اور جنسیت کا، صفت کے ذکر کرنے سے تعیین ہوگئی مقصود متکلم کا کہ جنسیت ہے، فردیت نہیں ہے۔

8-صفت مفیدہ للترحم: صفت مفیدہ للترحم وہ ہے جو اپنے موصوف پر رحم کھانے کے لیے لائی جائے، جیسے: «اَللّٰهُمَّ أَنَا عَبْدُكَ الْمِسْكِيْنُ»۔ (حاشیۃ الصبان: 3/ 87، مختصر المعانی: ص:87)

4-صفت کی چوتھی تقسیم باعتبار موافقت اعرابِ موصوف:

صفت باعتبار موافقت اعرابِ موصوف تین قسم پر ہے:

1-صرف موصوف کے لفظ کے تابع ہو۔ یہ ہر وہ معرب ہے جس کے لیے ایسا محل اعراب نہ ہو جو موصوف کی مخالفت کرے۔ جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ الْعَالِمُ»۔

2-صرف موصوف کے محل کے تابع ہو۔ یہ تمام مبنیات، مشابہ مبنیات اور غیر منصرف میں ہوگا۔ جیسے: «مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ الْعَالِمِ»۔

3-موصوف کے لفظ اور محل دونوں کا تابع ہو۔ یہ چار جگہوں میں ہوگا: ۱۔لائے نفی جنس کے اسم میں جیسے: «لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ»، ۲۔ اور منادی میں جیسے: «يَا زَيْدُ الْحَارِثُ الْحَارِثَ»، ۳۔وہ اسم میں جس کی طرف اسم فاعل مضاف ہو جیسے: زَيْدٌ ضاربُ عمروٍ العالمِ ۴۔وہ اسم میں جس کی طرف مصدر کی اضافت کی گئی ہو، جیسے: ضربَ زيداً العالمِ. (الاشباہ والنظائر: ۲/۹۶)

قواعد صفت

قاعدہ نمبر 1: مسئلہ توصیف میں اسماء چند قسم پر ہیں:

(1) وہ اسما جو موصوف وصفت دونوں بن سکتے ہیں، جیسے: اسمائے اشارات موصوف واقع ہوں، جیسے ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾۔ صفت واقع ہوں، جیسے: ﴿مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا﴾۔

(2) وہ اسما جو صرف صفت واقع ہو سکتے ہیں، وہ اَیُّ صفتیہ کمالیہ ہے۔ جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَيِّ رَجُلٍ»۔

(3) وہ اسما جو صرف موصوف واقع ہو سکتے ہیں، وہ اعلام ہیں۔

(4) وہ اسما جو نہ موصوف واقع ہوتے ہیں اور نہ صفت، وہ اسمائے ضمائر ہیں۔ (النحو الوافی: 3/331)

قاعدہ نمبر 2: کبھی کبھار موصوف وصفت کے درمیان آٹھ چیزوں سے فاصلہ لایا جاتا ہے۔

(1) فاعل کے ساتھ، جیسے: ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾۔ (یہاں «نَفْسًا» موصوف ہے، «لم تکن» إلخ جملہ اس کی صفت ہے۔ اور دونوں کے درمیان «ایمانھا» فاعل کے ساتھ فاصلہ لایا گیا ہے)۔

(2) مبتدا کے ساتھ، جیسے: ﴿اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ (یہاں اسم جلالہ «اللهِ» موصوف ہے اور «فاطرِ» اس کی صفت ہے۔ اور ان کے درمیان «شکٌّ» مبتدا کے ساتھ فاصلہ لایا گیا ہے)۔

(3) خبر کے ساتھ، جیسے: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾۔ (یہاں اسم جلالہ «الله» موصوف ہے اور «الحیّ» اس کی صفت ہے اور دونوں کے درمیان «لا إله إلا هو» خبر کے ساتھ فاصلہ لایا گیا ہے۔

(4) مفعول بہ کے ساتھ، جیسے: ﴿يُوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ﴾ (بقراءة الرفع)۔ (یہاں اسم جلالہ «الله» موصوف ہے اور «الحقُّ» اس کی صفت ہے اور ان کے درمیان فاصلہ «دینهم» مفعول بہ کے ساتھ لایا گیا ہے۔

(5) صفت کے معمول کے ساتھ، جیسے: ﴿ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ﴾۔ (یہاں «حشرٌ» موصوف اور «یسیرٌ» صفت ہے۔ اور ان کے درمیان فاصلہ «علینا» کے ساتھ لایا گیا ہے، جو «یسیرٌ» سے متعلق ہوتا ہے)۔

(6) استثناء کے ساتھ، جیسے: ﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾۔ غیرُ بقراءة الرفع ہے۔ (یہاں «بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ» موصوف ہے اور «غیرُ» اس کی صفت ہے اور ان کے درمیان استثناء یعنی «مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ» سے فاصلہ لایا گیا ہے)۔

(7) جملہ معترضہ کے ساتھ، جیسے: ﴿وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ﴾۔ (یہاں «قسمٌ» موصوف ہے «عظیمٌ» اس کی صفت ہے۔ اور ان کے درمیان «لو تعلمون» جملہ معترضہ کے ساتھ فاصلہ لایا گیا ہے)۔

(8) واؤ زائدہ تاکیدیہ کے ساتھ، جیسے: ﴿وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾۔ (یہاں «سبعةٌ» موصوف اور «ثامنهم» اس کی صفت ہے، اور ان کے درمیان واؤ زائدہ تاکیدیہ کے ساتھ فاصلہ لایا گیا ہے)۔ (النحو الوافی: 3/309)

قاعدہ نمبر 3: کبھی کبھار صفت مضاف و مضاف الیہ دونوں کے لیے بنتی ہے۔ جیسے: «عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ»۔ اور کبھی صرف مضاف کے لیے صفت بنتی ہے۔ جیسے: ﴿وَكَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾۔ اور کبھی صرف مضاف الیہ کے لیے صفت بنتی ہے۔ جیسے: «غَسْلُ الْأَعْضَاءِ الثَّلَاثَةِ»۔ (منہاج الکامل: 371)

قاعدہ نمبر 4: کبھی موصوف کو حذف کیا جاتا ہے، لیکن یہ اس وقت جائز ہے جب صفت کے ذکر کرنے سے موصوف کا علم ہو سکے۔ جیسے: ﴿أَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ﴾ أَيْ دُرُوْعًا سَابِغَاتٍ۔ اور کبھی صفت کو حذف کیا جاتا ہے، جیسے: ﴿يَأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا﴾ أَيْ سَفِيْنَةٍ طَيِّبَةٍ۔ اور جہاں بھی صیغہ صفت مذکور ہو تو اس سے پہلے موصوف ضرور ہو گا۔ اگر مذکور نہ ہو تو محذوف نکالا جائے گا۔ جیسے: «اَلْأَوَّلُ» أَيْ الْقِسْمُ الْأَوَّلُ۔
(جامع الدروس: 3/ 175، منہاج الکامل: 369، مغنی اللبیب: 2/ 719، 720، موسوعہ: 691، النحو الوافی: 3/ 351، 352)

قاعدہ نمبر 5: صفت بحالہ میں اگر لفظ "مثل" صفت واقع ہو تو افراد، تثنیہ اور جمع میں موصوف کے ساتھ موافقت ضروری نہیں ہے۔ مفرد کی مثال، جیسے: ﴿فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ﴾۔ تثنیہ کی مثال، جیسے: ﴿فَقَالُوْا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾۔ جمع کی مثال، جیسے: ﴿فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ﴾۔ اور اگر موصوف لفظا مونث ہو معنا مذکر ہو تو موصوف کے ساتھ تذکیر و تانیث میں صفت کی مطابقت ضروری نہیں جیسے: بَلْدَةٌ مَيِّتٌ۔ اور اگر اسم جنس جمعی موصوف واقع ہو تو اسکی صفت کو افراد، تثنیہ اور جمع میں موصوف کے ساتھ موافقت ضروری نہیں ہے یعنی کبھی اسکی صفت مفرد آتی ہے جیسے: ﴿يقولوا سحابٌ مرقومٌ﴾۔ اور کبھی جمع آتی ہے جیسے: ﴿حتىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سحاباً ثِقَالاً﴾ (النحو القرانی: 337)

قاعدہ نمبر 6: کبھی کبھار صفت کو موصوف سے مقدم کیا جاتا ہے، لیکن یہ اس وقت جائز ہے جب صفت موصوف کے عامل کے لیے معمول بن سکے۔ جیسے: ﴿وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ﴾ أَيْ سُوْدٌ غَرَابِيْبُ۔ اگر صفت کو مقدم کیا جائے تو پھر ان کو موصوف وصفت نہیں کہا جائے گا۔ پھر دیکھا جائے گا اگر دونوں معرفہ ہوں تو اکثر صفت بدل بنے گا اور موصوف مبدل منہ بنے گا۔ اور اگر دونوں نکرہ ہوں تو صفت حال بنے گا اور موصوف ذوالحال بنے گا۔
(النحو الوافی: 3/ 355)

قاعدہ نمبر 7: کبھی کبھار صفت کو اپنے موصوف سے منقطع کیا جاتا ہے۔ اور اس کو مرفوع یا منصوب پڑھا جاتا ہے۔ اور اس صفت کو صفت منقطعہ کہتے ہیں۔

صفت منقطعہ تین چیزوں کے لیے آتی ہے:

(1) مدح کے لیے، جیسے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ (2) ذم کے لیے، جیسے: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾۔ (3) ترحم کے لیے، جیسے: «مَرَرْتُ بِزَيْدِ الْمِسْكِيْنِ»۔

(جامع الدروس: 3/ 173، موسوعہ: 689)

قاعدہ نمبر 8: جب موصوف جمع لا یعقل (غیر عاقل) ہو تو اس کی صفت جمع مؤنث اور واحدہ مؤنثہ دونوں لانا جائز ہے۔ جیسے: «خُيُوْلٌ سَابِقَةٌ» اور «خُيُوْلٌ سَابِقَاتٌ»۔

قاعدہ نمبر 9: اسم جمع کی صفت واحد مذکر اور جمع مذکر سالم دونوں لانا جائز ہے۔ جیسے: «اَلْقَوْمُ الصَّالِحُ» اور «اَلْقَوْمُ الصَّالِحُوْنَ»۔

(جامع الدروس: 3/ 173، موسوعہ: 690)

قاعدہ نمبر 10: جمع مذکر لا یعقل (غیر عاقل) کی صفت الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے: «اَلْاَسْمَاءُ الْمَرْفُوْعَاتُ»۔ «اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَاتُ»۔

«تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ»

دوم: تاکید، و او تابعے است کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول، تا سامع را شک نماید

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض توابع کی دوسری قسم "تاکید" اور اس کی تعریف بیان کرنا ہے۔

تشریح:

تاکید کی تعریف: تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی حالت کو ثابت اور پختہ کرے، نسبت میں یا شمول افراد میں؛ تاکہ سننے والے کو کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

نسبت میں متبوع کو پختہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سامع کے نزدیک یہ امر ثابت ہو جائے کہ منسوب الیہ اس نسبت میں متبوع ہے، کوئی اور نہیں ہے۔ جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ» یہاں زید ثانی نے حال متبوع کو اس بات میں پختہ کیا ہے کہ منسوب الیہ "زید" ہے کوئی اور نہیں ہے۔

یہ نسبت میں متبوع کو پختہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سامع کے نزدیک یہ امر ثابت ہو جائے کہ منسوب اس نسبت میں متبوع ہے، کوئی اور نہیں ہے۔ جیسے: «ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ» یہاں ضَرَبَ ثانی (تاکید) نے ضَرَبَ اول (متبوع) کے حال کو اس بات میں پختہ کیا ہے کہ زید کی طرف منسوب فقط ضَرَبَ ہے، نہ کہ «نَصَرَ وَعَلِمَ» وغیرہما۔
اور شمول افراد کی پختگی کا مقصد یہ ہے کہ سامع کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ مراد تمام افرادِ متبوع ہیں، نہ کہ بعض۔ یعنی متبوع کا حکم اس کے تمام افراد کو شامل ہے، کوئی فرد اس سے خارج نہیں ہے۔ جیسے: «جَاءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ» اس مثال میں «كُلُّهُمْ» سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قوم جو کہ متبوع ہے اس کا حکم (مجیئت) اس کے تمام افراد کو شامل ہے، کوئی فرد اس سے خارج نہیں ہے۔ یعنی آنے میں قوم کے سارے افراد شریک ہیں۔

وتاکید بر دو قسم است: لفظی و معنوی

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر ؒ کی غرض تاکید کی تقسیم بیان کرنا ہے۔

تشریح: تاکید کی قسمیں:

تاکید کی دو قسمیں ہیں: (1) تاکید لفظی (2) تاکید معنوی۔

تاکید لفظی بتکرار لفظ است، چوں «زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ» و «ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ» و «إِنَّ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ»۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض تاکید کی پہلی قسم (تاکید لفظی) کی تعریف اور اس کی مثالوں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

تاکید لفظی کی تعریف: تاکید لفظی وہ ہے کہ لفظ اول کو مکرر ذکر کیا جائے، خواہ اسم ہو۔ جیسے: «زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ»۔ یا فعل ہو۔ جیسے: «ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ»۔ یا حرف ہو۔ جیسے: «إِنَّ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ»۔

وتاکید معنوی بانہ لفظ است: نفسٌ، عینٌ، کلا، کلتا، کلٌّ، أجمع، أکتع، وأبتع وأبصع۔ چوں: جاءنی زیدٌ نفسُہ وجاءنی الزیدانِ أنفسهما وجاءنی الزیدون أنفسهم۔ وعینٌ رابریں قیاس کن۔ وجاءنی الزیدان کلاهما والهندان کلتاهما، وجاءنی القومُ کلُّهم أجمعون وأکتعون وأبتعون وأبصعون

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض تاکید کی دوسری قسم (تاکید معنوی) کی تعریف، ... مثالوں کو ذکر فرمانا ہے۔

تشریح:

تاکید معنوی کی تعریف: تاکید معنوی وہ ہے جس میں لفظ متبوع مکرر نہیں ہوتا، بلکہ تکرار معنی ہوتا ہے۔ اور معنی متبوع تابع سے پختہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ متبوع اور تابع معناً ایک ہوتے ہیں۔

تاکید معنوی کے لیے نو مخصوص الفاظ ہیں: (1) نَفْسٌ، (2) عَیْنٌ، (3) کِلَا، (4) کِلْتَا، (5) کُلٌّ، (6) أَجْمَعُ، (7) أَکْتَعُ، (8) وأَبْتَعُ (9) وأَبْصَعُ۔

تاکید معنوی کی مثالیں: (1) «جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ» (آیا میرے پاس زید خود)۔ یعنی بذات خود آیا۔ اس مثال میں «زیدٌ» متبوع اور مؤکد ہے اور «نفسه» تابع اور تاکید ہے۔

(2) «جَاءَنِی الزَّیْدَانِ أَنْفُسُهُمَا» (آئے میرے پاس دو زید بذات خود)۔ یعنی دو زید بذات خود میرے پاس آئے۔ اس مثال میں «الزیدان» متبوع اور مؤکد ہے اور «أنفسهما» تابع اور تاکید ہے۔

(3) «جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ» (آئے میرے پاس وہ سب زید بذات خود)۔ یعنی وہ سب بذات خود میرے پاس آئے۔ اس مثال میں «الزیدون» متبوع اور مؤکد ہے اور «أنفسهم» تابع اور تاکید ہے۔

اور لفظ «عینٌ» بھی «نفسٌ» کی طرح ہے، لھذا اس پر قیاس کرو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ عَیْنُهٗ، جَاءَنِی الزَّیْدَانِ أَعْیُنُهُمَا، جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ أَعْیُنُهُمْ»۔

«جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا» (دونوں زید میرے پاس آئے)۔

«جَاءَتْنِیْ هِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا» (دونوں ہندہ میرے پاس آئیں)۔

«جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ وَأَکْتَعُوْنَ وَأَبْتَعُوْنَ وَأَبْصَعُوْنَ» (میرے پاس قوم کے تمام افراد آئے)۔ اصل ترجمہ ہے: (میرے پاس پوری قوم آئی)۔

فائدہ: أجمع، أکتع، وأبتع وأبصع یہ سب "تمام" کے معنی میں ہیں۔

وکلا وکلتا خاصند بمثنی، بداں کہ: أکتع، وأبتع وأبصع اتباع‌اند بہ جمع، پس بدون «أجمع» ومقدم بر

«اجمعہم» نہ باشد

غرض مصنف یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض ایک فائدہ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

• «نفسٌ» و «عینٌ»: نفس وعین باب تاکید میں بمعنی ذات ہیں اور ان کے ذریعے تاکید لانے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذریعے مجاز، نسیان یا سہو کے احتمال کو دور کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ «جَاءَنِیْ زَیْدٌ» میں سامع یہ گمان کر سکتا ہے کہ آنے کی نسبت جو زید کی طرف ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ نسبت مجاز، نسیان یا سہو کی بنا پر ہو، لیکن اس کے بعد نفسٌ وعینٌ کو بطور تاکید لایا گیا تو یہ سب احتمالات ختم ہو گئے۔ اور یہ بات پختہ ہو گئی کہ آنے والا بذات خود زید ہے۔ یعنی اسناد حقیقی ہے نہ کہ مجازی وغیرہ۔

نفس اور عین کے لیے شرط یہ ہے کہ مضاف ہوں ضمیر کی طرف، جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ»۔

کلا اور کلتا: سے تثنیہ کی تاکید لائی جاتی ہے۔ کلا مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کلتا مؤنث کے لیے۔ اور ان کے ذریعے تاکید لانے کا فائدہ یہ ہے کہ حکم کو دو متبوعوں کے لیے بیک وقت ثابت کیا جاتا ہے۔ جیسے اگر کوئی کہے کہ «جَاءَنِی الزَّیْدَانِ» تو سامع انکار یا وہم کر سکتا ہے کہ آنے والا ایک ہے، لیکن جب متکلم نے کہا کہ «جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاھُمَا» تو انکار یا وہم ختم ہو جاتا ہے۔

کلا اور کلتا: جب تاکید کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تو ان کے لیے چار شرطیں ہیں:

(1) ان کا مؤکد ایسی چیز ہو جو تثنیہ پر دلالت کرے۔

(2) ان کا مسند ایسی چیز ہو جو ایک سے بھی صادر ہو سکے۔ تاکہ ان کے ذریعے تاکید لانے میں فائدہ ہو۔ احترازی مثال: «تَخَاصَمَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا» کیوں کہ تخاصم باب تفاعل ہے، جو فعل من الجانبین کا مقتضی ہے۔

(3) ان کا مسند مختلف نہ ہو۔ احتراز آیا «مَاتَ زَیْدٌ وَعَاشَ عَمْرٌو کِلَاھُمَا» سے۔

(4) کلا اور کلتا ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہوں جس کا مرجع متبوع ہو۔ جیسے: «جَاءَنِی الزَّیْدَانِ کِلَاھُمَا، و جَاءَتْنِیْ ھِنْدَانِ کِلْتَاھُمَا»۔

کلٌّ: لفظ کلٌّ سے تاکید لانے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ احاطہ اور شمول پر دلالت کرتا ہے۔ اور عدم ارادہ شمول کے وہم کو دور کرتا ہے۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ»۔ اس مثال میں لفظ قوم اگر چہ اپنے تمام افراد کو شامل ہے۔ لیکن کبھی کبھار اکثر افراد پر قوم کا لفظ بولا جاتا ہے۔ تو اس وقت یہ وہم ہوتا ہے کہ قوم کے تمام افراد نہیں آئے، بلکہ بعض آئے ہیں۔ اس وہم سے بچنے کے لیے «کلھم» کو لایا گیا۔ تو اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ تمام افرادِ قوم مراد ہیں۔

کلٌّ کے تاکید کے لیے استعمال ہونے کی تین شرائط ہیں:

(1) کلٌّ کا متبوع تثنیہ نہ ہو۔ پھر عام ہے خواہ مفرد ہو یا جمع۔

(2) کلٌّ کا متبوع ایسی چیز ہو جو بذات خود یا اپنے عامل کے اعتبار سے تجزی اور تقسیم کو قبول کرے۔ تو احتراز آیا «جَاءَنِیْ زَیْدٌ کُلُّهٗ» سے۔

(3) کلٌّ متبوع کی ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ تو احتراز آیا ﴿اِنَّا کُلًّا فِیْهَآ﴾ سے۔ (کُلًّا والی قراءت عند البعض ہے)۔

بذات خود تقسیم کو قبول کرنے والے متبوع کی مثال، جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ»۔

اپنے عامل کے اعتبار سے تجزی اور تقسیم کو قبول کرنے والے متبوع کی مثال، جیسے: «اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ»۔

اس مثال میں اگر چہ "عبد" بذات خود تجزی اور تقسیم کو قبول نہیں کرتا، لیکن اپنے عامل "اشتریت" کے اعتبار سے تجزی کو قبول کرتا ہے۔

أجمعُ: أجمعُ غالباً کلٌّ کے بعد آتا ہے، تاکہ تاکید میں مزید قوت پیدا ہو؛ کیوں کہ باب تاکید میں "کل" جمیع اور تمام کے معنی میں آتا ہے۔

اور أجمعُ "کل" کے بغیر بھی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ﴿وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ﴾۔

فائدہ: أکتع، أبتع، أبصع: یہ تینوں أجمع کے تابع ہیں۔ تو اس لیے أجمع کے بغیر بھی استعمال نہیں ہوتے اور اس سے مقدم بھی نہیں ہوسکتے۔

فائدہ: اگر ضمیر مرفوع متصل کی تاکید نفسٌ اور عینٌ سے لائی جائے تو پہلے اس متصل کی منفصل سے تاکید لائی جائے گی، پھر نفسٌ اور عینٌ سے۔ جیسے: «زَیْدٌ ضَرَبَ ھُوَ نَفْسُهٗ»۔

فائدہ: نفسٌ اور عینٌ پر اکثر باء زائدہ داخل ہوتی ہے، جیسے: «جَاءَ زَیْدٌ بِنَفْسِهٖ»۔

(جہد تقصیر:95، جامع الدروس:3/ 176)

سوم: بدل، واو تابعے است کہ مقصود بنسبت او باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض توابع کی تیسری قسم "بدل" کو بیان کرنا ہے۔

بدل:

بدل کی تعریف: بدل وہ تابع ہے کہ نسبت سے مقصود یہی ہو اور متبوع (مبدل منہ) کو بطور تمہید کے ذکر کیا جائے۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ أَخُوْكَ»۔ یہاں اصل مقصود نسبت سے «أَخُوْكَ» ہے، لیکن «زَیْدٌ» مبدل منہ (متبوع) کو بطور تمہید کے ذکر کیا گیا ہے۔

وبدل بر چہار قسم است: بدل الکل، بدل البعض وبدل الاشتمال وبدل الغلط

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض بدل کی قسموں کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: بدل کی قسمیں:

بدل کی چار قسمیں ہیں: 1-بدل الکل 2-بدل البعض 3-بدل الاشتمال 4-بدل الغلط۔

وجہ حصر: بدل دو حال سے خالی نہیں: مبدل منہ اور بدل کا مدلول ایک ہو گا یا نہیں۔ اگر ایک ہو تو بدل الکل ہے۔ اور اگر ایک نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ بدل مبدل منہ کا بعض ہے یا نہیں۔ اگر بعض ہو تو یہ بدل البعض ہے۔ اور اگر بعض نہ ہو تو پھر دیکھا جائے گا کہ مبدل منہ اور بدل کے درمیان کلیت اور جزئیت کے علاوہ اور کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اگر تعلق ہو تو بدل الاشتمال ہے، اور اگر کوئی اور تعلق نہ ہو تو بدل الغلط ہے۔

بدل الکل آں است کہ مدلولش مبدل منہ باشد، چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ أَخُوْكَ

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض قسمِ اول "بدل الکل" کی تعریف کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

بدل الکل کی تعریف: بدل الکل وہ ہے کہ مبدل منہ اور بدل کا مصداق ایک ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ أَخُوْكَ» (آیا میرے پاس زید، یعنی تیرا بھائی)۔ اس مثال میں «زَیْدٌ» مبدل منہ اور «أَخُوْكَ» بدل ہے۔ اور دونوں کا مصداق ایک ہے، یعنی ذاتِ زید۔

وبدل البعض آں است کہ مدلولش جزء ومبدل منہ باشد، چوں «ضُرِبَ زیدٌ رأسهُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض قسمِ دوم بدل البعض کی تعریف کو ذکر کرنا ہے۔

بدل البعض کی تعریف

بدل البعض وہ ہے جس کا مصداق مبدل منہ کے مصداق کا بعض (جزء) ہو۔ جیسے: «ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهُ» اس مثال میں «زَیْدٌ» مبدل منہ ہے اور «رَأْسُهُ» بدل البعض ہے؛ کیوں کہ «رأس» زید کا بعض ہے۔ (معنی یہ ہوگا: "مارا گیا زید یعنی اس کا سر")۔

وبدل الاشتمال آں است کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد، چوں «سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض تیسری قسم "بدل الاشتمال" کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

بدل الاشتمال کی تعریف

بدل الاشتمال وہ ہے جس کا تعلق مبدل منہ سے اس طور پر ہو کہ مبدل منہ کی طرف نسبت کرنے سے بدل کا اجمالاً تصور ذہن میں آجائے۔ خواہ بدل مبدل منہ کو شامل ہو، جیسے: «سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهُ» ترجمہ: "چھینا گیا زید یعنی اس کا کپڑا"۔ اس مثال میں «زید» مبدل منہ ہے اور «ثوب» بدل الاشتمال ہے؛ کیوں کہ ثوب نہ زید کا کل ہے اور نہ اس کا جزء، بلکہ مبدل منہ کا متعلق ہے۔

یا مبدل منہ بدل کو شامل ہو، جیسے: ﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ﴾۔ (وہ پوچھتے ہیں آپ سے شہر حرام یعنی اس میں قتال کے بارے میں)۔ اس مثال میں «الشَّهْرِ الْحَرَامِ» مبدل منہ ہے اور «قتال فیه» اس سے بدل الاشتمال ہے۔ کیوں کہ «الشَّهْرِ الْحَرَامِ» نہ «قِتَالٍ» کو شامل ہے، نہ اس کا جزء ہے اور نہ کل۔

وبدل الغلط: آں است کہ بعد از غلط بلفظی دیگر یاد کنند، چوں «مررتُ برجلٍ حمارٍ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میرؒ کی غرض قسم چہارم "بدل الغلط" کی تعریف کرنا ہے۔

تشریح: چوں کہ "بدل الغلط" بدل مبائن کی ایک قسم ہے، اس لیے پہلے بدل مبائن اور اس کے بعد "بدل الغلط" کی تعریف کی جائے گی۔

بدل مبائن کی تعریف

بدل مبائن وہ ہے جو مبدل منہ کا مخالف ہو، یعنی نہ اس کا عین ہو، نہ بعض ہو اور نہ ہی اس کو شامل ہو۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں: 1- بدل الغلط 2- بدل النسیان 3- بدل الاضطراب۔

(1) بدل الغلط کی تعریف: بدل الغلط وہ ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے، جیسے: «مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ»۔ اس مثال میں «رجلٍ» مبدل منہ ہے اور «حمارٍ» بدل الغلط ہے۔ یعنی متکلم کو اول ہی سے حمار کہنا تھا، مگر غلطی سے مبدل منہ (رجل) کہہ دیا۔ لیکن جب فوراً غلطی کا احساس ہوا تو بدل الغلط سے اس غلطی کو زائل کر دیا۔

(2) بدل النسیان کی تعریف: بدل النسیان وہ ہے کہ متکلم بھول کی وجہ سے متبوع کا قصد کرے، لیکن یاد آنے پر تابع کو ذکر کرے۔ جیسے: «أَكَلْتُ خُبْزًا لَحْمًا»۔ ترجمہ: "کھائی میں نے روٹی یعنی گوشت"۔ اس مثال میں «خبزًا» مبدل منہ ہے اور «لحمًا» بدل ہے۔

بدل الغلط اور بدل النسیان میں فرق: بدل نسیان کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور بدل الغلط کا تعلق زبان سے ہوتا ہے۔

(3) بدلِ اضطراب کی تعریف: بدل الاضطراب وہ ہے کہ متکلم قصداً مبدل منہ کو ذکر کرے، پھر غلطی کے وہم کی وجہ سے بدل کو ذکر کرے۔ «أَعْطِنِيْ مَالًا»۔ اس کی بجائے «أَعْطِنِيْ مَالًا أَكْلًا» کہنا چاہیے تھا۔

قاعدہ نمبر 1: بدل الکل میں بدل ومبدل منہ کے درمیان افراد، تثنیہ وجمع، تذکیر وتانیث میں موافقت ضروری ہے۔ البتہ اگر ان میں سے ایک مصدر ہو یا اس سے تفصیل کرنے کا ارادہ ہو تو پھر موافقت ضروری نہیں ہے۔ مصدر کی مثال، جیسے: ﴿مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ﴾۔ تفصیل کی مثال، جیسے: «أَنْتَ ذُوْ رِجْلَيْنِ: رِجْلٍ صَحِيْحَةٍ وَرِجْلٍ شَلَّةٍ»۔ اور اگر بدل الکل نہ ہو تو پھر موافقت ضروری نہیں ہے۔ اس کی مثال، جیسے: «سَرَّنِيْ عُلَمَاءُ كِتَابُهُمْ»۔

قاعدہ نمبر 2: فعل کو فعل سے بدل بنانا جائز ہے، جب کہ دوسرے فعل میں زیادہ بیان پایا جائے۔ جیسے
﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾۔ یہاں «یلق» فعل مبدل منہ ہے۔ اور «یضاعف» بدل ہے۔ (اور بدل الکل ہے)۔ اور اسی طرح جملہ کو جملہ سے اور جملہ کو مفرد سے بدل بنانا بھی درست ہے۔ جیسے:
﴿اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝﴾۔ اس مثال میں پہلا «أمدکم» مبدل منہ اور دوسرا «أمدکم» اس سے بدل البعض ہے۔

اور مفرد کو جملے سے بدل لانا بھی جائز ہے۔ جیسے: ﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝﴾۔ یہاں «کیف خلقت» کو «اِبلِ» سے بدل بنایا گیا ہے۔

قاعدہ نمبر 3: مبدل منہ جب معرفہ ہو تو بدل کو صفت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اور یہ بدل الکل کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: ﴿لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ﴾۔

(جامع الدروس: 3/ 178، جہد تقصیر: 96)

قاعدہ: بدل البعض کے ساتھ ضمیر متصل کا موجود ہونا ضروری ہے جو کہ مبدل منہ کی طرف راجع ہو خواہ مذکور ہو، جیسے: {ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ}، كَثِيْرٌ یہ بدل بعض عَمُوْا اور صَمُّوْا کی ضمیر سے اور مِنْهُمْ کی ضمیر رابط ہے یا مقدر ہو، جیسے: {لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا} من استطاع یہ بدل الناس ہے اور رابط مِنْهُمْ مقدر ہے۔

قاعدہ: بدل الاشتمال میں بھی بدل بعض کی طرح ضمیر کا اتصال ضروری ہے خواہ مذکور ہو، جیسے: {يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِيْهِ} یہ بدل الاشتمال ہے "الشهر الحرام" سے اور فیه کا ضمیر رابط ہے یا مقدر ہو، جیسے: {قُتِلَ أَصْحٰبُ الْأُخْدُوْدِ. النَّارِ} یہ بدل اشتمال ہے "الأخدود" سے اور رابط مقدر فيه.

(اوضح المسالک: ۲/۱۴۵)

چہارم: عطف بحرف، واو تابعے است کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف، چوں: جاءنی زیدٌ وعمرٌو۔ واو را عطفِ نسق نیز گویند

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض چوتھی قسم "عطف بحرف" کی تعریف کو بیان کرنا ہے۔

عطف بالحرف کی تعریف: عطف بحرف وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت میں مقصود ہو۔ اور حرفِ عطف کے بعد ذکر ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو» (میرے پاس زید اور عمرو آئے)۔ اس مثال میں «زیدٌ» متبوع اور معطوف علیہ ہے اور حکم محیئت میں "زید" اور "عمرو" دونوں مقصود ہیں۔

معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان جو حروف آتے ہیں ان کو "حروف عاطفہ" کہا جاتا ہے۔

وحروف عطف دہ است، در فصلِ سوم یاد کنیم ان شاء اللہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف عطف کی تعداد کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: حروفِ عطف کل دس ہیں۔ (ان کی تفصیل ان شاء اللہ بابِ سوم میں آئے گی)۔

معطوف، معطوف علیہ کی علامات

(1) ایک کلام میں دو یا دو سے زیادہ افعال کے درمیان حرفِ عطف آجائے تو مابعد والے افعال کا عطف پہلے فعل پر ہوگا۔ جیسے: ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ﴾۔ یہاں أخرج کا عطف أنزل پر اور أنزل کا عطف جعل پر ہے۔

(2) ایک کلام میں کئی ناموں کے درمیان حرفِ عطف آجائے تو پہلا معطوف علیہ اور باقی معطوف ہوں گے۔ اسی طرح اگر ناموں کے ساتھ کوئی اور لفظ (غیر علَم) آجائے، جو حکم میں ماقبل والے نام کے ساتھ شریک ہو۔ تو اس کا عطف بھی پہلے والے نام پر ہوگا۔ جیسے: ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ﴾، ﴿وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ﴾۔

(3) ایک کلام میں کوئی حرفِ جر مکرر آجائے، مثلاً "علی" تو دوسرے جار مجرور کا عطف پہلے جار مجرور پر ہوگا، بشرطیکہ معنی ٹھیک ہو۔ جیسے: «وَالصَّلَاةُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِهِ الْمُجْتَبٰی»، ﴿اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾۔

(4) ایک کلام میں کوئی ایسا اسم مکرر آجائے جو مضاف ہو ضمیر کی طرف اور ان کے درمیان حرفِ عطف آجائے تو وہ بھی آپس میں معطوف، معطوف علیہ بنتے ہیں۔ جیسے: ﴿مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ﴾۔

(5) دو یا دو سے زیادہ اسماء معرف باللام ہوں اور ان کے درمیان حرف عطف ہو، تو آپس میں معطوف و معطوف علیہ بنتے ہیں۔ جیسے: ﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ﴾۔

(6) کئی اسماء منوّن آ جائیں اور ان کے درمیان حرفِ عطف ہو، تو دوسرے اسماء کا عطف پہلے اسم پر ہوگا، بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔ جیسے: ﴿وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا﴾۔

(7) کلام میں اسم موصول یا اسم اشارہ مکرر ذکر ہو اور ان کے درمیان حرف عطف ہو، تو دوسرے اسم موصول بمع صلہ یا اسم اشارہ کا عطف پہلے اسم موصول بمع صلہ یا اسم اشارہ پر ہوگا۔ جیسے: ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾۔ ﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾۔

(8) ایک شئے کی کئی اقسام ہوں اور ان کے درمیان حرف عطف آجائے، تو آپس میں معطوف و معطوف علیہ بنتے ہیں۔ جیسے: «اَلصَّوْمُ ضَرْبَانِ: وَاجِبٌ وَنَفْلٌ» - «اَلْكَلِمَةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: هِيَ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ»۔

(9) کسی چیز کے متعدد فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا بیان ہو اور ان کے درمیان حرفِ عطف آجائے تو آپس میں معطوف اور معطوف علیہ بنتے ہیں۔ محرمات اور مکروہات بھی اسی طرح ہیں۔

فرائض کی مثال، جیسے: «فَرَضُهَا: اَلتَّحْرِيْمَةُ وَالْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ»۔

واجبات کی مثال، جیسے: «وَاجِبُهَا: قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ سُوْرَةٍ وَتَعْيِيْنُ الْقِرَاءَةِ»۔

سنن کی مثال، جیسے: «سُنَنُهَا: رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيْمَةِ وَنَشْرُ أَصَابِعِهِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيْرِ»۔

مستحبات کی مثال، جیسے: «وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَوَضِّئِ: أَنْ يَّنْوِيَ الطَّهَارَةَ وَيَسْتَوْعِبَ رَأْسَهُ وَيُرَتِّبَ الْوُضُوْءَ»۔

محرمات کی مثال، جیسے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾

مکروہات کی مثال، جیسے: «كُرِهَ اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ بِالْفَرْجِ فِي الْخَلَاءِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَغَلْقُ بَابِ الْمَسْجِدِ»۔

(جامع الدروس:3/ 184، جہد تقصیر:98)

قواعدِ عطف بالحرف

قاعدہ نمبر 1: ضمیر پر اسم ظاہر کا عطف کرنے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ضمیر مرفوع منفصل یا منصوب متصل و منفصل پر اسم ظاہر کا عطف بغیر کسی فصل کے جائز ہے۔

(۲) جب اسم ظاہر کو ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا جائے، تو پھر دیکھیں گے، کہ ان کے درمیان اتصال ہے یا انفصال؟ اگر ان کے درمیان اتصال ہو تو ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے لانا واجب ہے، جیسے: ضربتُ أنا و زيدٌ؛ اس لیے کہ ضمیر مرفوع متصل فعل کا لفظا اور معنا جزء ہے، لفظا اس طور پر جزء بنا، کہ اس کا فعل سے منفصل لانا جائز نہیں ہے، اور معنا اس طور پر جزء ہے کہ ضمیر مرفوع متصل فاعل ہے، اور فاعل فعل کا جزء ہوتا ہے، اور جب یہ فعل کا جزء بنا تو جب آپ اس پر عطف کرو تو یہ ایسا ہے، گویا کہ آپ کلمہ کے بعض اجزاء پر عطف کیا اور یہ عطف کرنا جائز نہیں ہے، تو لہذا اس وجہ اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے لانا واجب ہے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں ان کے اندر انفصال ہے، اور اگر ان کے درمیان فاصلہ ہو تو اس وقت اس کی تاکید لانا، اور نہ لانا دونوں جائز ہے. پھر فاصلہ عام ہے خواہ واؤ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو.

واؤ سے پہلے فاصلہ ہو، جیسے: ضربت اليوم وزيدٌ.

اور واؤ کے بعد فاصلہ ہو، جیسے: {ما أشركنا ولا آباؤنا}.

تاکید نہ لانے کی مثال، جیسے: ضربت اليوم وزيدٌ.

تاکید لانے کی مثال، جیسے: {فكبكبوا فيها هم والغاوٗن}

(۳) اگر ضمیر مجرور متصل پر اسم ظاہر کا عطف ڈالا جائے تو خافض کو لوٹایا جائے گا۔ خافض عام ہے خواہ مضاف ہو، جیسے: ﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ﴾۔ یا حرف ہو، جیسے: «مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ»۔

قاعدہ نمبر 2: فعل پر فعل کا عطف جائز ہے، بشرطیکہ دونوں کا زمانہ ایک ہو، خواہ نوع ایک ہو یا نہ ہو نوع ایک ہو، جیسے: ﴿لِنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ﴾۔ یہاں معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک نوع فعل مضارع ہے یا نوع مختلف ہو، جیسے: {تبارك الذي إن شاء جعل لك خيرا من ذلك جنت تجري من الأنهار ويجعل لك قصورا} یہاں معطوف علیہ فعل ماضی ہے اور معطوف فعل مضارع ہے لیکن معنی کے اعتبار سے دونوں ایک ہے؛ کیونکہ ماضی جزاء میں واقع ہے بمعنی فعل مضارع کا ہے۔

قاعدہ نمبر 3: فعل کا اسم پر عطف جائز ہے، بشرطیکہ ایسا اسم ہو جو فعل کے مشابہ ہو یعنی اسم فاعل ہو یا اسم مفعول ہو یا صفت مشبہ ہو، جیسے: ﴿فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝﴾ "أَثَرْنَ" فعل ماضی ہے عطف ہے،

"مغیرات" پر جو کہ اسم فاعل شبہ فعل ہے، یا اس کے برعکس ہو، یعنی اسم کا عطف فعل پر ہو اس کے لیے بھی وہی شرط ہے۔ جیسے: ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ﴾ "مخرج" اسم فاعل ہے جو کہ عطف ہے فعل مضارع پر۔

قاعدہ نمبر 4: جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر یا اس کے برعکس (انشائیہ کا عطف خبریہ پر) علی القول الصحیح جائز نہیں ہے۔ اور جملہ فعلیہ کا عطف اسمیہ پر یا اس کے برعکس علی القول الصحیح جائز ہے۔

(مغنی اللبیب: 2/ 555)

قاعدہ نمبر 5: جملہ کا عطف مفرد پر اور مفرد کا عطف جملہ پر جائز ہے، بشرطیکہ جملہ دونوں صورتوں میں بمنزلہ مفرد کا ہو یعنی جملہ صفت واقع ہو یا حال واقع ہو یا خبر اور یا مفعول برائے افعال قلوب واقع ہو، جیسے: {اٰتَيْنٰهُ الْإِنْجِيْلَ فِيْهِ نُوْرٌ وَّهُدًى وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاتِ} یہاں مفرد "مصدقا" عطف ہی جملہ "فیہ نور وھدی" پر جو کہ بمنزلہ مفرد کا؛ کیونکہ یہ جملہ حال ہے اور حال مفرد ہوتا ہے۔

(6) قاعدہ: مفرد کا عطف شبہ جملہ پر یعنی جار و مجرور ظرف مستقر پر، یا شبہ جملہ کا عطف مفرد پر جائز ہے بشرطیکہ شبہ جملہ بتاویل مفرد ہو، جیسے: {وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا} یہاں "قَاعِدًا" مفرد کا عطف شبہ جملہ ظرف مستقر "لِجَنْبِهِ" پر ہے جو بتاویل مفرد "مجنوب" کا ہے۔

قاعدہ نمبر 7: ایک حرف عطف کے ذریعے دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف جائز ہے، بشرطیکہ معطوف علیہ مجرور ہو اور منصوب یا مرفوع پر مقدم ہو۔ جیسے: «فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو»۔

(مغنی اللبیب: 3/ 559)

پنجم: عطف بیان، و او تابعے است غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند، چوں «أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض توابع کی پانچویں قسم "عطف بیان" کی تعریف کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

عطف بیان کی تعریف

عطف بیان وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی وضاحت کرے، جیسے: «أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ»۔ (أبو حفص حضرت عمرβ کی کنیت ہے، جو کہ غیر مشہور ہے اور عمر یہ مشہور اور واضح ہے۔ تو اس لیے «عمر» أبو حفص کے لیے عطف بیان ہے۔

متبوع کو مبیَّن اور تابع کو "عطف بیان" یا "مبیِّن" کہا جاتا ہے۔

فائدہ: عَلَم کی پانچ قسمیں ہیں: 1-لقب 2-کنیت 3-تخلص 4-عرف 5-نسبت۔ (ان پانچ قسموں کی تعریفات وامثلہ معرفہ کی بحث میں گزر چکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

وقتیکہ بعَلم مشہور تر باشد، «جَاءَنِیْ زَیْدٌ أَبُوْعَمْرٍو»، وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض "عطف بیان" کی ایک شرط کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: "عطف بیان" کی شرط یہ ہے کہ اس کا اپنے متبوع سے واضح اور مشہور ہونا ضروری ہے۔ پھر کبھی عَلم مشہور ہو کر عطف بیان بنے گا۔ جیسے: «جَاءَنِیْ أَبُوْ عَمْرٍو زَیْدٌ»۔ اور کبھی لقب یا کنیت مشہور ہو کر عطف بیان بنیں گے۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ أَبُوْعَمْرٍو»۔

فائدہ: عطف بیان کے پہچاننے کے پانچ طریقے ہیں:

(1) اگر اسم کے بعد لقب ہو تو یہ عطف بیان ہو گا۔ جیسے: «قَالَ النُّعْمَانُ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ»۔

(2) کنیت کے بعد علم ہو۔ جیسے: «أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ»۔

(3) اسم اشارہ کے بعد معرف باللام ہو۔ جیسے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾۔

(4) صفت کے بعد عَلم ہو۔ جیسے: «أَرْسَلَ اللهُ كَلِيْمًا مُوْسٰى»۔

(5) مفسَّر کے بعد تفسیر ہو۔ جیسے: «العسجد أي الذهب»۔

قاعدہ نمبر 1: «أي» تفسیریہ، یا «أن» تفسیریہ کے بعد واقع ہونے والا کلمہ یا جملہ عطف بیان ہو گا۔ جیسے: «رَأَیْتُ لَیْثًا أَيْ أَسَدًا»۔

قاعدہ نمبر 2: اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان متبوع کی وضاحت کرے گا۔ جیسے: «أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ»۔ اگر متبوع نکرہ ہو تو عطف بیان تخصیص کا فائدہ دے گا۔ جیسے: «اِشْتَرَيْتُ حُلِيًّا سِوَارًا»۔

قاعدہ نمبر 3: عطف بیان جملہ بھی واقع ہو سکتا ہے۔ اور یہی علمائے معانی کا مذہب ہے۔ جب کہ نحاۃ کے نزدیک عطف بیان جملہ واقع نہیں ہو سکتا، پھر یہ حضرات اس کو بدل قرار دیتے ہیں۔ اور راجح قول پہلا والا ہے۔

(جہد قصیر:99، جامع الدروس:3/ 182)

فصل دوم: در بیان منصرف و غیر منصرف۔ منصرف: آں است کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف در و نباشد۔ و غیر منصرف: آں است کہ دو سبب از اسباب در و باشد........الخ

تنبیہ: اس فصل کی ساری تفصیل، یعنی منصرف و غیر منصرف کی تعریفیں، غیر منصرف کے اسباب کی تفصیل اور مثالیں، یہ سب باتیں "اسم متمکن" کی اقسام میں گزر چکی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

فصل سوم حروف غیر عاملہ

فصل سوم: در حروف غیر عاملہ، وآں شانزدہ قسم است

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض حروف غیر عاملہ اور ان کی اقسام وتعداد کو بیان کرنا ہے۔

فصل سوم حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے۔ حروف غیر عاملہ کی کل سولہ قسمیں ہیں۔

اول: حروف تنبیہ، وآں سہ است: «أَلَا» و «أَمَا» و «هَا»۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض قسم اول حروف تنبیہ اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: تنبیہ کا لغوی معنی: "تنبیہ" لغت میں بیدار کرنے کو کہتے ہیں۔

حروف تنبیہ کی اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں حروف تنبیہ وہ حروف ہیں جس کے ذریعے مخاطب کو متنبہ کیا جائے۔ تا کہ اس سے کلام کا کوئی حصہ نہ رہ جائے۔

حروف تنبیہ کی تعداد: حروف تنبیہ کل چار ہیں: 1- أَلَا 2- أَمَا 3- هَا 4- يَا۔ جیسے: ﴿يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾۔

قواعد حروف تنبیہ

(1) قاعدہ برائے ألا: ألا کی چار قسمیں ہیں: 1- ألا استفتاحیہ منبّهه 2- ألا تحضیضیہ 3- ألا عرضیہ 4- ألا مرکبہ من ہمزہ استفہامیہ ولائے نفی جنس۔

(1) ألا استفتاحیہ منبّهه: یہ کلمہ مرکب ہے ہمزہ استفہام انکاری اور لائے نفی سے اور اس کے ذریعے سے مخاطب کو متنبہ کیا جاتا ہے، تاکہ اس سے کلام کا کوئی حصہ نہ رہ جائے۔ اور مابعد کے ثبوت و تحقق پر دلالت کرتا ہے؛ کیونکہ استفہام انکاری نفی کا معنی دیتا ہے اور لائے نفی بھی نفی کا معنی دیتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ نفی جب نفی پر داخل ہوتا تو ثبوت کا فائدہ دیتا ہے تو اس طریقہ کے ساتھ اس میں ثبوت اور تحقق کا معنی بھی آجاتا ہے، لہذا تنبیہ کے ساتھ مابعد کے تحقق اور ثبوت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ یہ جملہ اسمیہ وفعلیہ، خبریہ وانشائیہ سب پر داخل ہوتا ہے، لیکن مفرد پر داخل نہیں ہوتا۔

جملہ اسمیہ کی مثال، جیسے: ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ﴾۔

جملہ فعلیہ کی مثال، جیسے: ﴿اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ﴾ اور اس میں "یوم یاتیھم" یہ معمول مقدم ہے مصروفا کا اور اصل جملہ لیس مصروفا جو کہ جملہ فعلیہ ہے اس پر الا داخل ہے حقیقتا

(2) ألا تحضیضیہ: یہ وہ حرف ہے جس کے ذریعے سے ترغیب دیا جائے شدّت کے ساتھ۔ اور یہ جملہ فعلیہ مضارعہ کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: ﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ﴾ (التوبہ: 13)۔

(3) ألا عرضیہ: یہ وہ حرف ہے جس کے ذریعے سے نرمی کے ساتھ گزارش کیا جائے۔ اور یہ جملہ فعلیہ کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے: ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (النور: 22)۔

(4) ألا مرکبہ: یہ ہمزہ استفہامیہ اور لائے نفی جنس سے مرکب ہوتا ہے اور اس کا عمل باقی رہتا ہے۔ پھر اس کے تین قسمیں ہیں: (۱) ألا توبیخ انکاری م (۲) ألا تمنی، (۳) استفہام بمعنی نفی اور یہ تینوں جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے، اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔

(موسوعہ: 137، مغنی اللبیب: 1/ 80)

(2) قاعدہ برائے أمَا:

اما کی چار قسمیں ہیں: 1- اما تنبیهیه 2- اما عرضیه 3- اما بمعنی حقًّا 4- اما مرکبہ۔

(1) اما تنبیهیه: یہ کلمہ مفرد ہے، اور اس کے ذریعے سے مخاطب کو متنبہ کیا جاتا ہے، تاکہ اس سے کلام کا کوئی حصہ نہ رہ جائے۔ اور یہ جملہ پر داخل ہوتا ہے اور اکثر قسم پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: «أَمَا وَالَّذِيْ أَبْكٰى وَأَضْحَكَ وَالَّذِيْ أَمَاتَ وَأَحْيٰى وَالَّذِيْ أَمْرُهُ الْأَمْرُ»۔

(2) اما عرضیہ: یہ نرمی کے ساتھ طلب کا فائدہ دیتا ہے۔ اور صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: «أَمَا تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْجَحُوْا فِيْ أَعْمَالِكُمْ»۔

(3) اما بمعنی حقًّا: یہ ہمزہ استفہام اور مَا بمعنی حقًّا سے مرکب ہوتا ہے، اور اس کے بعد أنَّ کو مفتوح پڑھا جاتا ہے جیسے "حقًّا" کے بعد أنَّ مفتوحہ ہوتا ہے، جیسے: «أَمَا أَنَّ جَيْشَنَا انْتَصَرَ»۔ اس مثال میں "ہمزہ" استفہامیہ ہے اور "ما" بمعنی حقًّا اور حقاً منصوب ہوگا بناء بر ظرفیت مجازاً عند السبویہ اور اسکے بعد انَّ مفتوحہ اپنے اسم و خبر کیساتھ مل کر مبتداء موخر ہوگا حقاً ظرف کیلئے اور یا حقاً منصوب ہوگا بناء بر مفعول مطلق فعل محذوف حقَّ کیلئے عند المبرد اور اسکے بعد انَّ منصوب ہوگا بناء بر فاعلِ حقا۔

(4) اما مرکبہ: یہ ہمزہ استفہام اور مَا نافیہ سے مرکب ہوتا ہے۔ یہ ألا کی طرح ہوتا ہے، لیکن اس کا عمل باقی نہیں رہتا ہے۔ جیسے: «أَمَا قَابَلْتُكَ مُنْذُ مُدَّةٍ»۔ (موسوعہ: 148، مغنی اللبیب: 1/ 151)۔

قاعدہ برائے ھا تنبیهیه: ھا تنبیہ چار چیزوں پر داخل ہوتا ہے، (۱) اسم اشارہ جو غیر مختصہ بالبعید ہو یعنی وہ اسم اشارہ جو بعید کے لیے استعمال نہ ہو تو اس پر داخل ہوتا ہے، جیسے: "ھذا"، اور کبھی اس ھاء اور اسم اشارہ کے درمیان فاصلہ کاف تشبیہ کے ساتھ لایا جاتا ہے، جیسے: {فَلَمَّا جَاءَتْ قِيْلَ أَهٰكَذَا عَرْشُكِ} (النحل: ۴۲)۔

(۲) ضمیر مرفوع مبتداء ہو اور اس کی خبر اسم اشارہ ہو تو اس ضمیر مرفوع پر بھی ھا تنبیہ داخل ہوتا ہے، جیسے: {ھا أنتم أولاء} (آل عمران: ۱۱۹)

(۳) منادی میں ایُّ پر داخل ہوتا ہے تاکہ دو آلہ تعریف کا جمع ہونا لازم نہ آئے جیسے: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ﴾

(۴) کبھی لفظ "اللہ" پر بھی داخل ہوتا ہے جب لفظ "اللہ" مقسم بہ واقع ہو اور حرف قسم حذف ہو جیسے: ھا اللہِ۔

(موسوعہ: 696، جامع الدروس:3/ 196، مغنی اللبیب:2/ 402)

قاعدہ برائے "یائے" تنبیہ: یا جب ایسی چیز پر داخل ہو جو منادی نہ ہو، جیسے فعل ہے: {ألا یا اسجدوا} اسی طرح حرف جیسے: یا لیتني کنت معهم اور "یا رُبَّ کاسیةٍ في الدنیا عاریة في الآخرة" اسیطرح جملہ اسمیہ ہو، جیسے: "یا لعنة الله والاقوام کلهم" "والصالحین علی سمعان من جار" تو ان تمام مقامات میں چونکہ اس کا مدخول نہیں بن سکتا ہے؛ اس لیے کہ منادی اسم ہوتا ہے۔

لہذا اب اس میں نحات کے دو قول ہیں: بعض کے نزدیک منادی کو حذف مانیں گے؛ کیونکہ "یا" اصل میں نداء کے لیے آتا ہے، لہذا ہر مقام کے مناسب منادی حذف ہوگا، لیکن یہ قول ضعیف ہے؛ کیونکہ اس صورت میں کثرت حذف لازم آتا ہے؛ کیونکہ فعل تو پہلے سے حذف ہے، اور حرف نداء اس کے قائم مقام ہے، اور منادی حذف کرنا صحیح نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے، کہ ان تمام صورتوں میں یا محض تنبیہ کے لیے ہوگا۔ (مغنی اللبیب: (۲/۳۷۷)

دوم: حروف ایجاب، وآں شش است: «نعم» و «بلی»، «أجل»، «إي»، «جیر»، «إن»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی دوسری قسم "حروف ایجاب" اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف ایجاب وہ حروف ہیں جن سے کسی چیز کا اقرار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ کل چھ حروف ہیں: 1- نَعَمْ 2- بَلٰی 3- أَجَلْ 4- إِيْ 5- جِیْرِ 6- إِنَّ۔

(۱) نعم کلام منفی اور کلام مثبت دونوں کے جواب واقع ہوتا ہے، لیکن چار معانی کے لیے آتا ہیں: ۱۔ تصدیق مخبر، ۲۔ وعدہ طلب، ۳۔ اعلام مستخبر، ۴۔ توکید۔

وجہ حصر: دیکھیں گے ابتداء کلام میں واقع ہے یا بعد از کلام؟ اگر ابتداء کلام میں واقع تھا، تو تاکید کے لیے آتا ہے، جیسے: نعم هذه إطلالهم اگر بعد از کلام واقع ہے، پھر دیکھیں گے خبر کے بعد ہے یا انشاء کے بعد؟ اگر خبر کے بعد تھا تو تصدیق مخبر کے لیے آتا ہے، عام ہے اثبات میں ہو یا نفی میں، جیسے کوئی کہے: قام زیدٌ جواب میں کہے :نَعَمْ ہاں زید کھڑا ہے اگر انشائیہ کے بعد واقع تھا پھر انشائیہ امر، نہی یا تحضیض ہے، یا استفهام ہے، اگر امر، نہی تحضیض تھا، تو وعدہ کے لیے آتا ہے، جیسے کوئی کہے: إِضْرِبْ زَیْدًا تو جواب میں کہے: نَعَمْ تو آپ نے وعدہ کیا اس چیز

کے ساتھ جو اس نے طلب کیا، اگر استفہام کے بعد واقع تھا تو یقین کروانے کے لیے آتا ہے مستخبر کے، جیسے کوئی کہے: أزیدٌ قائمٌ تو جواب میں کہے: نَعَمْ ہاں زید یقیناً کھڑا ہے۔

(۲) بلی: یہ حرف نفی کلام کے جواب میں واقع ہوتا ہے، اور اس سے منفی کلام کی نفی توڑ کر اس کو مثبت بنا دیتا ہے، خواہ نفی مع استفہام ہو۔ جیسے: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ جواب "بَلٰی یا نفی بغیر استفہام کے ہو۔ جیسے: «مَا قَائِمٌ زَيْدٌ» جواب «بَلٰی» (زید کھڑا ہے)۔

اور خالص استفہام پر بہت کم آتا ہے۔ جیسے قولہ ﷺ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ»؟ قَالُوْا: بَلٰی۔ (جی ہاں)۔ (الحدیث) (مغنی اللبیب:1/ 308)

فائدہ: نعم اثبات و نفی دونوں کے لیے آتا ہے، لیکن بَلٰی صرف نفی کے لیے آتا ہے۔

(۳) اجل: یہ حرف جواب بمعنی نعم کے آتا ہے، جو تفصیل نعم کا ہے وہی تفصیل اجل کا بھی ہے، یعنی تینوں معنی کے لیے آتا ہے، یعنی تصدیق مخبر اور وعد طلب یقین کروانے کے لیے مستخبر کے۔

(۴) إي: حرف جواب بمعنی نعم کے آتا ہے، جیسے: نعم خبر کے بعد تصدیق مخبر کے لیے آتا تھا اور امر، نہی تحضیض کے بعد وعدہ طلب کے آتا تھا اور استفہام کے بعد یقین کروانے کے لیے مستخبر کو آتا تھا "إِيْ" اسی طریقہ تینوں معانی کے لیے بھی آتا ہے، لیکن ابن حاجب نے کہا: استفہام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے: {يَسْتَنْبِئُوْنَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِيْ وَرَبِّيْ إِنَّهُ الْحَقُّ} اور قسم اس کو لازم ہے، لیکن قسم إي کے بعد ہمیشہ محذوف ہوگا، لہذا "إي قسمت بربی" نہیں کہا جاسکتا ہے۔

(۵) جَیْرِ: یہ حرف جواب بمعنی نعم کے آتا ہے، جو تفصیل نعم کا ہے وہی تفصیل اجل کا بھی یعنی تینوں معنی کے لیے آتا ہے، بمعنی تصدیق مخبر اور وعدہ طلب یقین کروانے کیلئے مستخبر کو۔

(۶) انَّ: یہ حرف جواب بمعنی نعم کے آتا ہے، جو تفصیل نعم کا ہے وہی تفصیل إنَّ کا بھی ہے یعنی تینوں معانی کے لیے آتا ہے، یعنی تصدیق مخبر اور وعدہ طلب یقین کروانے کے لیے مستخبر کو، کبھی کبھار اس کے آخر میں "ھا" لگا دی جاتی ہے، جس کو ھاسکتہ کہا جاتا ہے، جیسے کوئی کہے: جاء زیدٌ جواب میں کہے: إِنَّہ.

(جہد تقصیر:102، مغنی اللبیب:۱/۲۰۹)

سوم: حروف تفسیر، وآں دو است: «أي» و «أن»، کقولہ تعالی: ﴿وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓإِبْرٰهِيْمُ﴾

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی تیسری قسم "حروف تفسیریہ" اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف تفسیر کی تعریف وتعداد: حروف تفسیر وہ حروف ہیں جو مبہم بات کی تفسیر کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ کل دو حروف ہیں: 1- أَيْ 2- أَنْ۔

1) أَيْ: یہ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے۔ مفرد کی مثال، جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ، أَيْ أَبُوعَمْرٍو»۔ مرکب کی مثال، جیسے: «قُطِعَ رِزْقُهُ، أَيْ مَاتَ»۔

فائدہ أيْ اور اس کے مابعد کی ترکیبی حیثیت: أیْ کے مابعد أیْ کے ماقبل کے لیے عطف بیان ہو گا، یا بدل کل ہو گا، عطف بالحرف بنانا درست نہیں، جیسا کوفیین حضرات کا مسلک ہے؛ کیونکہ حرف عطف اکثر حذف نہیں ہو گا، جبکہ أيْ تفسیریہ اکثر حذف ہوتا ہے، لہذا حرف عطف شمار کرنا درست نہیں، اور خود أيْ لا محل لہا من الاعراب اور مذکورہ تفصیل اس وقت ہے، کہ جب أيْ مفرد کے ذریعہ تفسیر کرے، یعنی أيْ کے بعد مفرد ہو اگر أيْ کا مابعد جملہ ہو، جیسے مذکورہ مثال میں ہے، تو اس وقت یہ ان جملوں سے ہو گا جس کے لیے محل اعراب نہیں ہے۔

أنْ تفسیریہ: وہ ہے جو اس کے مابعد کے مضمون اس کے ماقبل کے ایسے فعل جو معنی قول پر دلالت کرتا ہو، اس کے مفعول بہ مقدر یا مذکور کی تفسیر کرے مذکور کی تفسیر کرے، جیسے: {أوحينا إلي أمك مايوحي أن اقذفيه} اس آیت میں "أن اقذفيه" تفسیر "مايوحي" کا، اور مقدر کی تفسیر کرے، جیسے: {ناديناه أن يا إبراهيم} لفظ "يا إبراهيم" تفسیر ہے "نادينا" کا مفعول بہ مقدر کا "أي ناديناه بشئ يا بلفظِ "هو قولنا يا إبراهيم".

(2) أن: یہ صرف جملہ کی تحقیق وتفسیر کرتا ہے۔ جیسے: ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ﴾۔

قاعدہ برائے أَنْ تفسیریہ

أَنْ تفسیریہ کے لیے تین شرائط ہیں:

(1) پہلی شرط یہ ہے کہ دو جملوں کے درمیان میں واقع ہو۔ یعنی اگر اس سے پہلے جملہ نہ ہو تو أن تفسیریہ نہ ہو گا۔ جیسے: ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

اسی طرح اگر اس کے بعد بھی جملہ نہ ہو تو أن تفسیریہ نہ ہو گا۔ جیسے: «ذَكَرْتُ عَسْجَدًا أَيْ ذَهَبًا»۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے والا جملہ میں معنی قول ہو، لفظِ قول نہ ہو۔ اگر لفظِ قول ہو تو أنْ تفسیریہ نہ ہوگا۔ جیسے: «قُلْنَا، أَنْ نَادَيْنَا»۔

(3) تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر حرفِ جر داخل نہ ہو۔ اگر حرفِ جر داخل ہو تو أنْ تفسیریہ نہ ہوگا۔ جیسے: «كَتَبْتُ بِأَنْ لَا تَفْعَلْ»۔ اتفاقی مثال، جیسے: ﴿فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ﴾۔

أن تفسیریہ کی علامت یہ ہے کہ باب أَوْحَيْنَا، أَرْسَلْنَا اور نَادَيْنَا کے بعد أن تفسیریہ ہوگا۔ جیسے: ﴿وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ﴾۔ (مغنی اللبیب: ۱/۸۶)

چہارم: حروف مصدریہ، وآں سہ است: «ما» و«أن» و«أنّ»۔ ما وأن در فعل روند، تا فعل بمعنی مصدر باشد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی چوتھی قسم "حروف مصدریہ" اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: حروف مصدریہ: وہ حروف ہیں جو اپنے مابعد کو بتاویل مصدر کر دیتے ہیں۔ حروف مصدریہ کل چھ ہیں:

1۔ مَا 2۔ أَنْ 3۔ أَنَّ 4۔ لَوْ 5۔ كَيْ 6۔ همزہ تسویہ۔

مامصدریہ دو قسم پر ہیں: ۱۔ زمانیہ، ۲۔ وغیر زمانیہ۔

(۱) مامصدریہ زمانیہ: وہ ما حرفیہ ہے جو اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کرنے کے ساتھ ساتھ ظرف زمان (جو بمعنی مدت یا وقت یا زمان کے ہو) قائم مقام ہو اور پھر یہ مصدر مؤول ماقبل کے لیے معمول بنتا ہے، جیسے: أشارکک مدة ما دمت حیا اس مثال میں لفظ مدة ظرف زمان ہے جو کہ مضاف ہے اور اس کے آگے مامصدریہ ہے جو مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے اور لفظ مدت جو کہ ظرف زمان ہے اس کو حذف کر دیا جاتا ہے، اور مامصدریہ کو اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے، اب چونکہ ظرف کے قائم مقام ہے؛ اس لیے ظرف والا معنی اس میں آ جاتا ہے، اور ماقبل معمول یعنی مفعول فیہ بن جاتا ہے، اس تصرف کے بعد عبارت یوں ہو جاتی ہے اشارکک ما دمت حیا۔

(۲) مامصدریہ غیر زمانیہ: وہ ما حرفیہ ہے جو مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے، جیسے: {وضاقت علیهم الأرض بما رحبت}۔

فائدہ: مامصدریہ زمانیہ غالب طور پر فعل ماضی مثبت پر داخل ہو گا یا منفی بر لم پر داخل ہو گا، لیکن معنی استقبال کا ہو گا قلیل طور پر فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے۔

تنبیہ: أن کی تفصیل حروف نواصب میں گزر چکی ہیں۔ (ملاحظہ ہو قاعدہ أن)۔

سوال: أن ناصبہ مصدریہ تو حروف عاملہ میں سے ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ حالاں کہ صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "حروف غیر عاملہ" میں کیوں ذکر کیا ہے؟۔

جواب: أن مصدریہ فعل ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور ان کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ لیکن عمل مضارع میں کرتا ہے، ماضی میں عمل نہیں کرتا۔ اور کبھی مضارع میں بھی عمل نہیں کرتا۔ جیسے: ﴿لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمُّ الرَّضَاعَةَ﴾ (بقراءۃ الرفع)۔ تو جب ان دو صورتوں میں عمل نہیں کرتا تو اسی وجہ سے صاحب میرؒ نے اس کو "حروف غیر عاملہ" میں ذکر کیا ہے۔

(3) أنّ مصدریہ: أنّ مصدریہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔ اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جیسے: «عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ» أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ۔ (أنّ اپنے مابعد سے مل کر علمتُ کے لیے مفعول بہ بنے گا۔

سوال: أنّ تو حروف عاملہ یعنی حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے۔ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ تو صاحبِ نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "حروف غیر عاملہ" میں کیوں ذکر کیا؟۔

جواب: أنّ مشدده ہو یا أنْ مخففہ دونوں صورتوں میں معنی مصدری پیدا کرتا ہے۔ اور اس کو عمل دینا واجب ہے۔ لیکن کوفیین کے نزدیک أنْ مخففہ ہر گز عمل نہیں کرتا۔ اور اسی طرح اگر أنّ مشدده کے ساتھ ماکافہ ملحق ہو تو اس وقت بھی عمل نہیں کرتا۔ جیسے: ﴿أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾۔ ان دو صورتوں میں عمل نہ کرنے کی وجہ سے صاحبِ نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "حروف غیر عاملہ" میں ذکر کیا ہے۔

(4) لَوْ: یہ أن کی طرح مصدریہ ہے لیکن فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا، اکثر ماضی اور مضارع پر داخل ہوتا ہے "وَدَّ یودُّ" یا اس کی ہم معنی ہو "أحبُّ اور اختیار" اور تمنی کے بعد استعمال ہوتا ہے جیسے: {ودُّوا لو تُدهن}، {یودُّ أحدُهم لو یُعمَّر} (اس کی قسمیں آگے لو شرطیہ کی بحث میں آئیں گی)۔

(5) کَیْ: کی کی تفصیل واقسام ماقبل (حروف نواصب) میں گزر چکی ہیں۔ (وہاں ملاحظہ ہو)۔

(6) ہمزہ تسویہ: یہ وہ ہمزہ ہے جو لفظ "سواءٌ، لَیتَ، شعری، یاأبالی، یا"مَاادری" اور یا"سیان" کے بعد واقع ہو اس بات پر دلالت کریں کہ ہمارے بعد جو دو چیزیں ذکر ہے وہ برابر ہے متکلم کے نزدیک اور اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کردیتاہے، جیسے: {سواء علیهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لایؤمنون} یہ بتاویل إنذراك وعدم إنذراك کاہوگا۔ (مغنی اللبیب: ۱/۴۵)

قواعدِ حروف مصدریہ

قاعدہ نمبر 1 برائے ما: ما کی دو قسمیں ہیں: 1-مااسمیہ (اس کی تفصیل واقسام اسمائے موصولہ میں گزر چکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔ 2-ماحرفیہ: ماحرفیہ کی تین قسمیں ہیں: 1-مانافیہ 2-مامصدریہ 3-مازائدہ۔

(1) مانافیہ: اس کی دو قسمیں ہیں: 1-عاملہ 2-غیر عاملہ۔

وجہ حصر: مانافیہ کو دیکھا جائے گا کہ اسم پر داخل ہے یا فعل پر۔ اگر اسم پر داخل ہو مانافیہ عاملہ ہے۔ جیسے: «مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ»۔ اور اگر فعل پر داخل ہو تو ماحرفیہ نافیہ غیر عاملہ ہے۔ جیسے: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ﴾۔

(2) مامصدریہ: اس کی تفصیل ماقبل میں ذکر ہے۔

(3) مازائدہ: مازائدہ کی دو قسمیں ہیں: 1-کافّہ 2-غیر کافّہ۔

1-ماکافہ: اس کی تین قسمیں ہیں: (1) کافہ عن الرفع (2) کافہ عن الرفع والنصب (3) کافہ عن الجر۔

(1) ماکافہ عن الرفع: مَاجب کَثُرَ، قَلَّ اور طَالَ کے ساتھ لاحق ہو تو کافہ عن الرفع کہلاتی ہے۔ جیسے: «کَثُرَمَا»، «قَلَّمَا»، «طَالَمَا»۔

(2) ماکافہ عن الرفع والنصب: ماجب حروف مشبہ بالفعل میں سے إن، أن، لکن، کأن کے ساتھ لاحق ہو تو ماکافہ عن الرفع والنصب کہلاتی ہے۔ جیسے: ﴿اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾۔

(3) ماکافہ عن الجر: ماجب کاف جارہ، رب جارہ، حیث اور إذا کے بعد آجائے تو ماکافہ عن الجر کہلاتی ہے۔

کاف جارہ کی مثال، جیسے: «کَمَا لَهُمْ» (یہ عند البعض کافہ عن الجر ہے اور عند البعض یہ مامصدریہ ہے۔

ربّ جارہ کی مثال، جیسے: ﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۝﴾۔

حیثُ کی مثال، جیسے: «حَیْثُمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ»۔ (اس مثال میں حیثُ کو اضافت سے روک دیا ہے)۔

(مغنی اللبیب: 1 / 326، موسوعہ: 592)

پنجم: حروف تحضیض، وآں چہار است: اَلّا، هلّا، لولا، لومَا

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف غیر عاملہ کی پانچویں قسم حروف تحضیض اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

حروف تحضیض کی تعریف: حروف تحضیض وہ حروف ہیں، جس کے ذریعے کسی چیز کا مطالبہ سختی کے ساتھ کرنا اور یہ سختی متکلم کا لہجہ سے اور ان کے کلمات سے سمجھ میں آتی ہے جو متکلم استعمال کرتا ہے، ان کو حروفِ تندیم بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ زمانہ گزشتہ میں کسی کام کے نہ کرنے پر ملامت کرنے کے لیے بھی آتے ہیں۔

حروف تحضیض کی تعداد: حروفِ تحضیض کل پانچ ہیں: 1- أَلَّا 2- هَلَّا 3- لَوْلَا 4- لَوْمَا۔ 5أَلاَ۔

صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چار کو ذکر کیا ہے اور ایک ترک کیا ہے بنابر اختصار۔ یہ حروف جب تحضیض یا عرض کے لیے ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کے بعد فعل مضارع ہو عام ہے کہ ظاہر ہو یا مقدر ہو کر مابعد اس کی تفسیر کرے اور یہ فعل مضارع استقبال کے معنی میں ہو؛ اس لیے تحضیض استقبال کے معنی میں متحقق ہو سکتا ہے؛ اس لیے تحضیض میں مطالبہ ہوتا ہے، اور جس چیز کا مطالبہ ہو تو اس کا مطالبہ مستقبل کی اعتبار سے ہوتا ہے، نیز اگر ماضی پر داخل ہو یہ حروف تحضیض کے لیے بھی ہو، تو اس کو استقبال کے معنی میں کر دیگے، اگر تندیم کے لیے ہو تو اس وقت لازم ہے ان کے بعد فعل ماضی ہو لفظا اور معنًا۔

قواعد حروف تحضیض

(1) قاعدہ برائے اَلّا:

اَلّا کی تین قسمیں ہیں: ا۔ تحضیضیہ، ۲۔ اَلّا مرکبہ نمبر 1۔ ۳۔ اَلّا مرکبہ نمبر 2۔

(۱) اَلَّا تحضیضیہ: یہ اَلَا تحضیضیہ کی طرح ہے اور یہ جملہ فعلیہ مضارعیہ خبریہ کے ساتھ خاص ہے، جیسے: «اَلَّا تَضْرِبُ زَيْدًا»۔

(۲) اَلَّا مرکبہ نمبر 1: یہ اَن مخففہ اور لائے نفی جنس سے مرکب ہے، بشرطیکہ اس سے پہلے فعل متعدی ہو اور اس کے بعد اسم ہو۔ جیسے: «عَلِمْتُ أَلَّا بُدَّ مِنْ سَفَرٍ»۔

(۳) اَلَّا مرکبہ نمبر 2: یہ اَن ناصبہ اور لائے نفی سے مرکب ہے۔ جیسے: «أُرِيْدُ أَلَّا تَتَكَاسَلَ»۔

الا یہ عرضیہ اور تحضیضیہ دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، عرض کہتی کسی چیز کا نرمی کی ساتھ طلب کرنا، اور تحضیض کہتے ہے کسی چیز کو سختی سے طلب کرنا۔

(موسوعہ: 138)

(2) قاعدہ برائے لولا: لولا کی تین قسمیں ہیں: 1-لولا امتناعیہ 2-لولا تحضیضیہ 3-لولا تندیمیہ۔

لولا امتناعیہ کی تفصیل مابعد میں آیگا، لولا تحضیضیہ وہ ہے جس کی ذریعے کسی چیز کا مطالبہ سختی کے ساتھ کرے، لولا تندیمیہ وہ ہے جس کے ذریعے زمانہ گذشتہ میں کسی کام نہ کرنے پر ملامت کیا جائے۔

وجہ حصر: لولا کو دیکھا جائے گا کہ اس کے بعد دو جملے ہیں یا ایک جملہ۔ اگر دو جملے ہوں تو لولا امتناعیہ شرطیہ ہوگا۔ اور یہ جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے (یعنی اس صورت میں پہلا جملہ اسمیہ ہوگا اور دوسرا جملہ عام ہے، فعلیہ ہو یا اسمیہ)۔ دونوں کی مثالیں، جیسے: ﴿لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ۝﴾ یا «لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ»۔

اور اگر اس کے بعد ایک جملہ ہو تو پھر دیکھا جائے گا کہ یہ جملہ مضارع ہے، یا ماضی بمعنی مضارع ہے، یا فعل ماضی ہے۔ اگر مضارع ہو یا ماضی بمعنی مضارع ہو تو لولا تحضیضیہ ہوگا۔ مضارع کی مثال، جیسے: «لَوْلَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ»۔ ماضی بمعنی مضارع کی مثال، جیسے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾۔

اور اگر اس کے بعد فعل ماضی لفظا اور معنا ہو تو لولا تندیمیہ ہوگا۔ جیسے: ﴿لو لا جاؤوا عليه﴾ یعنی مناسب نہیں عدم لانا چار شاہدوں کے۔ الآیۃ۔

فائدہ: کبھی کبھار لولا اور اس کے فعل کے درمیان تین چیزوں کے ساتھ فاصلہ لایا جاتا ہے:

(1) کبھی إذا کے ساتھ جب اس کے بدخول کے معمول ہو، جیسے: ﴿فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۝﴾۔

(2) کبھی اِذ کے ساتھ جب اس کے مدخول کے معمول ہو، جیسے: ﴿فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا﴾۔

(3) یا کبھی جملہ شرطیہ معترضہ کے ساتھ۔ جیسے: ﴿فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾۔

فائدہ: اگر لولا امتناعیہ شرطیہ ہو تو اس کی خبر ہمیشہ (وجوبا)[1] محذوف ہوگی۔ جیسے: ﴿فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾، أیْ لَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَوْجُوْدَانِ۔

(2) لوما: اس کے تمام احکام لولا کی طرح ہیں۔

(موسوعہ: 586، مغنی اللبیب: 1/ 237، 238، النحو الوافی: 4/ 435)

ششم: حرف توقع، وآں قد است برائے تحقیق در ماضی، وبرائے تقریب ماضی بحال، ودر مضارع برائے تقلیل

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف غیر عاملہ کی چھٹی قسم حروف توقّع اور ان کے معانی کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: حرف توقع وہ حرف ہے کہ اس کا معنی ہیں کسی چیز کے حصول کا انتظار، جیسے: "قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ" یہ اس شخص سے کہا جائے گا، جس کو اس خبر دینے سے پہلے امیر کی سوار ہونے کے لیے انتظار ہو اور اس کے لیے صرف قد ہے۔

قاعدہ برائے قد:

قد کی تین قسمیں ہیں:

1- قَدْ اسمیہ بمعنی حَسْبُ۔ جیسے: قد زید درهم أی حسب زید درهم۔

2- قَدْ اسم فعل بمعنی كَفٰى، يَكْفِي، اِكْفِ، اِكْتَفِ۔ جیسے: قَدْ خَالِدًا دِرْهَمٌ، أَیْ يَكْفِيْ خَالِدًا دِرْهَمٌ۔

---

(1): وجوبا اس وقت حذف ہوگی جب کہ خبر افعالِ عامّہ میں سے ہو، اور اگر افعالِ خاصّہ میں سے ہو تو پھر حذف وجوبی نہیں ہے۔ جیسے امام شافعیؒ کے شعر میں ہے۔ مثال کے لیے "جامی" ص: 188 پر ملاحظہ فرمائیے۔

3- قَدْ حرفیہ: یہ صرف فعل متصرف مثبت پر داخل ہوتا ہے، خواہ فعل مضارع ہو یا ماضی ہو۔ جب کہ حروف ناصبہ، حروف جازمہ اور حروف تنفیس سے خالی ہو۔

قَدْ اور اس کے مدخول (فعل) کے درمیان قسم کے علاوہ کسی بھی چیز کے ساتھ فاصلہ لانا جائز نہیں ہے۔

(موسوعہ، ص:519، معجم القواعد، ص:338)

فائدہ: قَدْ حرفیہ چند معانی کے لیے آتا ہے: 1- تحقیق کے لیے 2- تقریب الماضی الی الحال کے لیے 3- توقع کے لیے 4- تقلیل کے لیے 5- تکثیر کے لیے۔

اگر ماضی پر داخل ہو تو کبھی صرف تحقیق کے لیے آتا ہے۔ جیسے: «هَلْ قَامَ زَيْدٌ» کے جواب میں: «قَدْ قَامَ زَيْدٌ»۔ کبھی تحقیق و تقریب دونوں کے لیے آتا ہے۔ جیسے: «قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ» (اس شخص کو کہا جائے جو امیر کے سوار ہونے کی امید نہیں رکھتا)۔ اور کبھی تحقیق و توقع اور تقریب تینوں کے لیے آتا ہے۔ جیسے: «قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ» (اس آدمی کو کہا جائے جس کو خبر دینے سے پہلے امیر کے سوار ہونے کا انتظار ہو)۔ اور اسی طریقہ پر ہے: «قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ»۔

اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کبھی تحقیق کے ساتھ تقلیل کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے: «إِنَّ كَذُوْبًا قَدْ يَصْدُقُ»۔ اور کبھی تحقیق کے لیے آتا ہے، جب کہ فاعل اللہ ﷻ ہو۔ جیسے: ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ﴾۔ اور کبھی تحقیق کے ساتھ تکثیر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾۔ اور کبھی توقع کے لیے آتا ہے۔ جیسے: «قَدْ يَقْدَمُ الْغَائِبُ الْيَوْمَ» (یہ اس وقت جب کہ اس کے آنے کی توقع ہو)۔

(موسوعہ: 519، مغنی اللبیب: 1/ 193، جامع الدروس: 3/ 199)

هفتم: حروف استفهام، وآں سہ است: «ما» و «همزه» و «هل»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی ساتویں قسم حروف استفہام کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

حروف استفہام وہ ہیں جو کسی بات کے پوچھنے کے لیے وضع ہوں۔ یہ کل تین حروف ہیں: 1- ما 2- ہمزہ 3- هَلْ۔

اصل استفہام کے باب میں ہمزہ (أ) ہے۔ اس کے لیے چند خاصیات ہیں: (۱) جواز حذف استفہام یعنی استفہام کے حذف کرنا جائز ہے، لیکن معنی اس کا معتبر ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کے قول {هذا ربي} أي أهذا ربي (۲) یہ طلبِ تصور و تصدیق دونوں کے لیے آتا ہے۔ بخلاف هل کے، کہ یہ صرف طلبِ تصدیق کے لیے آتا ہے۔ اور ما اور باقی کلماتِ استفہام صرف طلبِ تصور کے لیے آتے ہیں، (۳) ہمزہ استفہام اثبات اور نفی دونوں پر داخل ہوتا ہے اثبات کے مثال، جیسے: أزيد قائم، نفی کی مثال، جیسے: {ألم نشرح} {أولما أصابتكم مصيبة} (۴) اتمام تصدیر یعنی صدارت کے آنے میں تام ہے، دلیل یہ ہے اگر جملہ معطوفہ بالواو یا بالفاء یا بثم میں آجائے تو عاطف سے پہلے آجائے گا، جیسے: {أولم ينظروا أفلم يسيروا أثم إذا وقعوا} لیکن یہ سیبویہ کا مسلک ہے، جمہور اور علامہ زمخشری مذہب یہ ہے کہ ایسے مقامات میں حروف عطف اپنے مقام پر اور عطف جملہ مقدر پر ہے جو ہمزہ استفہام اور حروف عطف کے درمیان میں ہے، جیسے: {أفلم يسيروا} اس کی تقدیر عبارت یہ أ أمكثوا فلم يسيروا. (مغنی اللبیب: ۱/۳۶)

اور هَلْ سے جملہ مثبتہ کا استفہام کیا جاتا ہے، جیسے: «هَلْ قَرَأْتَ النَّحْوَ؟» کہا جاتا ہے اور «هَلْ لَمْ تَقْرَءِ النَّحْوَ» نہیں کہا جاتا ہے۔ اور اکثر اس کے ساتھ جملہ فعلیہ ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ کبھی کبھار آتا ہے۔ جیسے: «هِلْ عَلِيٌّ مُجْتَهِدٌ»۔ (جامع الدروس: 3/ 200)

سوال: ما استفہامیہ کو حروف میں شمار کرنا مسامحت ہے؛ کیوں کہ ما استفہامیہ اسماء کے قبیل سے ہے۔

جواب: کبھی ما کے ساتھ ذا مقارن ہوتا ہے۔ جیسے: «مَاذَا»۔ اس وقت مجموعہ «مَاذَا» ایک کلمہ سمجھا جاتا ہے اور معنی استفہام پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس صورت میں مَا اگرچہ ایک حیثیت سے معنی استفہام تو دیتا ہے، لیکن بذات خود "مستقلاً" کسی معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے اس کو حرف کہنا صحیح ہے۔ (جہد تقصیر: 104)

ہشتم: حرفِ ردع، و آں کَلّا است بمعنی باز گردانیدن، و بمعنی حقًّا نیز آمدہ است، چوں ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

غرض مصنف: یہاں سے صاحبِ نحو میر رحمہ اللہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی آٹھویں قسم حرفِ ردع کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: "کلا" امام سیبویہ، امام خلیل، زجاج، مبرد اور اکثر بصریین کے نزدیک یہ حرف ردع کے لیے آتا ہے۔
ردع کا لغوی معنی ہے: روکنا۔ یعنی مخاطب کو اس چیز سے روکنا ہے کہ جس چیز کا وہ معتقد ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں نفی اور تنبیہ علی الخطاء بھی ہوتا ہے۔ مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ «فُلَانٌ يُبْغِضُكَ» تو جواب میں عمرو نے کہا کہ: «كَلَّا» ہرگز نہیں، یعنی آپ اس کلام کو چھوڑ دو، اور اس صورت میں اس پر وقف کرنا اور اس کے بعد کلام کا ابتداء کرنا جائز ہے، ابو حاتم، کسائی اور فراء کے نزدیک یہ ہمیشہ ردع کے لیے نہیں آتا بلکہ دوسرے معانی کے لیے بھی آتا ہے، اس معنی کے اعتبار سے پہلے وقف کرنا ہے اور کلام سے کلام شروع کرنا صحیح ہے، پھر اس معنی ثانی کی تعیین میں اختلاف کیا ہے: کسائی فرماتے ہے: یہ کبھی حقًّا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی جملہ کے مضمون کی تحقیق کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (تحقیق عنقریب تم لوگ جان لوگے)، ابو حاتم فرماتے ہے: أَلَا استفتاحیہ کے معنی میں ہے، اور فراء فرماتے ہے: یہ حرف جواب ہے بمعنی "إِيْ اور نَعَمْ" کا کہ جیسے اس آیت مبارکہ میں: {کلا والقمر} اي والقمر۔ (مغنی اللبیب: ۱/۵۱۱)

فائدہ: کلّا بمعنی ردع اور کلّا بمعنی حقًّا کے درمیان فرق:

جب کلّا کا ماقبل قابل رد ہو۔ اور اس کے بعد إن مکسورہ ہو تو کلّا ردع کے لیے ہوگا۔ اور اگر اس کا ماقبل قابل رد نہ ہو اور اس کے بعد إن مکسورہ نہ ہو تو کلّا بمعنی حقًّا ہوگا۔ کلّا بمعنی ردع چوں کہ ماقبل والے کلام کی تردید کرتا ہے۔ اس لیے وہ ماقبل کلام میں داخل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر وقف کرنا اور مابعد سے ابتداء کرنا درست ہے۔ اور کلّا بمعنی حقًّا ماقبل کی تردید کے ساتھ مابعد کی بھی تحقیق کرتا ہے، تو اسی وجہ سے وہ مابعد والے کلام میں داخل ہوتا ہے۔ (اور یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد أَنَّ مفتوحہ آتا ہے)۔

فائدہ: کلّا بمعنی ردع یہ "حروف غیر عاملہ" میں سے ہے، اس کا محل اعراب نہیں ہے۔ اور کلّا بمعنی حقًّا کے لیے محل اعراب ہے، ترکیب میں مفعول مطلق واقع ہوتا ہے، وعدًا وغیرہ کی طرح۔ اور یہ اسم ہے فعل مقدر کا قائم مقام ہے۔ لیکن صاحب "مغنی اللبیب" فرماتے ہیں کہ: کلّا ہر صورت میں حرف ہے، اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔

{ نہم: تنوین، وآں پنج است: تمکن، چوں زیدٌ۔ تنکیر، چوں «صهٍ» أي اسکت سکوتا تامًّا في وقت مّا۔ اِمّا «صهْ» بغیر تنوین فمعناه: اسکت السکوت الآن۔ وعوض، چوں «یومئذٍ»۔ ومقابلہ، چوں }

«مسلماتٌ»۔ وترنم کہ در آخر ابیات باشد، شعر:

أَقِلِّيْ اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ

وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

وتنوین ترنم در اسم فعل وحرف رود۔ اِما چہار اولین خاص است باسم

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی نویں قسم تنوین کو بیان کرنا ہے۔ تنوین کی اقسام و تشریح

فائدہ: تنوین میں کل چار ابحاث ہیں: 1- تنوین کی لغوی واصطلاحی تعریف۔ 2- تنوین کی قسمیں۔ 3- تنوین کی وضع میں اختلاف 4- تنوین کی صورتِ خطی۔

(1) بحث اول: لغوی واصطلاحی تعریف:

تنوین کا لغوی معنی ہے: جَعْلُ الشَّيْءِ ذَا نُوْنٍ۔ (کسی چیز کو نون والا بنانا)۔

تنوین کی اصطلاحی تعریف: هِيَ نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ آخِرِ الْكَلِمَةِ لَا لِتَاْكِيْدِ الْفِعْلِ۔

(2) بحث دوم: تنوین کی اقسام:

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں۔ جیسے شاعر کا قول ہے:

تناوین پنج اند اے پُر غرض ترنم، تمکن، تقابل، عوض

بتنکیر شد پنج اے یارِ غار گر ہوش داری برو یاد دار

تنوین تمکن کی تعریف: تنوین تمکن اس تنوین کو کہا جاتا ہے جو اسم معرب کے آخر میں کلمہ کو منصرف ظاہر کرنے کے لیے آتی ہے، جیسے: «زَیْدٌ»۔

تنوین تنکیر کی تعریف: تنوین تنکیر وہ تنوین ہے جو اسماء مبنیہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں فارق ہو جس پر تنوین داخل ہو وہ نکرہ اور جس پر داخل نہیں وہ معرفہ ہے، جیسے: صَهٍ اسم فعل پر تنوین اس کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے پھر اس صورت میں معنی ہو گا "أُسْكُتْ سُكُوْتاً مَّا" یعنی کسی وقت تو چپ رہا کرو اور "صَهْ" بغیر تنوین کے اسم معرفہ ہے اس صورت میں معنی ہو گا أُسْكُتْ سُكُوْتَ الآن "یعنی آپ ابھی چپ رہو! جو اسم کو نکرہ بنانے کے

لیے لائی جائے، یعنی اگر اس اسم پر تنوین ہو تو نکرہ ہو اور اگر تنوین نہ ہو تو معرفہ ہو، جیسے اسمائے افعال میں سے صہ ہے۔ یہ تنوین کے ساتھ نکرہ ہے اور اگر بغیر تنوین کے ہو (صَہْ) تو معرفہ ہے۔

تنوین تقابل کی تعریف: تنوین تقابل وہ تنوین ہے جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں جمع مؤنث سالم پر آتی ہے، جیسے: «مُسْلِمَاتٌ»، یہ جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں ہے۔

تنوین عوضی کی تعریف: تنوین عوضی وہ تنوین ہے جو کلمہ کے آخر میں لائی جاتی ہے کسی حرف یا کلمہ یا جملہ کے عوض میں، حرف کے عوض میں، جیسے: جوارٍ کی تنوین یائے محذوفہ کے عوض میں آیا ہے، اور کلمہ و جملہ کے عوض میں، جو اسم پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے، خواہ مضاف الیہ جملہ ہو، جیسے: یَوْمَئِذٍ میں "إِذْ" پہ تنوین "کان کذا" جملہ مضاف الیہ کے عوض میں آئی ہے، خواہ مضاف الیہ جملہ نہ ہو بلکہ مفرد ہو، جیسے: {تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ} میں "بعض" پر تنوین "ھم" مضاف الیہ کے بدلے میں ہے جو جملہ نہیں ہے کلمہ ہے۔

تنوین ترنم کی تعریف: تنوین ترنم اس کو کہا جاتا ہے جو اشعار کے آخر میں سجع برابر کرنے اور آواز کو خوبصورت بنانے کے لیے لائی جائے۔ جیسے شاعر کا قول ہے:

أَقِلِّيْ اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے ملامت کرنے والی ملامت اور عتاب کو کم کردے۔ اگر میں اچھا کام کروں تب تو کہہ دے کہ تحقیق اس نے اچھا کیا۔

فائدہ: تنوین ترنم کے علاوہ باقی چاروں اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں، جب کہ تنوینِ ترنم اسم، فعل اور حرف تینوں پر آسکتی ہے۔

حرف پر ترنم کی مثال، جیسے شعر ہے:

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ

(3) بحث سوم: تنوین کی وضع میں اختلاف:

علامہ سیبویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تنوین اس لیے وضع ہوئی ہے تاکہ اس کے ذریعے انصراف اور عدم انصراف میں فرق ہو۔

علامہ فرّاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تنوین کی وضع اس لیے ہوئی ہے تاکہ اس کے ذریعے اسم اور فعل میں فرق ہو۔
بعض کوفی حضرات فرماتے ہیں کہ تنوین کی وضع اس لیے ہوئی ہے تاکہ اس کے ذریعے مفرد اور مضاف میں فرق ہو۔

(4) بحث چہارم: تنوین کی صورت خطی:

تنوین دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی صورت میں لکھی جاتی ہے۔ جیسے: «دًا»، «دٍ»، «دٌ»۔ اور کبھی نون خفیفہ کی صورت میں لکھی جاتی ہے۔ جیسے: «العتابنْ» اور «أصابنْ» کی تنوین۔ اور کبھی نون خفیفہ کو بھی نون تنوین کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝﴾ أيْ لَنَسْفَعَنْ۔ (جہد تقصیر: 105)

دہم: نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ، چوں «اضربنَّ»، «اضربَنْ»۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی دسویں قسم نون تاکید کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: نون تاکید وہ نون ہے جو امر اور فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے اور اس میں دو اثر کرتا ہے: ۱۔ معنوی، ۲۔ لفظی۔

معنوی: اثر یہ ہے تاکید اور استقبال کے معنی پیدا کرتے ہے۔ لفظی: اثر یہ ہے فعل مضارع کے جن صیغوں میں نون اعرابی نہیں ہے ان کو مبنی بر فتح بنادیتے ہے اور جن میں نون اعرابی ہے وہ پہلے کے طرح معرب ہوتا ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

1- نون تاکید ثقیلہ، جیسے: «اِضْرِبَنَّ»۔
2- نون تاکید خفیفہ، جیسے: «اِضْرِبَنْ»۔

یازدہم: حروف زیادت، وآں ہشت حروف است: «إنْ»، «أنْ»، «ما»، «لا»، «من»، «کاف»، «باء»، «لام»۔ چہار در حروفِ جر یاد کردہ شدہ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی گیارھویں قسم حروفِ زیادات کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: ان حروف کے زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام سے حذف کیا جائے تو معنی میں کوئی [illegible] واقع نہیں ہوتا۔ لیکن کلامِ عرب میں ان کے بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً: تزیین کلام اور وزنِ شعری کی استقامت وسلامتی، ان مقاصد کے حصول کے لیے ان حروف کو لایا جاتا ہے۔

حروف زیادات کی تعداد:

حروف زیادت کل آٹھ ہیں: 1- «إِنْ» 2- «أَنْ» 3- «مَا» 4- «لَا» 5- «مَنْ» 6- «کاف» 7- «باء» 8- «لام»۔

قواعدِ حروف زیادات

قاعدہ نمبر 1 برائے أن زائدہ: اَن تین جگہوں میں زائد ہو گا۔

(1) لمّا کے بعد۔ جیسے: ﴿فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ﴾۔

(2) قسم اور لَو کے درمیان۔ جیسے:

أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ كُنْتَ حُرًّا ... وَلَا بِالْحُرِّيَةِ أَنْتَ وَلَا بِالْعَتِيْقِ

(3) إذا کے بعد۔ جیسے:

فَأَمْهَلَهُمْ حَتَّى إِذَا أَنْ كَأَنَّهُ ... مُعَاطِي يَدٍ فِي لُجَّةِ الْمَاءِ غَامِرِ

قاعدہ نمبر 2 برائے إن زائدہ:

إن چار جگہوں میں زائد ہوتا ہے۔

1- ما نافیہ کے بعد۔ جیسے: «مَا إِنْ ضَرَبْتَ زَيْدًا»۔

2- ما مصدریہ کے بعد۔ جیسے: «مَا إِنْ يَجْلِسُ الْأَمِيْرُ»۔

3- ما اسمیہ کے بعد۔ جیسے: ﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ﴾۔

4- لمّا کے بعد۔ جیسے: «لَمَّا إِنْ قَامَ زَيْدٌ قُمْتُ»۔

قاعدہ نمبر 3 برائے لا زائدہ: لا آٹھ جگہوں میں زائد ہوتا ہے:

1- واؤ عاطفہ کے بعد، بشرطیکہ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾۔

2- لفظ قسم سے پہلے۔ جیسے: ﴿لَآ اُقْسِمُ﴾۔

3- مضاف و مضاف الیہ کے درمیان۔ جیسے: «فِيْ بِئْرٍ لَا حُوْرٍ» أَيْ فِي بِئْرٍ حُوْرٍ۔

4- أن مصدریہ کے بعد۔ جیسے: ﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ﴾۔

5- مکرر آجائے۔ جیسے: «لَا لَا يَضْرِبُ»۔

6- بل سے پہلے۔ جیسے: «وَجْهُكَ الْبَدْرُ لَا، بَلِ الشَّمْسُ»۔

7- اس پر حرف جر داخل ہو۔ جیسے: «بِلَا زَادٍ»۔

8- معرفہ پر داخل ہو۔ جیسے: ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔ (موسوعہ: 570)

قاعدہ نمبر4: کاف زائد:

کاف زائد: وہ ہے جو متعلق نہیں چاہتا۔ اور یہ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾۔

تنبیہ: قاعدہ برائے مَا زائدہ:

اس کی تفصیل ماقبل میں "ما" مصدریہ کے اقسام میں گزر چکی ہے۔ نوٹ: "مِنْ، باء، لام زائدہ" اس کی تفصیل حروف عاملہ میں گزر گیا ہے وہاں دیکھو!

سوال: آپ نے حروف جارہ زائدہ کو حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا ہے۔ حالاں کہ یہ تو عمل کرتے ہیں۔ (اپنے مدخول کو جر دیتے ہیں)۔ جیسے: ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾۔

جواب: حروف جارہ زائدہ کو حروف غیر عاملہ میں اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بوقت زیادتی معنی مقتضی الاعراب گم ہو جاتے ہیں۔ لیکن بوجہ زیادتی اختصاص بالاسم کی وجہ سے ان کا عمل یعنی جر باقی رہتا ہے۔

دوازدہم: حروف شرط، وآں دو است: «امّا»، «لو»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض حروف غیر عاملہ کی بارہویں قسم "حروف شرط" اور ان کی تعداد کو بیان کرنا ہے۔ حروف شرط وہ حروف ہیں جو شرط کے معنی کو متضمن ہو، اور عمل نہ کرتا ہو۔ یہ دو ہیں:

تشریح: حروف شرط دو ہیں: 1- أَمَّا 2- لَوْ۔

أمّا برائے تفسیر وقادر جوابش لازم باشد، کقولہ تعالیٰ: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۞ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ﴾ - ﴿وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ﴾۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ان دو حروف شرط میں سے ایک کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: أمّا کی چار قسمیں ہیں: 1- تفصیلیہ۔ 2- تفسیریہ۔ 3- استئنافیہ۔ 4- تاکیدیہ۔

(1) تفصیلیہ: یہ اکثر مجمل کلام کی تفصیل کے لیے آتا ہے۔ جیسے: «هٰؤُلَاءِ فُضَلَاءُ، أَمَّا زَيْدٌ فَفَقِيْهٌ، وَأَمَّا الطَّاهِرُ فَمُتَكَلِّمٌ، وَأَمَّا عِرْفَانٌ فَنَحْوِيٌّ»۔

(2) تفسیریہ: وہ ہے جو مجمل یا مبہم کلام کے بعد بطور تفسیر و توضیح کے آتا ہے، اس کے بعد والا کلام سابق کلام کی وضاحت کرتا ہے۔ جیسے: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۞ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ﴾ .... ﴿وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ﴾۔

(3) استئنافیہ: یہ وہ أمّا ہے کہ اس سے پہلے کوئی اجمال نہیں ہوتا، اور زیادہ تر خطبوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: «أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ الخ»۔

(4) تاکیدیہ: یہ کبھی صرف تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے کسی نے سنا کہ زید شجاع ہے، پھر اس کو شک ہوا کہ نہیں بلکہ عمرو شجاع ہے، تو آپ نے تاکید کے لیے کہا: «أَمَّا زَيْدٌ فَشُجَاعٌ»۔

فائدہ: «أَمَّا زَيْدٌ فَشُجَاعٌ» اصل میں «مَهْمَا يَكُنْ مِنَ الشَّيْءِ فَزَيْدٌ شُجَاعٌ» تھا۔ «مہما» شرطیہ مبتدا، «یکن» فعل شرط (تام)، «ھو» ضمیر ذو الحال، «من الشیء» جار مجرور متعلق کائنا حال برائے ذو الحال۔ حال وذو الحال مل کر خود فاعل برائے «یکن»۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر خود خبر برائے مبتدا۔ مبتدا با خبر خود شرط، «فزید شجاع» جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء برائے شرط۔

پہلے «یکن» فعل شرط کو بمع فاعل حذف کر دیا اور «مهما» کو اس کا قائم مقام بنا دیا۔ پھر «مهما» کی ھا کو الف سے تبدیل کیا، تو ماما ہو گیا۔ پھر نقل مکانی کر کے میم کو میم میں مدغم کر دیا تو اَمّا بن گیا۔

قاعدہ: اَمّا اور فاء جزائیہ کے درمیان دس چیزوں کے ساتھ فاصلہ لایا جاتا ہے:

(1) مبتدا کے ساتھ، جیسے: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ﴾ .... ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ﴾۔

(2) خبر کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا فِي الدَّارِ فَزَيْدٌ»۔

(3) مفعول بہ کے ساتھ، جیسے: ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝﴾۔

(4) اضمار علی شریطۃ التفسیر کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا زَيْدًا فَضَرَبْتُهُ»۔

(5) شرط کے ساتھ، جیسے: ﴿فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝﴾

(6) جار مجرور کے ساتھ، جیسے: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝﴾۔

(7) مفعول مطلق کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا ضَرْبَ الْأَمِيْرِ فَأَنَا ضَارِبٌ»۔

(8) مفعول لہ کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا تَأْدِيْبًا فَأَنَا ضَارِبٌ»۔

(9) حال کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا مُجَرَّدًا فَأَنَا ضَارِبُكَ»۔

(10) ظرف کے ساتھ، جیسے: «أَمَّا الْيَوْمَ فَإِنِّيْ ذَاهِبٌ»۔

(جهد قصير:106)

فائدہ: اَمّا کے جواب میں (یعنی جزاء پر) فاء کا دخول واجب ہے۔ جیسے: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ﴾ .... ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ﴾۔

لیکن کبھی کبھار اس فاء کو حذف بھی کیا جاتا ہے۔ اور جب فاء کا مدخول قول ہو تو اس صورت میں قول کا حذف کرنا جائز اور فاء کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے: ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۫ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ أي فَيُقَالُ لَهُمْ: أَكَفَرْتُمْ۔

لیکن اگر فاء کا مدخول قول نہ ہو تو پھر اس کا حذف کرنا شاذ و نادر ہے۔ جیسے ایک حدیث شریف ہے: «أَمَّا بَعْدُ، مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللهِ»۔

فائدہ: کبھی کبھار اَمَّا خود حذف ہوتا ہے، جب فاء فعل امر یا نہی پر داخل ہو۔ اور اس سے پہلے اسم منصوب یعنی مفعول بہ ہو۔ جیسے: ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ أَيْ وَأَمَّا رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَأَمَّا ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔

(جامع الدروس:3/ 195، موسوعہ: 149، مغنی اللبیب:1/ 67، النحو الوافی:4/ 382)

ولو برائے انتفائے ثانی بسبب انتفاء اول، چوں ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض لو شرطیہ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: لو شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: 1-امتناعیہ 2-غیر امتناعیہ۔

(1) لَو امتناعیہ: اس کا معنی یہ ہے کہ جزء ثانی ممتنع ہے ماضی میں اس لیے کہ جزء اول ممتنع تھا ماضی میں، جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾۔ (ترجمہ: اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ چند اور معبود ہوتے تو یقیناً آسمان وزمین میں فساد برپا ہو جاتا)۔ اس آیت میں لو حرفِ شرط ہے، «کان فیهما» فعل شرط ہے اور «لفسدتا» یہ جواب (جزاء) ہے۔ اور لو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جزء ثانی یعنی فساد برپا نہیں ہوا؛ اس لیے کہ جزء اول یعنی متعدد آلہہ موجود نہیں۔ اور یہ انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول اس وقت ہو گا جب انتفائے ثانی کے لیے شرط کے سوا کوئی اور سبب نہ ہو۔ جیسے کہ مذکورہ مثال میں ذکر ہوا۔ اور اگر ثانی کے لیے شرط کے سوا کوئی اور سبب موجود ہو تو اس وقت انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول نہیں ہو گا۔ جیسے: «لَوْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ لَكَانَ الضَّوْءُ مَوْجُوْدًا»، (یہاں انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول نہیں ہوتا ہے؛ کیوں کہ ضوء کے لیے اور سبب بھی موجود ہے۔ مثلاً: چراغ، بلب وغیرہ۔

(حاشیۃ الصبان:4/ 51)

(2) لَوْ غیر امتناعیہ: یہ شرط فی المستقبل کے لیے آتا ہے اور یہ إنْ کی طرح ہے، جزء ثانی محقق اور حاصل نہ ہو مستقبل میں جب تک جزء اول محقق حاصل نہ ہو مستقبل میں۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں:

1-اس کا مدخول لفظاً ماضی اور معناً مستقبل ہو۔ جیسے: ﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ﴾۔

2-یا لفظاً ومعناً اس کا مدخول فعل مستقبل ہو۔ اور یہ امتناع کا فائدہ نہیں دے گا، بلکہ حرفِ جواب کو شرط کے ساتھ ربط دینے کے لیے آتا ہے، جیسے: لَوْ تَزُوْرَنِيْ أُكْرِمُكَ.

(حاشیۃ الصبان:2/ 52)

فائدہ: لَوْ ہمیشہ فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اور کبھی اسم پر بھی داخل ہوتا ہے۔ تو اس وقت فعل محذوف ہو گا۔ پھر یہ اسم عام ہے، خواہ مرفوع ہو، جیسے: «لَوْ زَيْدٌ أَكْرَمَ» أَيْ لَوْ أَكْرَمَ زَيْدٌ أَكْرَمَ۔ خواہ منصوب ہو، جیسے: «لَوْ زَيْدًا ضَرَبْتَهُ» أَيْ لَوْ ضَرَبْتَ زَيْدًا ضَرَبْتَهُ۔ اور کبھی ضمیر منفصل پر داخل ہوتا ہے، جیسے: ﴿قُلْ لَّوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ﴾ أَيْ لَوْ تَمْلِكُوْنَ تملكون۔

فائدہ: لَوْ کبھی حروف مشبہ بالفعل پر بھی داخل ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی اس کے بعد فعل محذوف ہو گا۔ جیسے: ﴿وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ﴾ أَيْ لَوْ ثَبَتَ أَنَّنَا۔

فائدہ برائے ' جزاء لو'لَوْ'' کے جواب کبھی جملہ اسمیہ آتا ہے، تو اس کے اوپر لام داخل ہوتا ہے، جیسے: (ولو أنهم امنوا واتقوا لمثوبة من عند الله) اور اکثر جملہ فعلیہ آتا ہے اگر جملہ فعلیہ مثبت ہو تو اس پر لام مفتوحہ داخل کیا جاتا ہے۔ جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾۔ اور یہ لام مفتوحہ جوابیہ کبھی حذف بھی ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ﴾۔ اور اگر جزاء منفی ہو تو اس پر مَا نافیہ داخل ہو گا۔ جیسے: ﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ﴾۔ اور اکثر جہاں مَا آجائے، وہاں لام نہیں آئے گا۔ اور کبھی کبھار دونوں بھی آتے ہیں۔ اور کبھی جزاء پر لَمْ بھی آتا ہے۔

(جہد قصیر: 107)

قاعدہ برائے لَوْ:

لَوْ کی اقسام: لو کی پانچ قسمیں ہیں: 1-لو شرطیہ 2-لو وصلیہ 3-لو مصدریہ 4-لو تمنیّہ 5-لو عرضیہ۔

(1) لَوْ شرطیہ: اس کی تفصیل واقسام ماقبل میں بیان ہو چکی ہیں۔

(2) لَوْ وصلیہ: لو وصلیہ بھی شرط کے لیے آتا ہے، لیکن اس کی جزاء ہمیشہ محذوف ہو گی۔ اور اس کا ماقبل دال بر جزاء ہو گا۔ اور نقیض شرط کے لیے جزاء بطریق اولی ثابت ہو گی جیسے: «بلغوا عنى ولو آية» (تم میرا پیغام پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت ہو) یعنی تم میرا پیغام پہنچاؤ یہ جزاء ہے لو آية یعنی ایک آیت یہ شرط ہے اب اس شرط کی نقیض دو، تین یا چار آیتیں ہیں تو اب جزاء کا تعلق مذکورہ شرط کے ساتھ بھی ہے یعنی میرا پیغام پہنچاؤ اگر چہ ایک

آیت ہو لیکن اس شرط کی نقیض (ایک سے زائد آیات) کے ساتھ زیادہ اور بطریق اولی ہے۔ یعنی تین یا چار آیتیں ہو تو پھر میرا پیغام بطریق اولی پہنچاو۔ اور اس سے پہلے "واؤ" آتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے، عند البعض یہ واؤ حالیہ ہے اور عند البعض یہ واؤ عاطفہ ہے، اور عند البعض واؤ اعتراضیہ ہے۔ اور کبھی کبھار اس کے بعد افعال ناقصہ کی خبر آئے گی اور خود فعل ناقص محذوف ہوگا۔ جیسے: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً» أَيْ لَوْ كَانَ آيَةً۔

(3) لو مصدریہ: یہ اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ اور یہ باب «وَدَّ يَوَدُّ» کے بعد آتا ہے۔ جیسے: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ۝﴾۔

(4) لو تمنیہ: وہ ہے جو تمنّی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ محتاج نہیں ہوتا ہے جواب کی طرف، جیسے جوابِ شرط ہے، لیکن کبھی کبھار اس کے لیے جواب آتا ہے اور وہ منصوب ہوتا ہے أَنْ مقدر ہو کر لَیْتَ کے جواب کی طرح۔ جیسے: ﴿فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۝﴾۔

(5) لو عرضیہ: لو عرضیہ وہ ہے جو عرض کے لیے آئے، اس کے بعد کبھی کبھار فاء سببیہ آتی ہے وہاں أَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے، جیسے: «لَوْ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبَ خَيْرًا»۔

(مغنی اللبیب: 1/ 284، النحو الوافی: 4/ 380، موسوعہ: 584)

سیزدہم: لولا، واو موضوع است برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول، چوں «لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمہ اللہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی تیرھویں قسم "لولا" کو بیان فرماتا ہے۔

تشریح:

لولا امتناعیہ: وہ ہے جو وضع ہوا اسلیئے کہ جزء ثانی ممتنع ہے بسبب وجود جزء اول۔ جیسے: «لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ»۔ (ترجمہ: اگر حضرت علی β نہ ہوتے تو عمر β ہلاک ہو جاتے)۔ یہاں علی اول ہے۔ اور لولا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ثانی، یعنی ہلاکت عمر سے منتفی ہے؛ اس لیے کہ اول یعنی علی موجود ہیں۔

فائدہ: لولا امتناعیہ کا جواب کبھی کبھار حذف ہوگا، اگر اس کے جواب پر کوئی دلیل دلالت کرتا ہو۔ جیسے: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۝﴾، أَيْ لَفَضَحَكُمْ وَعَاجَلَكُمْ بِالْعُقُوبَةِ۔

سوال: لولا شرطیہ اسم پر داخل ہوتا ہے، حالاں کہ شرط تعلیق چاہتی ہے اور تعلیق زمانے میں ہوتی ہے اور زمانہ فعل میں پایا جاتا ہے۔ تو لولا شرطیہ کو بھی فعل پر داخل ہونا چاہیے۔ حالاں کہ لولا اسم پر داخل ہے؟

جواب: عند الجمہور شرط کا دخول فعل کے ساتھ خاص ہے، خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً۔ اور عند الاخفش شرط کا دخول اسم پر بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس کی خبر فعل ہو۔ تو عند الاخفش یہ جائز ہے اور عند الجمہور یہاں فعل مقدر ہے۔

(جہد تقصیر:108)

چہار دہم: لامِ مفتوحہ برائے تاکید، چوں «لزيدٌ أفضلُ من عمرٍو»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی چودھویں قسم "لام مفتوحہ تاکیدیہ" کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

لام تاکیدیہ ابتدائیہ: لام ابتدائیہ مضمونِ جملہ کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اور یہ فعل مضارع کو حال کے ساتھ خاص کرتا ہے۔ اور یہ دو جگہوں پر بالاتفاق داخل ہوتا ہے: ا۔ مبتداء پر، جیسے: {لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً}، ۲۔ إِنَّ کے بعد لیکن إِنَّ کے بعد تین چیزوں پر بالاتفاق داخل ہوتا ہے (۱) إِنَّ کے خبر جب اسم ہو، جیسے: {إِنَّ رَبَّكَ لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ} (۲) إِنَّ کے خبر فعل مضارع ہو، جیسے: {إِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ} (۳) إِنَّ کے خبر ظرف جار مجرور ہو، جیسے: {إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ}۔

اور تین جگہوں میں لام ابتداء خبرِ إِنَّ پر داخل ہونے میں اختلاف ہے: (۱) فعل ماضی جامد ہو، جیسے: إِنَّ زَيْدًا لَنِعْمَ الرَّجُلُ (۲) فعل ماضی مقرون بِقَدْ ہو، جیسے: إِنَّ زَيْدًا لَقَدْ قَامَ. (۳) فعل ماضی متصرف خالی ہو قَدْ سے، جیسے: إِنَّ زَيْدًا لَقَامَ۔

اور خبر إِنَّ کے علاوہ دو جگہوں میں بھی اختلاف ہے: (۱) خبر مقدم ہو مبتداء پر، جیسے: لَقَامَ زَيْدٌ. (۲) فعل مضارع ہو یا فعل ماضی جامد ہو، جیسے: لَيَقُوْمُ زيدٌ یا {لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ}۔

قاعدہ برائے لام مفتوحہ

لام مفتوحہ کی تقریباً سات قسمیں ہیں: 1-لام ابتدائیہ تاکیدیہ 2-لام مزحلقہ 3-لام مفارقہ 4-لام موطئہ للقسم 5-لام زائدہ 6-لام جوابیہ 7-لام استغاثہ۔

(1) لام ابتدائیہ تاکیدیہ: اس کی تعریف وتفصیل ما قبل میں (قریب گزر گیا) ملاحظہ فرمائیں۔

(2) لام مُزحلقہ: یہ وہ لام ہے جو حروف مشبہ بالفعل کی خبر پر داخل ہو۔ جیسے: ﴿وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾۔

(3) لام مفارقہ: یہ وہ لام ہے جو اِن مخففہ من الثقلہ کی خبر پر داخل ہو۔ جیسے: ﴿وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾۔ اس لام کو "لام مفارقہ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اِن مخففہ من الثقلہ اور اِن نافیہ کے درمیان فرق کرتا ہے۔

(4) لام موطئہ للقسم: لام موطئہ للقسم وہ ہے جو اِن شرطیہ پر داخل ہو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ادات شرط کے بعد جو جملہ ذکر ہے، وہ جواب قسم ہے نہ کہ جزاء شرط کے لیے، جیسے: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾۔

(5) لام زائدہ: لام زائدہ وہ ہے جو مبتدا و خبر پر داخل نہ ہو اور مذکورہ تمام اقسام میں سے کوئی نہ ہو۔ جیسے: ﴿يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ﴾۔

(6) لام جوابیہ: لام جوابیہ کی تین قسمیں ہیں: 1-جواب قسم میں ہو، جیسے: «لَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ»۔ 2- لَو کے جواب میں ہو، جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾۔ 3-لولا کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے: «لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ»۔

(7) لام استغاثہ: لام استغاثہ وہ ہے جو مستغاث پر داخل ہو۔ جیسے: «يَا لَزَيْدٍ لِلْعَمْرٍو»۔ (مغنی اللبیب: 1/ 254، موسوعہ: 560، جامع الدروس: 3/ 202)

پانزدہم: "ما" بمعنی "مادام"، چوں «اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی پندرھویں قسم "ما بمعنی مادام" کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: مامصدریہ زمانیہ بمعنی مادام کی ساری تفصیل قسم چہارم (حروفِ مصدریہ) میں سے "مامصدریہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

شانزدہم: حروف عطف، وآں دہ است: واؤ، فاء، ثُمَّ، حَتّٰی، إِمَّا، أَوْ، أَمْ، لَا، بَلْ، لٰکِنْ

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر کی غرض "حروف غیر عاملہ" کی سولھویں قسم حروفِ عطف اور ان کی تعداد کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح: "عطف" کا لغوی معنی ہے: مائل کرنا۔ چوں کہ یہ حروف معطوف کو حکم اور اعراب میں معطوف علیہ کی طرف مائل کرتے ہیں؛ اس وجہ سے اس نام سے موسوم ہیں۔

حروف عطف کی تعداد: حروف عطف کل دس ہیں: 1- واؤ 2- فَاء 3- ثُمَّ 4- حَتّٰی 5- إِمَّا 6- أَوْ 7- أَمْ 8- لَا 9- بَلْ 10- لٰکِنْ۔

حروف عطف کی تقسیم: حروف عطف باعتبار معنی تین قسم پر ہیں:

پہلی قسم: وہ حروف ہیں جو معطوف علیہ اور معطوف کو حکم واحد میں جمع کرنے کے لیے آتے ہیں۔ یعنی جو حکم معطوف علیہ کا ہو، وہی حکم معطوف کا بھی ہو۔ یہ کل چار حروف ہیں: 1- واؤ 2- فاء 3- ثُمَّ 4- حَتّٰی۔

(1) واؤ: واؤ مطلق جمع کے لیے آتا ہے۔ یعنی واؤ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف دونوں ایک حکم میں شریک ہیں۔ پھر حکم عام ہے چاہے دونوں پر بیک وقت لگے یا معطوف علیہ پر پہلے اور معطوف پر بعد میں لگے، یا اس کے برعکس ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو»۔ ترجمہ: "میرے پاس زید اور عمرو دونوں آئے" چاہے اکٹھے آئے ہوں یا یکے بعد دیگرے۔

(2) فاء: یہ ترتیب بلا فصل کے لیے آتی ہے۔ یعنی یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حکم کا تعلق پہلے معطوف علیہ کے ساتھ ہے اور اس کے فوراً بعد (بلا فصل) معطوف کے ساتھ ہے۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو» ترجمہ: "یعنی میرے پاس زید اور اس کے فوراً بعد عمرو آیا"۔

(3) ثم: ثم ترتیب مع الفصل کے لیے آتا ہے۔ یعنی اس میں ترتیب و تاخیر دونوں ہوتی ہیں۔ معطوف علیہ کے لیے حکم پہلے ثابت ہوتا ہے اور معطوف کے لیے کافی دیر بعد ثابت ہوتا ہے۔ جیسے: «جَاءَنِیْ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو» ترجمہ: "میرے پاس زید آیا اور اس کے کافی دیر بعد عمرو آیا"۔

(4) حتّٰی: حتّٰی میں ثم کی طرح مہلت اور ترتیب ہوتی ہے، لیکن اس میں ثمّ کے اعتبار سے مہلت کم ہوتی ہے اور ثمّ میں ترتیب اور مہلت خارجی ہوتی ہیں اور حتّٰی میں ذہنی۔

(حتّٰی عاطفہ کا قاعدہ "حروف جارہ" میں حتّٰی کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں)۔

دوسری قسم: وہ حروف ہیں جو احد الامرین کے لیے آتے ہیں۔ یعنی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حکم معطوف علیہ اور معطوف میں سے کسی ایک کے لیے غیر معین طور پر ثابت ہے۔ یہ کل تین حروف ہیں: 1- أوْ 2- إمّا 3- أمْ۔

(1) أو: أوْ چند معانی کے لیے آتا ہے:

1- تخییر کے لیے: یعنی معطوف علیہ اور معطوف میں سے جس کو چاہو اختیار کرو۔ جیسے: «تَزَوَّجْ زَيْنَبَ أَوْ أُخْتَهَا»۔

2- اباحت کے لیے: یعنی معطوف علیہ اور معطوف دونوں کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ جیسے: «جَالِسِ الْحَسَنَ وَابْنَ سِيْرِيْنَ»۔

فائدہ: تخییر واباحت میں فرق:

تخییر میں معطوف علیہ اور معطوف دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور اباحت میں دونوں کو جمع بھی کیا جاسکتا ہے۔

3- شک کے لیے: یعنی متکلم کو خود ہی دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین میں شک ہو۔ جیسے: ﴿قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾۔

4- ابہام کے لیے: یعنی معطوف علیہ اور معطوف میں سے متکلم کو ایک کا علم ہو، لیکن کسی غرض کی وجہ سے متکلم سامع پر پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو۔ جیسے: ﴿وَ اِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾۔

5- تقسیم کے لیے: جیسے: «اَلْكَلِمَةُ: اِسْمٌ أَوْ فِعْلٌ أَوْ حَرْفٌ»۔

6- اضراب کے لیے: (بَلْ کے معنی میں ہوتا ہے)۔ جیسے: ﴿وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ﴾ أيْ: بَلْ يَزِيْدُوْنَ۔

7-اور کبھی کبھار «أو» واؤ کے معنی میں (مطلق جمع بین المعطوف والمعطوف علیہ کے لیے) بھی آتا ہے۔
(موسوعہ: 175)

(2) إمّا: إمّا چند معانی کے لیے آتا ہے:

1-شک کے لیے۔ جیسے: «إِمَّا زَيْدٌ أَوْ عَمْرٌو»۔

2-ابہام کے لیے۔ جیسے: ﴿وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ﴾۔

3-تخییر کے لیے۔ جیسے: ﴿اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا﴾۔

4-اباحت کے لیے۔ جیسے: «اِقْرَأْ إِمَّا فِقْهًا أَوْ إِمَّا نَحْوًا»۔

5-تفصیل کے لیے۔ جیسے: ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا﴾۔

فائدہ: إما عاطفہ سے پہلے (معطوف علیہ) پر إما زائدہ کا لانا واجب ہے۔ اور أو سے پہلے لانا جائز ہے۔ جیسے: «هٰذَا الْعَدَدُ إِمَّا زَوْجٌ أَوْ فَرْدٌ»۔ (موسوعہ: 148)

(3) أم: قاعدہ برائے أم:

أَمْ دو قسم پر ہے: 1۔ متصلہ 2۔ منقطعہ

أَمْ متصلہ کی تعریف: أَمْ متصلہ وہ ہے کہ جس کا ما قبل، مابعد کے ساتھ اس طور پر متصل ہو کہ ایک دوسرے سے مستغنی نہ ہو سکے۔

أَمْ متصلہ کی شرائط: اس کی دو شرطیں ہیں:

1۔ اس سے پہلے ہمزہ استفہام یا ہمزہ تسویہ ہو، لفظاً یا تقدیراً۔ لفظاً کی مثال: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾۔ تقدیراً کی مثال: «لَعَمْرُكَ مَا أَدْرِي، وَإِنْ كُنْتُ دَارِيًا شُعَيْثُ بْنُ سَهْمٍ أَمْ شُعَيْثُ بْنُ مُنْقِرٍ»، أَيْ أَشُعَيْثُ بْنُ سَهْمٍ۔

2۔ اس کا مابعد مفرد یا مؤول بالمفرد ہو۔ مفرد، جیسے: «أَرَجُلٌ فِي الدَّارِ أَمْ اِمْرَأَةٌ»۔ مؤول بالمفرد کی مثال، جیسے: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾۔

أَمْ متصلہ کی اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ پہلی قسم وہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ تسویہ ہو۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اس سے پہلے ایسی ہمزہ ہو کہ جس کے ذریعے اور اَم کے ذریعے تعیین طلب کیا جائے۔ جیسے: ﴿ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ﴾۔

اَم منقطعہ کی تعریف: اَم منقطعہ وہ ہے جو اپنے ماقبل ومابعد کے متصل ہونے کا تقاضانہ کرے اور دو جملوں کے درمیان میں واقع ہو، ایسے جملے کہ ان میں سے ہر ایک کا معنی دوسرے کے معنی سے مخالف ہو۔ اور اس میں اَم متصلہ کی شرائط مفقود ہوں۔

اَم منقطعہ کی اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں:

1۔ پہلی قسم وہ ہے کہ اس سے پہلے استفہام بغیر ہمزہ کے ہو۔ جیسے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ﴾۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ غیر استفہام ہو۔ جیسے: ﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ﴾۔ یہاں ہمزہ انکاری ہے جو کہ نفی کے معنی میں ہے۔

3۔ تیسری قسم وہ ہے کہ اس سے پہلے محض خبر ہو۔ جیسے: ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ﴾ الآیۃ۔

علامات اَم متصلہ:

پہلی علامت اس کی یہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ استفہام یا ہمزہ تسویہ ہو گی۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اَم متصلہ کے ماقبل اور مابعد فعل کا فاعل ایک ہو گا۔ جیسے: «أَقَامَ زَيْدٌ أَمْ قَعَدَ»؟ اور اس کے ماقبل ومابعد میں مبتداء کی خبر ایک ہو گی۔ جیسے: «أَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ أَمْ عَمْرٌو؟»۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اَم متصلہ دو مفرد، دو جملوں، ایک مفرد، ایک جملہ کے درمیان واقع ہوتی ہے۔

علامات اَم منقطعہ: پہلی علامت یہ ہے کہ اس سے پہلے ھَل استفہامیہ ہو گا۔ جیسے: ﴿هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ﴾ الآیۃ۔ یا اس سے پہلے خبر ہو گی۔ جیسے: ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ﴾ الآیۃ۔

دوسری علامت یہ ہے کہ اس کا ماقبل ومابعد فعل کا فاعل اور مبتداء کی خبر ایک نہیں ہوگی۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اَم منقطعہ دو جملوں کے درمیان واقع ہوتی ہے، نہ کہ دو مفرد، یا ایک مفرد وایک جملہ کے درمیان۔

(الاشباہ والنظائر:4/ 56)

قاعدہ برائے لا:

لا کی دو قسمیں ہیں: 1-لا عاطفہ 2-لا غیر عاطفہ۔

1-لا عاطفہ: لا عاطفہ کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی اور واؤ نہ ہو۔ جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو»۔
(موسوعہ: 566)

2-لا غیر عاطفہ: لا غیر عاطفہ کی دو قسمیں ہیں: 1-زائدہ 2-غیر زائدہ۔

لا زائدہ: (اس کی تفصیل "حروف زوائد" میں ملاحظہ فرمائیں)۔

قاعدہ برائے بَلْ

بل دو قسم پر ہے: 1-عاطفہ 2-اضرابیہ۔

(1) بل عاطفہ: بل اس وقت عطف کے لیے ہوگا جب مفرد پر داخل ہو۔ جیسے: «جَاءَ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو»۔

بل عاطفہ کو دیکھیں گے اثبات یا امر کے بعد ہے یا نفی نہی کے بعد ہے؟ اگر اثبات یا امر کے بعد تھا تو جو حکم معطوف علیہ کے لیے ثابت ہے اس کو معطوف کے لیے ثابت کریگا اور معطوف علیہ کا حکم مسکوت عنہ کا ہوگا۔ جیسے: «جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو»۔ اس مثال میں آنے کا حکم عمرو کے لیے ثابت ہے اور زید مسکوت عنہ کے حکم میں ہے۔

اگر بل سے پہلے نہی یا منفی ہو تو اس میں نحاۃ کا اختلاف ہے کہ حکم کس کے لیے ثابت ہوگا اور کس سے منفی ہوگا؟۔

ا۔ جمہور نحاۃ حضرات کے نزدیک معطوف علیہ سے حکم منفی ہوگا اور معطوف کے لیے حکم کا ثبوت ہوگا۔ جیسے: «مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو» زید نہیں آیا، عمرو آیا ہے۔

۲۔ اور مبرد کے نزدیک اس میں دو قول ہیں: ا جمہور والا 2۔ معطوف سے حکم کی نفی ہو گی، اور ۔ معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہو گا۔ جیسے: «مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو» أَيْ مَا جَاءَنِيْ عَمْرٌو۔ (یعنی زید کے آنے کے بارے میں مسکوت عنہ کے حکم میں ہے، اور عمرو سے حکم کے نفی ہے)۔

(2) بل اضرابیہ: بل اس وقت اضراب کے لیے ہو گا جب جملہ پر داخل ہو۔

پھر اضراب دو قسم پر ہیں: ا۔ ابطالی، ۲۔ انتقالی۔

(ا) ابطالی: وہ ہے اس بات پر دلالت کرے، جو بل سے پہلے کی گئی ہے وہ باطل ہے، جیسے: {قَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَه بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ}۔ (۲) انتقالی: وہ ہے جو صرف انتقال پر دلالت کرتا ہے کسی غرض کے لیے، جیسے: {وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰي بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا}۔

(3) لکن: لکن استدراک کے لیے آتا ہے۔ یعنی ما قبل والے کلام سے جو وہم پیدا ہوتا ہے، لکن اس کو دفع کرنے کے لیے آتا ہے۔ لکن عاطفہ کے لیے تین شرطیں ہیں: 1۔ اس کا معطوف مفرد ہو، جملہ یا شبہ جملہ نہ ہو۔ 2۔ مقترن بالواؤ نہ ہو۔ 3۔ اس سے پہلے نفی یا نہی ہو۔ جیسے: «مَا أَكَلْتُ تُفَّاحًا لٰكِنْ خُبْزًا»۔ اور اگر یہ شرائط نہ ہوں تو وہ لکن ابتدائیہ ہو گا۔ (النحو الوافی: 3/ 481)

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب "نحو میر" نبود، برائے فائدہ طلاب افزودہ شد

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ کی غرض مستثنیٰ کو بیان کرنا ہے۔

مستثنیٰ میں کل چار باتیں ہیں: 1- تعریفِ مستثنیٰ 2- حکمِ مستثنیٰ 3- اقسامِ مستثنیٰ 4- اعرابِ مستثنیٰ۔

بداں کہ: مستثنیٰ لفظے است کہ مذکور باشد بعد الا واخواتِ آم، یعنی: غیر، وسوی، وسواء، وحاشا، وخلا، وعدا، وما خلا، وما عدا، ولیس، ولا یکون

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مستثنیٰ اور اداۃِ مستثنیٰ کو بیان فرمانا ہے۔

مستثنیٰ کی لغوی واصطلاحی تعریف

مستثنیٰ کا لغوی معنی ہے: "نکالا ہوا"۔

اور اصطلاح میں مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلا یا اخواتِ اِلا میں سے کسی ایک کے بعد مذکور ہو۔ اخواتِ اِلا کل دس ہیں:

1۔غَیْر 2۔ سِوٰی 3۔ سَوَاء 4۔ حَاشَا 5۔ خَلَا 6۔ عَدَا 7۔ مَاخَلَا 8۔ مَاعَدَا 9۔ لَیْسَ 10۔ لَایَکُوْنُ۔

تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنی آں چہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ما قبل وے

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مستثنیٰ کے حکم کو بیان کرنا ہے۔

تشریح: مستثنیٰ کا حکم: مستثنیٰ کا حکم یہ ہے کہ جو شئے مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب ہے، وہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہ ہو۔

وآں بر دو قسم است: متصل و منقطع، متصل: آں است کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلا و اخواتِ اِلا وی مثل: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا»۔ پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی، خارج کردہ شد۔ و منقطع: آں باشد کہ مذکورہ بعد اِلا و اخواتِ وی خارج کردہ نشود از متعدد، بسبب آں کہ مستثنی داخل نباشد در مستثنی منہ، مثل: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا» کہ حمار در قوم داخل نہ بود۔

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مستثنیٰ کی اقسام اور ان کی تعریفات کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

مستثنیٰ کی اقسام: مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ متصل 2۔ منقطع۔

مستثنیٰ متصل کی تعریف: مستثنیٰ متصل وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس میں سے ہو اور اِلا یا اخواتِ اِلا کے ذریعے ما قبل والے حکم سے خارج کیا گیا ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا»۔ اس مثال میں «زَیْدًا» مستثنیٰ ہے، پہلے قوم میں داخل تھا پھر اِلا کے ذریعے قوم (مستثنیٰ منہ) کے حکم، یعنی آنے سے اس کو خارج کر دیا گیا۔

(2) مستثنیٰ منقطع کی تعریف: مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا»۔

بداں کہ: اعرابِ مستثنی بر چہار قسم است، اول: آں کہ اگر مستثنی بعد اِلا در کلام موجب............... الخ۔ و بعضے نصب ہم جائز داشتہ اند، چوں: «جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ و سوی زیدٍ و سواء زیدٍ و حاشا زیدٍ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض مستثنیٰ کے اعراب کو بیان فرماتا ہے۔

تشریح: مستثنیٰ کا اعراب:

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے: 1- نصب پڑھنا واجب ہو 2- نصب پڑھنا جائز اور ما قبل سے بدل بنانا بھی جائز ہو 3- عامل کے مطابق اعراب پڑھنا واجب ہو 4- جر پڑھنا واجب ہو۔

(1) پہلی قسم، جہاں نصب پڑھنا واجب ہے اس کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اس کی تین شرطیں ہیں: 1- مستثنیٰ متصل ہو 2- اِلا کے بعد واقع ہو 3- کلام موجب میں ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا»۔

فائدہ: کلام موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا»۔ اور کلام غیر موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی یا استفہام ہو۔ جیسے: «مَا جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا»۔

دوسری صورت: اس کے لیے بھی تین شرائط ہیں: 1- اِلا کے بعد ہو 2- کلام غیر موجب میں ہو 3- مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔ جیسے: «مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ»۔

تیسری صورت: اس کے لیے دو شرطیں ہیں: 1- اِلا کے بعد ہو 2- مستثنیٰ منقطع ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا»۔

چوتھی صورت: اس کی ایک شرط ہے کہ مستثنیٰ خلا و عدا کے بعد ہو (اکثر علماء کے مذہب پر)۔ اور ما خلا، ما عدا، لیس یا لا یکون کے بعد ہو۔ جیسے: «جَاءَنِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا وَعَدَا زَیْدًا»۔

(2) دوسری قسم: مستثنیٰ کے اعراب کی دوسری قسم یہ ہے کہ نصب پڑھنا بھی جائز اور ما قبل سے بدل بنانا بھی جائز ہو۔ اس کی پانچ شرائط ہیں: 1- اِلا کے بعد ہو 2- مستثنیٰ متصل ہو 3- کلام غیر موجب میں ہو 4- مستثنیٰ منہ مذکور ہو 5- مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم نہ ہو۔ جیسے: «مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا»۔ اس مثال میں زید (مستثنیٰ) کو بنا بر بدلیت مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے اور بنا بر استثناء منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔

(3) تیسری قسم: مستثنیٰ کے اعراب کی تیسری قسم یہ ہے کہ عامل کے مطابق اعراب پڑھنا واجب ہو۔ اس کی تین شرطیں ہیں: 1- اِلا کے بعد ہو 2- کلام غیر موجب میں ہو 3- مستثنیٰ مفرغ ہو (یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو)۔

جیسے: «مَا جَاءَنِیْ إِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَأَیْتُ إِلَّا زَیْدًا وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَیْدٍ»۔ پہلی جگہ میں زیدؔ مرفوع ہے فاعلیت کی بنا پر۔ اور دوسری جگہ پر منصوب ہے مفعولیت کی بنا پر اور تیسری جگہ مجرور ہے بنابر دخول حرفِ جر۔

(4) چوتھی قسم: مستثنیٰ کے اعراب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ مستثنیٰ مجرور ہو۔ اس کی ایک شرط ہے کہ مستثنیٰ غیر، سوی، وسواء اور حاشا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: «جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، وَسِوٰی زَیْدٍ، وَحَاشَا زَیْدٍ»۔ اور عند البعض حاشا کے بعد منصوب پڑھنا بھی جائز ہے۔

وبداں کہ: اعراب غَیر مثل اعراب مستثنیٰ بہ إلا باشد در جمیع صور تہائے مذکور، چناں کہ گوئی: «جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ وغیرَ حمارٍ، وما جاءنی غیرَ زیدٍ القومُ، وما جاءنی أحدٌ غیرُ زیدٍ، وما جاءنی غیرُ زیدٍ، وما رأیت غیر زید، وما مررت بغیرِ زیدٍ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان کرنا ہے۔

تشریح:

فائدہ: اعرابِ لفظ غیر: لفظ غیر کا اعراب مستثنیٰ بإلا کے اعراب کی طرح ہے۔ یعنی جو اعراب إلا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے تو آگے إلا کی جگہ غیر آجائے تو غیر کو بھی وہی اعراب دیا جائے گا۔

یعنی تین صورتوں میں غیر کو منصوب پڑھنا واجب ہے۔ جیسے: «جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، وَغَیْرَ حِمَارٍ، وَمَا جَاءَنِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ»۔ اور ایک صورت میں منصوب پڑھنا اور ما قبل سے بدل بنانا دونوں جائز ہے۔ جیسے: «مَا جَاءَنِیْ أَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ، وَغَیْرُ حِمَارٍ»۔ اور ایک صورت میں لفظ "غیر" کو عامل کے مطابق اعراب دیا جائے گا۔ جیسے: «مَا جَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ، وَمَا رَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ»۔

وبداں کہ لفظ "غیر" موضوع است برائے وصف، وگاہے برائے استثناء آید، چناں کہ "إلا" برائے استثناء موضوع است وگاہ در صفت مستعمل شود، نحو قولہ تعالیٰ: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾، یعنی غَیْرُ اللّٰہِ۔ وہم چنیں «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»

غرض مصنف: یہاں سے صاحب نحو میرؒ کی غرض ایک فائدے کو بیان فرمانا ہے۔

تشریح:

فائدہ: لفظ "غیر" اصل میں صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے، جیسے: «جَاءَنِیْ رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ» اس کو "غیر صفتی" کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار لفظ "غیر" استثناء کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کو "غیرِ استثنائیہ" کہا جاتا ہے۔ (اس کی مثال ماقبل میں گزر چکی ہے)۔ جیسے لفظ "اِلا" اصل میں استثناء کے لیے وضع ہے، لیکن کبھی کبھار صفت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾، أی غَیْرُ اللّٰہِ۔

فائدہ: سِوٰی اور سَوَاء محلاً منصوب ہوں گے مفعول فیہ ہونے کی بنا پر۔ اور خلا، عدا اور لیس محلاً منصوب ہوں گے حال ہونے کی بنا پر۔

(موسوعہ: 42)

تمّ هذا الكتاب بتوفيق الله تعالى وعونه

ختم شد بروز منگل 4 رجب المرجب 1432ھ

بوقت عصر: (06:15) بتاریخ: 2011/06/07ء

التخصص فی الفنون

کیا آپ مستقبل میں ایک کامیاب مدرّس بننا چاہتے ہیں

دورۃ الصرف والنحو

زیر تدریس

شیخ النحو والمنطق

حضرت مولانا قاضی سعید احمد الحسنی مدظلہ العالی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء — شیخ الصرف والنحو

حضرت مولانا عبد الہادی صاحب — حضرت مولانا عبید اللہ خضداری صاحب

دامت برکاتہم العالیہ — دامت برکاتہم العالیہ

دورے کا افتتاح ان شاء اللہ العزیز

۲۰ رجب المرجب اور اختتام ۳۰ شعبان المعظم کو ہوگا

پتہ خانقاہ عالیہ نقشبندیہ صاحب آغا جان کچلاک بلوچستان

رابطہ نمبر 03318102050
03108584634